تاریخ احمدیت

جلد نمبر 26

1970ء

دیباچہ

قوموں کی تعلیم وتربیت میں علم تاریخ کو بڑی اہمیت حاصل ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

''صحیح تاریخ ایک عمدہ معلّم ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

تاریخ کومحفوظ کرنا اورآئندہ نسلوں تک پہنچانا ایک ایسا امر ہے جواقوام میں حیات جاوداں پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔اس کے برعکس جواقوام اپنی تاریخ کو بھول جاتی ہیں وہ قصۂ پارینہ بن جاتی ہیں۔اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''سلسلہ کی تاریخ سے واقفیت رکھنا ہراحمدی کے لئے ضروری ہے۔احباب کو چاہیے کہ اس کا مطالعہ کریں اوراس کی اشاعت میں حصہ لیں۔''

(الفضل ۱۰ردسمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ا)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں تو یہ بھی تحریک کروں گا کہ جماعت کے وہ مخیرّ اور مخلص دوست جوسلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ ہی نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں تاریخ احمدیت کے مکمل سیٹ اپنی طرف سے پاکستان اور ہندوستان کی مشہور لائبریریوں میں رکھوا دیں تا اس صدقہ جاریہ کا ثبوت قیامت تک ملتا رہے اور وہ اوران کی نسلیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہوتی رہیں۔آمین''

(الفضل ۱۰ردسمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ا)

ان ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ تاریخ احمدیت سے واقفیت کے لئے اس کا مطالعہ کرتے رہیں اوراسی طرح دیگراحباب جماعت کے اندربھی یہ جذبہ

پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں کہ وہ ہمیشہ تاریخ احمدیت زیر مطالعہ رکھیں اور اپنے گھروں میں سلسلہ کی تاریخ کے واقعات کا تذکرہ کرتے رہا کریں کیونکہ تاریخ کا مطالعہ اقوام کی ترقی اور عظمت کا ذریعہ بنتا ہے۔

تاریخ احمدیت جلد ۲۶ زیور طبع سے آراستہ ہو کر پیش خدمت ہے

نے بڑی عرقریزی اور محنت شاقہ سے اس کی تالیف وتدوین

فرمائی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس محنت اور مساعی کو قبول فرمائے اور ہر لحاظ سے مفید اور مبارک کرے۔ آمین

پیش لفظ

جماعت احمدیہ عالمگیر کی روز افزوں ترقی اور غلبہ دین حق کی وسعت پذیر شاندار مہم کے ایمان افروز حالات (سال ۱۹۷۰ء) پر مشتمل تاریخ احمدیت کی جلد نمبر ۲۶/احباب جماعت کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔اس سال کا ایک بہت اہم اور تاریخی واقعہ ناصر دین حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا پہلا دورۂ مغربی افریقہ ہے جس میں حضور انور کئی ممالک میں تشریف لے گئے۔

یہ دورہ کیا تھا گویا ایک صور اسرافیل تھا جس نے ان اقوام میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی اور ایک ایسا ابرِ رحمت برسا جس نے اس سرزمین کو سرسبز و شاداب کر دیا۔ یہ سفر تاریخ احمدیت میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی سفر کے نتیجہ میں نصرت جہاں آگے بڑھو کی بابرکت سکیم کا بھی اجراء ہوا جس کے ذریعہ اب تک کئی افریقی ممالک میں سکول، کالجز، میڈیکل سنٹرز اور ہاسپٹلز کا جال بچھا دیا گیا ہے۔اس شاندار پیش رفت کا ایک اجمالی خاکہ احباب جماعت تک پہنچانے کے لئے آغاز سے ۲۰۱۴ء تک کا ایک گوشوارہ بھی شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔

مغربی افریقہ کے اس تاریخ ساز سفر کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ لندن تشریف لے گئے اور مسجد فضل کے احاطہ میں محمود ہال کا افتتاح فرمایا جو ایک ہال اور دفاتر کے علاوہ مبشرین سلسلہ کے تین رہائشی فلیٹس پر مشتمل عمارت ہے۔(اسی عمارت کے ایک حصہ میں ۳۰/اپریل ۱۹۸۴ء سے تا دمِ تحریر (۲۰۱۴ء) حضرت خلیفۃ المسیح کی رہائش بھی ہے۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۷۰ء کو سپین کے پہلے سفر پر تشریف لے گئے۔ مسلمانوں کی چھنی ہوئی متاع کو دیکھنے کے لئے یہ کسی بھی خلیفۃ المسیح کا پہلا سفر تھا۔اس کی تفصیلی روئداد نہایت دلگداز ہے جسے محترم مولانا بشیر احمد رفیق صاحب نے مرتب کر کے روزنامہ الفضل میں شائع کروایا۔ حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی سفر میں جہاز کے سپین میں اترتے وقت ایک تاریخی فقرہ ارشاد فرمایا جو آنے والی روحانی فتوحات کا اشارہ دے رہا ہے کہ

”مجھے تو طارق کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔کیا تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں۔“

اس کے علاوہ اس جلد میں   کا سنگِ بنیاد، جلسہ ہائے سالانہ قادیان و ربوہ، مجلس مشاورت، سالانہ اجتماعات، نمایاں ترقیات حاصل کرنے والے احباب جماعت کے اسماء گرامی، حدیقۃ المبشرین کا قیام اور اس کے مقاصد، پاکستان میں ہونے والے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کا تذکرہ اور اس کے دلچسپ نتائج کی روئداد شامل ہے۔ سفرِ افریقہ سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بحالی صحت کے لئے پاکستان کے نسبتاً خوشگوار موسم کے حامل شہر ایبٹ آباد میں نسبتاً طویل قیام فرمایا۔ اس سفر کے حالات و واقعات، آسمانِ احمدیت کے ایک سفید پرندے ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے قبول احمدیت کی ایمان افروز داستان نیز صحابہ کرام اور مخلصین سلسلہ کے حالاتِ زندگی بھی درج کئے گئے ہیں۔

اس جلد کی تیاری میں

ممبران شعبہ تاریخ احمدیت نے

خصوصی خدمت کی توفیق پائی ہے۔ نیز دنیا بھر میں کئی احبابِ جماعت سے رابطے کئے گئے اور مفید معلومات، اہم واقعات اور نادر تصاویر حاصل کر کے شامل اشاعت کی گئی ہیں، اس سلسلہ میں بھی بعض احباب جماعت کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے۔ اسی طرح

اور مکرم عمیر علیم صاحب انچارج مخزن تصاویر لندن بھی بہت شکریہ کے مستحق ہیں کہ یہ سب احباب کرام اس جلد کے مواد کی تیاری کے سلسلہ میں کتب و رسائل، اخبارات و مجلّات اور تصاویر کی فراہمی کے لئے خصوصی تعاون فرماتے رہے ہیں۔

جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

تاریخ احمدیت جلد 26 (سال 1970ء)

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
صلح تا فتح ۱۳۴۹ہش/جنوری تا دسمبر ۱۹۷۰ء	
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام جماعت احمدیہ غانا کے نام	1
چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں آمد	2
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے دو بزرگان سلسلہ کا ذکر خیر	3
جدید پریس اور احمدیہ ریڈیو سٹیشن کی تحریک	6
علمی تقاریر مجلس ارشاد مرکزیہ اور اس کا ملک گیر پروگرام	8
۔ مرکز میں علمی تقاریر	9
۔ حضور انور کا مجلس ارشاد کے اجلاس میں بصیرت افروز خطاب	9
۔ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی تحریک	10
خلافت لائبریری کا سنگ بنیاد	12
گیارھواں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ	15
حضرت اُمّ مظفر احمد کا انتقال	16
ربوہ میں عیدالاضحیٰ کی مبارک تقریب	19
چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا انتخاب بطور صدر عالمی عدالت	19
جامعہ نصرت کی مسجد اور سائنس بلاک کا سنگ بنیاد	19
(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا وائی ایم سی اے ہال لاہور میں بلند پایہ لیکچر	21
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول سے خطاب	23
مقامِ محمدیتؐ پر ایک نہایت پُر معارف خطبہ	24
مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء	27
۔ حضور انور کا اختتامی خطاب	30
مبشرین احمدیت کو قیمتی ہدایات	32
English Traced to Arabic پر ایک نہایت عالمانہ تبصرہ	33
حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی اہم تحریکِ دعا	35
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر مغربی افریقہ	37
۔ تحریکِ دعا	37
۔ خصوصی دعاؤں کے ساتھ الوداع	38

عنوان	صفحہ
ـ ربوہ سے روانگی	38
ـ تہران، استنبول اور لنڈن میں مختصر قیام	40
ـ زیورک میں تشریف آوری	40
ـ لیگوس (نائیجیریا) میں ورودِ مسعود	41
ـ غانا میں تشریف آوری	47
ـ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قبولیت دعا کا ایک درخشندہ نشان	49
ـ آئیوری کوسٹ میں ورودِ مسعود	52
ـ لائبیریا میں ورودِ مسعود	55
ـ گیمبیا میں پُرتپاک استقبال	57
ـ سیرالیون میں تشریف آوری اور شاندار استقبال	59
ـ ایمسٹرڈیم میں تشریف آوری	68
ـ لنڈن میں اہم دینی و جماعتی مصروفیات	71
ـ نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی آسمانی سکیم کا پُرشوکت اعلان	74
ـ محمود ہال لنڈن کا افتتاح	75
ـ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا دورہ سپین	75
ـ لنڈن میں ایک مجلس عرفان	84
ـ کراچی میں مراجعت اور شاندار استقبال	86
ـ لاہور میں ورود اور عزمِ ربوہ	90
ـ ربوہ میں تشریف آوری اور استقبال کا پُرکیف نظارہ	91
ـ مغربی افریقہ کے پریس و الیکٹرانک میڈیا میں غیر معمولی چرچا	98
نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی مبارک تحریک کا ذکر مجلس عرفان میں	110
خطبہ جمعہ میں سفر مغربی افریقہ و سپین کا تذکرہ	117
پاکستانی جماعتوں کی طرف سے مالی قربانی کا شاندار مظاہرہ	120
لجنہ اماء اللہ سے خطاب	121
حضور انور کا اظہار خوشنودی بابت مبلغین سلسلہ مغربی افریقہ	122
حدیقۃ المبشرین کا قیام	123
مجلس نصرت جہاں کا قیام	130
ـ ارض بلال میں ہسپتالوں اور سکولوں کا قیام	130
مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا قبول احمدیت	146
جماعت ہائے ضلع راولپنڈی کا استقبالیہ	158
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر ایبٹ آباد	159
معروف احمدی شاعر ثاقب زیروی صاحب کا سفر انگلستان	191
فضل عمر تعلیم القرآن کلاس	194
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا احمدی ڈاکٹروں سے ولولہ انگیز خطاب	197
شہد اور اس کے خواص کے بارے میں حضور انور کے ارشادات	208

عنوان	صفحہ
چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا جاپان کی عالمی کانفرنس سے خطاب	210
اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ	210
اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ	215
اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ	223
مرکزی تنظیموں کی طرف سے یادگار استقبالیہ تقریب	224
غانا میں پہلے احمدیہ میڈیکل سنٹر کا پُرشکوہ افتتاح	230
چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی انگلستان کی مذہبی عالمی کانفرنس میں تقریر	231
احمدی خواتین کی طرف سے شاندار دعوتِ عصرانہ	232
۱۹۷۰ء کے انتخابات اور جماعت احمدیہ کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈہ	236
۔ ملکی انتخابات اور اس کے نتائج پر حقیقت افروز تبصرہ	248
ڈاکٹر عبد الہادی کیوسی صاحب کے قادیان سے متعلق تاثرات	256
جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۰ء	258
حوالہ جات (صفحہ ۱ تا ۲۶۸)	269
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابۂ کرام کا انتقال	
حضرت مولوی نظام الدین صاحب آف چک ۳۵ جنوبی سرگودھا	277
حضرت محمد عبد اللہ ایرانی صاحب	277
حضرت محمد صادق صاحب فاروقی آف بھٹے کلاں متصل شہر سیالکوٹ	278
حضرت مرزا صالح علی صاحب	279
حضرت عالم بی بی صاحبہ	279
حضرت مولوی سیف اللہ صاحب چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ	280
حضرت ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب ڈنگوی۔ میڈیکل ہال قادیان	281
حضرت ملک شادے خان صاحب	285
حضرت صابرہ بی بی صاحبہ	285
حضرت خواجہ عبد القیوم صاحب بی اے بی ٹی سیالکوٹی	286
حضرت چوہدری مراد بخش صاحب لدھیانوی	286
حضرت مولوی حیات محمد صاحب دھیر کے کلاں ضلع گجرات	287
حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب آف کاٹھ گڑھ ہوشیار پور	289
حضرت حافظ مراد بخش صاحب	291
حضرت ڈاکٹر حافظ عبد الجلیل خانصاحب شاہجہانپوری	292
۱۹۷۰ء میں وفات پانے والے مخلصین جماعت	
الف دین صاحب آف کوٹلی آزاد کشمیر	295

عنوان	صفحہ
قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی	295
سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	296
عبدالرشید صاحب بنگوی ابن مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب	298
چوہدری لئیق احمد صاحب کھوکھر ایم۔اے	298
مرزا اعظم بیگ صاحب کلانوری ٹھیکیدار ریلوے	300
قاری محمد یٰسین خاں صاحب	301
میاں محمد اسماعیل صاحب	304
سرور محمد بشیر صاحب (امریکہ)	304
الحاج مرزا معظم بیگ صاحب آف کوئٹہ	305
مولوی فخر الدین صاحب مالاباری درویش قادیان	306
خواجہ ظہور الدین صاحب بٹ آف گوجرخاں	307
مولوی مسیح الدین خاں صاحب	308
عبدالرشید غوری صاحب آف گوکھووال	308
حضرت کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد صاحب ساکن چک چھور مغلیاں	310
حضرت شیخ عبدالغفور صاحب مرحوم آف گجرات	311
قریشہ سلطانہ بیگم صاحبہ بیگم الحاج حضرت ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب محقق دہلوی	312
گیانی مرزا واحد حسین صاحب (سابق شیر سنگھ)	317
میاں رحمت اللہ صاحب	322
سلیمہ بانو نجمہ صاحبہ اہلیہ علی محمد صاحب انبالوی	322
چوہدری غلام احمد صاحب آف سعداللہ پور	324
پیراماؤنٹ چیف آنریبل الحاج المامی سوری آف سیرالیون	326
مرزا عبدالحمید صاحب	327
قریشی غلام احمد صاحب ریٹائرڈ مختار عام صدر انجمن احمدیہ پاکستان	327
منشی غلام محمد صاحب آف ہجکہ	328
ملک نادر خاں صاحب افسر مال کیمبل پور (اٹک)	329
چوہدری اللہ بخش صاحب	329
حبیب بیگم صاحبہ	330
زینب بی بی صاحبہ	330
بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب درویش (عرف بابا سرپیڑ)	330
حکیم سراج دین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور	333
حضرت حکیم سیّد خلیل احمد صاحب مونگھیری	333
حوالہ جات (صفحہ ۲۷۷ تا ۳۳۴)	335
۱۹۷۰ء کے متفرق اہم واقعات	
۔ نکاح اور شادی	339
۔ ولادت	339
نمایاں اعزازات	340
ایک دعوت عصرانہ	342

عنوان	صفحہ
جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان	342
جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ مشرقی پاکستان کا جلسہ سالانہ	343
تعلیم الاسلام ہائی سکول کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات	343
لندن ٹائمز کی اسلام کے خلاف بہتان طرازی	344
ایک احمدی نوجوان کی قابلِ تقلید خدمت خلق	344
گورونانک جی کا اسلام اور مسلمانوں سے تعلق	345
نواب بہادر یار جنگ مرحوم پر معلومات افروز مقالہ	347
ربوہ کا ذکر ہفت روزہ ''سنگ میل'' میں	349
خدام الاحمدیہ کی سترھویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس	351
احمدیہ دارالمطالعہ کراچی میں نمائش	351
تعلیم الاسلام کالج کی مسجد کا سنگ بنیاد	353
مدیر ''اہل حدیث'' کا چیلنج اور پھر خاموشی	353
مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کی امداد	354
شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کو صدارتی تمغہ	354
(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تبلیغی مجلس کراچی	355
پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کے اعزاز میں الوداعی تقریب	355
مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار	356
The Cambridge History Of Islam میں جماعت احمدیہ کا ذکر	357
التواء روانگی قافلہ برائے جلسہ سالانہ قادیان	359

عنوان	صفحہ
بیرونی ممالک میں جماعتی مساعی	
امریکہ	360
انڈونیشیا	361
انگلستان	365
تنزانیہ	367
سپین	368
سوئٹزرلینڈ	369
سیرالیون	369
- پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث	370
غانا	372
فجی	374
کینیا	375
گی آنا	376
ماریشس	377
ملائیشیا	380
نائیجیریا	381
ہالینڈ	383
- حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغامِ عید	385
مبلغین احمدیت کی آمد اور روانگی	
آمد	387
روانگی	387
نئی مطبوعات	389
حوالہ جات (صفحہ ۳۹۹ تا ۳۹۰)	391

صلح تا فتح ۱۳۴۹ ہش/جنوری تا دسمبر ۱۹۷۰ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام جماعت احمدیہ غانا کے نام

جماعت احمدیہ غانا کا ۴۵واں جلسہ سالانہ ۸۔ ۹۔ ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء کو منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر مرکز احمدیت ربوہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خاص طور پر پیغام بھجوایا جو الحاج مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب امیر و مشنری انچارج نے پڑھ کر سنایا۔ اصل پیغام بزبان انگریزی تھا جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا دل خوشی کے جذبات سے لبریز ہے یہ جان کر کہ آپ کی ۴۵ویں سالانہ کانفرنس سالٹ پانڈ میں مورخہ ۸۔ ۹۔ ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء منعقد ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کانفرنس میں برکت ڈالے اور اسے کامیاب بنادے۔ خدا کرے کہ وہ اپنے بے پایاں رحم اور محبت کے طفیل آپ کو نور اور عقل عطا فرمادے تاکہ آپ اپنی تقریروں اور مباحث میں صحیح رنگ میں ہدایت یافتہ ہوں۔ خدا کرے کہ وہ آپ کو ہمت اور کام کے مواقع عطا فرمائے اور ضرورت پڑنے پر، حق اور اسلامی اقدار کے لئے کہ ہم نے پیچھے نہ ہٹنے کی قسم کھائی ہے، تکالیف اٹھانے کی برداشت عطا فرمائے۔ ہمیں بھولنا نہ چاہیے کہ دین اور اسلام کا مغز ہماری مکمل اطاعت امر الٰہی اور مکمل آہنگی راہ الٰہی میں ہے۔ ساری تعریفیں اسی کے واسطے ہیں۔ ہمارا فرض اسی (اللہ) کو اپنانا ہی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنی اور جذب کرنی چاہئیں۔ خاص طور پر چار اہم ترین صفات جو قرآن مجید کی پہلی سورۃ میں بیان ہوئی ہیں یعنی رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین یعنی وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ بے حد کرم کرنے والا ہے۔ وہی جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔ ان صفات کا

عمیق مطالعہ کرنے پر ہماری روح اچانک انتہائی مسرت وانبساط سے چلّا اٹھتی ہے کہ اے ہمارے خدا ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔اصل عبادت یہ ہے کہ ہم اپنے اندر الٰہی صفات جذب کرلیں۔الٰہی صفات ہی ہمارا لباس بن جائیں اور انہی صفات کے رنگ میں رنگین ہوجائیں یہاں تک کہ ہم عاجز اور شئے لامحض ہوجائیں۔اس (اللہ) سے الگ ہماری شخصیت ہی باقی نہ رہے اور ایک قسم کی موت ہم پر حاوی ہوجاوے۔ہم الٰہی خصوصیات میں ڈوب جائیں اور اس کی خوبصورتی اور مہربانی کا زندہ نمونہ بن جائیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''کمالِ عبد انسان کا یہی ہے کہ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے۔ اور جب تک اس مرتبہ تک نہ پہنچ جاوے نہ تھکے نہ ہارے۔ اس کے بعد خود ایک کشش اور جذب پیدا ہو جاتا ہے جو عبادت الٰہی کی طرف اسے لے جاتا ہے اور وہ حالت اس پر وارد ہو جاتی ہے جو یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ (النحل:۵۱) کی ہوتی ہے''۔[1]

اس ضمن میں آیت اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہمیشہ ہی ہمارے مدّنظر ہونی چاہیے۔آیت کا مطلب ہے کہ اے خدا ہم تیری ہی پرستش وعبادت کرتے ہیں اور صرف تیری ہی مدد کے طلبگار ہیں۔صحیح اور اصل عبادت کرنے کے قابل بننے کے لئے بھی ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کے ہی محتاج ہیں۔اسی کی ہدایت، مدد اور رحمانیت کے ضرورتمند ہیں لہٰذا ہمیں یہ عادت بنا لینی چاہیے کہ اسی کی طرف جھکیں تا وہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو، کہ سب عاجز بندے ہیں توفیق بخشے کہ اس کی رضا اور محبت کے راستوں پر چلیں۔آمین۔ مرزا ناصر احمد۔خلیفۃ المسیح الثالث

۱۸ دسمبر ۱۹۶۹ء۔ربوہ پاکستان'' [2]

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں آمد

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۷۰ء کو محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب جج عالمی عدالت انصاف میجر

عبداللہ صاحب مہار اور چند دیگر معززین کے ہمراہ لاہور سے گھٹیالیاں بذریعہ کار تشریف لائے۔آپ کے خیر مقدم کے لئے کالج وسکول کے طلباء واساتذہ اور علاقہ کے معززین اور سیالکوٹ کے بعض احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔محترم چوہدری صاحب کا سب سے پہلے ممبران کالج کمیٹی اور سٹاف سکول وکالج سے تعارف کروایا گیا۔پھر آپ نے مینیجر صاحب اور پرنسپل صاحب کی معیت میں کالج،کالج ہوسٹل،سکول وسکول ہوسٹل اور کوارٹرز کا معاینہ کیا۔اس کے بعد آپ جلسہ کی تقریب میں تشریف لائے۔ جہاں سامعین کا جم غفیر موجود تھا۔جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو مولوی عبدالحلیم صاحب نے کی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم کے چند اشعار ''ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے'' منظور احمد شاکر صاحب نے پڑھے۔ بعد ازاں پرنسپل عبدالسلام اختر صاحب نے محترم چوہدری صاحب کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ یہ کالج دیہاتی اورغریب علاقہ میں خدمت خلق کررہا ہے۔اس کالج کے قیام کے بارہ میں حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خاص دلچسپی کا اظہار فرمایا تھا۔ پرنسپل صاحب کے خطاب کے بعد محترم چوہدری صاحب نے تقریر فرمائی۔آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اس دور افتادہ جگہ پر کالج قائم کرنے کی حقیقی غرض وہ نہیں جسے دنیا والے حقیقی غرض سمجھتے ہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ تعلیم ہمیں متقی دیندار اور رضائے الٰہی پر راضی ہونے والا بنادے۔اگر ہم میں تقوی اور خدا سے مضبوط تعلق پیدا نہیں ہوتا تو کچھ بھی نہیں۔آپ کے خطاب کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا۔[3]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے دو بزرگان سلسلہ کا ذکر خیر

۹ جنوری ۱۹۷۰ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے چار نکاحوں کا اعلان فرمایا۔خطبہ نکاح میں حضور نے مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال بانی احمدیہ مشن انگلستان کا خصوصی ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

> ''اس وقت میں جن نکاحوں کا اعلان کروں گا ان میں سے دو نکاحوں کا تعلق ان دوستوں اور بزرگوں سے ہے جو ایک لحاظ سے میرے محسن بھی ہیں۔جس وقت میں انگلستان سے تعلیم ختم کر کے واپس آیا تو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے میرے اس احتجاج کے باوجود جو احساس کم مائیگی سے نکلا تھا مجھے مجلس خدام الاحمدیہ کا

صدر تجویز کر کے میرا نام صدارت کے لئے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں بھجوا دیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں جو کام کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی اس کے نتیجہ میں مَیں احمدی نوجوان سے اس طرح واقف ہوا کہ جو واقفیت کسی اور ذریعہ سے نہیں ہو سکتی تھی اور جو قدر و قیمت ایک احمدی نوجوان کی مَیں پہچانتا ہوں شاید ہی کوئی اور ہو جو اس قدر و قیمت کو پہچانتا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر چہ میری طبیعت کا کوئی پہلو بھی اس وقت صدارت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا لیکن جو کام میرے سپرد کیا گیا اس کے نتیجہ میں مجھے انتظامی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی بہت فائدہ حاصل ہوا۔ اس وقت کی مجلسِ عاملہ کے اراکین میں سے ایک رکن (مکرم مولوی ظہور حسین صاحب) کے بیٹے (نعیم احمد صاحب طاہر) کے نکاح کا اعلان اس وقت ہو رہا ہے۔ میرے دوسرے محسن محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیالؔ ہیں۔ جب میں انگلستان سے واپس آیا تو عمر کے لحاظ سے میں چھوٹا تھا اور گو تبلیغ کا جوش تو تھا لیکن تجربہ کوئی نہ تھا۔ محترم چوہدری صاحب نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ مقامی تبلیغ کے دوروں پر جب بھی فرصت ہو، جایا کرو۔ چنانچہ میں نے ان کے ساتھ تبلیغی دوروں پر جانا شروع کر دیا۔ اس سے ایک تجربہ تو مجھے یہ حاصل ہوا کہ ایک عام دیہاتی مسلمان چاہے وہ کسی فرقہ سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو طبیعت کا سادہ اور سعادت مندی کی روح اپنے اندر رکھتا ہے اگر صحیح طریق پر اس کے لیول (Level) اور اس کے مقام پر آ کر بات کی جائے تو وہ بہت جلد اسے سمجھ لیتا ہے۔

دوسرا بڑا فائدہ ان تبلیغی دوروں سے یہ ہوا کہ میری اپنی طبیعت میں فطرتی طور پر دیہات میں رہنے والوں سے جو لگاؤ تھا اس فطری جذبہ کو تجربہ کے ذریعہ ابھرنے کی توفیق ملی اور اپنے احمدی بھائیوں کی فراست اور علم نے باوجود ان کے اَن پڑھ ہونے کے میری طبیعت پر بڑا گہرا اثر کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سٹھیالی (نزد قادیان) کے ایک احمدی دوست تھے جو سٹھیالی کے لحاظ سے اچھے زمیندار تھے اور عادتاً سفید پوش تھے اب وہ فوت ہو گئے ہیں۔ وہ احمدیت اور اسلام کا اتنا گہرا علم رکھتے تھے کہ ایک جلسہ کے موقع پر بعض

نو جوان طالب علم (یونیورسٹی اور کالجز کے) قادیان آئے ہوئے تھے اور وہ اپنے بعض غیر احمدی دوستوں کو بھی ساتھ لائے تھے۔طلباء کی آپس میں بحث ہوئی تو ہمارا ایک بی اے کا طالب علم ایک سوال کا جواب نہ دے سکا اور اس نے کہا میں اپنا کوئی مولوی لاتا ہوں وہ تمہیں اس سوال کا جواب دے گا۔ چنانچہ وہ ساتھ والے کمرہ میں گیا اور اس نے دیکھا کہ ایک سفید پوش آدمی ہیں داڑھی انہوں نے رکھی ہوئی ہے اور شخصیت بڑی بارُعب ہے۔اس نے سمجھا کہ یہ کوئی عالم ہیں اس لئے اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا میں بحث کے دوران لاجواب ہو گیا ہوں مَیں ایک سوال کا جواب نہیں دے سکا۔آپ تشریف لائیں اور اس سوال کا جواب دیں۔ چنانچہ وہ دوست اس طالب علم کے ساتھ گئے اور اس غیر احمدی دوست کی اس مسئلہ کے متعلق تسلی کر دی۔

ہماری پنجابی زبان میں ایک مثل مشہور ہے۔ مچلا جٹ۔ یہ مثل دنیوی طور پر تو درست ہوسکتی ہے لیکن ایک زمیندار (اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو دیہات میں رہتا ہے اور کاشتکاری کرتا ہے چاہے اس کی زمین ہو یا نہ ہو) کو اللہ تعالیٰ نے ایسی فراست دی ہے کہ بعض دفعہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور پھر آگے ان میں سے بہت سے فدائی نکلے ہیں۔ بیسیوں دفعہ میں نے باہمی رنجشیں دور کرنے کے سلسلہ میں کھیت میں جا کر اور زمین پر بیٹھ کر زمینداروں سے باتیں کی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ منٹوں میں جھگڑے ختم ہو جاتے تھے۔میری ان باتوں کا ان پر خاصہ اثر ہوتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بڑی غیرت رکھنے والے حساس دل دئے ہیں اور بڑی پیاری روحیں انہیں ملی ہیں۔

بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ میرے محترم بزرگ چوہدری فتح محمد صاحب سیالؔ کا مجھ پر بہت احسان تھا کہ انہوں نے مجھے میری اس چھوٹی عمر میں اور ناتجربہ کاری کی عمر میں اپنے ساتھ لے جا کر میرے تجربہ میں بڑی وسعت کے مواقع پیدا کئے اور دیہات میں رہنے والوں کے لئے میرے دل میں جو لگاؤ پوشیدہ تھا اس لگاؤ کو ظاہر ہونے کا موقع ملا۔ اب بھی میں ایک سادہ دیہاتی سے جب بھی مجھے اس سے

ملاقات کا موقع ملتا ہے بے تکلف بات کرنے میں جو خوشی محسوس کرتا ہوں وہ خوشی میں ایک شہری سے ملاقات کے وقت محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ شہریوں کو تکلّف کی عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے اور ان کی اس عادت کی وجہ سے ان سے ملاقات کے وقت بغیر جانے بوجھے ہم بھی تکلف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بہر حال آج میرے اس محسن بزرگ کے نواسہ (ملک سلطان ہارون خاں صاحب ابن کرنل سلطان محمد خاں صاحب) کی شادی ہے اور اس کے نکاح کا اعلان میں اس وقت کروں گا۔ دوست دعا کریں کہ جس طرح ہمارے بڑوں نے بے لوث اور بے نفس خدمت خدا کے دین کی کی ہے وہی جذبہ خدمت کا اور وہی جذبہ ایثار اور قربانی کا ان کی نسلوں میں بھی قائم رہے اور بڑا نمایاں رہے''۔[4]

جدید پریس اور احمدیہ ریڈیو سٹیشن کی تحریک

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۹ جنوری ۱۹۷۰ء کو ایک جدید پریس اور احمدیہ ریڈیو سٹیشن کے قیام کی پُر زور تحریک فرمائی۔ چنانچہ اس کا تفصیلی پس منظر بیان کرتے ہوئے اس روز خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ:۔

''ہمارے پاس بعض اوقات مثلاً افریقہ کے کسی ملک سے مانگ آجاتی ہے کہ ہمیں سادہ قرآن کریم (بغیر ترجمہ کے) کے بیس ہزار نسخے اگلے تین ماہ کے اندر دے دو اور کچھ عرصہ پہلے ہمیں ایک ملک سے بارہ یا پندرہ ہزار سادہ قرآن کریم کے نسخوں کا آرڈر ملا اور تحریک جدید کو انکار کرنا پڑا کہ ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔

اگر ہمارا اپنا پریس ہو تو اگر اور جب کوئی آرڈر آئے وہ آرڈر تو شاید پندرہ یا بیس یا پچیس ہزار کا ہو گا مگر ایک لاکھ نسخے ہمارے پاس تیار موجود ہوں گے یا ہم اس قابل ہوں گے کہ چند دنوں کے اندر اتنے نسخے شائع کر دیں۔ غرض ہم بہت سارے کام کر سکتے ہیں اور پریس نہ ہونے کی وجہ سے ہم اس طرف خیال نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک ترجیح مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کو ہے۔ کیونکہ صحیح ترجمہ اور صحیح تفسیری نوٹ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر مسلم دنیا کو حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم سے باہر نہیں مل سکتے اس لئے ہم ان کو ترجیح دیتے ہیں۔

پس اگر اپنا پریس ہوگا تو قرآن کریم سادہ یعنی قرآن کریم کا متن بھی ہم شائع کرلیا کریں گے۔اس کی اشاعت کا بھی تو ہمیں بڑا شوق اور جنون ہے۔ یہ بات کرتے ہوئے بھی میں اپنے آپ کو جذباتی محسوس کر رہا ہوں۔ ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ ہم دنیا کے ہر گھر میں قرآن کریم کا متن پہنچا دیں اللہ تعالیٰ آپ ہی اس میں برکت ڈالے گا تو پھر بہتوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہم یہ زبان سیکھیں یا اس کا ترجمہ سیکھیں۔ پھر اور بھی بہت سارے کام ہیں جو ہم صرف اس وجہ سے نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس پریس نہیں لیکن میرے دل میں جو شوق پیدا کیا گیا ہے اور جو خواہش پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سارے پاکستان میں اس جیسا اچھا پریس کوئی نہ ہو۔اور پھر اس پریس کو اپنی عمارت کے لحاظ سے اور دوسری چیزوں کا خیال رکھ کر اچھا رکھا جائے۔عمارت کو ڈسٹ پروف (Dust proof) بنایا جائے تاہم ایک دفعہ دنیا میں اپنی کتب کی اشاعت کر جائیں......

دوسری خواہش جو بڑے زور سے میرے دل میں پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ایک طاقتور ٹرانسمٹنگ اسٹیشن (Transmitting Station) دنیا کے کسی ملک میں جماعت احمدیہ کا اپنا ہو۔اس ٹرانسمٹنگ اسٹیشن کو بہرحال مختلف مدارج میں سے گزرنا پڑے گا لیکن جب وہ اپنے انتہا کو پہنچے تو اس وقت جتنا طاقتور روس کا شارٹ ویو اسٹیشن (Short wave station) ہے جو ساری دنیا میں اشتراکیت اور کمیونزم کا پرچار کر رہا ہے اس سے زیادہ طاقتور اسٹیشن وہ ہو جو خدا کے نام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں پھیلانے والا ہو اور چوبیس گھنٹے اپنا یہ کام کر رہا ہو۔اس کے متعلق میں نے سوچا کہ امریکہ میں تو ہم آج بھی ایک ایسا اسٹیشن قائم کر سکتے ہیں وہاں کوئی پابندی نہیں ہے جس طرح آپ ریڈیو ریسیونگ سیٹ (Radio Receiving Set) کا لائسنس لیتے ہیں اسی طرح آپ براڈ کاسٹ (Broadcast) کرنے کا لائسنس لے لیں۔ وہ آپ کو ایک

فریکوئنسی (Frequency) دیدیں گے اور آپ وہاں سے براڈ کاسٹ کر سکتے ہیں لیکن امریکہ اتنا مہنگا ہے کہ ابتدائی سرمایہ بھی اس کے لئے زیادہ چاہیے اور اس پر روزمرہ کا خرچ بھی بہت زیادہ ہوگا۔ اور اس وقت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی اس روحانی جماعت کی مالی حالت ایسی اچھی نہیں کہ ہم ایسا کر سکیں۔ یعنی میدان تو کھلا ہے لیکن ہم وہاں نہیں پہنچ سکتے۔

دوسرے نمبر پر افریقہ کے ممالک ہیں۔ نائیجیریا، غانا اور لائبیریا سے بعض دوست یہاں جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے تھے۔ غانا والوں سے تو میں نے اس کے متعلق بات نہیں کی لیکن باقی دونوں بھائیوں سے میں نے بات کی تو انہوں نے آپس میں یہ بات شروع کر دی کہ ہمارے ملک میں یہ لگنا چاہیے اور وہاں اجازت مل جائے گی جس کا مطلب یہ ہے کہ گو پتہ تو کوشش کرنے کے بعد ہی لگے گا کہ کہاں اس کی اجازت ملتی ہے لیکن ان ممالک میں سے کسی نہ کسی ملک میں اس کی اجازت مل جائے گی۔ اور چونکہ ہماری طرح یہ ملک بھی غریب ہیں اس لئے زیادہ خرچ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ شروع میں میرا خیال تھا کہ صرف پروگرام بنا کر اناؤنس کرنے والے ہی ہمیں دس پندرہ چاہئیں۔ پہلے مرحلہ میں چاہیے کہ یورپ اور مشرقِ وسطی کی زبانوں میں پروگرام نشر کیا جا سکے۔ اسی طرح عرب ممالک اور پھر ٹرکی، ایران، پاکستان اور ہندوستان سب اس کے احاطہ میں آجائیں گے۔ انشاءاللہ......'' [5]

علمی تقاریر مجلس ارشاد مرکزیہ اور اس کا ملک گیر پروگرام

۱۹۶۷ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے علمی تقاریر کے اجلاسوں کا نام، جو مرکز میں حضور کی نگرانی میں منعقد ہو رہے تھے ''مجلس ارشاد مرکزیہ'' تجویز فرمایا تھا اور اپریل ۱۹۶۷ء میں ہدایت فرمائی کہ اس مرکزی مجلس کے پروگرام کے مطابق ہر بڑی جماعت کراچی، ملتان، منٹگمری (ساہیوال)، لاہور، سیالکوٹ، گجرات، راولپنڈی، سرگودھا، لائکپور، ڈھاکہ میں یہ اجلاس مرکزی تاریخ پر امیرِ جماعت کے زیرِ انتظام منعقد ہوں۔ نیز ہر جگہ اس مجلس کا نام ''مجلس ارشاد'' ہوگا۔ [6]

چنانچہ حضور کی اس ہدایت کے مطابق مرکز کے علاوہ ملک کی بڑی بڑی جماعتوں میں بھی علمی

تقاریر کا سلسلہ زور وشور سے شروع ہوگیا۔اور جماعت کے ہر حلقے میں حصولِ علم کا ایک نیا جذبہ اور ذوق اور شوق دیکھنے میں آنے لگا۔دورانِ سال مرکزی طور پر منعقد ہونے والی مجالسِ ارشاد کی مختصر روداد درج ذیل ہے۔

مرکز میں علمی تقاریر

مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں مجلس ارشاد مرکزیہ کا اجلاس منعقد ہوا۔اجلاس حسب پروگرام حضور انور کی صدارت میں شروع ہونا تھا لیکن حضور علالت طبع کے باعث تشریف نہیں لا سکے۔حضور کے ارشاد کی تعمیل میں صدارت کے فرائض محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت احمدیہ سابق صوبہ پنجاب وبہاولپور نے ادا فرمائے۔اس اجلاس میں مکرم کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا نے ''کفن مسیح'' کے موضوع پر،مکرم نسیم سیفی صاحب نائب وکیل التبشیر نے ''بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ اور اس کی تاریخ'' کے موضوع پر اور مکرم فضل الٰہی صاحب بشیر سابق مبلغ مشرقی افریقہ و ماریشس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے موضوع پر اپنے ٹھوس اور پر مغز مقالے پیش کئے۔ صاحب صدر کے صدارتی ریمارکس کے بعد اجلاس دعا پر اختتام پذیر ہوا۔اجلاس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔سرگودہا اور لاہور کے بعض احباب نے بھی اس موقع پر ربوہ تشریف لا کر اجلاس میں شرکت کی۔7

حضور انور کا مجلس ارشاد کے اجلاس میں بصیرت افروز خطاب

۱۳ جون ۱۹۷۰ء کو مجلس ارشاد کا دوسرا اجلاس ہوا جس میں پروفیسر سید محمود احمد صاحب ناصر نے ''کلیسیا کی طاقت کا نسخہ'' (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے موضوع پر اور ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ نے ''اسلام میں اجتہاد اور اس کی شرائط'' کے موضوع پر اور مسعود احمد خان صاحب دہلوی اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل و مدیر رسالہ انصار اللہ نے ''اسلام کے دور اوّل میں منافقین کے فتنے از روئے قرآن مجید'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔ان تقاریر کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے بصیرت افروز خطاب میں پُرزور الفاظ میں یہ تحریک فرمائی کہ:۔

''ہمارے علم کی بنیاد قرآن کریم کی اس تفسیر پر ہونی چاہیے جو حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ہم اس اعتقاد پر پختگی سے قائم ہیں اور ہمیں اس اعتقاد پر پختگی سے قائم رہنا چاہیے کہ قرآن عظیم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے۔ بعض دفعہ تفصیلی بات کرتے ہوئے ہم اس حقیقت کے خلاف بات کر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ قرآن عظیم کامل اور مکمل ہدایت اور شریعت ہے اس سے باہر کچھ نہیں۔

آپؑ ہم پر واضح کرتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے اور یہی صحیح اور صداقت ہے کہ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری عملی زندگی میں اور اپنے سب اقوال میں قرآن کریم سے زائد کوئی بات نہیں کہی۔ بلکہ آپ کے تمام ارشادات قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔آپ نے ایک جگہ فرمایا خواہ ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے کہ کس آیت کی یہ تفسیر ہے لیکن ہے تفسیر۔کیونکہ اگر آپ ایک چھوٹی سی بات کے متعلق یہ تسلیم کرلیں کہ یہ قرآن کریم میں نہیں تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زائد بیان کی تو قرآن کریم کامل و مکمل نہیں رہتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے ہاتھ میں جو علوم کے زبردست سمندر دیئے ہیں وہ یا قرآن کریم کی تفسیر ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن کریم کی تفسیر کی ہے اس کی تشریح ہے اس سے زائد کچھ نہیں۔ اور تمام جھگڑوں کا حل آپ نے حَکَم ہونے کے لحاظ سے کیا ہے‘‘۔ 8

اس اجلاس میں نہ صرف اہل ربوہ بلکہ چنیوٹ،سرگودھا، فیصل آباد اور بعض دیگر مقامات کے احباب بھاری تعداد میں شامل ہوئے۔ 9

اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی تحریک

۳؍اکتوبر ۱۹۷۰ء کو مجلس ارشاد مرکزیہ کا تیسرا اجلاس منعقد ہوا جس میں مولوی عبدالمالک خان صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے ’’اولیائے امت کے الہامات‘‘ اور مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم سابق مبلغ انچارج غانا مشن نے ’’اسلام میں جماعت کے لئے اصول و ہدایات‘‘ اور مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر سابق مبلغ ماریشس نے ’’جمع احادیث کے لئے محدثین کی کاوشیں‘‘ کے موضوعات پر تقاریر

کیں۔ جس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا معرکہ آراء خطاب ہوا جس میں حضور نے واضح فرمایا کہ جماعت احمدیہ میں ہزاروں لاکھوں افراد ایسے موجود ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی قادرانہ تجلّیات کے زندہ گواہ ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

''بقول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا زخّار (پانی سے بھرا موجیں مارتا ہوا) سمندر ہے کہ جس کے قطروں کو گننا انسانی طاقت میں نہیں ہے۔ ہر صدی میں اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے امت محمدیہ میں پیدا ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کا پیار ان پیاروں کو حاصل ہوتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند عظیم کی حیثیت میں ہم میں مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے آپ پر ایمان لانے کی توفیق پائی اور آپ کو ہم نے شناخت کیا۔ وہ زندگی بخش پانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر کے ہمیں دیا۔ اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ میں اس ملک میں بھی اور دنیا کے سب دوسرے ملکوں میں بھی لاکھوں انسان ایسے پیدا ہوئے جن کا ذاتی تعلق (محبتِ ذاتیہ کے نتیجہ میں) اللہ تعالیٰ سے پیدا ہوا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو ایسے شناخت کرتے ہیں جس طرح اپنے ماں باپ کو یا اپنی اولاد کو شناخت کرنے والے ہیں۔ جس طرح دن کے وقت سورج کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے اسی طرح یہ لوگ اپنے رب کو پہچانتے ہیں اور دنیا کے سارے فلسفی ان کے دماغوں کو یہ جھٹکا نہیں دے سکتے کہ وہ اپنے رب کو بھول جائیں یا اس سے تعلق کو قطع کر لیں۔ اس کی دوری میں لذت حاصل کریں وہ تو اپنے رب سے دوری کو موت سمجھتے ہیں۔ ان میں یورپ کے باشندے بھی ہیں۔ ان میں افریقہ کے بسنے والے بھی ہیں۔ امریکہ میں رہائش رکھنے والے بھی ہیں۔ جزائر کے رہنے والے بھی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہر جگہ احمدیت پہنچی اور ہر جگہ خدا تعالیٰ کی محبوب جماعتیں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے اپنے رب کی قدرتوں کے جلوے اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کئے۔ وہ اس یقین پر قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ (ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں نہیں) اپنے فضل سے اپنے ان

بندوں کے ساتھ جو پاک اور مطہر ہونا چاہتے ہیں، خلوصِ نیت رکھتے ہیں اوران میں ایثار کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہیں۔ ذاتی تعلق پیدا کرتا ہے اور یہ مشاہدہ ہے جس کے نتیجہ میں یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ (Personal God) پرسنل گاڈ ہے یعنی ایک ایسا قادر و توانا خدا ہے جو اپنے بندہ کے ساتھ زندہ تعلق رکھنے والا ہے''۔

حضور نے خطاب کے آخر میں نصیحت فرمائی کہ:۔

''جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہاں اِکّا دُکّا کا سوال نہیں بلکہ مجموعی طور پر ہر سال میں ہزاروں لاکھوں مشاہدات زندہ خدا سے زندہ تعلق کے جماعت دیکھ رہی ہے اس کی ہمیں قدر کرنی چاہیے۔ اس بے بہا موتی کو جس کی قیمت کا اندازہ ہی نہیں اسے چھوڑ نہیں دینا چاہیے۔ زندہ خدا کی قدرتوں کا زندہ مشاہدہ ہی تو ہے جس کی اصل قدر اور قیمت ہے۔ باقی چیزیں ایک دھیلے کی قیمت نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم اس کی قیمت کو پہچانیں۔ اس کی قدر کو پہچانیں اور خدا کرے کہ ہماری اگلی نسل جس نے آہستہ آہستہ ہماری جگہ لینی ہے وہ بھی محض فلسفی بن کر نہ رہ جائے۔ بلکہ ان کے اندر بھی ریڑھ کی ہڈی کی طرح ایک بڑی مضبوط جماعت اور گروہ ایسا موجود رہے جو اپنے زندہ خدا سے زندہ تعلق رکھنے والے ہوں اس وقت تک کہ خدا کا وہ وعدہ پورا ہو جائے کہ تمام بنی نوع انسان جماعت احمدیہ کی مقبول قربانیوں کے نتیجہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں آپؐ کے اور قرآن کریم کے گرد گھومنے والے ہوں گے''۔ 10

خلافت لائبریری کا سنگ بنیاد

سیّدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعود کے محبوب مقاصد کی توسیع اور تکمیل کے سلسلہ میں فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ۱۸ جنوری ۱۹۷۰ء کو ایک نہایت اہم منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا مبارک آغاز ہوا اور ایک عظیم مرکزی لائبریری کی عمارت کے سنگ بنیاد کی بابرکت تقریب عمل میں آئی۔

اس روز سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سوا گیارہ بجے قبل دو پہر دفاتر صدر انجمن احمدیہ سے ملحق

شرقی میدان میں تشریف لائے۔حضور کے ہمراہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب (صدر فضل عمر فاؤنڈیشن) بھی تھے۔جونہی حضور کی موٹر کار احاطہ میں رکی کرنل عطاء اللہ صاحب (نائب صدر فضل عمر فاؤنڈیشن)، جملہ ڈائریکٹرز اور مولانا شیخ مبارک احمد صاحب (سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن) نے حضور کا استقبال کیا۔بعد ازاں حضور اس جگہ رونق افروز ہوئے جہاں شرکاء حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو حافظ محمد صدیق قریشی صاحب نے کی۔جس کے بعد مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں خلافت لائبریری کی زیرتعمیر عمارت کے منصوبہ کی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے عرض کیا کہ فضل عمر فاؤنڈیشن نے لائبریری کی عمارت کا منصوبہ اپنے ذمہ لیا ہے اور اس کے لئے ساڑھے تین لاکھ روپے کا بجٹ منظور کیا ہے۔صدر انجمن احمدیہ نے اس پیشکش کو شکریہ کے ساتھ قبول کرتے ہوئے زمین کا قطعہ حضور پُرنور کی منظوری سے مرحمت فرمایا ہے۔گذشتہ ڈیڑھ سال سے عمارت کے سلسلہ میں مختلف زاویوں سے غور کر کے ایک ابتدائی نقشہ تیار کرایا گیا جس کے پیش نظر چوہدری عبدالرشید صاحب (لندن)، عبدالحمید اختر صاحب (اسلام آباد)، خالد ورک صاحب (اسلام آباد)، میاں عبدالغنی صاحب رشدی (راولپنڈی)، شیخ مامون احمد صاحب (کراچی) اور محمود حسین صاحب (لاہور) نے ضروری نقشے تیار کئے۔فاؤنڈیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے محمود حسین صاحب کا نقشہ پسند کیا اور انہیں آخری ہدایات اور لائبریری کی جملہ ضروریات سے آگاہ کرتے ہوئے نیا نقشہ تیار کرنے کیلئے کہا اور حضور کے تازہ ارشادات سے بھی اطلاع دی گئی۔چنانچہ منظور شدہ نقشہ میں سب ضروری باتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

منظور شدہ نقشہ میسرز پرویز اینڈ محمود ایسوسی ایشن کے محمود حسین صاحب اور پرویز نعیم صاحب (ممبر بیچلرز آرکیٹکٹ اور انسٹی ٹیوٹ آف آرکیٹیکٹس پاکستان) اور عبدالحمید صاحب بی ایس سی (سول انجینئر ممبر انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرز) کی اجتماعی جدوجہد اور تعاون کا نتیجہ ہے۔میسرز پرویز اینڈ محمود ایسوسی ایشن نے پاکستان کے مختلف شہروں میں بعض اہم تعمیرات اور پارکس کے ڈیزائن تیار کئے ہیں اور کئی ایک پراجیکٹ مکمل کئے ہیں۔بعض ڈیزائنوں پر انعام بھی حاصل کیا ہے۔

یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے نقشہ کے مطابق عمارت بنوانے اور نگرانی کے کام کے لئے مشتاق احمد خان صاحب انجینئر کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔خان صاحب ریٹائرڈ ایگزیکٹو انجینئر ہیں۔انہوں

نے عرصہ ملازمت میں قبل تقسیم اور بعد تقسیم ملک کے مختلف حصوں میں سرکاری بنگلے، دفاتر اور دیگر متعدد رہائشی اور صنعتی عمارات اپنی نگرانی میں بنوائی ہیں۔

سپاسنامے کے بعد حضور نے ایک بصیرت افروز خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''علم و جہالت کی اس دنیا میں صرف تعصب کی بناء پر ہی اسلام پر اعتراض نہیں کئے جاتے بلکہ رائج الوقت علوم کی بناء پر بھی اعتراض کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام کو کسی بھی مروّجہ علم سے کوئی اندیشہ اور خطرہ نہیں۔ یہ علوم ہیں ہی اس لئے کہ اسلام ان سے خادموں کے طور پر کام لے۔ جب مروّجہ علوم کی اصل حیثیت خادمِ اسلام کی ہے اور اسلام نے ان سے خادموں کے طور پر کام لینا ہے تو پھر اسلام کے اِن خادموں کو جاننا، انہیں پرکھنا اور ان سے کام لینے کے اسلوب معلوم کرنا ضروری ہے۔ یہ کام نہیں ہوسکتا جب تک کہ ایک عمدہ لائبریری نہ ہو۔ اس سے ایک جامع اور مکمل لائبریری کی ضرورت واضح ہے۔ لیکن اس ضمن میں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ لائبریری کسی عمارت کا نام نہیں ہے جس میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں رکھی گئی ہوں لائبریری نام ہے اُس عمارت کا جس میں کتابیں بھی ہوں اور ساتھ ہی اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی غرض سے تحقیق کرنے والے دل اور دماغ بھی ہوں۔ پھر وہ تحقیق ہی کرنے والے نہ ہوں بلکہ ساتھ ہی یہ دعا بھی کرنے والے ہوں جو ہمیں سکھائی گئی ہے یعنی یہ کہ رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ (اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا) اور پھر وہ یہ دعا اس درد اور تڑپ کے ساتھ کرنے والے ہوں کہ اس دعا کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ اس طرح وہ اپنی تحقیق اور اپنی عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کا نام بلند کرنے والے ہوں۔ پس احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو اس رنگ میں قبول فرمائے کہ یہ لائبریری دنیا میں حقائق الاشیاء کو پھیلانے کا موجب ہو اور اس سے استفادہ کرنے والے دنیا کے دلوں اور دماغوں کو جیتنے والے ہوں تا دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو اور ہر طرف اسلام غالب آتا چلا جائے۔''

اس بصیرت افروز خطاب کے بعد حضور چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے ساتھ مجوزہ عمارت کی کھدی ہوئی بنیادوں کی طرف تشریف لے گئے۔حضور نے بنیاد میں مقررہ جگہ پر بیٹھ کر پہلے ایک اینٹ ہاتھ میں لی اور دیر تک زیر لب دعا کرتے رہے پھر اس اینٹ کو اپنے دست مبارک سے بنیاد میں نصب فرمایا۔حضور نے اس کے علاوہ یکے بعد دیگرے دو اور اینٹیں بھی نصب فرمائیں۔

اس کے بعد حضور کی اجازت سے علی الترتیب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب، کرنل عطاء اللہ صاحب، صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ انجمن احمدیہ تحریک جدید اور شیخ محمد احمد صاحب مظہر صدر انجمن احمدیہ وقف جدید نے ایک ایک اینٹ بنیاد میں نصب کی۔ بعدہٗ فضل عمر فاؤنڈیشن کے سابق اور موجودہ ڈائریکٹر صاحبان نے بھی ایک ایک اینٹ بنیاد میں رکھی جن میں مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا، چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ، ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرجن لاہور، (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، سیّد داؤد احمد صاحب اور میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ شامل تھے۔ایک اینٹ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے بھی رکھی۔

اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کرام سے بھی اینٹیں رکھوائی گئیں ان میں حضرت حاجی محمد فاضل صاحب، حضرت صوفی غلام محمد صاحب ایڈیشنل ناظر بیت المال (آمد)، حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی اور حضرت بابا دین محمد صاحب شامل تھے۔

اس کے بعد حضور نے بنیادوں کے پاس کھڑے ہو کر اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔اس موقع پر حاضرین میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ نیز مجوزہ عمارت کے احاطہ میں ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کر کے اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا گیا۔[11]

گیارھواں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ

تعلیم الاسلام کالج کا گیارھواں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ مورخہ ۲۹ تا ۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء منعقد ہوا۔ٹورنامنٹ کا افتتاح پہلے سے قائم شدہ مستحسن روایت کے مطابق دسویں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ کی چیمپئن ٹیم پاکستان ویسٹرن ریلوے کے کپتان سید جاوید حسن نے تعلیم الاسلام کالج کے باسکٹ بال کورٹس میں کیا۔ٹورنامنٹ میں ۲۷ ٹیموں نے شرکت کی۔اس ٹورنامنٹ میں درجنوں میچز کھیلے گئے۔کلب سیکشن میں چیمپئن شپ کا اعزاز پاکستان ویسٹرن ریلوے

کے حصہ میں آیا۔کالج سیکشن میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے میونسپل کالج لائکپور کو ہرا کر چیمپئن شپ کا اعزاز حاصل کیا۔اسی طرح سکول سیکشن میں تعلیم الاسلام ہائی سکول نے اعزاز حاصل کیا۔فائنل مقابلوں کے اختتام پر مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کامیاب ٹیموں اور کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور انہیں ایک مختصر خطاب سے نوازا۔حضور انور نے برادرز کلب کو شاندار کھیل کا مظاہرہ کرنے پر اپنی طرف سے ایک سو ایک روپے کا انعام عطا فرمایا۔12

حضرت اُمّ مظفر احمد کا انتقال

اس سال کا اندوہناک واقعہ حضرت اُمّ مظفر سرور سلطان صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی رحلت ہے۔آپ قریباً دس سال سے صاحبِ فراش تھیں۔ بیماری کا یہ طویل عرصہ آپ نے بہت خندہ پیشانی سے گذارا اور صبر و شکر کا بہت اعلیٰ نمونہ قائم کیا اور بالآخر یکم فروری ۱۹۷۰ء بروز اتوار اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرما گئیں۔

اس جانگداز حادثہ کی خبر سنتے ہی اہل ربوہ کثیر تعداد میں کوٹھی ''البشریٰ'' پہنچنا شروع ہو گئے۔ ('البشریٰ' حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا ذاتی مکان واقع محلّہ دارالصدر غربی ربوہ۔آپ اس میں ۲۰/اپریل ۱۹۶۱ء کو منتقل ہوئے تھے)۔اُدھر دوپہر تک بیرونجات سے بھی ربوہ میں احباب کی آمد کا تانتا بندھ گیا۔سرگودھا، لائکپور (فیصل آباد)، جھنگ، شیخوپورہ، لاہور، گجرات، راولپنڈی اور متعدد دوسرے مقامات سے احباب نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔صبح سے بعد دوپہر تک ہزاروں مستورات نے ''البشریٰ'' میں چہرہ کی آخری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

نماز جنازہ

اسی روز سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مسجد مبارک میں نماز عصر پڑھائی۔ بعد ازاں ''البشریٰ'' میں تشریف لائے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد جنازہ کو کوٹھی کے اندرونی حصہ سے اٹھا کر بیرونی حصہ میں لائے جہاں تابوت کو ایک چارپائی پر رکھا گیا جس کے ساتھ لمبے لمبے بانس لگے ہوئے تھے تاکہ احباب کو کندھا دینے میں آسانی رہے۔کوٹھی کے بیرونی حصہ سے جنازہ سوا چار بجے اٹھایا گیا۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت مرحومہ کے فرزندان (صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کمیشن، صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب،

صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب، صاحبزادہ ڈاکٹر کرنل مرزا مبشر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ایم اے سابق ہیڈ ماسٹر احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی (گھانا) و پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ) اور داماد جناب مرزا رشید احمد صاحب، نوابزادہ محمود احمد خان صاحب، بریگیڈیر وقیع الزمان صاحب اور ونگ کمانڈر رسید محمد احمد صاحب اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد جنازہ کو کندھوں پر اٹھا کر کوٹھی کے بیرونی حصہ سے سڑک پر لائے جہاں احباب ہزاروں کی تعداد میں دور تک دورویہ کھڑے ہوئے تھے ربوہ کی مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین اور جامعہ احمدیہ کے طلباء نظم وضبط برقرار رکھنے کے لئے ڈیوٹیوں پر مقرر تھے۔حضور انور اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد نے دور تک جنازہ کو کندھا دیا نیز احباب کو بھی راستہ میں ایک خاص نظام کے ماتحت کندھا دینے کا موقع دیا گیا۔اس طرح جنازہ ہزاروں احباب کے کندھوں پر دارالصدر کی بڑی سڑک پر دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے سامنے سے گذر کر گولبازار سے ہوتا ہوا فضل عمر ہسپتال والی سڑک پر لایا گیا اور پھر وہاں سے بہشتی مقبرہ پہنچا۔ جنازہ پہلے بہشتی مقبرہ کے میدان میں لا کر رکھا گیا جہاں حضور انور نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ربوہ کے مقامی احباب اور بیرونجات سے تشریف لانے والے احباب شریک ہوئے۔

تدفین

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جنازہ کو اس چار دیواری میں لایا گیا جہاں حضرت اماں جان نوّر اللہ مرقدہا اور حضرت مصلح موعود اور دیگر بزرگوں کے مبارک مزار ہیں۔نماز جنازہ کے میدان سے چار دیواری تک جنازہ کو لے جاتے وقت حضور، حضرت مرحومہ کے فرزندان اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد نے پھر کندھا دیا۔تابوت کو قبر کے اندر اتارنے میں حضور اور حضرت مرحومہ کے سب فرزندوں اور دامادوں اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن خان صاحب نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض دیگر افراد نے حصہ لیا اور آپ کے جسد اطہر کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے مزار مبارک کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اجتماعی دعا کروائی۔ 13

اوصاف حمیدہ اور امتیازی شرف

حضرت اُمّ مظفر احمد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت مولانا غلام حسن

خان (ولادت ۱۸۵۲ء وفات یکم فروری ۱۹۴۳ء۔ یکے از ۳۱۳ر اصحاب کبار) کی صاحبزادی تھیں جن کی ولادت اندازاً ۱۸۹۳ء میں بمقام پشاور ہوئی۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں پانچویں نمبر پر تھیں جو اپنے بھائی عبدالرحیم خان کے بعد پیدا ہوئیں۔ آپ کے رشتہ کی تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ مکتوب ۲۴ر اپریل ۱۹۰۲ء کو فرمائی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے نکاح ۱۲ستمبر ۱۹۰۲ء کو حضرت حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول نے پڑھایا۔ آپ کی رخصتی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے مئی ۱۹۰۶ء کے دوسرے ہفتے میں ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی برات نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود، حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب، حضرت سید سرور شاہ صاحب اور دیگر احباب کے ساتھ ۱۰مئی ۱۹۰۶ء کی صبح کو قادیان سے پشاور کیلئے روانہ ہوئی۔ ایک رات لاہور میں قیام رہا اور اگلے دن پشاور روانہ ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب آپ کو بیاہ کر ۱۶مئی ۱۹۰۶ء کو بعد دوپہر قادیان لائے۔ اس مبارک موقع پر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اخبار الحکم ۷مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ پر ''مبارک باد'' کے جلی عنوان سے پورے صفحہ کا ایک تہنیتی نوٹ سپرد قلم فرمایا۔

حضرت سرور سلطان صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری بہو تھیں جو ''الدار'' میں داخل ہو کر خدائی وعدہ کے مطابق خواتین مبارکہ کے مقدس زمرہ میں شامل ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہدِ مبارک ہی میں ۷ر اگست ۱۹۰۷ء کو آپ کے بطن سے صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ پیدا ہوئیں اور اس طرح آپ کے مبارک وجود سے بھی ''تریٰ نسلاً بعیداً''[14] کی آسمانی بشارت کا عملی ظہور ہوا۔

آپ ان خوش نصیب اور بزرگ مستورات میں سے تھیں جنہیں خلافت جوبلی کے موقع پر لوائے احمدیت کے لئے سُوت کاتنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ قابل افتخار خدمت آپ نے ۱۹۳۹ء میں حضرت سیّدہ اُمّ طاہر کی نگرانی میں انجام دی۔[15]

آپ ۲۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو حضرت اماں جان اور دوسری خواتین مبارکہ کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان سے لاہور تشریف لائیں اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ۲۲ستمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان پہنچے اور رتن باغ میں قیام فرما ہوئے۔ اور پھر جنوری 1951ء میں مستقل طور پر دارالہجرت ربوہ میں بود و باش اختیار کر لی۔ جون ۱۹۶۰ء میں حضرت اُمّ مظفر کی طرف سے ان کے خرچ پر چوہدری شبیر احمد صاحب

بی اے واقف زندگی نے حج بدل کیا۔

۱۹۶۸ء میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے رسالہ مصباح کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں ایک دس سالہ تحریک کا آغاز کیا گیا جس میں آپ نے بھی نمایاں حصہ لیا۔[16]

آپ بہت تقویٰ شعار، باوقار اور سلسلہ کے ساتھ خاص اخلاص رکھنے والی بہت دردمند خاتون تھیں۔آپ کے جملہ اوصاف حمیدہ میں سے غرباء پروری کا وصف خاص طور پر نمایاں تھا۔آپ نے بہت سے غرباء کی پرورش کی اور علی الخصوص اپنے خادموں کے ساتھ ہمیشہ ہی خاص محبت وشفقت کا مثالی سلوک روا رکھا۔[17] اور آپ نظام ''الوصیت'' میں شامل ہونے کے علاوہ تحریک جدید کی پانچ ہزاری روحانی فوج میں بھی شامل تھیں۔[18]

ربوہ میں عیدالاضحیٰ کی مبارک تقریب

مورخہ ۱۰ ذوالحجہ بمطابق ۱۷ فروری ۱۹۷۰ء کو ربوہ میں عیدالاضحیٰ کی مقدس و بابرکت تقریب اسلامی شعار کے مطابق منائی گئی۔حضور انور نے باوجود کسی قدر ضعف کے پونے نو بجے صبح مسجد مبارک میں تشریف لا کر نماز عید پڑھائی اور عیدالاضحیٰ کے بنیادی سبق پر ایک مختصر مگر جامع اور پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔حضور نے فرمایا کہ یہ عید ہمیں ایک بنیادی سبق دیتی ہے۔وہ سبق اسلام کی روح سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام کی روح یہ ہے کہ انسان اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے ہردم تیار رہے۔بالفاظ دیگر وہ اپنے اوپر ایک قسم کی موت وارد کر کے نئی زندگی اپنے رب سے حاصل کرے۔آخر میں حضور نے دعا کرائی جس میں جملہ احباب شریک ہوئے۔نماز عید میں اہل ربوہ کے علاوہ احمد نگر، سرگودہا، لائل پور اور لاہور کے احباب بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔[19]

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا انتخاب بطور صدر عالمی عدالت

مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۷۰ء کو بین الاقوامی عدالت کا صدر اور لبنان کے محترم جناب فواد آمون کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔انتخاب متفقہ طور پر عمل میں آیا۔محترم چوہدری صاحب کو پیرو کے جوزے ایل بستا مانتے کی جگہ نیا صدر منتخب کیا گیا۔[20]

جامعہ نصرت کی مسجد اور سائنس بلاک کا سنگ بنیاد

جامعہ نصرت کی مسجد اور سائنس بلاک کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

بروز اتوار بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۷۰ء قریباً ساڑھے چار بجے شام جامعہ نصرت میں تشریف لائے۔اس مبارک موقع پر دعا میں شمولیت کی خاطر مندرجہ ذیل احباب بھی مدعو تھے۔ پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج و ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید، سیّد داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ، سیّد محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ، چوہدری فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ، چوہدری محمد تقی صاحب، ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔

ان احباب کے علاوہ الگ پردہ میں حرم محترم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت سیّدہ امّ متین صاحبہ اور جملہ ممبران سٹاف جامعہ نصرت بھی موجود تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تشریف آوری پر تمام موجود احباب نے حضور کا استقبال کیا اور پھر حضور نذیر احمد صاحب افسر تعمیرات صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ جامعہ نصرت کی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے گئے۔ یہ مسجد ہوسٹل کے جنوب مغربی کونے میں تعمیر کی جارہی ہے۔حضور نے مسجد کے مسقّف حصہ کی مغربی دیوار کے دائیں کونے میں دعائیں پڑھتے ہوئے تین اینٹیں رکھیں۔ مسجد کے قبلہ کے صحیح رُخ کے بارے میں استفسار کیا اور اس کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے دعا کی۔

بعد ازاں حضور نے ڈسپنسری کی عمارت کا معاینہ فرمایا اور پھر سائنس بلاک کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ بلاک جامعہ نصرت کی بڑی عمارت اور بارہ دری کے درمیانی پلاٹ میں تعمیر ہو رہا ہے اس بلاک پر اندازاً سوا لاکھ روپے خرچ ہوں گے جس کا آدھا حصہ اراکین لجنہ اماء اللہ جمع کر رہی ہیں۔ سائنس بلاک کیمسٹری، فزکس اور بیالوجی کی لیبارٹریز، بیالوجی میوزیم، دو لیکچر روم، تین پروفیسرز روم، تین سٹورز، بیلنس روم اور ڈارک روم پر مشتمل ہے۔حضور نے اس بلاک کے شمال مشرقی حصہ کے دائیں کونے پر دعائیں پڑھتے ہوئے تین اینٹیں رکھیں اور پھر ایک اینٹ محترم قاضی محمد اسلم صاحب نے رکھی۔ بعدہ حضور نے اس بلاک کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی۔

دعا کے بعد جامعہ نصرت کی طرف سے حضور اور دیگر مہمانوں کی خدمت میں چائے پیش کی گئی اور تقریباً چھ بجے یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔[21]

(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا وائی ایم سی اے ہال لاہور میں بلند پایہ لیکچر

۱۵ مارچ ۱۹۷۰ء کو (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے وائی ایم سی اے ہال (لاہور) میں مجلس حسن بیان خدام الاحمدیہ لاہور کے زیرانتظام ایک بلند پایہ علمی لیکچر دیا۔[22] پاکستان کے مشہور صحافی اور بزرگ مسلم لیگی لیڈر جناب میاں محمد شفیع صاحب (م۔ش) نے اس تقریب کے متعلق اپنی ڈائری میں لکھا:۔

''اتوار کو وائی ایم سی اے ہال میں مسٹر جسٹس سجاد احمد جان جالندھری کی زیرصدارت جناب مرزا طاہر احمد نے قرآن عظیم، احادیث نبویؐ اور تاریخ اسلام کے حوالوں سے اسلام کے اقتصادی نظام پر ایک اعلیٰ پایہ کی تقریر میں اسلامی اقتصادیات کی پاکیزگی، جامعیت اور برتری کو اجاگر کیا۔ انہوں نے سوشلزم کا نام لئے بغیر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلامی اقتصادی نظام استحصال پسندی اور طبقاتی نفرت کے خاتمہ کی مؤثر ضمانت ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی آیات کے حوالے سے اپنے سننے والوں کے دل میں (کم ازکم میرے دل میں) اس امر کے متعلق کسی قسم کے تذبذب یا شک کی گنجائش نہ رہنے دی کہ اسلام سرمایہ داری کو جس میں دولت کی محبت، ارتکاز، اکتناز (خزانے کا دولت سے پُر ہونا)، سودخوری اور استحصال شامل ہیں، مہیب ترین لعنت تصور کرتا ہے اور ایسے سرمایہ داروں کے لئے دوزخ کے بے پناہ عذاب کی بشارت دیتا ہے۔ اسلام اعلیٰ اخلاقی اور روحانی اقدار کی اساس پر ایک ایسا متوازن قدرتی اقتصادی نظام رائج کرنا چاہتا ہے جس میں انفرادی اور قومی دولت میں لوگ خیرات اور مراعات کے طور پر نہیں بلکہ حق کے طور پر دعویدار تسلیم کئے جاتے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ اخبارات نے مرزا طاہر احمد کی اس پُرمغز تقریر کا کماحقہٗ نوٹس نہیں لیا۔ ممکن ہے ان کے نقطۂ نگاہ سے اس میں ''کاپی'' نہ ہو کیونکہ انہوں نے نہ تو کسی کو برا بھلا کہا اور نہ کسی کو چیلنج ہی دیا بلکہ نہایت رواں اور سلجھے ہوئے انداز میں اپنے فقروں اور دلیلوں کو دہرائے بغیر اسلامی اقتصادی نظام کی خوبیوں اور عظمتوں کو اجاگر کیا۔ تاہم اگر اس مجلس کے منتظمین مرزا صاحب کی اس تقریر کے متن کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کرسکیں تو بقول حضرت آغا شورش کاشمیری مادر پدر آزاد سیاسی ٹیڈیوں کا اس کے پڑھنے سے بھلا ہوگا''۔[23]

شورش کاشمیری صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ ''چٹان'' نے ڈائری کی اشاعت پر حسب ذیل الفاظ

میں تنقید کی کہ:۔

’’جسٹس سجاد احمد جان سپریم کورٹ کے انتہائی قابل احترام ججوں میں سے ہیں۔ نیک نفس ہونے کے علاوہ علم وادب سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔انہیں علامہ اقبال کے فکر اور مولانا ظفر علی خان کے ادب سے دلی لگاؤ ہے لیکن افسوس کہ انہوں نے لاہور میں ایک ایسے مذاکرہ کی صدارت کی جو میرزا طاہر احمد کی تقریر کے لئے منعقد کیا گیا۔جس کا پس منظر قادیانی نبوت کی اولاد کو لوگوں میں انٹروڈیوس کرانا ہے۔

ہم نے جناب م۔ش کی ڈائری کو تعجب سے پڑھا۔ حیرت ہے کہ ایک طرف تو وہ مرکزیہ مجلس اقبال کے ارکان پر ختم نبوت اور اقبال کے موضوع پر مقالہ پڑھانے پر زور دے رہے ہیں دوسری طرف انہیں میرزا طاہر احمد کی تقریر عین اسلام محسوس ہوتی ہے۔م۔ش صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ کس طرح اس مذاکرہ میں پہنچے، خود گئے؟ بلوائے گئے؟ اور پھر ہضم کیسے ہو گئے؟ افسوس ہے کہ م۔ش صاحب نے یہ بالکل نہیں بتایا کہ مرزا طاہر احمد کس ٹہنی کا پھول ہیں‘‘۔24

اس اخلاق سوز اور زہریلے نوٹ کے جواب میں جناب میاں محمد شفیع صاحب نے تحریر فرمایا کہ:۔

’’چندروز ہوئے وائی۔ایم۔سی۔اے لاہور میں مسٹر جسٹس سجاد احمد جان جج سپریم کورٹ کی زیر صدارت مرزا طاہر احمد نے ’’اسلام کے اقتصادی نظام‘‘ کے موضوع پر ایک تقریر کی جس میں انہوں نے قرآن، احادیث اور تاریخِ اسلام کی روشنی میں اپنے موضوع پر اظہار خیال کیا۔تقریر کے خاتمہ پر صدر مجلس مسٹر سجاد احمد جان نے نہایت دلکش انداز میں اسلام کے اقتصادی نظام کی کامیابی کے لئے اسلام کے اخلاقی اور روحانی نظام کے قیام کو ضروری قرار دیا۔ میں نے اس جلسہ کی کارروائی پر اس کالم میں تبصرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد کو خراجِ تحسین پیش کیا کہ انہوں نے نہایت سلجھے ہوئے انداز میں اسلام کے اقتصادی نظام کے حسن و جمال کو اجاگر کیا اور اس امر پر اظہارِ تأسف کیا کہ ایک ایسے موضوع پر جس کے متعلق ملک میں بے حد چرچا ہے ایک نہایت اچھی تقریر کا اخبارات نے کماحقہٗ نوٹس نہیں لیا۔اس پر چٹان کے ایڈیٹر حضرت آغا شورش کاشمیری نے تبصرہ کرتے ہوئے ناراضگی کے اظہار کے طور پر مجھ سے استفسار کیا ہے کہ میں اس جلسے میں کیوں اور کیسے گیا؟ اور یہ کہ آیا مجھے معلوم ہے کہ مرزا طاہر احمد کس درخت کی شاخ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حضرت آغا شورش کاشمیری ملک کے ایک نامور خطیب ہیں۔اس لحاظ سے میری حیثیت ان کے مقابلے میں ایک مبتدی کی بھی نہیں۔ وہ ایک نغز گو

شاعر اور ادیب طنّاز ہیں اس میدان میں بھی مَیں ان کا حریف نہیں ہوں لیکن اگر وہ مجھے اخبار نویسی کے اخلاق بتانا چاہیں یا مجھے عقیدہ کی پاکیزگی کے متعلق کوئی سبق دینا چاہیں تو مجھے ادب کے ساتھ ان سے یہ عرض کرنا ہے کہ ان دونوں امور کے متعلق مجھے ان سے کچھ بھی سیکھنا نہیں۔

اخبار نویسی اور دھڑے بازی میں ایک بنیادی فرق ہے، ایسا ہی فرق جو ایک عفیفہ بیوی اور داشتہ میں ہوتا ہے۔ ایک اخبار نویس جو اس اصول پر گامزن ہو کہ ''میرا دوست غلطی نہیں کرسکتا'' ایک اچھا دھڑے باز تو ہوسکتا ہے لیکن ایک اچھا اخبار نویس نہیں کہلا سکتا اور ایسے اخبار نویس کے قلم پر لوگوں کو کبھی اعتماد نہیں ہوسکتا لیکن ایک ایسا اخبار نویس جو اس اصول کا پابند ہو کہ اگر میرا دوست غلطی پر ہے تو میں اسے بھی ننگا کروں گا وہ ممکن ہے کہ دنیا کے عام معیار کے مطابق ایک اچھا دوست نہ ہو لیکن وہ ایک قابل اعتماد صحافی ضرور ہے ایک اخبار نویس جس کی صحافتی دیانتداری پر عوام کو اعتماد نہ ہو ایک ٹکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ میں نے ۱۹۳۷ء میں اخبار نویسی کے میدان میں قدم رکھا تھا اُس وقت سے لے کر آج تک بے شمار جلسوں، جلوسوں، میٹنگوں، کانفرنسوں کی روئیداد رپورٹ کرتا رہا ہوں میں نے رپورٹ لکھتے وقت کبھی نہیں سوچا کہ مقرر کس درخت کی کونسی شاخ ہے یا کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے''۔ 25

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول سے خطاب

۱۹ مارچ ۱۹۷۰ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جماعت دہم کی الوداعی تقریب تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کمال شفقت اور مہربانی سے اس میں شرکت کی درخواست قبول فرمالی تھی۔ چنانچہ حضور اس تقریب میں رونق افروز ہوئے اور اس موقع پر حاضرین سے ایک پُر معارف خطاب فرمایا جس میں آیت اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ (لقمان:۲۱) کی روشنی میں طلباء کو بتلایا کہ قرآن کریم نے ہمیں یہ کہا ہے کہ اپنا عام علم جسے جنرل نالج کہتے ہیں اسے بھی بہت بڑھاؤ۔ پس یہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ جنرل نالج بھی بہت وسیع ہونا چاہیے اور مطالعہ بھی گہرا ہونا چاہیے اور قرآن کریم کا یہ حکم اس آیت میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آسمان اور زمین کی ہر چیز تمہارے لئے مسخر کی ہے ہر چیز تمہارے فائدہ کے لئے بنائی گئی ہے اور ہر چیز سے فائدہ اٹھانے کے لئے کماحقہ علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ ہم اس سے کماحقہ فائدہ تبھی اٹھا

سکتے ہیں جب کہ ہمیں اس چیز کا علم ہو۔

حضور نے مزید فرمایا کہ میں اس وقت یہ نہیں کہہ رہا میرا مطالبہ آپ سے یہ نہیں ہے کہ تم ایک مہینے کے اندر اندر خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام اشیاء کا سارا علم حاصل کرلو یہ تو تمہارے لئے ممکن نہیں ہے، کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے فرد واحد کے لئے ہی نہیں بلکہ نسلِ انسانی کے لئے بھی یہ ممکن نہیں ہے اور یہ اس جلوے کہ جس طرح انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی صفات کے غیر محدود جلوے اثر انداز ہورہے ہیں۔اس عالمین پر بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے غیر محدود جلوے اثر ڈال رہے ہیں لیکن میں آج آپ سے یہ مطالبہ ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ماحول میں دلچسپی لیں اور زیادہ سے زیادہ اشیاء کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔[26]

مقامِ محمدیتؐ پر ایک نہایت پُر معارف خطبہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء کو صفات باری کے مظہر اتم اور انسانیت کے محسن اعظم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم روحانی تجلّیات پر ایک نہایت پُر معارف اور ولولہ انگیز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مقام محمدیت کی عظمت، شان اور جلالت مرتبت کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ اگر بصیرت اور عرفان کی آنکھ سے دیکھا جائے تو خاتم الانبیاء زندہ باد اور انسانیت زندہ باد کے عارفانہ نعرے جماعت احمدیہ کے سوا اور کوئی نہیں لگا سکتا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

> ''مقامِ محمدیہ کی جو معرفت ہمیں حاصل ہے آج وہ ہمارے غیر کو حاصل نہیں۔
> اس میں شک نہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کروڑوں، اربوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق یہ معرفت ملی۔ ہم نے اس عرفان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور پہلوں کی طرح جنہیں یہ عرفان اور معرفت عطا ہوئی تھی حقیقی معنی اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی ''خاتم الانبیاء زندہ باد'' کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ ہم جب ''خاتم الانبیاء زندہ باد'' ''ختم المرسلین زندہ باد'' کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی، ہماری روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند

ہوتی ہے کہ ’’خاتم الانبیاء زندہ باد‘‘ ’’ختم المرسلین زندہ باد‘‘ لیکن بعض وہ بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے تاریخ کی دوریوں اور ماضی کے دھندلکوں میں افق انسانی پر دور سے ایک چمک تو دیکھی اور اس چمک سے وہ ایک حد تک گھائل بھی ہوئے لیکن ابرِ رحمت ان پر نہیں برسا۔ ماضی کے دھندلکوں میں وہ جو ایک چمک انہیں نظر آئی اس پر فریفتہ ہو کر اور اس کے عاشق ہو کر وہ بھی خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ لگا لیتے ہیں، لیکن ان کا نعرہ عارفانہ نہیں ہے بلکہ مجوبانہ نعرہ ہے۔ وہ اس مقام کو پہچانتے تو نہیں صرف ایک جھلک کے وہ گھائل ہو چکے ہیں اور ہم خوش ہیں کہ وہ پاک وجود جو ہمارے دل اور ہمارے دماغ اور ہماری روح اور ہمارے جسم پر حکومت کرتا ہے اُس کے حق میں مجوبانہ نعرے بھی لگائے جاتے ہیں، لیکن جب ’’ختم نبوت‘‘ زندہ باد کا نعرہ بلند ہو تو ایک احمدی کی روح کی گہرائیوں سے نکلنے والا عارفانہ نعرہ ہی سب سے زیادہ بلند ہونا چاہیے۔

پس آج میں آپ کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ ’’خاتم الانبیاء زندہ باد‘‘ بحیثیت ایک عارفانہ نعرہ کے ہمارا نعرہ ہے اور علم وعرفان نہ رکھنے والوں کے منہ سے نکلے تو وہ مجوبانہ نعرہ ہے۔ البتہ یہ مجوبانہ نعرہ سن کر بھی ہمارے دل خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے محبوب کے نور کی ایک جھلک کو تو انہوں نے دیکھ لیا خواہ ماضی کے دھندلکوں ہی میں کیوں نہ دیکھا ہو۔ پس اگر کہیں یہ نعرہ بلند ہو تو آپ زیادہ شوق سے، زیادہ پیار سے اس کے اندر شامل ہوا کریں۔ دوسروں کی آواز اگر پہلے آسمان تک پہنچتی ہو تو آپ کی آواز ساتویں آسمان سے بھی بلند ہو کر خدائے عزّ وجل کے عرش تک پہنچے تا ہمارے آقا، ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں کہ میرے کامل متبعین میرے عشق میں مستانہ وار یہ نعرہ لگا رہے ہیں ’’خاتم الانبیاء زندہ باد‘‘۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر میں فرمایا:۔

’’ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انسانیت زندہ باد کا نعرہ بھی عارفانہ طور پر ہمارے سوا اور کوئی نہیں لگا سکتا۔ جو شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محسنانہ شان کی معرفت رکھتا ہو، وہی کھڑے ہو کر دوسرے انسان کو مخاطب کر کے یہ

کہہ سکتا ہے کہ انسانیت زندہ باد۔ پس ان دونعروں کی طرف میں اس وقت جماعت کو متوجہ کرتا ہوں۔ اشتراکیت کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ انسانیت زندہ باد کا نعرہ لگائے اور نہ کسی اور اِزم کا یہ حق ہے۔ صرف اسلام کا یہ حق ہے، صرف مسلمان کا یہ حق ہے، مسلمانوں میں دو گروہ ہوسکتے ہیں یہ ممکن ہے یعنی ایک وہ جن کے منہ سے عارفانہ طور پر یہ نعرہ نکلے اور ایک وہ جن کے منہ سے محجوبانہ طور پر یہ نعرہ نکلے، لیکن یہ نعرہ لگانے کا وہی حقدار ہے جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا اور آپ کی محبت میں فنا ہو گیا۔ چونکہ آپ انسانیت کے محسن اعظم ہیں اس واسطے اس شخص کا یہ حق ہے کہ وہ دوسرے انسان کو مخاطب ہو کر یہ کہے کہ اے انسان تیری انسانیت ہمیشہ زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں غیر انسانی یلغاروں سے وہ محفوظ رہے۔

پس یہ دونعرے ہمارے نعرے ہیں۔ ختم المرسلین زندہ باد کا نعرہ یا خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ یا ''ختم نبوت'' زندہ باد کا نعرہ۔ یہ احمدیت کا نعرہ ہے اور ہم ہی اسے عارفانہ طور پر بلند کر سکتے ہیں اور اسی طرح 'انسانیت زندہ باد' کا نعرہ ہمارا نعرہ ہے اور ہم جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام اور آپ کے مقام کو پہچاننے والے اور اس مقام کے نتیجہ میں اور انسانیت پر آپ نے جو احسان کیا ہے اس کے عرفان کی وجہ سے ہم اس بات کے سزاوار ہیں کہ انسان کو مخاطب کر کے یہ نعرہ لگائیں کہ 'انسانیت زندہ باد'۔ دوسرے بھی یہ نعرہ لگاتے ہیں ہم اسے سن کر خوش ہوں گے لیکن ہمارے نزدیک ان کے نعرے محجوبانہ نعرے ہوں گے اُن کے نعرے عارفانہ نعرے نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عرفان پر ہمیشہ قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ یہ توفیق دے کہ ہم دنیا پر ثابت کرتے رہیں کہ ہم ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ 'خاتم الانبیاء زندہ باد' کا نعرہ لگائیں اور ہم ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ انسانیت زندہ باد کا نعرہ لگائیں''۔[27]

مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء

اس سال مجلس مشاورت ۲۷، ۲۸، ۲۹ مارچ ۱۹۷۰ء کو ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہوئی جس میں مختلف جماعتوں کے ۴۹۳ نمائندگان نے شرکت کی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نہایت ایمان افروز افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں ایک روحانی وجسمانی انقلاب رونما ہونا مقدر تھا۔ یہ انقلاب آپ کی بعثت کے بعد اوّل دن سے ہی رونما ہوتا چلا آ رہا ہے ہم اس عظیم انقلاب کے بروئے کار آنے کے سلسلہ میں مختلف ادوار میں سے گذر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم اس انقلاب عظیم کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں جس میں غیر معمولی رنگ میں آسمان سے فرشتوں کا نزول شروع ہو چکا ہے جس طرح پھل پکنے پر درختوں کی ٹہنیوں کو ہلایا جاتا ہے اور ٹہنیوں کو ہلانے کے نتیجہ میں پھل زمین پر گرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح اب یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو ہو کر اطراف و جوانب عالم میں لوگوں کے دلوں کو ہلا رہے ہیں پکے ہوئے پھل گر رہے ہیں اور دنیا ان سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

حضور نے اس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید ونصرت کے متعدد ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جو اس امر کے آئینہ دار تھے کہ کس طرح ملائکہ میں غیر معمولی حرکت کی وجہ سے بیرونی ممالک اور بالخصوص عرب علاقوں میں بعض ذی اثر لوگوں کے دل حق کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ جس کی ایک تفصیلی رپورٹ روئداد مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء میں موجود ہے۔

تازہ واقعات کے تذکرہ کے بعد حضور نے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ملائکہ میں تیز حرکت کے یہ آثار اور ان کے نتیجہ میں مختلف اقوام کی سعید روحوں کا حق کی طرف یہ ایمان افروز میلان علامت ہے اس روحانی پیاس کی، جو آج ہر طرف لوگوں کو لگی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا فرشتوں نے حرکت میں آ کر پیاس لگا دی ہے اب اس پیاس کو بجھانا اور حق کی متلاشی روحوں کو سیراب کرنا آپ کا کام ہے۔ فرشتوں کا کام تھا کہ وہ حرکت پیدا کریں سو انہوں نے وہ حرکت پیدا کر دی ہے اور برابر کر رہے ہیں اب آپ کا کام ہے کہ لوگوں کی اس پیاس کو بجھانے کا سامان کریں۔

اس ضمن میں حضور نے ایک مضبوط پریس کے قیام اور کسی نہ کسی بیرونی ملک میں ایک

براڈ کاسٹنگ سٹیشن کے قیام کی اہمیت پر خاصی تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں ابتدائی مساعی اوران کے نتائج سے نمائندگان کو آگاہ فرمایا۔

ایوب خان صاحب آف گلاسگو اور مولوی عبداللطیف صاحب ستکوہی فاضل لاہور نے بالترتیب پانچ ہزار اور ڈھائی ہزار اور (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور بعض دوسرے مخلصین جماعت نے ایک ایک ہزار روپے کے وعدے پیش کئے۔ ان کے علاوہ بعض اور احباب کو حسب استطاعت رقوم پیش کرنے کی توفیق ملی۔

صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے اس سال مشاورت کے سامنے جو میزانیہ پیش کیا اس کے تعارف میں صدر انجمن کے کام کی مختصر رپورٹ پر روشنی ڈالتے ہوئے دیگر امور کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا کہ نظارت اصلاح وارشاد کے زیر انتظام گذشتہ سال تک ۲۰۸ لائبریریاں قائم تھیں۔ امسال ان میں آٹھ کا اضافہ ہوا۔ علاوہ ازیں ملک کی بعض اہم لائبریریوں کو سلسلہ کا لٹریچر بھجوایا گیا۔ اس سال وقف عارضی کے ۲۲۴۵ وفود آخر فروری ۱۹۷۰ء تک سرگرم عمل رہے اور مزید ۷۷۰ مخلصین کے فارم مکمل ہو کر پہنچ چکے ہیں۔ نظارت اصلاح وارشاد مقامی کی کوششوں کے امید افزا نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض غیر از جماعت علماء تحقیقات کی غرض سے مرکز احمدیت میں آنے لگے ہیں۔ بعض نے حق قبول کیا ہے اور دینوی اعتبار سے اچھے اچھے خاندان کے افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ اور بعض لوگ بیعت سے قبل ہی اشاعت احمدیت میں منہمک ہو گئے ہیں۔ سال رواں سے جامعہ نصرت میں سائنس کے مضامین کا آغاز کر دیا گیا ہے موجودہ زمانہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو جو اہمیت حاصل ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

تحریک جدید کے میزانیہ (۷۱-۱۹۷۰ء) میں بھی نہایت تفصیل سے بتایا گیا کہ محدود وسائل و ذرائع کے باوجود ہمارا قدم ترقی پذیر ہے۔ آخر میں یہ خوشخبری دی گئی کہ گذشتہ سال تحریک جدید کے شعبہ تعلیم کے تحت حکومت پاکستان کا منظور شدہ طبیہ کالج جاری کیا گیا تھا۔ کالج کے مستند اطبّاء اور ڈاکٹروں کی تعلیمی مساعی کی بدولت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلی کلاس کے تمام طلباء یونانی بورڈ کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے اور ایک طالب علم نے تو بورڈ میں تیسری پوزیشن بھی حاصل کی۔ اس ادارہ کی لائبریری اور لیبارٹری خاصی حد تک مکمل کر دی گئی ہے۔

میزانیہ وقف جدید میں ''چند گذارشات'' کے زیر عنوان علاوہ دیگر معلومات کے یہ خوشکن

تفصیلات بتلائی گئیں کہ دورانِ سال ۲۱ مقامات پر خدا کے گھر تعمیر کئے گئے۔۱۳ مقامات پر لائبریریاں جاری کی گئیں۔۱۰۲۴ افراد قرآن مجید ناظرہ پڑھ رہے ہیں۔۱۵۵۶ افراد ترجمہ قرآن مجید سیکھ چکے ہیں۔نگر پارکر میں ۶۰۰ کے قریب ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔اس علاقہ میں وقف جدید کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل ۲۳ مراکز قائم ہو چکے ہیں:۔

مٹھی۔نگر پارکر۔ پھولپورہ۔ اسالڑی۔ اونٹ کپاریو۔ دھینگاسرو۔ ڈھڈ ویرہ۔ دھنّا گام۔ کوہاڑا۔ لاکڑ کھڈیا۔سندھیا کاوانڈیا۔ ہباسر۔واڈا کا وانڈیا۔ مالدلا۔کوہلی ویری۔کویا۔ساکرویرو۔ سانبوسن۔اُنڈیر۔چنیدہ۔قاصبو۔الانی جووانڈیا۔چڑانت۔

دستور و معمول کے مطابق پہلے سب کمیٹیاں مقرر ہوئیں۔ بعد ازاں سال گذشتہ سے متعلق رپورٹیں پیش ہوئیں اور پھر درج ذیل سب کمیٹیوں کی رپورٹیں زیرِ غور آئیں۔۱۔سب کمیٹی نظارت علیا و اصلاح و ارشاد (صدر ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب سرگودھا)۔۲۔سب کمیٹی بیت المال (صدر چوہدری عبدالرحمٰن صاحب گوجرانوالہ)۔۳۔سب کمیٹی تحریک جدید و وقف جدید (صدر خالد سیف اللہ صاحب)۔

گذشتہ سال کی رپورٹوں کے پیش ہونے کے دوران حضور نے متعدد اہم ہدایات ارشاد فرمائیں مثلاً ۱۔ جماعت میں عربی زبان رائج کرنا بہت ضروری ہے۔۲۔احمدی ڈاکٹر آگے آئیں اور افریقنوں کی بےلوث طبی خدمت کے لئے اپنے تئیں پیش کریں۔۳۔تمام موصیوں پر بار بار واضح کر دینا چاہیے کہ محض وصیت کا چندہ دے دینا کافی نہیں بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ ہر موصی میں احمدیت کی اصل روح نظر آ رہی ہو۔اگر یہ چیز کسی موصی میں موجود نہیں تو مرکزی نظام کا فرض ہے کہ وہ حسب قاعدہ رپورٹ طلب کر کے اس کی وصیت منسوخ کرنے کی سفارش کرے۔

ایجنڈا کی تجویز نمبر۲ تھی کہ ''نظارت اصلاح و ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب شائع کر رہی ہے۔ جو کتب یا ان کا کچھ حصہ جو عربی یا فارسی زبان میں ہے اس کا ترجمہ اصل متن کے ساتھ ہی اردو میں شائع کیا جائے''۔

سب کمیٹی نے بعض احتیاطی تدابیر کے ساتھ اس تجویز کے حق میں رائے دی تھی، نمائندگان نے بھی متفقہ طور پر اس کے منظور کئے جانے کی سفارش کی جسے حضور نے بھی منظور فرما لیا۔احتیاطی تدابیر میں یہ امور شامل تھے:۔

۱۔ترجمہ کسی فرد واحد کا نہ ہو بلکہ ایک بورڈ اس پر غور کر کے ترجمہ تجویز کرے۔
۲۔یہ امر واضح طور پر لکھا جانا چاہیے کہ ترجمہ کس نے کیا اور کب کیا۔
۳۔بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی عربی یا فارسی تحریر کا ترجمہ خود فرمایا ہے۔ اس لئے حضور کے ترجمہ اور دوسرے ترجمہ میں جو امتیاز اور فرق ہے اسے بہر حال واضح اور نمایاں طور پر قائم رکھا جانا چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے سالِ نَو کے لئے درج ذیل تفصیل کے ساتھ کُل ایک کروڑ ۸ لاکھ ۹۷ ہزار ایک سونَو روپے (۱،۰۸،۹۷،۱۰۹) کی آمد اور اتنے ہی اخراجات پر مشتمل بجٹ کی منظوری مرحمت فرمائی۔

۱۔بجٹ صدر انجمن احمدیہ۔۴۹ لاکھ ۹۵ ہزار نو سو نو (۴۹،۹۵،۹۰۹)
۲۔بجٹ تحریک جدید۔۵۶ لاکھ ۳۶ ہزار دو سو روپے (۵۶،۳۶،۲۰۰)
۳۔بجٹ وقف جدید۔۲ لاکھ ۶۵ ہزار روپے (۲،۶۵،۰۰۰)

حضور انور کا اختتامی خطاب

حضور نے نمائندگان مشاورت سے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا:۔

’’قرآن کریم نے جو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا متولّی ہوتا ہے یہ کوئی فلسفیانہ خیال نہیں۔خدا تعالیٰ کے بندے اپنی زندگیوں میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں آپ بھی خدا تعالیٰ کے بندے ہیں...... دنیا ہمیں مارنے کی سکیمیں سوچ رہی ہوتی ہے۔دنیا ہماری مردم شماری، خدا معلوم نیک نیتی سے یا بد نیتی سے کر رہی ہوتی ہے مگر وہ جو ہمارا ہے۔کہتا ہے تم فکر کیوں کرتے ہو؟ میں جو تمہارے ساتھ ہوں اور پھر ۱۹۴۷ء کی آگ ہو یا ۱۹۵۳ء کی آگ ہو۔ہمیں جلانے کے لئے جو عظیم آگ بھی جلائی گئی اس نے یہ ثابت نہیں کیا کہ جماعت احمدیہ کو ایسی آگ میں جلایا جا سکتا ہے بلکہ اس نے یہ ثابت کیا کہ جب ایک احمدی کی زبان سے یہ نکلتا ہے کہ ’آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے‘ تو یہی بات سچی ہوتی ہے...... ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے ہم تو زندہ رہنے اور زندہ کرنے کے

لئے پیدا ہوئے ہیں۔ہمیں کون مار سکتا ہے؟ ہمارے افراد جان کی قربانی دے دیں گے لیکن ہماری جماعت زندہ اور زندگی بخش ہے اس کا دوسرا نام ’’آب حیات‘‘ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے خود مشاہدہ کرتی اور دوسروں کو دکھاتی ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کے جلال کا عرفان رکھتی اور یہ عرفان دوسروں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔قرآن کریم کی عظمت کو سمجھتی اور اس کے حسن کو جانتی اور جس رنگ میں اس نے بنی نوع انسان پر احسان کیا ہے اس کی معرفت رکھتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ یہی معرفت دوسروں کے اندر بھی پیدا ہو جائے۔ہم تو زندگی کا پانی ہیں ہمیں موت کا گھونٹ کون پلا سکتا ہے۔دنیا میں نہ کسی ماں نے ایسا بچہ جنا اور نہ کوئی ماں ایسا بچہ جنے گی جو اس میں کامیاب ہو جائے ہم نے ساری دنیا کو زندہ کرنا ہے ہمیں ظالم اور مفسد تلوار یا توپ یا ایٹم بم سے کوئی خوف نہیں ہے یہ سارے مجبور ہوں گے کہ ہماری طرف آئیں‘‘۔[28]

دوران مشاورت جن احباب کرام کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زیر ہدایت، فرائضِ صدارت میں حضور کا ہاتھ بٹانے کا شرف حاصل ہوا ان کے نام یہ ہیں:۔

مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ سابق صوبہ پنجاب و بہاولپور، شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت ضلع لائل پور، چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ضلع شیخوپورہ، رانا محمد خاں صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع بہاولنگر۔[29]

حضور نے پرنٹنگ پریس کی ذمہ داری پاکستان کی احمدی جماعتوں پر اور براڈ کاسٹنگ اسٹیشن کے قیام کی ذمہ داری بیرونی ممالک پر ڈالی اور ان دونوں اہم کاموں کی تکمیل کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرنے اور اس ضمن میں عائد ہونے والے فرائض کی بجا آوری کے لئے تیار رہنے کی تلقین فرمائی۔

پرنٹنگ پریس کے سلسلہ میں اپنے پیارے آقا کی پُر جوش تحریک پر ارکانِ شوریٰ نے والہانہ طور پر لبیک کہا اور شوریٰ کے دوران بہت سے وعدہ جات اور رقوم کے چیک حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔سب سے بڑا وعدہ الحاج محمد یعقوب صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا تھا جنہوں نے دس ہزار روپے کا چیک مقدس امام کے حضور میں پیش کیا۔

مبشرین احمدیت کو قیمتی ہدایات

مولانا غلام احمد صاحب بدوملہوی اور مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری جزائر فجی کے لئے روانہ ہونے سے قبل ۲/اپریل ۱۹۷۰ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔اس ملاقات میں مولانا فضل الٰہی صاحب بشیر اور مولوی صدیق احمد صاحب منور اور بعض دیگر مبلغین بھی موجود تھے۔حضور نے اس موقع پر نہایت بیش قیمت ہدایات دیں اور فرمایا کہ ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو دعا گو بھی ہوں اور بے نفس بھی۔دین کی خدمت کو وہ ایسے بے لوث رنگ میں انجام دیں کہ ان کا نفس درمیان میں نہ آئے اور وہ ہر لحہ اپنے کام میں کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے والے ہوں۔حقیقی معنوں میں صرف ایسے ہی مربی کامیابی کا منہ دیکھتے ہیں۔ان کے اخلاص اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی بناء پر ان کے کاموں کا رنگ ہی مختلف ہوتا ہے۔انہیں نہ نام ونمود سے غرض ہوتی ہے اور نہ اپنی تشہیر سے۔اب دنیا کے حالات پہلے کی نسبت بہت مختلف ہیں۔پہلے ہمیں تبلیغی میدان میں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا جو کسی نہ کسی مذہب کو ماننے والے ہوتے تھے اور ان کے لئے مذہبی اقدار کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور رکھتی تھیں۔انہیں دلائل دے کر منوانا پڑتا تھا کہ اسلام کے عقائد اور ان کے عقائد سے پیدا ہونے والے اعمال ان کے مذہب کے عقائد اور ان سے پیدا ہونے والے اعمال سے بدرجہا بہتر ہیں۔لیکن اب ہمارا حقیقی مقابلہ دہریت سے ہے۔دہریہ لوگ تو نہ صرف کسی مذہب کے پیروکار نہیں بلکہ وہ سرے سے خدا ہی کو نہیں مانتے اس لئے منقولی دلائل کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نشانات اور صرف نشانات ہی ان پر اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ وہ خود نہ تو نشان دکھا سکتے ہیں اور نہ ان کا کسی اور رنگ میں مقابلہ کر سکتے ہیں۔اور یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے والی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانات صرف ان لوگوں کو عطا کئے جاتے ہیں جو بے نفس ہوں اور جو ہر لحہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والے ہوں۔

ملاقات کے دوران حضور نے مسئلہ مجددیت وخلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ حقیقت خاص طور پر واضح فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ کسی مجدد نے یہ نہیں کہا کہ اس نے صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہی سے علم حاصل کیا ہے تمام مجددین نے کسی نہ کسی سے علم سیکھا۔درآنحالیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے علم حاصل کیا۔اس کے علاوہ یہ بات بھی

قابل ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل کسی مجدد نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ ساری دنیا کے لئے تجدید دین کا کام کر رہا ہے۔تجدید دین یا تو علاقائی صورت اختیار کرتی رہی یا کسی خاص وقت کے لئے یا کسی خاص مسئلہ کے لئے یہ کام سرانجام دیا جاتا رہا۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری دنیا کے لئے تجدید دین کا کام سرانجام دیا (اللہ تعالیٰ نے بھی حضور علیہ السلام کو الہاماً فرمایا ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'')۔[30]

English Traced to Arabic پر ایک نہایت عالمانہ تبصرہ

مجلس ترقی ادب لاہور کے سہ ماہی مجلّہ ''صحیفہ'' زیر ادارت ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے اپریل ۱۹۷۰ء کے شمارے میں معروف ماہر لسانیات حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ضلع لائلپور کی کتاب "ENGLISH TRACED TO ARABIC" پر نہایت زبردست عالمانہ تبصرہ کیا گیا۔اس تبصرہ کا ملخص پیش ہے۔تبصرہ میں تحریر کیا گیا ہے کہ زیر نظر کتاب مصنف کی ۲۰ سال کی محنت شاقہ کا ثمر ہے اس کتاب کی صورت میں مصنف نے لسانیات کے شعبہ میں ایک ایسا صحیح اور محکم نظریہ پیش کیا ہے جس سے السنہ عالم کے اوّلین ماخذ کے متعلق اختلافات ختم ہو جانے چاہئیں۔ مصنف نے بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دنیا کی مشہور زبانوں کے ساتھ مقابلہ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا ماخذ عربی ہے۔

مصنف نے دنیا کی ۳۳ مشہور زبانوں کو عربی سے ماخوذ اور متفرع ثابت کرنے کے لئے تالیف وتصنیف کا ایک وسیع منصوبہ تیار کیا ہے۔اس سلسلہ کی پہلی کڑی زیر تبصرہ کتاب ہے جس میں بدلائل قاطع ثابت کیا گیا ہے کہ انگریزی زبان عربی سے نکلی ہے۔مصنف نے اس مقصد کے حصول کے لئے بیس سال تک تحقیق وتفتیش کی ہے۔مصنف نے اس کتاب کی تصنیف میں جس جگر کاری، دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی سے کام لیا ہے اس کا صحیح اندازہ کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ایک مفصّل تبصرہ بھی اس کا بدل نہیں بن سکتا۔

کتاب چار حصوں میں تقسیم ہے اور ہر حصہ متعدد ابواب پر مشتمل ہے۔اب بطور نمونہ انگریزی کے چند الفاظ اور ان کے عربی ماخذ درج ذیل کئے جاتے ہیں جن سے اندازہ ہو سکے گا کہ مصنف نے ماخذ کی تلاش میں کس قدر کاوش اور نکتہ رسی سے کام لیا ہے۔

کیس	case	رعشہ	rush	فل	flee
بالط	bolt	رہص	race	رجا	region
عرج	arrig	رضی	redio	عتک	attack
مالہ	mill	قفورہ	coffer	باقہ	boquette
فرص	pierce	فرن	furnace	صلیف	slope
ارض	ard	فلصع	flat	بربری	barbarian
نبل	noble	لق	lick	قال	call
قرن	cairn				

یہ نمونہ مشتے از خروارے ہے۔ ورنہ کتاب میں ایسے الفاظ کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے اور عربی ماخذ کی تلاش کے قواعد بھی بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب اپنے موضوع پر ایک اہم تصنیف ہے اور لسانیاتی تحقیق کے میدان میں اسے سنگ میل قرار دیا جاسکتا ہے۔ مصنف کی بعض آراء سے اختلاف کی گنجائش بھی ہے۔ مثلاً مصنف نے عربی کے ام الالسنہ ہونے کے نظریہ کا موجد مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو قرار دیا ہے جسے مصنف کا جوش عقیدت ہی کہا جا سکتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عربی کے متعلق یہ نظریہ علمائے اسلام میں شروع ہی سے مقبول و مروّج رہا ہے۔ آج سے سینکڑوں سال پہلے علامہ سیوطی نے اپنی کتاب مزھر میں اس پر مفصّل بحث کر کے یہ ثابت کیا تھا کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی سے نکلی ہیں''

کسی بھی واسطہ سے یہ نظریہ مصنف تک پہنچا ہو۔ حق یہ ہے کہ مصنف نے صحیح نقطہ سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور فراموش کردہ حقیقت کو تلاش کر کے تابندہ درخشندہ صورت میں منظرِ عام پر پیش کر دیا۔ مصنف اپنے اس کارنامے کے لئے مبارکباد کا مستحق ہے۔ اور یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر اہلِ علم کے زیرِ مطالعہ آئے۔ ایسی علمی اور تحقیقی تصانیف کی قدردانی نہایت ضروری ہے۔

ایک ضروری نوٹ

تبصرہ نگار کا یہ لکھنا درست نہیں ہے کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی اس سے قبل عربی کے ام الالسنہ ہونے کا نظریہ پیش کر چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے پہلے کسی محقق نے قطعاً یہ دعویٰ نہیں کیا کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی زبان ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔ علامہ جلال الدین

سیوطی (ولادت ۸۴۹ھجری ۱۴۴۵ء۔وفات ۹۱۱ھجری ۱۵۰۵ء) کی کتاب **المزھر فی علوم اللغة و انواعھا** میں بھی اس نظریہ کا نام ونشان نہیں ملتا نہ کوئی ایسی مفصّل بحث یہ ثابت کرنے کے لئے موجود ہے ''کہ دنیا کی تمام زبانیں عربی سے نکلی ہیں''اس کے برعکس انہوں نے بعض ائمہ لغت اور مسلم محققین کے وہ اقوال درج کئے ہیں جو عربی کے امّ الالسنہ ہونے کے بالکل برعکس ہیں۔البتہ بعض آراء ایسی بھی درج کی ہیں جن سے زبان عربی کے کمالات اس کے سب سے اوّل سب سے افضل اور سب سے وسیع تر زبان ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔مگر یہ ہرگز ذکر نہیں کہ عربی زبان ہی دنیا بھر کی تمام زبانوں کا منبع اور مأخذ ہے۔ [31]

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی اہم تحریکِ دعا

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے قلم مبارک سے الفضل ۴/اپریل ۱۹۷۰ء میں حسب ذیل الفاظ میں ایک نہایت اہم تحریک دعا سپرد اشاعت ہوئی۔

''زمانہ،زمانہ ہے محمود کا''

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کو بہت کم عرصہ گزرا تھا کہ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا آپ صحن میں کھڑے ہیں،مَیں پاس کھڑی ہوں۔میں نے منہ اوپر اٹھا کر آپؑ کے چہرہ کی جانب دیکھا اور سوال کیا کہ ''ابّا''(اسی طرح جیسے بچپن میں مخاطب کرتی تھی) کونسا لڑکا آپ کا وہ خاص نشان ہے (رحمت کا نشان وغیرہ میرے ذہن میں ہے) آپؑ نے میری طرف سر جھکا کر میری نظروں سے اپنی نظریں ملائیں۔ان نظروں کی خاص روشنی،خاص گہرائی،خاص پیار مَیں کبھی نہیں بھول سکتی۔گویا یہ میرا خواب پرانا نہیں بلکہ مَیں اِس وقت بھی وہ سب کچھ دیکھ رہی ہوں اور سن رہی ہوں اور فرمایا بہت ہی شیریں آواز میں ''کہ سارے ہی اپنے اپنے وقت پر میری دعاؤں سے فیض پائیں گے مگر یہ زمانہ محمود کا زمانہ ہے''۔میرے دل نے یقین رکھا اسی وقت سے کہ وہ خاص بیٹا میرے پیارے بھائی محمود ہی ہیں۔اب مجھے خیال آتا ہے اور سوچتی رہتی ہوں کہ کس شان سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی،کس طرح سیّدی وحبیبی خلیفة المسیح الثانی نے اپنا عہد پورا کیا اور اپنی تمام قوتیں تمام عمر کے لئے اسلام کا علَم،توحید کا جھنڈا کُل عالم میں بلند کرنے میں وقف کردیں اور اپنی زندگی میں ہی ثابت کردیا کہ ''نور ہی نور ہے'' ع

''گویا کہ خدا خود اتر آیا تھا زمیں پر''

دن رات ایک ہی دھن رہی ایک ہی لگن رہی۔ کس قدر شدید چوٹیں قلبِ پاک پر پڑیں اور پڑتی رہیں۔تہمت وافتراء کا ٹھکانا نہ رہا شیطان بھی اپنی ساری طاقت صرف کرنے پرآمادہ ہوگیا تھا مگر کچھ نہ بگاڑ سکا۔چاند چمکتا رہا کتے بھونکتے رہے۔اور اِدھر ایک چُپ رہی۔دل پر جوگزرتی ہوگی ہوگی مگرزبان خاموش رہی فریاد کی تو اپنے مولا کے حضور۔غرض ؎

گریۂ یعقوب راتوں کو خدا کے سامنے
صبر ایوّبی برائے خلق باخندہ جبیں

وہ رخصت ہوگئے اوراس صبر وشکر کے نتیجہ میں نیز دیگر بشارتیں پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کومنتخب کیا جوان کا فرزند اور انہیں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت کے مطابق ''مبارک'' بن کر حضرت اماں جان کی گود میں دیا گیا تھا۔خلافتِ ثالثہ کا انتخاب بھی ایک روشن نشان ہے۔جن میں فراست ہے اور روحانیت ہے اور جن کے دل حالاتِ گردو پیش کو یاد رکھتے ہوئے ایمانی گواہی دے سکتے ہیں کہ اُس وقت ایک بہت خاص الٰہی تصرّف تھا کہ جس نے سب کے ہاتھ بلا چون و چرا بیعتِ ناصر کے لئے آگے بڑھا دئے، الحمدللہ۔ میں سمجھتی ہوں میرا ایمان ہے کہ دونوں صورتوں میں کیا ''مبارک کا بدلہ'' ہونے کے، کیا حضرت مصلح موعود کی عالی شان بے نظیر خدمات کی قبولیت اوران کے دل کی پکار کے لحاظ سے، یہ خلافت بھی ضمیمہ ہے حضرت مصلح موعود کی خلافتِ خاص کا۔گویا ان کا وجود ہی ہم سب کو خدا تعالیٰ نے ناصر کی صورت میں دوبارہ بخش دیا ہے۔خدا تعالیٰ اس دورِ خلافت کو بیحد بابرکت بنائے اور ہمارے موجودہ خلیفہ کے ہاتھوں سے بڑی بڑی فتوحاتِ اسلام حاصل ہوں، بہت روشن نشان ظاہر ہوں، دنیا کے چپہ چپہ پر حقیقی اسلام یعنی احمدیت کا پرچم لہرائے۔ روز افزوں ترقی ہو اور تمام موجودہ جماعت کے بھی دلوں اور گھروں میں نسلاً بعد نسلٍ نیکی تقویٰ کے بیج خدائے کریم ڈال دے، کمزوریوں کی ستاری کے پردۂ رحمت میں اصلاح فرمائے۔اور میرے بہت پیارے بہت پیار کرنے والے بھائی کو جنتِ اعلیٰ میں مقامِ اعلیٰ میں بارش کی طرح بشارتیں پہنچتی رہیں۔آمین۔سیّدی خلیفۃ المسیح الموعود فرزند المصلح الموعود اللہ کی راہ میں سفر کو جارہے ہیں۔آپ سب پرفرض ہے کہ دردِ دل سے دعائیں کریں اور کرتے رہیں کہ ہر کام میں ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اورنصرت شاملِ حال رہے خدا تعالیٰ صحت دے، طاقت، ہمت دے اور اپنی جناب سے زیادہ سے زیادہ اس خدمت کے شرف سے نوازے۔ان کے زبان وقلم میں بہت خاص برکت بخشے، علم وعرفان،

روحانیت اور نورِ ایمان کے چشمے ان کے زبان وقلم سے اس کے کرم سے خاص عطا کردہ جاری فرمائے اور جاری رہیں۔آمین۔خیر سے پہنچیں خیر سے آئیں خیر ہی خیر سفر میں رہے اور یہاں بھی جماعت اور ملک میں ہر لحاظ سے دینی و دنیوی، روحانی وجسمانی خیر رہے۔خدا تعالیٰ ان کا اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔قادر وقدیر مقتدر خدائے کریم رحمان ومنّان کے حضور دعاؤں میں لگ جائیں۔یہ خلافت بھی خاص اور قابلِ شکر ہے قدر کریں اور دعا کریں۔غرض مختصراً۔

خلیفہ خدا نے جو تم کو دیا ہے عطاءِ الٰہی ہے فضلِ خدا ہے
یہ مولا کا اِک خاص احسان ہے وجود اِس کا خود اس کی برہان ہے
خلیفہ بھی ہے اور موعود بھی ”مبارک بھی ہے اور محمودؔ“ بھی
لبوں پر ترانہ ہے محمود کا
زمانہ، زمانہ ہے محمود کا“

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر مغربی افریقہ

اس سال کا مشہور عالم واقعہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر مغربی افریقہ ہے۔اس سفر کے دوران حضور نے نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیرالیون جیسے چھ اہم ممالک کو اپنے وجود باجود سے برکت بخشی۔سربراہان مملکت تک پیغام حق پہنچایا اور افریقی عوام کے دل اپنے پُر اثر ولولہ انگیز اور بصیرت افروز خطابات کے ذریعہ جیت لئے۔سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ارضِ بلال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ راشد بنفسِ نفیس تشریف لے گئے اور مدتوں سے جماعت احمدیہ کے امام کی زیارت کی حسرت رکھنے والے مخلص افریقن بھائیوں کو دیدار سے فیضیاب فرمایا اور محبت، پیار اور فراست سے ان کی پیاس کو بجھایا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے لئے سیری کے دائمی سامان پیدا کر دیئے۔اس للّٰہی سفر کے نتیجہ میں احمدیت کی تاریخ کا ایک تابناک اور سنہری دور شروع ہوا۔

تحریکِ دعا

آغاز سفر سے قبل سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۳/اپریل ۱۹۷۰ء کو مسجد مبارک ربوہ میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے میں انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح مغربی افریقہ کے دورہ پر روانہ ہوں گا۔ ربوہ اور آپ دوستوں کی اس عارضی جدائی سے طبیعت میں اداسی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر خوشی بھی ہے کہ وہ محض اپنی رحمت سے یہ توفیق عطا کر رہا ہے کہ ان اقوام کے پاس جا کر جو صدیوں سے مظلوم رہی ہیں اور جو صدیوں سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند مہدی معہود کے انتظار میں رہی ہیں اور جن میں سے استثنائی افراد کے علاوہ کسی کو بھی حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ پھر ان کے دلوں میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ آپ کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ان تک پہنچے...... اور وہ **خلیفة من خلفائه** کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں...... صدیوں کے انتظار کے بعد اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انہیں یہ موقع نصیب ہوگا...... محبت اور پیار سے اپنے دن گذاریں اور صدقہ اور دعاؤں کے ساتھ میری مدد کریں...... پھر میں کہتا ہوں کہ صدقہ اور دعا سے میری مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ جس غرض کے لئے اس سفر کے سامان پیدا کر رہا ہے وہ غرض پوری ہو...... اسی کے سہارے اور اسی پر توکل کرتے ہوئے اس یقین کے ساتھ میں اس سفر پر جا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ اسلام کے غلبہ کے دن جلد سے جلد آ جائیں۔'' [32]

خصوصی دعاؤں کے ساتھ الوداع

۳ ر اپریل حضور نے نماز مغرب پڑھانے کے بعد مسجد مبارک میں سفر کی کامیابی کے لئے پُرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں اہل ربوہ (بوڑھے، جوان، بچے، عورتیں) بڑی کثرت کے ساتھ شامل ہوئے۔ یہ اجتماعی دعا ایک خاص شان کی حامل تھی۔ احباب نے اس قدر خشوع وخضوع اور درد والحاح کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ مسجد مبارک دیر تک ہچکیوں اور سسکیوں سے گونجتی رہی۔ بیرونی مقامات سے بھی بہت سے احباب اس اجتماعی دعا میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

ربوہ سے روانگی

۴ ر اپریل بروز ہفتہ سوا چھ بجے صبح حضور قصر خلافت سے باہر تشریف لائے جہاں بزرگان سلسلہ

اور بہت سے دیگر احباب قطاروں میں کھڑے تھے حضور نے بعض احباب کو مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا جس کے بعد اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد حضور اور حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کار میں سوار ہو کر صبح چھ بج کر ۲۵ منٹ پر عازم لاہور ہوئے اس موقع پر اجتماعی اور انفرادی طور پر کثرت سے صدقات دیئے گئے۔

اس تاریخی سفر پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر بھی حضور کی معیت میں تشریف لے گئے (آپ ایک روز قبل ہی انتظامات سفر کی نگرانی کے لئے لاہور روانہ ہو گئے تھے) جن دیگر احباب کو حضور کی معیت میں جانے کا فخر حاصل ہوا ان میں چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری، پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم اے اور محمد سلیم ناصر باجوہ صاحب شامل تھے۔[33]

لاہور سے کراچی تک

لاہور کے متعدد احباب نے لاہور سے ۱۶ میل ورے حضور کا خیر مقدم کیا جبکہ دیگر احباب، جن میں لاہور کے علاوہ متعدد دیگر مقامات کے دوست بھی شامل تھے بڑی تعداد میں محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی کوٹھی (واقع ایمگن روڈ لاہور چھاؤنی) میں حضور کے منتظر تھے۔ حضور ۹ بج کر ۲۵ منٹ پر محترم چوہدری صاحب کی کوٹھی میں پہنچے۔ جہاں حضور نے احباب کے درمیان ۱۵ منٹ رونق افروز ہو کر روح پرور ارشادات سے نوازا اور دعا کرائی۔ دس بجنے میں دس منٹ پر حضور فضائی مستقر کی طرف روانہ ہوئے وہاں بھی کثرت سے احباب اپنے محبوب آقا کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

دس بج کر بیس منٹ پر حضور مع حضرت بیگم صاحبہ و دیگر ارکان قافلہ ہوائی جہاز کی طرف بڑھے جبکہ دورویہ کھڑے ہوئے احباب درد دِل اور رقّت کے ساتھ خدا حافظ و ناصر، بسلامت روی و باز آئی اور فی امان اللہ کے کلمات دہرا رہے تھے۔ دس بج کر پچیس منٹ پر حضور ہوائی جہاز پر سوار ہوئے، اگلے ہی لمحہ ہوائی جہاز حرکت میں آ گیا اور کراچی کی جانب روانہ ہو گیا۔

حضور انور ۴؍ اپریل کو ہی دوپہر کے گیارہ بج کر پچپن منٹ پر کراچی پہنچے جہاں پر مقامی احباب کی بہت بڑی تعداد نے گرمجوشی کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ کراچی میں حضور نے انیس گھنٹے قیام فرمایا۔[34]

۵؍اپریل کی صبح کو جبکہ مقامی احباب بڑی تعداد میں حضور کو دعاؤں کے ساتھ الوداع کہنے کے لئے موجود تھے حضور ہوائی مستقر میں پہنچ گئے اور اجتماعی دعا کے بعد جہاز بوئنگ ۲ کی فلائٹ P.R-271 پر صبح سات بج کر پینتیس منٹ پر مع ارکان قافلہ اس تاریخی سفر پر روانہ ہوئے۔

تہران، استنبول اور لنڈن میں مختصر قیام

حضور پاکستانی وقت کے مطابق پونے نو بجے تہران پہنچے۔ یہاں بھی بہت سے مخلص احمدی احباب پھولوں اور دعاؤں کے ہار لئے موجود تھے۔ تہران سے استنبول کے لئے روانہ ہوئے۔ دو بج کر دس منٹ پر حضور کا طیارہ استنبول میں رکا۔ ایک ٹرکش نیوز ایجنسی کا نمائندہ وہاں موجود تھا۔ اس نے پہلے تصاویر لیں پھر ادب کے ساتھ چند سوالات کے جوابات حاصل کئے۔ جہاز استنبول سے جنیوا کے لئے روانہ ہوا۔ اس وقت تین بجے شام (پاکستانی) کا وقت تھا۔ ۵ بج کر ۵۰ منٹ پر جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ چونکہ جنیوا میں برفباری ہو رہی ہے اس لئے جہاز وہاں جانے کی بجائے سیدھا لنڈن جائے گا۔ سوا سات بجے شام (پاکستانی وقت) حضور لنڈن پہنچ گئے۔ وہاں قریباً ایک گھنٹہ توقف فرمایا۔ پھر BOAC کی فلائٹ BA-724 پر حضور زیورک (سوئٹزرلینڈ) روانہ ہو گئے۔ امام مسجد لنڈن بشیر احمد صاحب رفیق کو جب حضور کی غیر متوقع تشریف آوری کا علم ہوا تو وہ لنڈن ائیر پورٹ پر حضور کی خدمت میں روانگی تک حاضر رہے۔[35]

زیورک میں تشریف آوری

پونے دس بجے شب جہاز زیورک پہنچ گیا۔ حضور کا استقبال کرنے والوں میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور ڈاکٹر اطالو کیوسی صاحب بھی شامل تھے۔ مشن ہاؤس میں پاکستانی احمدی احباب کے علاوہ یوگوسلاویہ کے مخلص احمدی ڈاکٹر آصف صاحب بھی موجود تھے۔

۶؍اپریل کو حضور نے متعدد احباب سے ملاقاتیں فرمائیں جن میں امام مشتاق احمد صاحب باجوہ، والدہ ماجدہ ڈاکٹر عزیز الدین حسن صاحب و ڈاکٹر اسماعیل حسن صاحب (البانیہ کے مشہور شاہی خاندان کے چشم و چراغ) ڈاکٹر اطالو کیوسی صاحب، حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور شیخ اوی سانو (نائیجیرین احمدی دوست) بھی شامل تھے۔

۷؍اپریل کو بھی متعدد اصحاب ملاقات کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضور اور حضرت بیگم صاحبہ ایک اسٹور میں بھی تشریف لے گئے۔ سارا عملہ حضور کی جاذب، دلکش اور نورانی شخصیت کو دیکھ کر آپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔اس کا مالک بڑے ادب سے پیش آیا۔اس کی درخواست پر حضور نے اس کے ایک البم میں جس میں شاہ ایران اور دیگر اکابرین کی تصویریں اور دستخط تھے اپنے دستخط ثبت فرمائے۔آج حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے بتایا کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہم لوگ کاروں میں بازار سے گذر رہے ہیں اور لوگ بلند آواز سے مل کر گا رہے ہیں ''ناصرِ دینِ محمدؐ سلامت''

۸؍اپریل کو حضور نے نومسلم احمدی بہن لیلیٰ کو ایک گھنٹہ تربیتی اور تبلیغی ارشادات سے نوازا۔ یہ بہن بہت مخلص،صوم وصلوٰۃ کی پابند اور باحیا خاتون ہیں۔شام کو حضور زونن برگ سیر کے لئے تشریف لے گئے۔حضور نے دیگر کئی افراد کو بھی ملاقات کا شرف بخشا۔

۹؍اپریل کو حضور زیورک سے بذریعہ ٹرین فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) روانہ ہو گئے۔ سارا راستہ حضور کے خدام حضور کی شفقت اور دلداری کے نظارے دیکھ کر دل ہی دل میں حضور کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ٹرین مقامی وقت کے مطابق ایک بج کر چودہ منٹ پر روانہ ہوئی اور پانچ بج کر ۴۵ منٹ پر فرینکفورٹ پہنچی۔اسٹیشن پر فرینکفورٹ کی جماعت اور دیگر احمدی احباب نے اپنے مقدس آقا کا استقبال کیا۔

اگلے روز یعنی ۱۰؍اپریل کو حضور نے مسجد نور میں نماز جمعہ ادا فرمائی جس میں مقامی اور بعض دیگر ممالک کے احباب کے علاوہ متعدد عرب اور انڈونیشین احمدی دوست بھی شامل ہوئے۔[36]

لیگوس (نائیجیریا) میں ورودِ مسعود

۱۱؍اپریل کو حضور سوا دس بجے صبح جرمن ائیر سروس کے ایک ہوائی جہاز پر فرینکفورٹ سے لیگوس (نائیجیریا) روانہ ہو گئے۔مقامی جماعت نے دعاؤں کے ساتھ حضور کو الوداع کیا۔

جہاز اسی روز شام کو چار بج کر ۱۰ منٹ (مقامی وقت) پر قریباً ساڑھے چھ گھنٹے کے نان سٹاپ سفر کے بعد لیگوس کے ہوائی اڈے پر اترا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی احمدیہ جماعت موجود تھی جس نے فلک شگاف نعروں کے ساتھ حضور کا والہانہ خیر مقدم کیا۔قریباً ڈیڑھ ہزار احباب فرطِ مسرّت

سے جھوم رہے تھے۔اور اپنے آقا کی زیارت سے مشرف ہورہے تھے۔دیر تک فضا نعروں سے گونجتی رہی۔جب حضور کا قافلہ ہوٹل کے قریب پہنچا تو وہاں بھی احباب جماعت اور احمدیہ سکولوں کے بچے اپنی وردیوں میں ملبوس دورویہ کھڑے اهلاً وَّ سهلاً وَّ مَرحبا کا ہدیہ پیش کررہے تھے۔

اس دوران پریس کے نمائندوں نے حضور سے انٹرویو لیا۔حضور نے فرمایا کہ انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے انسانوں سے نفرت کرے۔بحیثیت انسان تمام انسان ایک جیسے ہیں۔ حضور کے استقبال کا نظارہ شام کو ٹیلیویژن پر بھی دکھایا گیا۔اگلے روز یہاں کے سب سے بڑے اخبار ’’سنڈے ٹائمز‘‘ نے انٹرویو کا بہت اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔

نائیجیریا میں حضور کا قیام فیڈرل پیلس ہوٹل میں ہوا۔جائے رہائش پر بھی حضور کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔

مسلم کونسل آف نائیجیریا کی جانب سے استقبالیہ میں شرکت

اسی روز شام کو مسلم کونسل آف نائیجیریا کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں وسیع پیمانے پر ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔جس میں احباب جماعت کے علاوہ مختلف ممالک کے سفراء، حکومت کے افسران، عدالتِ عالیہ کے جج صاحبان، نامور مسلم زعماء، دیگر معززین اور روٴسائے شہر نے شرکت کی۔[37]

جسٹس بکری کی دعوتِ طعام

۱۲/اپریل کو نائیجیریا ہائیکورٹ کے جج جسٹس بکری نے جو نیشنل صدر صاحب جماعت احمدیہ نائیجیریا کے صاحبزادے ہیں، حضور کے اعزاز میں وسیع پیمانے پر دعوتِ طعام دی جس میں متعدد غیر از جماعت معززین بھی شامل ہوئے۔

بواجے بو میں مسجد کا افتتاح

اسی روز تین بجے شام اجے بُو اوڈے تشریف لے گئے جہاں ایک بڑی جماعت شاندار مسجد اور مشن ہاؤس موجود ہے۔اس جگہ بھی حضور کا گرمجوشی سے استقبال ہوا۔حضور نے نو تعمیر اور عالیشان مسجد کا افتتاح فرمایا اور ایک نہایت بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔آپ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم اور آپؐ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب یکساں ہیں۔ ہمارے کندھوں پر عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ آیئے! انسانوں کو محبت اور امن کے ساتھ اکٹھا کر دیں۔ اس تقریب میں ملک کے طول وعرض سے تین ہزار افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ 38

نائیجیریا کے صدر مملکت سے ملاقات

۱۳؍اپریل کو دس بجے صبح حضور نے نائیجیریا کے صدر مملکت میجر جنرل یعقوبو گوون سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات فرمائی۔ صدر مملکت نہایت احترام کے ساتھ حضور سے ملے۔ انہوں نے نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کی عظیم کامیابیوں اور تعلیمی، تربیتی اور اخلاقی خدمات کو سراہا اور اس کے لئے حضور کا شکریہ ادا کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی بساط کے مطابق اور اپنے محدود ذرائع کا خیال رکھتے ہوئے ہم نے یہ حقیر سی خدمت کی ہے۔ اس پر صدر مملکت نے فرمایا لیکن یہ خدمت بے غرض خدمت ہے اور ہمارے دل میں اس کا بہت احترام ہے۔ اگر کوئی ملک کروڑوں پونڈ بھی ہم پر خرچ کرتا اور اس میں کوئی ذاتی غرض پنہاں ہوتی تو ہرگز ہمارے دلوں میں یہ احترام نہ ہوتا۔

اس ملاقات کے دوران حضور نے صدر مملکت کو پاکستانی صنعت کاری کا نمونہ بطور تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور پاکستانی صنعت کی تعریف کی۔ نصف گھنٹہ کی ملاقات کے بعد رخصت کے وقت صدر مملکت نے حضور سے شرفِ معانقہ حاصل کیا اور حضور سے دعا کی درخواست کی چنانچہ حضور نے اسی وقت دعا کی۔ اخبارات نے حضور انور کی صدر مملکت سے ملاقات کو تفصیل سے دیا اور تصاویر بھی شائع کیں۔ 39

ابادان میں بصیرت افروز تقریر

اسی روز حضور ابادان تشریف لے گئے اور ایک وسیع وعریض ہال میں بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ابادان کے مفتیٔ اعظم اور دیگر تمام اکابرین اور مختلف تنظیموں کے نمائندے موجود تھے۔ قریباً پانچ ہزار افراد اس تقریر سے مستفید ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کا روشن اور درخشندہ تر مستقبل جسے مَیں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ حصول علم کی جدوجہد کو بارآور کرنے کے سلسلہ میں اسلام نے جو طریق بتایا ہے وہ دعا کے ذریعہ استمداد کا طریق

ہے۔لہٰذا میرا پیغام یہ ہے کہ اپنی پوری ہمت اور پوری طاقت کو مجتمع کر کے علمی تحقیق میں لگ جاؤ۔میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارا رحمٰن ورحیم خدا ایک بہتر زندگی کے لئے ہماری کوششوں کا رخ مناسب سمت کی طرف پھیر دے۔تقریر کے بعد مقامی احباب نے ملاقات اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔[40]

قبول احمدیت کا ایک اعجازی نشان

۱۳/اپریل کو حضور نے مالم وزیری عبدو صاحب سے (جو گورنمنٹ کے ڈپٹی سیکرٹری تھے اور عرصہ سے زیر تبلیغ تھے اور دورہ نائیجیریا میں آپ کے ڈرائیور بھی رہے) دریافت فرمایا کہ آپ احمدیت کیوں قبول نہیں کرتے۔انہوں نے کہا ابھی میری تسلی نہیں ہوئی۔حضور نے جیب سے عطر کی شیشی نکال کر انگلی سے خوشبو ان کی گردن پر لگائی اور فرمایا کہ آپ آج سورج غروب ہونے سے قبل احمدیت میں داخل ہوں گے۔انہوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے۔میں احمدیت قبول نہیں کروں گا۔حضرت صاحب نے جواب نہیں دیا۔حضور نے اونچی آواز میں تلاوت شروع کر دی۔اور تقریباً ۴۵ منٹ تلاوت فرماتے رہے۔نماز عصر کے بعد وزیری عبدو صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ میں احمدیت قبول کرتا ہوں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف عطا فرمایا بعد میں ان کا سارا خاندان احمدی ہو گیا۔[41]

کانو کے وفد سے ملاقات

۱۴/اپریل کو حضور کا کانو شہر روانگی کا پروگرام تھا لیکن موسم کی خرابی کے باعث ہوائی جہاز وہاں نہ جا سکا۔اس پر کانو کے مبلغ مکرم محمد بشیر احمد صاحب شاد اور ہسپتال کے ڈاکٹر مکرم ضیاء الدین صاحب واقفِ زندگی بذریعہ لوکل فلائٹ حضور کی خدمت اقدس میں لیگوس پہنچ گئے۔حضور نے ان سے فرمایا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اسی کی خاطر گھر سے روانہ ہوئے تھے وہ جہاں چاہے لے جائے۔مکرم شاد صاحب نے عرض کی کہ ہم نے حضور کی کانو تشریف آوری کے موقعہ پر ایک سو نئے احمدیوں کا تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کرنا تھا۔اب خاکسار بیعت فارم لے آیا ہے حضور اس تحفہ کو قبول فرمائیں۔حضور نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور دعا فرمائی۔[42]

مقامی جماعتوں کے نمائندگان سے ملاقات

۱۵/اپریل کو شام پانچ بجے فیڈرل پیلس ہوٹل میں حضور انور نے مقامی جماعتوں کے نمائندگان

کو چائے پر مدعو فرمایا۔اجلاس میں حضور نے جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا سے مشورہ طلب فرمایا کہ آئندہ پانچ سے سات سال تک کے عرصہ پر حاوی ایک باقاعدہ منصوبہ کے ماتحت یہاں سکول اور میڈیکل سنٹر کھولے جائیں۔

حضور نے سات احباب پر مشتمل کمیٹی منظور فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ میرا دورہ افریقہ ختم ہونے سے قبل یہ کمیٹی اپنی رپورٹ میرے سامنے پیش کرے۔حضور نے اس منصوبہ کا نام ''Leap Forward'' (یعنی آگے بڑھو) رکھا۔43

۱۶/اپریل کو حضور نے لیگوس میں جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا کے نمائندگان کرام کو شرفِ ملاقات بخشا اوران سے جماعت کے تعلیمی اداروں اور طبی امداد کے مراکز میں مزید وسعت پیدا کرنے سے متعلق تبادلہ خیالات کیا نیز نائیجیریا میں سولہ سیکنڈری سکول اور چار میڈیکل سینٹر قائم کرنے کے فیصلہ کا اعلان فرمایا۔اسی روز حضور نے ایک پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں سے گفتگو فرمائی اور دوران گفتگو انسانی شرف اور اقتصادی مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی اوراس بارے میں اسلام کی بے مثال اور لازوال تعلیم کو وضاحت سے پیش فرمایا۔44

مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج میں خطبہ جمعہ

۱۷/اپریل کو حضور نے خطبہ جمعہ مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج میں ارشاد فرمایا۔45 کم وبیش پانچ ہزار افراد شامل ہوئے۔غیر از جماعت معززین کی تعداد تین چار سو کے درمیان ہوگی۔ہال کے بیرونی گیٹ میں کپڑے پر یہ الفاظ آویزاں تھے کہ ''اللہ اکبر خلیفۃ المسیح آج ہمارے درمیان ہیں الحمد للہ''۔ ایک پرانے احمدی زار و قطار روتے تھے اور کہتے تھے آج وہ سب مخلصین یاد آ رہے ہیں جنہوں نے احمدیت کی خاطر عظیم قربانیاں دیں اوراس انتظار میں فوت ہو گئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح خود یہاں تشریف لائیں۔خطبہ حضور نے انگریزی میں دیا اوراس کا ترجمہ ثناعلّو صاحب جیسے فدائی احمدی نے یوروبا زبان میں کیا۔حضور نے فرمایا کہ احمدیت انسانوں کی بنائی ہوئی تنظیم نہیں ہے۔اس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ نے رکھی اور وہی اسکی راہنمائی کرتا ہے۔اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کی عظمت وشان کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔خلافت اسلام کی ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوبارہ دنیا میں لائے۔

جمعہ کے بعد حضور نے مقامی یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان اور سینئر یونیورسٹی کے طلبہ کو شرف

باریابی بخشا۔ ڈاکٹر تاج الدین نماڈاموسی (صدر شعبہ تاریخ) نے پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب کو بتایا کہ احمدیت جس طرح جدید تقاضوں کی روشنی میں اسلام کی تصویر پیش کرتی ہے وہ نہایت حسین ہے۔ جب حضور نے جملہ طلبہ کو شرفِ مصافحہ بخشا تو ایک طالبہ ہاتھ ملتی رہ گئی۔ اس پر فوراً ہی حضرت بیگم صاحبہ نے اندر سے اس کے لئے ''الیس اللّٰہ بکاف عبدہ'' کی ایک انگوٹھی بھجوادی جو تمام حاضرین کے سامنے اسے پہنائی گئی۔ اس وجہ سے تمام طلبہ اسے رشک کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔[46]

اسی روز نائیجیریا میں مقیم پاکستانی ہائی کمشنر جناب ایس ایم قریشی صاحب نے حضور کے اعزاز میں الوداعی عشائیہ کا اہتمام کیا۔ حضور اقدس اپنے خدام کے ساتھ ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ اس دعوت میں سوڈان، انڈونیشیا، نائیجر اور سیرالیون کے سفراء بھی موجود تھے۔ نائیجر کے سفیر نے اس موقعہ پر حضور کو اپنے ملک آنے کی دعوت دی۔[47]

اہلِ نائیجیریا کے نام الوداعی پیغام

۱۸/اپریل کی صبح کو حضور نائیجیریا سے غانا روانہ ہوئے۔ احباب جوق در جوق اپنے آقا کو الوداع کہنے کے لئے ائیر پورٹ پر تشریف لائے۔ روانگی سے قبل حضور نے اہل نائیجیریا کے نام حسب ذیل پیغام دیا جو اگلے روز تمام اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا:۔

''میرے عزیز بھائیو اور بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نائیجیریا کی سرزمین سے روانہ ہوتے ہوئے میرا دل آپ سے محبت اور اخوت کے جذبات سے لبریز ہے۔ نائیجیریا کے دورہ کی یاد ہمیشہ ایک عزیز متاع کی حیثیت سے میرے دل میں محفوظ رہے گی۔ اب جبکہ یہ دورہ ختم ہو رہا ہے۔ میں غمگین ہوں اور آپ کی پیاری یاد سے دل مغموم ہے۔ آپ کی محبت نے میرا دل جیت لیا ہے۔ میں اور سیّدہ منصورہ بیگم آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یاد رکھیں آپ ایک عظیم ملک کے عظیم فرزند ہیں جو طبعی اور انسانی خزائن سے مالا مال ہے۔ آپ ایک شاندار مستقبل کے مالک ہیں۔ ایسا مستقبل جو آپ کے تصور سے بھی بڑھ کر شاندار ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ آپ ہم سب کے خالق اور مالک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کریں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے، ہر قسم کے شرّ سے محفوظ رکھے آپ حق وصداقت کی شمع

لے کر چاردانگ عالم میں پھیل جائیں۔ یہاں تک کہ دنیا آپ سے اپنی امیدیں وابستہ کرے اور لوگ آپ کی قسمت پر رشک کریں۔آمین‘‘ [48]

غانا میں تشریف آوری

غانا ائیر لائنز کا جہاز صبح ۱۰ بج کر ۲۰ منٹ پر لیگوس (نائیجیریا) سے محو پرواز ہوا اور گیارہ بجے اکرا (غانا) پہنچ گیا۔اکرا کے ہوائی اڈے کی عظیم الشان عمارت کی چھتوں، بالکنیوں پر اور میدان میں ہر طرف سفید لبادوں میں ملبوس مردوں،عورتوں، جوانوں، بوڑھوں اور بچوں کا ہجوم نظر آ رہا تھا جو اپنے محبوب آقا کے خیر مقدم کے لئے جمع تھے۔کم وبیش دس ہزار افریقن احمدیوں کے پُر جوش نعروں سے فضا گونج اٹھی۔آج بجا طور پر ان کے لئے عید کا دن تھا۔کیونکہ ان کی سالہا سال کی تمنا بر آئی تھی اور حضرت مہدی معہود علیہ السلام کا موعود نافلہ اور تیسرا خلیفہ ان کے درمیان رونق افروز تھا۔

جب حضور ائیر پورٹ سے باہر تشریف لائے تو جماعت نے جس عقیدت اور خلوص اور جوش و خروش سے حضور کا خیر مقدم کیا اسے الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔احباب اور بہنیں تاحدِّ نظر ایئر پورٹ سے باہر بنائے گئے ایک سٹیڈیم کے تینوں طرف کھڑے ہاتھ ہلا ہلا کر حضور کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کر رہے تھے اور فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔بیس ہزار ہاتھ جنبش میں تھے اور دس ہزار افراد کی آوازیں بیک وقت اپنے محبوب آقا کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کر رہی تھیں۔یاد رہے کہ ۱۹۶۰ء میں سرکاری اعداد وشمار کے مطابق غانا کے بالغ احمدیوں کی آبادی ایک لاکھ پینتیس ہزار تھی۔

شام کو مشن ہاؤس کے وسیع احاطہ میں حضور ایک جلوس کی صورت میں تشریف لے گئے۔یہاں حاضرین کی تعداد دس ہزار سے بھی تجاوز کر چکی تھی۔جس میں علاقہ رؤسا اور غیر مسلم معززین نیز غیر ملکی سفارتی نمائندے بھی موجود تھے۔اس موقع پر حضور نے اکرا کی عظیم الشان مسجد کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھنے سے قبل اسلامی معاشرہ میں مساجد کی اہمیت اور تعلیم وتربیت کے اعتبار سے ان کے نہایت اہم کردار پر ایک پر معارف خطاب فرمایا۔[49]

۱۹ر اپریل کو حضور نے احباب جماعت سے فرداً فرداً ملاقات فرمائی۔شام کو ایک استقبالیہ دعوت میں شریک ہوئے جس میں غیر ملکی سفراء، وزرائے مملکت، اکابرین چرچ اور ریڈیو اور نیوز ایجنسیوں

کے نمائندے اور دیگر معززین شہر بھی موجود تھے۔اس موقع پر ان سب کو حضور سے ملاقات کا موقع میسر آیا۔حضور ہر ایک سے حسب موقع گفتگوفرماتے رہے۔

شام کو ریڈیو کے نمائندے نے حضور سے انٹرویو لیا جو بعد میں نشر ہوا۔حضور نے فرمایا کہ احمدیت کے بنیادی اصول اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔اسلام چاہتا ہے بندے کا اپنے خالق کے ساتھ براہِ راست تعلق قائم ہو۔[50]

۱۹راپریل اشانٹی کی جماعت کے چند اراکین اپنے پریذیڈنٹ الحاج الحسن عطاء کی معیت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔حضور نے ان سے ملاقات فرمائی۔پھر مسٹر بی۔کے۔آدم منسٹر آف سٹیٹ سے بھی ملاقات ہوئی۔

غانا کے سربراہ مملکت سے ملاقات

۲۰راپریل کو سربراہ مملکت بریگیڈیر اے۔اے۔افریفا سے ملاقات ہوئی۔سربراہِ مملکت حضور سے نہایت ادب واحترام کے ساتھ ملے۔رخصت کے وقت حضور نے دعا کی اور پھر گارڈ نے سلامی دی۔حضور نے انہیں پاکستانی صنعت کا ایک نمونہ بطور تحفہ دیا۔

اس کے بعد حضور کماسی روانہ ہوئے جو غانا کا دوسرا بڑا شہر ہے۔کماسی سے پندرہ میل دور احمدی دوست حضور کے استقبال کے لئے حاضر تھے۔جوں جوں قافلہ شہر کی طرف بڑھتا گیا احباب کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا جو حضور کے خیر مقدم کے لئے حاضر تھے اور پُر جوش نعرے لگا رہے تھے۔

کماسی مشن ہاؤس کا افتتاح

۲۱راپریل کو حضور تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی میں تشریف لے گئے اور طلباء و اساتذہ کو شرف مصافحہ بخشا اور انگریزی میں خطاب بھی فرمایا جو پچیس منٹ تک جاری رہا۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ حقیقی علم حقیقی استاد کامل یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔خوب محنت کرو لیکن محنت کو سہارا نہ بناؤ اصل سہارا خدا تعالیٰ کو سمجھو اور اسی سے مدد مانگو۔محنت اور دعا دونوں مل کر صحیح نتائج پیدا کرتے ہیں۔تعلیم حاصل کرو اپنے ملک وقوم کی خدمت کے لئے۔

پھر مقامی مشن ہاؤس کی نئی عظیم الشان عمارت کا دعا کے ساتھ افتتاح فرمایا اور تقریر فرمائی۔حضور نے فرمایا حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے آنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کے اس الہام میں درج ہے کہ یقیم الدین و یحی الشریعہ۔آپ آنحضرت ﷺ کے عظیم ترین روحانی فرزند ہیں۔

حضور ﷺ کے لاکھوں کروڑوں فرزند ہیں لیکن آپ ہی کو ان سب میں سے چنا۔

تقریر کے بعد باری باری سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ افتتاح کے موقع پر حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ نے کشف میں دیکھا کہ عین دعا کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بشّاش چہرہ بادلوں سے نمودار ہوا جبکہ زمین بھی خوشی سے لبریز تھی اور آسمان بھی خوشی سے معمور تھا۔51

کماسی یونیورسٹی میں تقریر

اسی دن شام کو حضور نے کماسی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے وسیع ہال میں ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس میں تدبیر اور دعا دونوں کی اہمیت کو مؤثر انداز میں بتایا اور وضاحت فرمائی کہ حقیقی اور صحیح علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے بغیر علم بے مقصد اور بے منزل ہو کر رہ جاتا ہے اس لئے تحقیق کے میدان میں صحیح طور پر قدم مارنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا علم ہی حقیقی علم ہے۔ تقریر کے بعد حضور نے سوالوں کے برجستہ اور پُر معارف جواب دئے جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔52

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قبولیت دعا کا ایک درخشندہ نشان

مکرم محبوب عالم خالد صاحب ناظر بیت المال آمد تحریر کرتے ہیں کہ صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ میں گذشتہ سال کی نسبت خاصا اضافہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بار بار دعا کے لئے عرض کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ ۶/اپریل کو آمد میں ابھی خاصی کمی تھی۔ اس سلسلہ میں حضور انور کی خدمت میں بذریعہ تار عرض کیا گیا کہ اتنی کمی ابھی باقی ہے۔ حضور انور نے فوراً کماسی (افریقہ) سے تار دیا ’’انشاء اللہ کوئی کمی نہ رہے گی‘‘۔ حضور انور کی دعاؤں کی برکت سے روپیہ بارش کی طرح آنا شروع ہو گیا۔ ۷مئی لازمی چندہ جات کی رقوم کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ تھی۔ مخلصین جماعت کے جذبہ ایثار کا اس سے اندازہ فرمائیں کہ صدر انجمن احمدیہ کے لازمی چندہ جات میں یکم اپریل سے ۷مئی تک وصولی خدا کے فضل سے سات لاکھ سے زیادہ ہوئی۔ اس طرح خدا کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ نہ صرف پورا ہوا بلکہ خاصی بیشی کے ساتھ پورا ہوا۔53

ٹیچی مان میں تقریر اور مسجد کا سنگ بنیاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ۲۲/اپریل کو ٹیچی مان تشریف لے گئے۔اس علاقہ میں اُن دنوں اسّی احمدی جماعتیں موجود تھیں ۔ یہاں کے مخلص احمدی بھائی اور بہنوں نے جس انداز اور جس اخلاص سے حضور کا خیر مقدم کیا اس کا رنگ ہی نرالا تھا۔سڑک پر جابجا گیٹ خوشنما کپڑوں سے سجائے گئے تھے۔احباب اور بہنیں قطار اندر قطار مسرور دلوں اور عشق ومحبت سے سرشار روحوں کے ساتھ والہانہ انداز میں نعرے لگا رہے تھے اور حضور کی خدمت میں السلام علیکم اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کا ہدیہ پیش کر رہے تھے۔جس جگہ حضور نے تقریر کرنا تھی اسے نہایت خوبصورت شامیانوں اور جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔سامنے میدان میں لوائے احمدیت اور خدام الاحمدیہ کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں احباب حضور کے دیدار اور تقریر کے لئے محوانتظار تھے۔ پہلے حضور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا گیا۔اس کے بعد حضور نے محبت اور روحانیت سے لبریز ایک تقریر فرمائی جو گویا روح کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی مجسم دعا تھی۔توحید باری، رسالتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی باطل شکن بعثت، قیامِ دین کی تشریح اور انسانیت کی عظمت کے قیام کے سلسلے میں ایک للکار تھی جس سے دلوں کے زنگ دُھل گئے اور ایمانوں کی تجدید ہوگئی۔

اس موقع پر علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف اور دیگر معززین بھی موجود تھے۔تقریر کے بعد حضور نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور نماز پڑھائی اور پھر مصافحوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔تقریباً تین ہزار مردوں نے حضور سے اور قریباً اتنی ہی احمدی بہنوں نے حضرت بیگم صاحبہ سے مصافحہ کیا۔شام کو حضور واپس کماسی تشریف لے آئے۔ 54

شاندار استقبالیہ

۲۲/اپریل کی شب کو کماسی میں وسیع پیمانے پر حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ علاقہ کی اہم شخصیات، قبائل کے چیفس اور یونیورسٹی کے پروفیسرز بھی شامل ہوئے۔الحاج الحسن عطاء صاحب نے ان سب حضرات کا تعارف کرایا۔اشانٹی قبیلہ کے بادشاہ کا ترجمان حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں سو میل پیدل چل کر حاضر ہوا ہوں، بیمار رہتا ہوں حضور کی دعا کی تاثیر کا قائل ہوں، میری صحت کے لئے دعا کریں، چنانچہ حضور نے دعا کی۔

واکے مخلصینِ جماعت کی ملاقات

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد وا کی جماعت کے ڈیڑھ سو مخلصین سینکڑوں میل کے فاصلہ سے کشاں کشاں حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ سفید لبادوں میں ملبوس سروں پر کلاہ اور سفید شملے اور طرے دار پاکستانی پگڑیاں پہنے ہوئے یہ مخلصین حضور کے تشریف لانے پر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ سب نے بیک آواز اھلاً وسھلاً ومرحبا کہا اور عربی قصیدہ اس انداز اور درد کے ساتھ پڑھا کہ آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ ان کی اپنی آواز گلوگیر ہو گئی ان کے چہروں پر محبت اور ایمان کا نور جھلک رہا تھا اور ایک ایسی ربودگی ان پر طاری تھی جسے الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ حضور نے ان سے عربی میں خطاب فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کو مصافحہ اور معانقہ کی سعادت بخشی۔ 55

۲۲/اپریل کو حضور کماسی سے واپس اکرا تشریف لے آئے۔ اور الحاج الحسن عطاء صاحب کے مکان میں رونق افروز ہوئے۔ بعد ازاں کلچرل سنٹر کو ملاحظہ فرمایا اور رجسٹر پر اردو زبان میں دستخط کئے۔ راستے میں حضور نے ''بیتِ نیّر'' میں پُرسوز لمبی دعا کی۔

سالٹ پانڈ میں

۲۴/اپریل کو سالٹ پانڈ تشریف لے گئے۔ یہ وہ تاریخی مقام ہے جہاں ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء کو افریقہ کے پہلے مبلّغ احمدیت حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر نے افریقہ کی سرزمین میں پہلا قدم رکھا تھا اور یہیں سے تبلیغ کا آغاز فرمایا تھا۔ یہاں بھی حضور کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ استقبال ہوا۔ حضور نے مسجد اور مشن ہاؤس کو ملاحظہ فرمایا۔ یہاں سے وہ مکان بھی نظر آتا ہے جہاں حضرت نیّر صاحب نے قیام فرمایا تھا۔ یہاں سے حضور پنڈال میں تشریف لے گئے جو عین سمندر کے کنارے پُرفضا جگہ پر واقع ہے۔ اس جگہ کم ازکم بارہ ہزار احمدی مرد اور عورتیں جمع تھیں۔ جن کے چہروں پر ایمان اور یقین کی روشنی جھلک رہی تھی۔ علاقہ کے تمام اعلیٰ حکام، پیراماؤنٹ چیفس اور دیگر اکابرین بھی حاضر تھے۔

مشن ہاؤس کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ نماز سے قبل حضور نے صداقتِ اسلام پر ایک روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا آج کا یہ عظیم اجتماع خود اپنی ذات میں آنحضرت ﷺ کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کا ایک تابندہ و درخشندہ ثبوت ہے۔ حضور نے غلبۂ اسلام کی آسمانی پیشگوئیوں کا ذکر فرما کر اور ان کے پورا ہونے کے روز افزوں آثار پر روشنی ڈال کر اِس

امر کا نہایت پر شوکت الفاظ میں اعلان فرمایا کہ اسلام کی فیصلہ کن فتح اور اس کے کامل غلبہ کے دن قریب ہیں۔ اس روح پرور خطبہ کے بعد حضور نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد دو گھنٹہ تک ملاقات اور مصافحوں کا سلسلہ جاری رہا۔ احباب تنظیم کے ساتھ آتے، مصافحہ کرتے اور پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر برکت حاصل کرنے کے لئے پھیرتے اور درود شریف پڑھتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے۔ شام کو واپس اکرا آتے ہوئے حضور نے گونو امنگواسی کے مقام پر مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

۲۵ را پریل کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا اسلام اس ملک اور دیگر ممالک کے لئے بنی نوع انسان کی بحیثیت انسان کے ہمسری اور برابری کا پیغام لایا ہے اور ہم اس پیغام کے نقیب اور علمبردار ہیں کہ دنیا کا عظیم ترین انسان تمام انسانوں کو اٹھا کر اپنے زمرے میں شامل فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔ ہم بنی نوع انسان کے خادم ہیں۔ اور قرآن کریم کا یہ عظیم پیغام ہے۔ ایک اخباری نمائندے نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا ہم لوگوں کے نام پیغام کیا ہے۔ فرمایا۔ Let humans learn to love humans انسان کو چاہیئے کہ انسان سے محبت کرنا سیکھے۔

بعد ازاں جماعت کی انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ میں شمولیت فرمائی اور جماعت کی آئندہ ترقی کے متعلق اہم فیصلے فرمائے۔

۲۶ را پریل کو حضور نے قریباً اسّی خدام کو شرف مصافحہ بخشا۔ پھر الحاج محمد آرتھر صاحب کی فیکٹری کا معاینہ فرمایا۔ ازاں بعد اکرا کی جماعت کو ۹ بجے شب سے گیارہ بجے تک شرف ملاقات بخشا۔ اسی اثناء میں حضرت بیگم صاحبہ نے مستورات سے مصافحہ فرمایا۔

۲۷ را پریل کی صبح کو حضور غانا سے آئیوری کوسٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ اکرا کے ہوائی اڈہ پر غانا کے احباب نے پُرخلوص دعاؤں سے حضور کو الوداع کہا۔ اس موقع پر مبلّغین اور عہدیدارانِ جماعت کے علاوہ متعدد دیگر معززین بھی موجود تھے جن میں کئی وزرائے مملکت بھی شامل تھے۔ گیارہ بج کر سات منٹ پر حضور کا جہاز روانہ ہوا۔ [56]

آئیوری کوسٹ میں ورودِ مسعود

۲۷ را پریل کو بارہ بج کر پانچ منٹ پر آئیوری کوسٹ کے شہر آبی جان کے ہوائی اڈہ پر جہاز اترا۔ مکرم قریشی محمد افضل صاحب مشنری انچارج آئیوری کوسٹ احباب کے ہمراہ استقبال کے لئے موجود

تھے۔حضور نے احباب سے ملاقات فرمائی اور بچوں نے حضور کی خدمت میں گلدستے پیش کئے۔ پریس اور ٹیلیویژن کے نمائندے بھی موجود تھے۔حضور نے پریس کے لئے انٹرویو دیا اور پھر جائے قیام پر تشریف لے گئے۔نماز مغرب مسجد احمدیہ میں ادا فرمائی جس کے بعد احباب سے خطاب فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور وی۔آئی۔پی لاؤنج میں تشریف لے گئے جہاں پریس اور ٹیلی ویژن کے نمائندے موجود تھے۔ پریس کے نمائندے نے حضور سے انٹرویو لیا۔حضور نے فرمایا کہ ہماری اصل غرض تو روحانی ہے اور خدائے واحد کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ثانوی غرض اوّل یہ ہے کہ جماعت کے دوستوں سے ملاقات کریں نیز معلوم کریں کہ اس ملک کی کیا خدمت کر سکتے ہیں اور آپ لوگوں سے بھی ملنے کا شوق تھا۔اگر آپ لوگ اپنی روحانی،اخلاقی اور جسمانی صلاحیتوں کا پورا اور صحیح استعمال کریں تو ممکن ہے کہ آپ ساری دنیا کے معلّم بن جائیں۔ایسے صحیح استعمال کی توفیق صرف دعا سے ہی ملتی ہے۔اصل توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیئے۔فرمایا ہم دو روز یہاں قیام کریں گے اس لئے یہ آپ کا کام ہے کہ آپ اپنے متعلق مجھے بہت سی معلومات بہم پہنچائیں۔ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ نائیجیریا اور غانا دونوں ملکوں میں ہماری بڑی بڑی جماعتیں ہیں۔غانا میں ہمارے دو احمدی بھائی وزیر ہیں۔اِسی طرح لیگوس (نائیجیریا) میں دو احمدی جج ہیں۔[57]

بعد ازاں حضور ہوائی مستقر کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں احباب و خواتین اور معززین شہر صف بستہ کھڑے تھے۔بچیوں نے خوش الحانی سے اھلاً وسھلاً مرحباً یا امیر المؤمنین پڑھا۔اس کے بعد حضور انور نے مردوں سے اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے مستورات سے مصافحہ فرمایا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور آئیوری کوسٹ انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں تشریف لے گئے۔[58]

احباب جماعت سے پہلا خطاب

مورخہ ۲۷/اپریل کو بعد از نماز مغرب حضور انور نے احمدیہ مسجد آبی جان میں احباب جماعت سے ایک روح پرور خطاب فرمایا جس کا ترجمہ فرانسیسی اور مقامی زبان ’’جیولا‘‘ میں ساتھ ساتھ کیا گیا۔ اس خطاب میں حضور انور نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوا۔قرآنِ کریم کتابِ مبین ہے اور کتابِ مکنون بھی۔کتابِ مکنون کے راز وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے پیشِ نظر محمد رسول اللہ ﷺ کے فرزندوں پر کھولے جاتے ہیں اور اس طرح کتابِ مبین بن جاتے ہیں۔قرآنِ کریم ہر زمانے کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔اِس زمانے کے مسائل کو حل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ

کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ قرآنی معارف سکھائے گئے جن کی زمانے کو ضرورت تھی۔ اسلام پر موجودہ فلسفے اور سائنس کی طرف سے جتنے اعتراض بھی کئے گئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سارے اعتراض شافی جواب دیکر دور فرمائے۔ حضور نے تمام معترضین کو چیلنج کیا۔ کسی ایک کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چیلنج کو قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔ اس دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے نور سے باہر اندھیرا ہے اِس لئے ہمیں بہت کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ ’’اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ‘‘۔[59]

مورخہ ۲۸/اپریل کو دوپہر کے وقت حضور انور نے احباب سے ملاقات فرمائی۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کو کس قسم کی امداد کی ضرورت ہے۔جواب ملا کہ ہم لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ہم عرض کرتے ہیں کہ سکول کے لئے ہمیں کوئی مناسب عمارت خرید دی جائے جس پر حضور نے خرچ کا اندازہ دریافت فرمایا۔[60]

احباب جماعت سے دوسرا خطاب

مورخہ ۲۸/اپریل کو نماز مغرب اور عشاء کے بعد حضور انور نے مسجد احمدیہ آبی جان میں تمام احباب جماعت سے مصافحہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے ایک نہایت پر معارف اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ جس کا ترجمہ فرانسیسی اور ’’جیولا‘‘ زبانوں میں ساتھ ساتھ کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ نائیجیریا، گھانا، سیرالیون میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بہت بڑھ گئی ہے۔ یہاں آئیوری کوسٹ میں مشرکین بہت زیادہ ہیں۔ اسلام کے پہلے مخاطب مشرکینِ عرب ہی تھے۔ اِس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مشرکین کو پہلے پیغام پہنچانا چاہیئے۔ اگر ہم آپ ﷺ کے اسوہ پر عمل کریں اور اسلام کی حسین تعلیم مشرکوں تک پہنچائیں اور دعا کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ جس طرح اسلام کی تعلیم نے مشرکینِ مکہ کے دل میں گھر کیا تھا۔ یہاں کے مشرکین (pagans) بھی مسلمان نہ ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور جلال اور نبی اکرم ﷺ کی عزت اور وقار کے قیام کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی

اکرم ﷺ کے اس عظیم روحانی فرزند سے جو وعدہ کیا ہے اس کے پورا ہونے کے آثار ہمیں نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اگلے بیس پچیس سال اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور کامیابی کے لئے بڑے اہم ہیں۔ مشرکوں، بد مذہبوں، مخالفوں نے حضور کی آواز کو جو ایک تنہا آواز تھی دبانے کے لئے ساری طاقت ایک جگہ جمع کر دی۔ اس کی ساری کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ اسلام کا حسین چہرہ ساری دنیا میں اب ہمیں نظر آ رہا ہے۔ ہر نیا دن جو احمدیت پر طلوع ہوتا ہے احمدیت کو پہلے دن کی نسبت زیادہ طاقت ور پاتا ہے۔ اشتراکیت نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ دنیا سے اسلام کو مٹا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشفی نظارہ دکھایا کہ روس میں کثرت سے اسلام پھیل جائے گا۔ ساری دنیا میں جہاں لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تھے اور دہریہ بن گئے تھے احمدیت انہیں کھینچ کھینچ کر واپس لا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہے۔

عربک سکول کے بچوں کی دعوت

۲۹ ؍شہادت کی صبح کو حضور نے احمدیہ عربک سکول کے بچوں کی دعوت کی۔ بچوں کی تعداد ۴۸ تھی۔ بچوں اور بچیوں نے ’’ اھلاً و سھلاً و مرحباً یا امیر المؤمنین ‘‘ بیک آواز خوش الحانی سے بار بار پڑھا۔ پھر ’’طلع البدر علینا ‘‘ قصیدہ سنایا اور قرآن کریم کی سورتیں خوش الحانی سے تلاوت کیں۔ حضور نے بچوں کے ساتھ فوٹو بھی کھنچوائے۔ جس وقت حضور بچوں کو رخصت فرمانے لگے تو پھر سب نے مل کر فرانسیسی زبان میں اللہ تعالیٰ کی حمد خوش الحانی سے پڑھی۔ حضور نے فرمایا ریکارڈ کر لی جائے۔

دوپہر کے وقت لائبیریا کو روانگی کا پروگرام تھا۔ چنانچہ حضور فضائی مستقر پر تشریف لے گئے۔ جہاں مکرم قریشی محمد افضل صاحب کی معیت میں احبابِ جماعت اپنے پیارے امام کو الوداع کہنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور آئیوری کوسٹ کو دو روز تک اپنے وجودِ باجود سے فیضیاب کرنے کے بعد احباب کی دعاؤں کے درمیان لائبیریا کے لئے روانہ ہوئے۔ [61]

لائبیریا میں ورودِ مسعود

حضور کا جہاز ایک گھنٹہ پانچ منٹ کی پرواز کے بعد لائبیریا کے ائیر پورٹ پر رکا۔ احباب جماعت کے علاوہ صدر مملکت کا ذاتی نمائندہ بھی کار لے کر حاضر تھا۔ مسلم گورنر ناناں کمارا اور ان کے

نائب بھی موجود تھے۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندے بھی حاضر تھے۔ حضور نے اخباری نمائندوں کو انٹرویو دیا۔ حضور نے فرمایا کہ مذہب دل کا معاملہ ہے۔ جب تک دل نہ جیتے جائیں مذہب قبول نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کام وحشیانہ طاقت کے استعمال سے نہیں ہوسکتا۔ حضور نے فرمایا کہ میرا پیغام وہی ہے جو اسلام کا پیغام ہے۔ جس کا ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ نے بدیں الفاظ اعلان فرمایا کہ مَیں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں۔ پس سب انسان پیدائش کے لحاظ سے بطور انسان برابر ہیں۔ ان سب کا حق ہے کہ صحیح مذہب ان تک پہنچایا جائے۔

حضور نے مسلم گورنر صاحب سے گفتگو فرمائی۔ ہوٹل ڈیوکا رانٹر کانٹی نینٹل میں تشریف لے گئے جہاں صدر مملکت کی طرف سے آٹھ کمرے حضور کے لئے ریز رو تھے۔

صدر مملکت سے ملاقات

اسی دن شام کو صدر مملکت مسٹر ولیم ٹب مین سے حضور کی ملاقات ہوئی اور انہیں پاکستانی صنعت کا ایک تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے بہت پسند کیا۔ پھر جماعت کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں شامل ہوئے جس میں لائبیریا کے وائس پریذیڈنٹ، چیف جسٹس، سپیکر پارلیمنٹ اور مختلف ممالک کے سفیر بھی شامل ہوئے۔ رات کو ٹیلیویژن پر حضور کی تشریف آوری کے مناظر دکھائے گئے۔

۳۰ راپریل کی صبح کو انفرادی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ پھر سمندر کے کنارے سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ تیسرے پہر ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا اور بعض سوالات کے جواب دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا مغربی افریقہ کے ممالک میں جماعتیں قائم کرنے سے کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا مقصود نہیں۔ جو آمد ہوتی ہے انہی ممالک کی بہبود پر خرچ ہوتی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہماری جماعت کا بحیثیت جماعت سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ ہماری جماعت کا اصول ہے کہ حکومت وقت کی اور قانون کی اطاعت کی جائے ہم تو مذہبی جماعت ہیں۔ [62]

پریس کانفرنس کے معاً بعد اسی کمرے میں حضور انور نے جماعت کے عہدیداران کو بلایا ہوا تھا۔ اس اجلاس میں حضور نے عہدیداران کو لائبیریا میں تبلیغی، تعلیمی اور طبّی کام کی توسیع و ترقی کے بارہ میں ہدایات دیں اور فرمایا کہ اصل مقصد تو خدمت ہونا چاہیئے۔ عہدیداران نے اپنی بعض مشکلات حضور کے سامنے پیش کیں۔ اس پر حضور نے امداد کا وعدہ فرمایا اور فرمایا کہ انشاء اللہ ہمارا قدم آگے ہی بڑھتا

رہے گا۔[63]

صدر مملکت کا اظہار عقیدت

رات کو صدر مملکت نے وسیع پیمانے پر حضور کے اعزاز میں سرکاری دعوت کا اہتمام کیا جس میں وزراء، سفراء، سپیکر، ججز اور دیگر تمام اعلیٰ حکام شامل ہوئے۔ اس موقع پر صدر مملکت نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا ’’آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس زمانہ کے روحانی بادشاہ ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعث عزت ہے۔ آپ ایک عظیم روحانی شخصیت ہیں آپ کو قرب الٰہی حاصل ہے میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں‘‘۔

اس موقع پر حضور نے بھی مختصر تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ اصل شکریہ کی مستحق تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے سب سے پہلے میں رب کریم کا شکریہ بجا لاتا ہوں جس نے مجھے اور میری بیگم اور میرے ساتھیوں کو اس عظیم ملک میں آنے کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام روشنی، نور اور معرفت کا منبع ہے۔ آپ نے معزز میزبان کا بھی شکریہ ادا کیا۔ یکم مئی کو حضور گیمبیا تشریف لے گئے۔[64]

گیمبیا میں پُرتپاک استقبال

آئیوری کوسٹ سے ۲ بج کر سات منٹ پر روانہ ہونے کے بعد پانچ بج کر چھ منٹ شام حضور انور باتھرسٹ (گیمبیا) کے ہوائی اڈے پر رونق افروز ہوئے۔ احباب جماعت کے علاوہ گیمبیا کے سابق گورنر جنرل اور مخلص احمدی الحاج سر ایف۔ ایم۔ سنگھاٹے بھی حضور کے خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔

احباب جماعت سے ملاقات و مصافحہ کے بعد حضور انور لاؤنج میں تشریف لے گئے جہاں خبر رساں ایجنسی کے انچارج نے حضور کا انٹرویو لیا۔ ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ میرے یہاں آنے کا مقصد آپ لوگوں سے ملاقات کرنا ہے۔ میں یہاں آ کر محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔ اس سوال کے جواب میں کہ آپ کس چیز میں دلچسپی رکھتے ہیں حضور نے فرمایا کہ مجھے عام انسان کی ترقی اور بہتری میں بہت دلچسپی ہے۔ فرمایا مغربی افریقہ کے ممالک میں پچاس سال پہلے احمدیت آئی تھی اور یہاں کے لوگوں کی خدمت کے لئے آئی تھی۔ اس پچاس سال کے عرصے میں ہم ایک پینی بھی کسی ملک سے باہر لے کر نہیں گئے۔ ہم یہاں خدمت کے لئے آئے ہیں۔ ایکسپلائٹ

(exploit) کرنے کے لئے نہیں آئے۔ گیمبیا کا مشن ایک نیا مشن ہے۔ پھر بھی یہاں کافی بڑی جماعت ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ چند سال تک بہت لوگ احمدی ہو جائیں گے۔ [65]

حضور خبر رساں ایجنسی کو انٹرویو دینے کے بعد الحاج سنگھاٹے صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔

گیمبیا کے صدر سے ملاقات اور تقریب عشائیہ

۲ مئی کو حضور نے صدر مملکت سر داؤ دا خیرا با جاوارا سے ملاقات فرمائی۔ حضور نے انہیں انگریزی ترجمہ مع تفسیر دیا جسے انہوں نے پورے احترام سے قبول کرنے کی سعادت پائی۔ [66] شام کو دعوت استقبالیہ میں شرکت فرمائی جو حضور کے اعزاز میں سر ایف ایم سنگھاٹے صاحب نے دیا تھا۔ اس موقع پر متعدد وزرائے مملکت، ممبران پارلیمنٹ، چرچ کے اعلیٰ نمائندے اور غیر ملکی سفراء موجود تھے۔ دعوت کے بعد حضور نے مقامی احباب کی ایک میٹنگ میں شرکت فرمائی۔

احباب جماعت گیمبیا سے خطاب

۳ مئی کو صبح ساڑھے دس بجے کے قریب حضور انور نے گیمبیا گورنمنٹ سیکنڈری سکول میں جماعت کے احباب اور بہنوں سے ایک نہایت روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ حضور کا خطاب انگریزی زبان میں تھا۔ ساتھ ساتھ وولف اور میڈینگا زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ خطاب کے بعد حضور نے دعا فرمائی اور سب احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ مستورات سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے ملاقات فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ آپ امت مسلمہ میں اس زمانے کا نور ہیں۔ نورِ محمدی ﷺ کے روشن عکس ہونے کی وجہ سے آپ اس زمانے کے لئے مشعلِ ہدایت ہیں۔ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ سب سے بڑے انسان، سب سے بڑے استاد اور سب سے بڑے محسنِ انسانیت ہیں۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یہ کتنا عظیم اعلان ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ تو کہتے ہیں کہ تمام انسان برابر ہیں لیکن دنیا میں ایسے انسان بھی موجود ہیں جو دوسرے انسانوں سے حقارت اور نفرت سے پیش آتے ہیں۔ اس برابری کی سطح سے ہر انسان کے لئے راستہ کھلا ہے کہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق اونچا اُڑ سکے۔ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعے ہمیں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ ہم اسلام کی آخری فتح کا دن دیکھنے والے ہیں۔ [67]

نصرت سیکنڈری سکول اور مسجد کا سنگِ بنیاد

۳مئی کی شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مضافاتِ باتھرسٹ میں ’’بنونکا گنڈا‘‘ کے مقام پر مسجد اور احمدیہ سیکنڈری سکول کی بنیاد رکھی۔ حضور نے سکول کی بنیاد رکھنے سے قبل سائیٹ پلین بھی ملاحظہ فرمایا۔ اجتماعی دعا کے بعد حضور نے فرمایا کہ اس سکول کی عمارت کی تکمیل پر جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے اٹھارہ ماہ لگیں گے۔ اگر اٹھارہ مہینے میں آپ سکول بنالیں تو اس کا افتتاح اور ایک اور سکول کا سنگِ بنیاد ایک ہی وقت میں رکھا جائے گا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو اس دوسرے سکول کا افتتاح میں کروں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔[68]

رات کو اٹلانٹک ہوٹل میں جماعت کی طرف سے عشائیہ میں حضور نے شرکت فرمائی۔

۴مئی کی صبح کو سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ شام کو مقامی پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ کے مکان پر چائے نوش فرمائی۔ مغرب کے بعد وزیر تعلیم و صحت کے ساتھ ملاقات کی اور رات کا کھانا کھایا۔

۵مئی کو حضور باتھرسٹ سے سیرالیون روانہ ہو گئے۔ احباب جماعت نے پُرخلوص طریق سے حضور کو الوداع کہا۔ ائیر پورٹ پر الوداع کہنے والوں میں وزیر اعظم صاحب کی طرف سے نائب وزیر دفاع بھی موجود تھے۔[69]

سیرالیون میں تشریف آوری اور شاندار استقبال

جس وقت حضور کا جہاز لنگی ائیر پورٹ (سیرالیون) پہنچا تو مقامی احمدی احباب ائیر پورٹ کی چھت پر بے تابانہ رنگ میں ہاتھ، رومال اور کپڑے ہلا ہلا کر حضور کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ حضور کا قافلہ ائیر پورٹ سے روانہ ہوا تو فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ جگہ جگہ عربی زبان میں منظوم دعائیہ اور استقبالیہ ترانے گائے جا رہے تھے۔ احمدیہ سکولوں کے طلباء اپنی اپنی وردیوں میں ملبوس خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے۔

اهلاً وَّ سهلاً وَّ مرحباً

بارک خليفتنا خليفة المسيح

ریڈیو نے حضور کی تشریف آوری کا آنکھوں دیکھا حال نشر کیا اور ٹیلیویژن پر تصاویر دکھائیں۔

حضور ہوائی اڈہ سے قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں پہنچے۔حضور کی قیامگاہ پر کچھ احباب پہنچ گئے ان کی خواہش تھی کہ حضور اوپر سے ہی کھڑے کھڑے اپنے دیدار سے شادکام فرمائیں لیکن حضور کو جب اپنے احباب کی آمد کا علم ہوا تو حضور علتِ طبع اور شدید گرمی اور دھوپ کے باوجود نیچے تشریف لائے اور سب احباب سے جو تعداد میں ڈیڑھ سو سے زائد تھے فرداً فرداً مصافحہ فرمایا۔اور ہر ایک سے نام دریافت فرمایا۔ایک دوست نے اپنے نام کا مفہوم بتایا ''یہ جنگ اور وہ جنگ''۔حضور نے فرمایا اب آپ احمدی ہیں اس لئے آپ کا نام عبدالسلام ہے یعنی ''نہ یہ جنگ اور نہ وہ جنگ''۔[70]

پریس کانفرنس سے خطاب

۵ مئی کو ساڑھے پانچ بجے شام لاج کی زیریں منزل پر پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پریس، ریڈیو، ٹیلیویژن اور نیوز ایجنسیوں کے نمائندے شامل ہوئے۔حضور نے فرمایا مجھے اہل افریقہ بہت پسند آئے ہیں ان کے چہروں پر مسکراہٹ ہے اور دلوں میں سادگی اور محبت ہے۔میں نے اس دورہ کو نہایت خوش کن اور آرام دہ پایا ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ حضور کی تشریف آوری کا مقصد کیا ہے؟ حضور نے مسکرا کر فرمایا ''آپ لوگوں سے ملاقات'' نیز مختلف ممالک کے سربراہوں سے مشورہ کہ جماعت احمدیہ ان ممالک کے باشندوں کی کس رنگ میں بہتر خدمت کر سکتی ہے۔ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ ہماری جماعت نے یورپین ممالک میں بھی کافی ترقی کی ہے۔صرف انگلستان میں پندرہ ہزار احمدی رہتے ہیں۔ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں پہلے دوسروں سے مشورہ کرتا ہوں، خود سوچتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کے حضور انشراح صدر اور راہنمائی کے لئے دعا کرتا ہوں تب کسی نتیجہ پر پہنچتا ہوں۔

اس کے بعد ریڈیو سیرالیون کے نمائندہ خصوصی کی درخواست پر حضور نے انٹرویو کے لئے اسے الگ موقع دیا۔ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت تقریباً دنیا کے ہر ملک میں قائم ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ہماری جماعت پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہماری محبت ساری دنیا کی نفرت پر غالب آ کر رہے گی۔[71]

پریس کانفرنس کے اختتام پر حضور انور اپنی رہائش گاہ کے صدر دروازہ پر تشریف لے گئے جہاں خوبصورت وردیوں میں ملبوس پینتیس کے قریب نونہالان احمدیت نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔حضور نے ان بچوں سے نہایت شفقت و پیار سے مصافحہ کیا۔

شام کے وقت حضور مجلس عرفان میں تشریف فرما رہے اور رات گئے تک مخلصین تک اپنے ایمان افروز اور رُوح پرور ارشادات سے نوازتے رہے۔ 72

سیرالیون کے سربراہ مملکت اور وزیراعظم سے ملاقات

۶مئی کو حضور نے سیرالیون کے سربراہ اور قائم مقام گورنر جنرل ہزایکسی لینسی مسٹر بانجا تیجان سی سے ملاقات فرمائی۔گورنر جنرل صاحب نے بڑے احترام کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا اور حضور کی تشریف آوری کو سیرالیون کے لئے ایک نیک فال اور رحمت کا نشان قرار دیا۔دورانِ گفتگو گورنر جنرل نے سیرالیون میں جماعتِ احمدیہ کی گراں قدر خدمات کی بہت تعریف کی۔انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں جماعت احمدیہ کے جاری کردہ سکولوں میں بہت عمدہ کام ہو رہا ہے۔اس پر حضور نے فرمایا کہ حکومت قوم کے لئے بمنزلہ باپ ہوتی ہے اس کا فرض ہے کہ بچوں کے مفاد کا خیال رکھے۔نئی نسل کا حق ہے کہ اسے اچھی تعلیم دی جائے اور اس کی ذہنی صلاحیتیں اجاگر کی جائیں۔

گورنر جنرل نے حضور سے پوچھا کہ اب تو آپ پر کام کا بہت بوجھ ہوگا؟ حضور نے فرمایا کہ دیگر مصروفیات کے علاوہ صرف خطوط کی اوسط جن کو میں روزانہ پڑھتا ہوں تین سو سے ایک ہزار تک ہے۔بعض دفعہ ساری ساری رات احباب کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔پہلے آٹھ گھنٹے روزانہ سوتا تھا اب صرف اڑھائی گھنٹے نیند کی اوسط ہے۔اللہ تعالیٰ طاقت دے دیتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ بحیثیتِ جماعت ہم کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔گورنر جنرل نے دریافت کیا کہ آپ کا اسلامک سوشلزم کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا سماجی لحاظ سے اسلام سب انسانوں کو انسان سمجھتا اور انہیں انسان ہونے کے لئے یکساں فضیلت اور برتری کے مقام پر فائز کرتا ہے۔بلا امتیاز رنگ و نسل،غربت و امارت،مذہب وملت سب کی عزتِ نفس کی حفاظت فرماتا ہے۔آپ نے اقتصادی نظامِ اسلام کا کمیونسٹ نظام سے مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کمیونزم تو صرف ہر شخص کو اس کی ضروریات مہیا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔لیکن ضروریات کی

تعریف نہیں کرتا۔اسلام کہتا ہے کہ ہر شخص کو اس کی تمام جسمانی، ذہنی، اخلاقی، روحانی صلاحیتوں کا پورا حق حاصل ہے۔

ملاقات کے اختتام پر حضور نے گورنر جنرل کو پاکستانی گھریلو صنعت کا ایک خوبصورت نمونہ بطور تحفہ عطا فرمایا جب کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے قرآن مجید انگریزی مع تفسیری نوٹس پیش کئے۔[73]

گورنر جنرل سے ملاقات کے بعد حضور کی وزیر اعظم سیرالیون محترم سیاکا پی سٹیونس سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ تحریکِ احمدیت سیرالیون کے لئے بہت قابلِ تعریف کام کر رہی ہے۔

حضور نے فرمایا ہم تو بحیثیت مسلمان یہ خدمت خالصۃً خدمتِ خلق کے جذبہ سے کر رہے ہیں۔ہم اپنے آپ کو شکریہ کا ہرگز حقدار نہیں سمجھتے اور نہ ہی ہم کوئی دنیوی معاوضہ مانگتے ہیں۔

رخصت ہوتے وقت حضور نے وزیر اعظم صاحب کو بھی پاکستانی دست کاری کا ایک خوبصورت نمونہ تحفہ کے طور پر عطا فرمایا جسے انہوں نے بے حد پسند کیا۔دونوں ملاقاتوں کے دوران پریس کے نمائندے موجود رہے۔[74]

احباب سے ملاقات، دعوت استقبالیہ اور مجلس عرفان

پونے بارہ بجے جب حضور واپس قیام گاہ پہنچے تو لبنانی احمدی السیّد حسن محمد ابراہیم صاحب نے ایک عربی قصیدہ (مکمل قصیدہ الفضل ۹ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۰ پر شائع ہوا) حضور کی خدمت میں ایسے دلگداز انداز میں سنایا کہ سننے والوں پر وجد طاری ہو گیا۔پھر حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی کلام خود پڑھ کر سنایا اور حضور علیہ السلام کے بعض عربی اشعار مولوی عزیز الرحمٰن صاحب خالد مبلّغ سلسلہ سے خوش الحانی کے ساتھ پڑھوا کر سنے۔شام کو پانچ بجے حضور نے ایک دعوت استقبالیہ میں شرکت فرمائی۔اس موقع پر متعدد وزرائے مملکت، ممبران پارلیمنٹ اور پرنسپل اور پروفیسر صاحبان بھی موجود تھے۔کئی ایک غیر ملکی سفارتی نمائندے بھی دعوت میں شامل ہوئے۔

حضور رات کو نمازِ مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد مجلس علم وعرفان میں رونق افروز ہوئے اور احباب کو اپنے قیمتی ارشادات سے نوازا۔

سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کا معاینہ اور عشائیہ میں شرکت

۷ مئی کو حضور نے احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کا معاینہ فرمایا اور بچوں سے محبت وشفقت سے لبریز خطاب فرمایا۔ حضور نے نہایت سادہ اور دلنشیں انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا کہ صحیح معنوں میں شرفِ انسانی کا قیام صرف اسلام نے فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے اسلامی مساوات کی بھی وضاحت فرمائی اور اہلِ افریقہ کو یہ نوید سنائی کہ وہ وقت آنے والا ہے جب آپ کو عزت کے ساتھ برابری کے مقام پر فائز کیا جائے گا۔ حضور کے خطاب سے قبل سکول کے پرنسپل محمد نذیر احمد صاحب نے استقبالیہ ایڈریس پڑھا۔ اس موقع پر فائنل ائیر کے پچیس طلباء نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شام کو حضور نے سرکاری عشائیہ میں شرکت فرمائی جس کا اہتمام قائم مقام گورنر جنرل صاحب نے حضور کے اعزاز میں کیا تھا۔

مسجد نذیر احمد علی کا افتتاح

۸ مئی کو حضور نے فری ٹاؤن کے مضافات میں لیسٹر نامی مقام پر ایک نئی مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کا نام حضور نے احمدیت کے جانباز مجاہد حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب مرحوم کے نام پر ’’مسجد نذیر احمد علی‘‘ رکھا۔

مسجد کے افتتاح اور دعا کے بعد حضور نے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ کریول (Creole) اور ٹمنی زبانوں میں ساتھ ساتھ کیا گیا۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ میں آپ میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نشان سمجھتا ہوں۔ آپ اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا:

I SHALL GIVE YOU A LARGE PARTY OF ISLAM

میں تجھے مسلمانوں کا بہت بڑا گروہ عطا کروں گا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ ہمارے قادر وتوانا خدا نے یہ جماعت ایک خاص مقصد کے لئے قائم فرمائی ہے اور سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کو ایک خاص مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا عرفان حاصل ہو۔

اس کے بعد حضور نے مساجد کے فلسفہ وحکمت پر روشنی ڈالی اور تفصیل سے اس حقیقت کو واضح

فرمایا کہ مسجد کا مالک اللہ تعالیٰ خود ہے یہ خدائے واحد کا گھر ہے۔ جو شخص خدائے واحد کی عبادت کرنا چاہے وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنے طریق پر فریضۂ عبادت ادا کر سکے۔ اس لحاظ سے مسجد تمام عبادت گاہوں، گرجوں اور صومعوں کی پناہ گاہ اور محافظ بن جاتی ہے۔[75]

مسلم کانگریس سیرالیون کی طرف سے استقبالیہ

اسی روز حضور اس دعوت استقبالیہ میں بھی شامل ہوئے جو سیرالیون مسلم کانگرس کی طرف سے وسیع پیمانے پر حضور کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ اس موقع پر مسلم کانگرس کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا اور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان اسلامی خدمات کا اعتراف کیا گیا تھا۔ حضور نے اس موقع پر ایک نہایت مؤثر اور قلوب کو گرما دینے والی تقریر فرمائی۔ تقریر کیا تھی زندہ خدا کی تائید و نصرت کی زندہ مثال تھی۔ فصاحت و بلاغت اور روانی کا ایک سیلاب تھی جو سامعین کے شکوک وشبہات کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔

حضور انور نے دوران تقریر بڑے جلال اور نہایت بلند آواز کے ساتھ اعلان فرمایا کہ:۔

> ''میں آپ سب کو پوری قوت سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبہ کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی۔ احمدیت فتح مند ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ آئندہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے میں بوڑھوں اور جوانوں، مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دین کی خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ۔ اسلام کی فتح کا دن اٹل ہے۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے لیکن اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبے کا دن طلوع ہو چکا ہے۔ اس کا فضل شامل حال رہا تو یہ بظاہر ناممکن ممکن ہو کر رہے گا''۔

حضور کے معرکۃ الآراء خطاب کے بعد کئی احباب ایک دوسرے سے فرطِ جذبات سے چمٹ گئے۔ کوئی آنکھ نہ تھی جو نم نہ ہوئی ہو۔ تمام حاضرین پر سحر کا عالم طاری تھا۔ لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ ایک غیر از جماعت امام صاحب نے تسلیم کیا کہ ان کے سارے شکوک رفع ہو گئے ہیں۔ بعض نے کہا اس تقریر کے بعد سیرالیون سارے مغربی افریقہ کے ممالک سے بازی لے گیا ہے۔ حضور کی اس جلالی تقریر کا ٹیلیویژن، ریڈیو اور پریس میں بہت چرچا ہوا۔[76]

بو میں مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد اور استقبالیہ تقریب

۹مئی کو حضور ''بو'' تشریف لے گئے جو سیرالیون کے جنوبی صوبہ ''بو'' کا اہم شہر ہے۔ راستہ میں دو مقامات پر مقامی احمدیوں نے حضور کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ بو کے ہزاروں مخلصین نے گرمجوشی سے حضور کا خیر مقدم کیا۔ شام کے وقت حضور احباب کے حلقہ کے درمیان تشریف فرما ہوئے اور رات گئے تک مجلس علم و عرفان جاری رہی۔

۱۰مئی کی صبح کو حضور نے بو میں مرکزی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں احباب جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر از جماعت مسلمان اور غیر مسلم معززین موجود تھے۔ حضور نے اپنے خطاب میں اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ کی پر معارف تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی انسان مسجد کی ملکیت کا حق نہیں رکھتا خواہ اس نے مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ کیوں نہ برداشت کیا ہو۔ مسجد کی یہی وہ قسم ہے جس کا حق ہے کہ اس میں عبادت کی جائے۔ اس کی بنیاد تقوی اللہ پر رکھی جاتی ہے۔ دیواریں نیکی سے چونا گچ کی جاتی ہیں اور چھت اس کی نصرت الٰہی سے بنائی جاتی ہے۔ بعد ازاں حضور احمدیہ مشن ہاؤس تشریف لے گئے اور ''نذیر احمدیہ پرنٹنگ پریس'' کا معاینہ فرمایا۔[77]

اسی روز شام کو جماعت احمدیہ بو نے حضور کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا جس میں اڑھائی صد احباب نے شرکت کی۔ حضور تقریب کے دوران مدعوین کے درمیان گھل مل کر ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ اس موقع پر حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

> ''حضور کا جانشین ہونے کی حیثیت سے حضور نے جو انعامی چیلنج دیئے ہیں ان کے انعامات کی ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں لیکن کوئی مردِ میدان ان انعامی دعوتوں کو قبول کرنے کی جرأت نہیں پاتا''۔ [78]

احمدیہ سیکنڈری سکول کا معاینہ اور استقبالیہ میں شرکت

۱۱مئی کو ریذیڈنٹ منسٹر پرنس جے ولیمز نے حضور سے ملاقات کی اور اسی روز ہی حضور نے احمدیہ سیکنڈری سکول کا معاینہ فرمایا، جسے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ احمدیہ سکول کے احاطہ میں اس

علاقہ کی احمدی جماعتوں نے حضور کی زیارت کی۔حضور نے اپنے دستِ مبارک سے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔اس موقعہ پر ایک سکول کے ۵۶ طلباء اور دو اساتذہ نے حضور کے دست مبارک پر بیعت بھی کی۔ پرنسپل صاحب نے حضور کی خدمت میں سکول کی رپورٹ اور استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ پرنسپل صاحب نے حضور کی اجازت سے ۱۱ ہجرت کو حضور کی تشریف آوری کا دن قرار دیا۔ آئندہ ہر سال اسی تاریخ، اسی ماہ کو''یوم ناصر'' منایا جایا کرے گا۔

استقبالیہ ایڈریس کے جواب میں حضور نے ایک بصیرت افروز اور پر معارف تقریر ارشاد فرمائی۔جس میں حضور نے موجودہ زمانہ کی معاشرتی برائیوں اور ان میں سے بھی علی الخصوص انسان انسان کے مابین عدم مساوات، سماجی ناانصافی اور تعلق باللہ سے عدم توجہی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور نے واضح فرمایا اسلام اور احمدیت کو چھوڑ کر دنیا کا کوئی دوسرا مذہب یا ازم بنی نوع انسان کو ان برائیوں سے نجات نہیں دے سکتا۔ان کا علاج حقیقی اسلام کی بے مثال ولازوال تعلیم پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔

احمدیہ سیکنڈری سکول کے معاینہ اور تقریب سے فارغ ہو کر حضور جماعت احمدیہ سیرالیون کی طرف سے منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔تلاوت وقصیدہ کے بعد جماعت احمدیہ سیرالیون کے صدر پیراماؤنٹ چیف گمانگا صاحب نے سیرالیون کے احمدیوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ ایڈریس کے بعد حضور نے نہایت روح پرور خطاب فرمایا۔حضور نے فرمایا کہ آج ہر چہرہ پر جو میرے سامنے ہے مجھے حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی سچائی کا نور نظر آ رہا ہے۔آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض وغایت بیان فرمائی اور فرمایا کہ دنیا آپ کو شناخت نہ کر سکی۔ ہر قسم کے حیلے اور حربے آپ پر آزمائے گئے لیکن یہ آسمانی آواز خاموش نہ کی جا سکی۔

حضور نے فرمایا کہ آج انسانیت کو تین اہم مسائل درپیش ہیں۔ پہلا مسئلہ انسانی مساوات کا مسئلہ ہے۔ دوسرا مسئلہ دولت کی منصفانہ اور دانشمندانہ تقسیم سے تعلق رکھتا ہے۔تیسرا مسئلہ تعلق باللہ کا ہے۔[79]

سیرالیون میں دیگر مصروفیات

اس کے بعد حضور حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔آپ

سیرالیون کے ابتدائی مبلغ تھے۔آپ نے خدمت دین کی راہ میں یہیں جان دی اورافریقہ کی سرزمین کو اپنے وجود سے ہمیشہ کے لئے برکت بخشی۔ان کا مزار بو سے باہر ایک پرفضا مقام پر ہے۔

۱۲ مئی کو حضور بو سے واپس فری ٹاؤن تشریف لے آئے اسی روز سیرالیون کے قائم مقام گورنر جنرل صاحب نے حضور کے اعزاز میں وسیع پیمانے پر سرکاری ضیافت کا اہتمام کیا۔جس میں خود گورنر جنرل صاحب کے علاوہ حکومت کے وزراء، اعلیٰ حکام اور متعدد ممالک کے سفارتی نمائندے نامور مسلمان لیڈر اور کلیسیائے سیرالیون کے نمائندے شامل ہوئے۔

۱۳ مئی کو حضور نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔اس کانفرنس میں خاندانی منصوبہ بندی سے لے کر اسلام اور احمدیت کے درخشندہ مستقبل تک بہت سے مسائل زیر بحث آئے۔حضور نے ان سب مسائل کے بارہ میں اخبار نویسوں کے متعدد سوالوں کے جواب دے کر اسلام کی بے مثال و لازوال تعلیم کی برتری اور فوقیت کو ان پر واضح فرمایا۔[80]

پریس کانفرنس کے بعد حضور نے احباب جماعت سے ملاقات فرمائی۔شام کو آنریبل ایم ایس مصطفیٰ ممبر پارلیمنٹ اور سابق نائب وزیراعظم اور ڈاکٹر سنگھ پروفیسر سیرالیون یونیورسٹی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

مکرم ظفر اللہ الیاس صاحب لیگوس (نائیجیریا) سے بذریعہ ہوائی جہاز اس سب کمیٹی کی رپورٹ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جو حضور نے منصوبہ ''Leap Forward'' (یعنی آگے بڑھو) کے سلسلہ میں مقرر فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا کہ مغربی افریقہ سے روانہ ہونے سے پہلے پہلے رپورٹ ملنی چاہیئے۔ظفر اللہ الیاس صاحب یہ خوشخبری بھی لائے کہ گورنمنٹ آف نائیجیریا نے چار احمدیہ مسلم سیکنڈری سکولز کی منظوری دے دی ہے۔

۱۴ مئی کو حضور کی سیرالیون سے ہالینڈ روانگی کا پروگرام تھا اِس لئے اس روز احباب جماعت اداس نظر آتے تھے۔فضائی مستقر کی طرف روانگی سے قبل حضور نے دعا فرمائی۔ہوائی اڈے پر احباب جماعت اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے دیوانہ وار جمع تھے۔

حضور انور کو ایک معمر خاتون نے اپنے ہاتھ سے گھاس کی ایک ٹوکری بنا کر اپنی بچی کے ہاتھ بطور تحفے کے بھجوائی تھی۔یہ ٹوکری انہوں نے اس امید پر بنائی تھی کہ خود حضور انور کی خدمت میں پیش کریں گی۔لیکن ضعیفی اور بیماری کی وجہ سے خود حاضر نہ ہوسکیں۔اور یہ تحفہ جو اخلاص اور محبت کی منہ بولتی تصویر

تھا اپنی بیٹی کے ذریعہ بھجوایا۔ جسے حضور انور نے بہت خوشی اور مسرت کے ساتھ قبول فرمایا۔ ائیر پورٹ پر حضور انور نے یہ تاکید فرمائی تھی کہ یہ ٹوکری سامان کے ساتھ ہی جائے گی لیکن غلط فہمی سے پیغام کی شکل یہ بن گئی کہ ٹوکری ساتھ نہیں جائے گی اور مکرم مستری فضل دین صاحب کو دیدی جائے۔ چنانچہ ٹوکری مکرم مستری صاحب کو دے دی گئی۔

جب حضور انور سیرالیون سے ایمسٹرڈیم کے لئے روانہ ہوئے تو جہاز راستے میں لاس پلماس Las Palmas کے ائیر پورٹ پر اترا۔ (لاس پلماس ایک صحت افزاء مقام ہے اور سپین کا ایک جزیرہ ہے) حضور انور جب لاؤنج میں تشریف لے گئے تو حضور کو پتہ چلا کہ ٹوکری ساتھ نہیں لائی گئی۔ اس پر حضور نے بہت ناراضگی اور سخت تکلیف کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قیمتی تحفے صرف وہی ہوتے ہیں جن کی قیمت سکّوں میں زیادہ ہو۔ میں تو اس محبت اور اخلاص کو دیکھتا ہوں جس سے ایک بوڑھی احمدی خاتون نے یہ تحفہ پیش کیا۔ فرمایا کہ وہ ٹوکری فوراً واپس منگوائی جائے۔ اس کے بعد جب بھی حضور کو یاد آجاتا حضور افسوس کا اظہار فرماتے۔

سیرالیون سے ہالینڈ روانگی

۱۴ مئی کو مغربی افریقہ کا یہ تاریخ ساز دورہ انتہائی کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا اور حضور اسی روز بذریعہ ہوائی جہاز ہالینڈ کے شہر ایمسٹرڈیم روانہ ہوگئے۔ ہوائی اڈہ پر سیرالیون کے مبلغین (مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری (امیر وانچارج مشنری)، مولوی عزیز الرحمٰن صاحب خالد، مولوی منصور احمد صاحب، مولانا مقبول احمد صاحب ذبیح)، عہدیداران جماعت، دیگر احباب اور ملک کے اعلیٰ سرکاری حکام نے حضور کو الوداع کہا۔ روانگی سے قبل حضور نے ائیر پورٹ کے اندر آتے ہوئے جملہ احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور ہاتھ اٹھا کر لمبی پُرسوز دعا کی۔ جہاز سرزمین بلال سے ساڑھے بارہ بجے دوپہر روانہ ہوا تو حضور نے بے تابانہ جہاز کی کھڑکی میں سے تمام احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر الوداع کہا۔ یہ منظر بھی بہت دردناک تھا دل غمگین اور آنکھیں نمناک تھیں لیکن روحیں جذبات تشکر سے لبریز۔ 81

ایمسٹرڈیم میں تشریف آوری

حضور سوا نو بجے شب ایمسٹرڈیم پہنچ گئے۔ ایئرپورٹ پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب (صدر عالمی عدالت ہیگ)، مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل (انچارج مشن ہالینڈ)، چوہدری مشتاق احمد

صاحب باجوہ (امام مسجد محمود زیورک)، مسعود احمد صاحب جہلمی (امام مسجد نور فرینکفرٹ) دیگر مخلصین اور فدائی احباب نیز محمود ربّانی صاحب کونسلر کویت نے حضور کا نہایت پُرخلوص استقبال کیا۔[82]

۱۵ مئی کا خطبہ جمعہ حضور نے مسجد مبارک ہیگ میں انگریزی اور اردو میں ارشاد فرمایا جس میں دورۂ مغربی افریقہ اور ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کا تذکرہ کر کے نئی جماعتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے عصر کی نماز بھی جمعہ کے بعد پڑھائی اور تمام احباب سے مصافحہ بھی کیا۔ موحد عیسائیوں کا ایک وفد جس میں مرد اور عورتیں سبھی شامل تھے۔ ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضور انور نے بہت پیار سے ان سے مختلف سوالات پوچھے۔ اور فرمایا کہ Unitarians یعنی موحد عیسائیوں کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو حضور نے ان کو ان کے طریق عبادت کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی تھی۔ کوپن ہیگن کی مسجد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۶۷ء میں میں نے جب مسجد کا افتتاح کیا تو میں نے اعلان کر دیا کہ مسجد کے دروازے ہر اس شخص پر کھلے ہیں جو خدائے واحد کی پرستش کرنا چاہتا ہے۔ اس دن سے آج تک ہزاروں غیر مسلم مسجد میں نماز ادا کر چکے ہیں جب ہم عبادت کرتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ حضور نے ایک کتاب منگوائی اور بتایا کہ پوپ کا تازہ ترین موقف یہ ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہ بھی پائی ہو تو بھی عیسائیت پر اس کا چنداں اثر نہیں پڑتا۔ وفد کے نمائندے نے عرض کی کہ اسلام کے یہ عقائد تو ہمارے عقائد کے بالکل مشابہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ موحد عیسائی اسلام کے بہت قریب ہیں۔ فرمایا مذہب دل کا معاملہ ہے۔ دل سختی سے نہیں بدلے جا سکتے۔ فرمایا انسان گھوڑا نہیں انسان ہے اور اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کر سکتا ہے۔ رخصت کے وقت حضور نے تمام مردوں سے مصافحہ فرمایا۔ جاتے وقت وفد کے قائد نے حضور کی شخصیت اور حضور کے نورانی چہرے کی کشش کا خاص طور پر ذکر کیا۔

اسی روز حضور معہ افراد قافلہ قصرِ امن (Peace Palace) عالمی عدالت انصاف کی عمارت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ صدر عالمی عدالت انصاف حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے قصرِ امن میں ہی چائے کی دعوت کا اہتمام فرمایا۔ اس موقع پر درج ذیل جج صاحبان اور متعلقہ افسران عدالت نے بھی حضور کی زیارت کا شرف حاصل کیا:۔

جسٹس لاخس (Lachs) پولینڈ۔ جسٹس اونی آما (Onyeama) نائیجیریا۔ جسٹس مورزوف (Morozov) روس۔ جسٹس ارے کاگا (Arechaga) اور دگنارے۔ رجسٹرار ایقوارون (Dr.

Aquarone)، پرائیویٹ سیکرٹری مسز فال برخت(Mrs Volbrecht)

عشائیہ محمود ربانی صاحب کونسلر کویت کی طرف سے دیا گیا جس میں ارکان قافلہ کے علاوہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب، عبدالحکیم صاحب اکمل (امام مسجد مبارک ہالینڈ) اور بعض احباب نے شرکت کی۔

۱۶ مئی کو حضور انور ہالینڈ کے مشہور پھول Tulip کے باغات کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۶ مئی کو ہی حضور ہالینڈ کی ایک مشہور بستی مارکن (Marken) میں تشریف لے گئے۔ یہ بستی اپنی قدیم روایات، مخصوص لباس اور پرانی طرز کی عمارات کے باعث ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس جزیرے میں حضور پینتیس سال قبل بھی تشریف لائے تھے جب حضور آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اُن دنوں سیر کے دوران جس مشہور خاندان سے تعارف ہوا اس کے بعض افراد سے اب بھی ملے۔ حضور جب اس جگہ پہنچے تو ایک خاتون سے جو اپنے مکان کے سامنے بیٹھی تھی دریافت فرمایا کہ کیا آپ ہی وہ خاتون ہیں جس کو میں ۳۵ سال قبل ملا تھا۔ نشانی کے طور پر حضور نے بتایا کہ اس خاتون کے سات بچے تھے۔ اس پر اس نے بلا تامل جواب دیا کہ وہ میری بہن تھی۔ اس تعارف کے بعد وہ پھولی نہیں سماتی تھی۔ اس نے حضور کو اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو اپنے ہمراہ لے جا کر اپنا گھر دکھلایا۔

مغربی افریقہ کے لمبے اور مسلسل دورے کے بعد حضور کو آرام کا بالکل موقع نہیں ملا تھا آج پہلا موقع تھا کہ حضور تفریح کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور اپنے قافلہ کے ساتھ جس طرف تشریف لے جاتے لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر خیر مقدم کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے۔ رات کو ایک سفارتخانہ نے حضور کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا۔[83]

۱۷ مئی کو پونے پانچ بجے شام حضور ہالینڈ سے لنڈن میں ورود فرما ہوئے۔ فضائی مستقر پر حضرت چوہدری صاحب، امام مسجد فضل بشیر احمد خان صاحب رفیق نیز انگلستان، امریکہ، ڈنمارک اور مغربی جرمنی کے مخلصین جماعت جو کثیر تعداد میں جمع تھے، نے حضور کا پُر تپاک استقبال کیا۔

لنڈن میں اہم دینی و جماعتی مصروفیات

۱۸ مئی کو حضور نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا جس میں مختلف مسائل کے بارے میں اخبار نویسوں کے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے اہل برطانیہ کو ایک بار پھر شدید انتباہ کیا کہ اگر

انسان نے خدائے واحد کی طرف رجوع نہ کیا تو دنیا ایک ہولناک تباہی سے دوچار ہو جائے گی۔
برطانیہ کے مشہور قومی اور کثیر الاشاعت اخبار لنڈن ٹائمز (London Times) نے ۱۹ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۴ کی اشاعت میں حسب ذیل رپورٹ شائع کی:۔

''ایک بزرگ۔ جو اپنے پیروؤں کے بیان کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے۔ چالیس لاکھ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں۔ اور جن کا خدا تعالیٰ سے براہِ راست تعلق ہے۔ کل لندن میں ورود فرما ہوئے انہوں نے ایڈورڈئین (Edwardian) انداز اور رکھ رکھاؤ کے آئینہ دار ''کیفے رائل'' نامی ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس منعقد کی۔

بلیئول (Balliol) کالج آکسفورڈ کے فارغ التحصیل حضرت حافظ میرزا ناصر احمد صاحب اسلام کے اندر قائم ہونے والی جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔ یہ جماعت جسے آپ کے دادا نے آج سے اسّی سال پہلے قائم کیا تھا۔ دوسری قوموں کے افراد کو حلقہ بگوش اسلام بنانے میں مصروف ہے۔ ''حافظ'' ہونے کی حیثیت میں آپ ان قلیل التعداد لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن کو زبانی یاد کیا ہوا ہے۔ آپ کا جماعت میں انتخاب کے ذریعہ منصب خلافت پر فائز ہونا طالمود کی اس پیشگوئی کے ظہور پر دلالت کرتا ہے جس میں کہا گیا تھا کہ ''مسیح کا تخت اس کے پوتے کو ورثے میں ملے گا''۔

خلیفۃ المسیح کی عمر ۶۱ سال ہے آپ شادی شدہ ہیں اور پانچ بچوں کے باپ ہیں۔ آپ بہت شریف النفس اور خاموش طبع ہونے کے علاوہ بہت پُر اثر شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ سر پر سفید برّاق پگڑی پہنتے ہیں۔ اور آپ کا چہرہ سفید داڑھی سے مزیّن ہے۔ مزید برآں تفنّنِ طبع سے بھی آپ کو وافر حصہ ملا ہے۔ آپ نے تمام مرد اخبار نویسوں سے تو بڑی مسرت اور گرم جوشی کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا لیکن اخبار نویس خواتین سے ہاتھ نہیں ملایا۔ اس موقع پر آپ نے انگریزی محاورہ کی رعایت سے فرمایا۔

''میں اجنبیت کی یخ بستگی کو توڑنا چاہتا ہوں۔ آبگینے نہیں''۔

کمرہ میں ہر طرف جناح کیپس (پاکستانی ٹوپیاں) نظر آ رہی تھیں۔ ان میں ایک وہ جناح کیپ بھی تھی جو ایک برطانوی نژاد امام نے اپنے سر پر پہنی ہوئی تھی۔ وہ برطانوی نژاد امام تھے مسٹر بشیر آرچرڈ۔ وہ جماعت احمدیہ کی طرف سے گلاسگو میں تبلیغی مشن کے انچارج ہیں۔ انہوں نے گزشتہ عالمی جنگ کے دوران مشرقِ بعید میں فوجی خدمات بجا لانے کے بعد ۱۹۴۵ء میں اسلام قبول کیا تھا۔

برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد چار ہزار ہے۔ ملک بھر میں اس کی اکیس شاخیں ہیں اور اس کی اپنی ایک مسجد ہے۔ ہیگ کی عالمی عدالت کے صدر سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ خلیفۃ المسیح نے وثوق کے ساتھ یہ کہہ کر کہ برطانیہ والوں کو اس امر کا پورا حق حاصل ہے کہ غیر ملکیوں کو برطانیہ میں آباد ہونے کی اجازت نہ دیں، افریقی اور ایشیائی اخبار نویسوں کو چونکا دیا۔ آپ نے فرمایا۔

> ''انہیں تو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ ان غیر ملکیوں سے جو یہاں پہلے سے آباد ہیں واپس اپنے وطن جانے کے لئے کہیں لیکن اہلِ برطانیہ کو اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ دوست کی حیثیت سے واپس جائیں نہ کہ دشمن بن کر۔''

آپ نے مزید فرمایا۔

> ''اگر لاکھوں یورپی باشندے پاکستان آنا شروع کر دیں اور وہاں آباد ہونا چاہیں تو میں اسے بھی ناپسند کروں گا''

نیز فرمایا۔

> ''اگر ہم اہل برطانیہ کے دل جیتنے میں ناکام رہتے ہیں تو پھر ہمیں ان کے درمیان رہنے کا کوئی حق نہیں رہتا۔ برخلاف اس کے اگر ہم ان کے دل جیت لیتے ہیں تو پھر وہ ہمیں نہیں نکالیں گے''۔

جب جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا کے بارے میں آپ سے اپنے نظریات بیان کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے مروّجہ طریق کے برخلاف اپنے سامعین میں حیرت کی ایک اور لہر دوڑا دی۔ آپ نے فرمایا:۔

> ''جب نام نہاد سیاہ فام لوگ (نام نہاد اس لئے کہ میری نگاہ میں تو سیاہ رنگ بڑا خوبصورت رنگ ہے) جنوبی افریقہ میں برسراقتدار آئیں گے تو مجھے امید ہے کہ وہ وہاں کے سفید فام باشندوں کے ساتھ مساویانہ درجہ کے پورے پورے شہریوں کی حیثیت سے بہت اچھا سلوک کریں گے''۔

(چنانچہ حضور انور کی پیشگوئی کے عین مطابق جنوبی افریقہ کا بدنام The Black

Homeland Citizenship Act of 1970 ۲۷/اپریل ۱۹۹۴ء کو منسوخ کر دیا گیا اور الیکشن کے بعد نیلسن منڈیلا ملک کے پہلے سیاہ فام صدر منتخب ہوئے جنہوں نے سفید فام باشندوں کو بھی مساویانہ حقوق دیے۔)

خلیفۃ المسیح نے پہلے سے کہیں بڑھ کر سقراط کے سے لب و لہجے میں برطانیہ کے نوجوانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس ملک کے نوجوان انسانوں کی سی زندگی بسر نہیں کر رہے ہیں۔ میرے نزدیک ان کی زندگی بہائم کی سی زندگی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایسا سمجھنے میں مَیں غلطی پر ہوں۔ لیکن میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے ایسا سمجھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں انہیں گیا گزرا اور قابلِ نفرین سمجھتا ہوں۔ مجھے اُن سے ہمدردی ہے کیونکہ وہ اس قسم کی زندگی گزارنے کی وجہ سے سراسر خسارے میں ہیں۔ انہیں بحیثیت انسان خودنگری اور خودشناسی کے وصف سے متصف ہونا چاہیے''۔

آپ نے قرآن سے استنباط کرتے ہوئے ایک پیشگوئی بھی فرمائی اور وہ یہ کہ:۔

''آئندہ تئیس (۲۳) سال کے اندر اندر دنیا میں ایک انقلاب رونما ہوگا جس کے نتیجہ میں یہ دنیا بالکل بدل جائے گی۔ اس وقت یہ دنیا انسان کے لئے پہلے کی نسبت بہت بہتر مستقر ہوگی۔''

نیز فرمایا کہ

''اگر دنیا نے خدا کی طرف رجوع نہ کیا اور وہ اس کی طرف نہ لوٹی تو دنیا میں ایک عظیم تباہی آئے گی اور ہر کوئی صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائے گا''۔

پھر فرمایا کہ

''نسلی امتیاز اور تمام دوسرے مسائل کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ اسلامی تعلیم اور اسلامی اصولوں کے مطابق دلوں کی تبدیلی''۔

آپ کی پیشگوئی، آپ کے محبت و امن کے پیغام اور آپ کی خندہ پیشانی کا نتیجہ وہی ہوا جو فی زمانہ بالعموم ایسی صاف اور سیدھی باتوں کا ہوا کرتا ہے۔ اخبارنویسوں نے آپ کی ان باتوں کا کچھ اس

انداز سے استقبال کیا کہ بعض کے چہروں پر تو گھٹی گھٹی رازدارانہ مسکراہٹ تھی اور بعض کے چہروں پر کھسیانی ہنسی اور بعض مروّت کے طور پر مسکرا رہے تھے۔ کیا عجب کہ ایک پیشگوئی کرنے والا ایک نہ ایک دن پیشگوئی کے پورا ہونے پر ان سب کو چونکا کر رکھ دے اور یہ سب ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہیں''۔[84]

نصرت جہاں ریزروفنڈ کی آسمانی سکیم کا پُرشوکت اعلان

۲۲مئی کا خطبہ جمعہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس میں حضور نے ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کی آسمانی سکیم کا اعلان فرمایا اور احباب جماعت کے سامنے پہلی بار یہ انکشاف فرمایا کہ گیمبیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا ہے کہ اُس کا منشا مبارک ہے کہ (علاوہ دوسری سکیم کے) جماعت احمدیہ مغربی افریقہ میں کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ ہسپتالوں اور سکولوں کے لئے خرچ کرنے کا انتظام کرے اور میں اپنے بھائیوں سے یہ خواہش رکھتا ہوں کہ انگلستان کے احمدیوں میں سے دوسو احمدی ایسے آگے بڑھیں جو فی کس دوسو پونڈ اس مد میں دیں۔[85] نیز فرمایا کہ مجھے پاکستان کے کم از کم دوسو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ ہزار روپے فی کس دیں جس میں سے ہر وعدہ کنندہ دو ہزار روپے فوری طور پر ادا کردے۔ نیز فرمایا کہ اس سے کم دینے والے علی الترتیب صف دوم، صف سوم میں شمار ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ مال کیسے آئے گا مال تو انشاء اللہ ضرور آئے گا کیونکہ خدا کہتا ہے خرچ کرو۔ دورانِ خطبہ حضور نے انگلستان میں مقیم احمدی ڈاکٹروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

> ''دیکھو مجھے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے تم اخلاص سے اور محبت سے اور ہمدردی سے میری آواز پر لبیک کہو۔ ڈاکٹر تو ویسے انشاء اللہ مجھے ضرور ملنے ہیں لیکن تم رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرو اگر خود نہیں کرو گے تو میں تمہیں حکم دوں گا اور میرا حکم تمہیں بہرحال ماننا پڑے گا کیونکہ حکم عدولی تو وہی کرے گا جو احمدیت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوگا اور جو احمدیت سے نکل جائے اس کی نہ مجھے ضرورت ہے نہ میرے اللہ کو''۔

حضور کے اس جلالی خطبہ کا ایسا حیرت انگیز اثر ہوا کہ ایثار پیشہ احمدی ڈاکٹروں نے نہایت خوشی اور

بشاشت سے اپنی رضا کارانہ خدمات اپنے آقا کے حضور پیش کر دیں اور دو گھنٹوں کے اندر اندر مخلصین جماعت نے ۲۷-۲۸ ہزار پونڈ کے وعدے کئے اور تین چار ہزار پونڈ کے قریب نقد رقم اپنے آقا کے قدموں میں ڈال دی۔ حضور کے حکم سے فوراً لندن میں ’’نصرت جہاں ریزروفنڈ‘‘ کے نام سے نیا اکاؤنٹ کھول دیا گیا اور اس میں یہ ابتدائی رقم جمع کرادی گئی۔ اس طرح آسمانی سکیم کا سرزمین انگلستان سے پوری قوت وشوکت کے ساتھ آغاز ہوا۔[86]

محمود ہال لنڈن کا افتتاح

۲۳ مئی کو حضور نے لنڈن مشن کے احاطہ میں نوتعمیر شدہ محمود ہال کا افتتاح فرمایا۔ یہ عالیشان عمارت ہال اور دفاتر کے علاوہ مبشرین کے تین رہائشی فلیٹس پر مشتمل تھی۔ اس عمارت کا سنگ بنیاد حضور نے گزشتہ سفر یورپ کے دوران ۳۰ جولائی ۱۹۶۷ء کو اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا تھا اور اس کے جملہ اخراجات حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے برداشت کئے تھے جیسا کہ جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق سابق امام مسجد فضل لندن نے اپنی کتاب ’’چند خوشگوار یادیں‘‘ میں بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ اخبار الفضل (۲۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ۱) کی رپورٹ میں بھی لکھا ہے ’’اس کی تعمیر محترم جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے قائم کردہ ’’ساؤتھ فیلڈ ٹرسٹ‘‘ کے ذریعہ عمل میں آئی ہے‘‘۔ نیز تاریخ احمدیت جلد ۲۴ صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۰ میں اس کا ذکر موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا دورہ سپین

کسی بھی خلیفۃ المسیح کے پہلے دورہ سپین کی تفصیل بیان کرنے سے قبل سپین کی ایک مختصر تاریخ بیان کرنا ضروری ہے۔ چھٹی ساتویں صدی عیسوی میں بادشاہانِ یورپ کی اخلاقی حالت درندوں سے بدتر تھی۔ ظلم، ناانصافی، بدمعاشی عروج پر تھی۔ ایک عرصہ کے بعد جب مسلمانوں کی توجہ سپین کی طرف پھری تو اس وقت بھی سپین پر لذریق نامی ایک ظالم شخص حکمران تھا۔ لوگ اس کے مظالم اور بد اخلاقیوں سے بہت تنگ آچکے تھے اور اندر ہی اندر اس کے خلاف لاوا پک رہا تھا۔

سبطہ کے گورنر کاؤنٹ جولین جو ایک بااثر جرنیل تھا۔ اس نے لذریق کے مظالم سے تنگ آ کر موسیٰ بن نصیر حاکم مراکش کو تمام حالات لکھ ڈالے اور مدد کی درخواست کی۔ موسیٰ بن نصیر نے کاؤنٹ جولین کے بیان کردہ حالات کی اپنے ایک خصوصی وفد کے ذریعہ تصدیق کرا لینے کے بعد اپنے آزاد

کردہ غلام طارق ابن زیاد کو سپین پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔

طارق ۷۱۱ء یعنی ۹۲ ہجری کے جولائی میں ساحل سپین پر اترا اور ایک خونریز جنگ کے بعد دشمن کو شکستِ فاش دینے میں کامیاب ہوا۔ بادشاہ لذریق ایسا لاپتہ ہوا کہ آج تک پتہ نہ چل سکا کہ اس کو زمین کھا گئی یا سمندر میں غرق ہوا۔

یہ تھی ابتداء ہسپانیہ میں اسلام کے داخل ہونے کی۔ مسلمانوں نے نہ صرف ہسپانیہ کو بلکہ پورے یورپ کو قرآنی علوم کے انوار سے منور کر دیا تھا۔ وہ سرزمین جو چٹیل اور ریتلے میدانوں کا ایک وسیع خطہ تھی اور جہاں زیتون کے سوا کوئی پھل دار درخت نہ تھا۔ جہاں جہالت پس ماندگی اور درندگی کا دور دورہ تھا اور جہاں کے عوام کو اپنے حقوق کا علم و احساس تک نہ تھا۔ وہ سرزمین مسلمانوں نے چند صدیوں کے اندر اندر علوم وفنون، سائنس وٹیکنالوجی اور شعروادب کے خزانوں سے بھر دی۔ سپین کی زرخیزی اسلامی دورِ حکومت میں تمام یورپ سے بڑھ کر تھی جو نتیجہ تھی مسلمان انجینئرز کے جاری کردہ اعلیٰ نظام آبپاشی کا۔ غلہ کی افراط اور اقتصادی استحکام کی وجہ سے سارا یورپ ان کا محتاج تھا۔

سپین میں مسلمانوں کا زوال

لیکن مسلمانوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا۔ علمائے سوء نے اسلام کے خوبصورت چہرے کو رسوم ورواج اور شرک وبدعت کے بدنما داغوں سے مسخ کر دیا۔ اسلام کا سورج ہسپانیہ پر آہستہ آہستہ غروب ہونے لگا۔ آپس کی خانہ جنگیوں، شاہی محلات میں عیاشی کے دور دورہ، علماء کے لالچ اور دین سے بےزاری نے آٹھ سو سالہ مستحکم حکومت کی صف چند ماہ میں لپیٹ کر رکھ دی اور مسلمان اس سرزمین سے بے یارومددگار رخصت ہو گئے اس کے بعد وہاں عیسائیت نے بربریت اور درندگی کا وہ مظاہرہ کیا کہ تاریخِ عالم کے جابر ترین حکمرانوں کے واقعات اس کے سامنے ماند پڑ گئے۔ سپین کی خوبصورت اور عالی شان مساجد کو یا تو مسمار کر دیا گیا یا ان کو کلیسیاؤں میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہ باغات اور انہار جو مسلمانوں نے سالہا سال کی محنتِ شاقہ سے بنائی تھیں عیسائیوں کی بربریت نے ان کا بھی نام ونشان تک مٹا دیا ایک ایک دن میں کئی کئی لاکھ مسلمانوں کو تہِ تیغ کیا گیا۔ ننھے منّے مسلمان بچوں کو نیزوں پر چڑھا کر دشمن اپنی بہیمیت پر اِترایا اور اس کی نمائش کی گئی اور اس طرح مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

وہ سنہرا اور عظیم الشان دور بلاشبہ ہر مسلمان کے دل میں یہ خواہش پیدا کرتا ہے کہ جب بھی موقع ملے وہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کی سطوت وعظمت کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ورودِ مسعود

مئی ۱۹۷۰ء میں سرزمین ہسپانیہ کی قسمت ایک بار پھر جاگ اٹھی اور پہلے سے کہیں بڑھ کر شان سے جاگی جب سرزمین ہسپانیہ کو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے برکت بخشی اور کئی صدیوں کے بعد سپین کی روحانی طور پر بے آب وگیاہ سرزمین نے ایک بار پھر بہار کی آمد آمد کا مشاہدہ کیا۔

۲۵ مئی ۱۹۷۰ء کو حضور پرنور بمع خدامِ لندن ائرپورٹ سے سپین کے لئے روانہ ہوئے اس تاریخی سفر میں حضور کی معیت میں حضرت بیگم صاحبہ کے علاوہ مندرجہ ذیل افراد تھے۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، چوہدری محمد علی صاحب، محمد سلیم صاحب ناصر اور بشیر احمد رفیق صاحب۔

اس سفر کی رپورٹنگ کرتے ہوئے مکرم بشیر احمد رفیق صاحب نے تحریر کیا کہ ہوائی جہاز میں یہ سفر قریباً دو گھنٹے میں طے ہوا۔ جوں جوں میڈرڈ قریب آتا گیا۔ حضور کی طبیعت میں ایک اضطراب کی سی کیفیت نظر آنے لگی میڈرڈ کا ہوائی اڈہ نظروں کے سامنے آیا تو حضور نے پیچھے مڑ کر فرمایا۔

> **''مجھے تو طارق کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔کیا تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں۔''**

حضور نے یہ فقرہ دو تین مرتبہ بیقراری اور درد سے دہرایا۔

اتنے میں اعلان ہوا کہ جہاز میڈرڈ کے ہوائی اڈہ پر اترنے کو ہے روحانی آنکھوں نے سینکڑوں فرشتوں کو میرے پیارے آقا کے استقبال کے لئے صف بستہ دیکھا اور یوں محسوس ہونے لگا گویا عالم روحانیت میں اس مبارک دن کی خوشی میں فتح وشادمانی کا جشن منایا جارہا ہے۔

حضور جہاز سے اترے تو مکرم مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین بمع اہل وعیال استقبال کے لئے موجود تھے۔ جلد ہی حضور اپنے ہوٹل کے لئے روانہ ہوگئے۔ میڈرڈ میں قیام دو روز کے لئے تھا۔ اس دوران اسلامی تہذیب کے گہوارہ صوبۂ اندلس میں جانے کے لئے کاروں کا انتظام کیا گیا اور حضور

۲۷مئی کو قرطبہ کے لئے روانہ ہوئے۔

قرطبہ میں آمد

قرطبہ اسلامی دور حکومت میں سپین کے شہروں میں گویا لعل کی حیثیت رکھتا تھا اور صحیح معنوں میں ’’عروس البلاد‘‘ کہلانے کا مستحق تھا۔ اس کے ارد گرد مضبوط فصیل تھی۔ سارا شہر پختہ اور فراخ شاہراہوں پر مشتمل تھا۔ اس کے شہری زیورِ علم سے آراستہ تھے۔ قرطبہ کی اسلامی یونیورسٹی میں ہزاروں طلباء زیر تعلیم تھے۔ تمام یورپ اور ایشیاء کے طالب علم قرطبہ کے کسی جامعہ میں داخلہ اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے۔ علماء کی کثرت تھی۔ ابنِ رشد جیسے عظیم انسان قرطبہ ہی میں رہتے تھے۔ اسلامی فنِ تعمیر سے مزین شاہی محلات کی خوبصورتی نے شہر کی رونق کو دوبالا کر دیا تھا۔ شہر کی لمبائی ۱۰ میل کے قریب تھی مسلمان خلفاء نے دنیا بھر سے نادر و نایاب درخت اور بیل بوٹے منگوا کر قرطبہ کی زینت کو چار چاند لگائے۔ باغات کو پانی مہیا کرنے کے لئے قرطبہ کے (ارد گرد سے) سلسلۂ کوہ کو بڑی محنت سے کاٹ کر کر نہریں نکالی گئی تھیں جو شفاف پانی مہیا کرتی تھیں اور اسی پانی کی بدولت قرطبہ ایک گلستان کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

قرطبہ خوبصورت مساجد کا گھر بھی تھا۔ ان میں سے سب سے عظیم اور ظاہری حسن سے مالا مال قرطبہ کی جامع مسجد تھی۔ اس مسجد کی تعمیر کا کام ۷۸۴ عیسوی میں امیر عبدالرحمٰن نے شروع کیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے ۷۹۳ عیسوی میں اس کام کو مکمل کیا۔ یہ مسجد اسلامی فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے ان دونوں کے بعد ہر مسلمان بادشاہ نے مسجد کی خوبصورتی اور وسعت میں اضافہ کی کوشش کی۔ کسی نے سارے کا سارا فرش سنگِ مرمر کا لگوایا تو کسی نے اس کے ستونوں پر سونے کا پانی چڑھوا دیا۔ کسی نے نئے اونچے مینار کا اضافہ کیا تو کسی نے وضو کے لئے کشادہ غسل خانوں کا اہتمام کیا۔ اس مسجد کی وسعت کا اندازہ اس ایک بات ہی سے لگا لیجئے کہ یہ ۱۲۹۳ ستونوں پر قائم ہے اسے روشن کرنے کے لئے ۴۰۰ فانوس جلائے جاتے۔ محراب اور منبر ہاتھی دانت اور بہترین لکڑی کے ٹکڑوں سے بنائے گئے تھے اور اس کی تکمیل پر ۳۶۰۰۰ ہاتھی دانت اور قیمتی لکڑی کے ٹکڑے استعمال ہوئے تھے۔

میڈرڈ سے قرطبہ

حضور مع خدام مورخہ ۲۷ مئی کو صبح سویرے میڈرڈ سے قرطبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ محترم بشیر

احمد رفیق صاحب تحریر کرتے ہیں کہ یہ سارا راستہ خشک اور چٹیل میدانوں پر مشتمل تھا۔ کہیں کہیں زیتون اور انگور کے باغات نظر آتے ہیں۔ راستہ میں دیہات اور مکانات کی تعمیر کی طرز اور برلب سڑک واقع ہوٹلوں کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا تھا کہ غربت بہت زیادہ ہے۔ گرمی بھی خاصی تھی۔ راستہ میں دو تین جگہ ٹھہرتے ہوئے شام کے وقت قرطبہ میں داخل ہوئے۔ آج کا قرطبہ اسلامی دور کے قرطبہ کا ہزارواں حصہ بھی نہیں۔ کہاں وہ حال کہ سارے یورپ میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا اور کہاں آج کا شکستہ عمارتوں سے اٹا ہوا شہر۔ حضور کا قیام ہوٹل میلیا (Melia) میں تھا۔ شام کو حضور ہوٹل سے باہر سیر کو نکلے تو تمام شہر رنگا رنگ کے برقی قمقموں سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کوئی عیسائی تہوار منایا جا رہا ہے۔ میرے دل نے بے ساختہ کہا۔ نہیں عالم روحانیت میں آج شہزادہ امن حضرت ناصر دین کی آمد کی خوشی میں چراغاں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

حضور ہوٹل کے باہر سڑک کے کنارے چہل قدمی فرما رہے تھے اور آگے جاتے لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ یہ کون بزرگ ہیں جن کے چہرے پر نور پھریریاں لے رہا ہے۔ ایک شخص نے ہوٹل کے دروازہ پر مجھ سے پوچھا کہ یہ کہاں کے ''سلطان'' ہیں۔ میری روح کی گہرائیوں سے جواب ابھرا مملکت روحانیت کے۔ شام ہی کو حضور قرطبہ کی جامع مسجد دیکھنے تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ کسی عیسائی تقریب کی وجہ سے پادریوں کا جلوس نکالا جا رہا ہے۔ یہ جلوس مسجد ہی میں ترتیب دیا گیا تھا۔ حضور کے پہنچنے تک جلوس کا بیشتر حصہ مسجد سے نکل چکا تھا۔ بس اس کی دم باقی تھی اس حسن اتفاق پر میرا دل مچل مچل اٹھا کہ ایک طرف حضرت ناصر دیں مسجد میں داخل ہو رہے تھے اور دوسری طرف عیسائیت کا قافلہ وہاں سے نکل رہا تھا ذہنوں نے اس نظارے کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور عیسائیت کے آثار کے مٹ جانے سے تشبیہہ دی اور پھر جس طرح آنکھوں نے عیسائی جلوس کو مسجد سے باہر نکلتے دیکھا تھا اسی طرح آنکھوں نے انہیں تصور روحانی میں مسجد کو خالی کرتے دیکھا اور دل نے گواہی دی کہ اب عنقریب پھر اس مسجد کی قسمت جاگ اٹھنے والی ہے۔ اب پھر وہ زمانہ آنے والا ہے کہ یہ مسجد نمازیوں اور اذانوں سے آباد ہو جائے گی۔ اور لوگ بڑے فخر سے کہا کریں گے کہ اس مسجد کو دیکھنے کے لئے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے تیسرے خلیفۂ راشد ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے یہاں آئے تھے۔

حضرت عمرؓ جب یروشلم تشریف لے گئے تھے تو جہاں آج مسجد اقصیٰ کی خوبصورت عمارت کھڑی

ہے وہاں کچھ نہ تھا۔ یہ جگہ کوڑا کرکٹ اور غلاظت سے بھری ہوئی تھی لیکن عمر خطابؓ کے مبارک قدم پڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو اتنی عزت دی کہ مسجد اقصیٰ کی مقدس مسجد عین اس جگہ تعمیر ہوئی یقیناً آج کا واقعہ بھی کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔

حضور مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ ایک پروفیسر صاحب (جو قرطبہ کے ایک کالج میں پڑھاتے ہیں) حضور کے منور چہرہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ بڑے ادب سے آکر مصافحہ کرنے کے بعد حضور کو ازخود مسجد دکھانے کے لئے اپنی خدمات پیش کردیں۔ حضور اس (پروفیسر) کی معیت میں مسجد کے اندر تشریف لے گئے محراب پر آج بھی (باوجود مرورِ زمانہ کے) قرآنی آیات آب زر میں منقش ہیں۔ آیت الکرسی تو آسانی سے پڑھی جاسکتی ہے۔ محراب کے اردگرد لوہے کا جنگلہ لگایا گیا ہے اور کسی کو محراب کے اندر جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن مسجد کی حفاظت پر مامور ایک شخص نے بغیر کسی درخواست کے خود ہی حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور جنگلہ کے اندر محراب میں تشریف لے چلیں اور آہنی جنگلہ کا دروازہ کھول دیا۔ قافلہ کے تمام افراد حضور کی معیت میں محراب کے اندر داخل ہوئے تو سب پر رقت طاری تھی۔ حضور نے محراب میں کھڑے ہو کر دعا فرمائی۔ اس تاریخی موقع کی تصاویر بھی لی گئیں۔ مسجد کے ایک حصہ کو چرچ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ لیکن ایسے بھدے طریق سے جیسے کسی حسین چہرے پر کوئی بدنما خال ہو۔ ایک عجیب روحانی نکتہ حضور نے بیان کیا۔ فرمایا:

''آخر کیا وجہ تھی کہ عیسائیوں نے پوری مسجد کو کلیساء میں تبدیل نہیں کیا اگر وہ چاہتے تو ایسا کرنے میں ان کے لئے کوئی روک نہیں تھی۔''

حضور نے فرمایا

''اس کی وجہ درحقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عیسائیوں کو اس بات کا خدشہ تھا۔ اگر اتنی بڑی مسجد کو چرچ میں تبدیل کردیا گیا تو اس میں عبادت کے لئے اتنے لوگ کہاں سے آئیں گے۔ یہ گویا خود چرچ کا اپنے ماننے والوں پر عدم اعتماد کا اظہار تھا۔ آخر مسلمانوں نے اس مسجد کو اس لئے وسیع کیا تھا کہ انہیں یہ احساس تھا کہ یہ مسجد نمازیوں سے بھرجایا کرے گی''

مسجد میں بیک وقت ۳۰،۰۰۰ نمازیوں کی جگہ ہے۔ یہ مسجد تمام کی تمام مسقّف ہے اور غالباً دنیا بھر میں سب سے بڑی مسقّف مسجد یہی ہے۔

غرناطہ کوروانگی

اگلے دن صبح غرناطہ کے لئے روانگی تھی چنانچہ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ ہوٹل سے تیار ہو کر نکلا جائے اور راستہ میں مسجد اور ''القصر'' نامی عمارت کو دوبارہ دیکھا جائے۔

''القصر'' مسلمان گورنر قرطبہ کا محل ہوا کرتا تھا۔ اس کے اندر خوبصورت فوارے، باغات اور سایہ دار درخت اور روشیں وغیرہ بالکل وہی ہیں جو مسلمانوں نے لگائی تھیں۔ پھول اور درخت تبدیل ہو جاتے ہیں لیکن طرز وہی ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ پھول بھی وہی لگائے جائیں جو مسلمانوں نے آب وہوا اور خاصیتِ زمین کا تجزیہ کر کے شروع میں لگائے تھے۔

بعد دوپہر غرناطہ کے لئے روانہ ہوئے سڑک اچھی ہے لیکن سایہ دار درختوں کی کمی کی وجہ سے دوپہر کو تمازتِ آفتاب ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ غرناطہ نسبتاً پہاڑیوں کے دامن میں ہے۔ غرناطہ کا سفر اس لحاظ سے خوشگوار رہا کہ سارا راستہ زرخیز پہاڑیوں پر مشتمل ہے۔ زیتون کے باغات کی کثرت ہے۔ انگور کے باغ بھی جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ سڑک نشیب وفراز اور پہاڑی پیچ وخم کی وجہ سے بعض جگہ خطرناک ہو جاتی ہیں۔ اس حصہ میں ایک نمایاں چیز یہ نظر آتی ہے کہ جگہ جگہ گاؤں کے ناموں کے بورڈ نظر آتے ہیں۔ ہر گاؤں Al سے شروع ہوتا ہے مثلاً Al Kaza, Al Kala وغیرہ۔ یہ لفظ Al عربی ال ہی ہے۔ دوسرا نمایاں فرق یہ نظر آیا کہ سپین کے دوسرے علاقوں کے لوگوں کے مقابلہ میں یہ لوگ دراز قد، صحت منداوران کے بال اور آنکھیں کالی ہیں۔ یہ بھی درحقیقت عرب خون کی آمیزش کی وجہ سے ہے۔

شام کو غرناطہ پہنچے۔ حضور کا قیام یہاں قصر الحمراء کے ایک حصہ یعنی غرناطہ پیلس ہوٹل میں تھا۔ یہ ہوٹل اونچی پہاڑی پر واقع ہونے کی وجہ سے غرناطہ کا نہایت دلکش منظر پیش کرتا ہے۔ یہ شہر اسلامی تہذیب وتمدن کا ایک نادر خوبصورت نمونہ ہوا کرتا تھا۔ علماء اور شعراء کی کثرت نے تمام شہر کو ایک ادبی مرغزار بنا دیا تھا۔ خوبصورت عمارات مساجد اور حمام ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ آخری مسلمان تاجدار ابوعبداللہ کو غرناطہ سے ہی دیس نکالا ملا تھا۔ غرناطہ کا دل الحمراء کا محل ہے۔ اس محل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جگہ جگہ لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ خوبصورت طرز تعمیر میں کندہ کیا گیا ہے۔ جہاں بھی نظر پڑتی ہے لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ ہی نظر آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب الحمراء کی تکمیل ہوگئی تو امیر عبدالرحمٰن اس کو دیکھنے چلے۔ جب وہ دروازہ پر پہنچے تو چند منٹ کے سکوت کے بعد یک دم واپس مڑ کر اپنے محل کو چلے

گئے ۔درباریوں میں سے بعض بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورالحمراء میں داخل نہ ہونے کی وجہ دریافت کی ۔بادشاہ نے فرمایا کہ جب میں محل کے دروازہ پر پہنچا اور میں نے وسعت،خوبصورتی ،اعلیٰ طرزتعمیر اوردلکش باغات کی ایک جھلک دروازہ میں سے دیکھی تو میرے دل میں ایک لحظہ کے لئے اپنی بڑائی اور عظمت کا خیال پیدا ہوگیا۔اس خیال کے ساتھ ہی دوسرا خیال یہ آیا کہ اے عبدالرحمٰن اپنی بڑائی کا یہ اظہار تو شرک ہے۔اس پر میرا دل دہل گیا اور میں محل کو دیکھے بغیر واپس چلا آیا۔اب میں صرف اس صورت میں ہی محل میں جاؤں گا کہ اس میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کے غالب ہونے کا اظہار ہو۔ تا کہ غرور وتکبر میرے ذہن میں داخل نہ ہوسکے اور جب بھی میرے دل میں غرور وتکبر کے خیالات پیدا ہوں میری نظر اللہ تعالیٰ کے غلبہ پر مشتمل الفاظ پر پڑ جایا کرے تا کہ میں توبہ واستغفار کرسکوں۔ چنانچہ تمام محل میں جگہ جگہ لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ کا کلمہ خوبصورتی سے کندہ کرادیا گیا۔تب جا کر بادشاہ اس میں رہائش پذیر ہوا۔

الحمراء کی خوبصورتی اور فن تعمیر پر اتنا کچھ لکھا جاچکا کہ دنیا میں شاید ہی کسی عمارت کے متعلق اتنا لکھا گیا ہو۔محل کا ہر حصہ قابل دید ہے لیکن Court of the Lions تو مسلمانوں کے ذوقِ حسن کا نادر نمونہ ہے۔

الحمراء کی سیر

اگلے دن صبح حضور الحمراء کی سیر کو تشریف لے گئے۔محل کی دیواروں پر منقش آیات قرآنی اور دیگر عربی کلمات کو مکرم چوہدری محمد علی صاحب نے بڑی محنت کے ساتھ نوٹ کیا۔حضور نے محل کی متعدد تصاویر بھی اتاریں۔

غرناطہ میں حضور کا قیام دو دن کے لئے تھا۔ایک صبح حضور نے فرمایا کہ رات کو بڑی رقت کے ساتھ سپین میں اسلام کے دوبارہ عروج کے لئے دعائیں کرنے کا موقع ملا۔تو صبح کے وقت مندرجہ ذیل کلمات الہام ہوئے۔

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

ترجمہ: اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔یقیناً اللہ اپنے فیصلہ کو مکمل کر کے رہتا ہے۔اللہ نے ہر چیز کا ایک منصوبہ بنا رکھا ہے۔

اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہوا کہ سپین میں اسلام کی عظمت کے قیام کا ایک خاص وقت مقرر ہے اور یہ انشاء اللہ اب احمدیت کے ذریعہ قائم ہوگی۔

طلیطلہ و میڈرڈ کے لئے روانگی

غرناطہ میں دو دن کے قیام کے بعد حضور براستہ طلیطلہ میڈرڈ کے لئے روانہ ہوئے۔طلیطلہ طارق کے حملہ کے وقت سپین کا صدر مقام تھا۔طارق کی فتح کے بعد بھی ایک عرصہ تک یہی دارالحکومت رہا۔ بعد میں مسلمانوں نے قرطبہ اور پھر غرناطہ کو دارالحکومت بنایا۔طلیطلہ ایک بے آب و گیاہ چٹیل پہاڑی پر واقع ہے۔شہر کے اردگرد نشیب میں ایک دریا بہتا ہے۔یہ دریا شہر کی حفاظت کے لئے قدرتی خندق کا کام بھی دیتا ہے۔طلیطلہ میں آج بھی باوجود مرور زمانہ کے چار مساجد باقی ہیں۔اس میں سے ایک چھوٹی سی مسجد کو یہ فخر حاصل ہے (اور تاریخی لحاظ سے اس کی اہمیت ظاہر و باہر ہے) کہ یہاں طارق ابن زیاد نے پہلی نماز پڑھی تھی۔اور پھر خدائی تقدیر کے مطابق حضرت ناصر دین خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی اس میں دعا فرمائی۔

مسجد کے باہر شہر کی فصیل ہے جہاں مسجد کے بالکل قریب ایک بہت بڑا دروازہ ہے حضور اس دروازہ سے باہر تشریف لائے۔ باہر نکلے تو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ملے۔انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دروازہ ہے جو اسلامی دورِ حکومت میں خلیفہ کے شہر سے باہر نکلنے کے لئے مخصوص تھا اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت نے حضور کو بھی اس دروازہ سے گذار کر گویا سپین میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔

طلیطلہ چھوٹا سا شہر ہے لیکن سیاح یہاں کثرت سے مساجد کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ مساجد اب حکومت نے نیشنل ٹرسٹ کی تحویل میں دے رکھی ہیں۔ جو ان کی صفائی اور نگہداشت کا انتظام کرتا ہے۔

طلیطلہ سے شام کو حضور میڈرڈ پہنچ گئے۔ جہاں سے اگلے دن یعنی یکم جون ۱۹۷۰ء کو حضور لندن کے لئے روانہ ہوئے اور یہ تاریخی سفر اختتام پذیر ہوا۔[87]

ایک اخباری نمائندہ کو انٹرویو

سپین میں پیوبلو (Pueblo) اخبار کے ایک نمائندے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے انٹرویو کر کے اپنے اخبار میں جو کچھ شائع کیا اس کا ایک حصہ قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے۔

اپنے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں ’’میں اس حقیقت کا دلی طور پر اظہار کرتا ہوں کہ حضور اقدس کا وجود حقانیت کا زندہ ثبوت ہے۔‘‘ اسکے بعد حضور کے بیان کو اس نے اپنے الفاظ میں یوں تحریر کیا ہے ’’ہم سب برابر ہیں۔ جماعت احمدیہ اور باقی مسلمانوں میں بنیادی عقائد کا کوئی فرق نہیں۔ ان کے لئے قرآن کریم کامل کتاب اور اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے جس سے عقائد صحیحہ۔ اعلیٰ کامل اصول اور احکامات کا روحانی چشمہ بہتا ہے جس کی تعلیم سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ اسلام کی تعلیم غیر متبدل ہے خدا تعالیٰ کو واحد مانتے ہیں ہم عیسائیوں کے تثلیث کے عقیدہ کو نہیں مانتے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان براہِ راست تعلق قائم کرتا ہے۔ اسلام میں خدا تعالیٰ کو ’’اللہ‘‘ کہتے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کے خیالات اور افکار میں اانسانیت کے لئے گہری ہمدردی اور محبت کے جذبہ کا نمایاں اثر پایا جاتا ہے۔ بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی اور سچی محبت۔ اس امر میں اسلام اور عیسائیت کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔ فرمایا ہم نے اپنے مبلغوں کے ذریعہ اس محبت کا پیغام اہلِ افریقہ کو پہنچایا ہے۔ ہم نے کئی لاکھ دلوں کو فتح کر لیا ہے۔‘‘[88]

لنڈن میں ایک مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے دورہ سپین سے واپسی پر لندن میں مجلس علم و عرفان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’میں خدا تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت میں بہت سے طارقؓ اور خالدؓ پیدا فرمائے۔ جب ہم اسلام کے ابتدائی جرنیلوں کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں علم ہوتا ہے کہ نہ صرف جنگی اعتبار سے وہ نہایت قابل اور نمایاں صفات کے حامل تھے بلکہ دین میں بھی انہیں خاص مقام حاصل تھا۔ بڑی بڑی جنگوں کے مواقع پر ان جرنیلوں نے جو تقاریر کی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں خاص معرفت حاصل تھی اور دین پر عبور حاصل تھا ان لوگوں کا خدا سے زندہ تعلق تھا۔ ان کی تقاریر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوجوانی کی عمر میں ایسے علم اور ایسی روحانیت سے لبریز تھے کہ آج ہماری جماعت کے بڑے بڑے عالم ہی ان کی مثال پیدا کر سکیں گے۔

جب فرقان فورس کشمیر میں مصروف جہاد تھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سینکڑوں نظارے دیکھے۔اپنے تو اپنے غیر بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔

ایک دفعہ گدھوں اور خچروں پر خوراک اور دیگر چیزیں لاد کر فرقان فورس کے مورچوں کی طرف لے جائی جارہی تھیں۔فریق مخالف کی نظران پر پڑ گئی۔دیکھتے ہی دیکھتے ہوائی جہاز بمباری کے لئے سروں پر آ پہنچے۔سپاہی گدھوں کو چھوڑ کر پناہ گاہوں میں پہنچ گئے اور دشمن نے شست باندھ باندھ کر گدھوں پر شدید بمباری کی۔ایک ایک کا خیال تھا کہ ان گدھوں کی لاشیں بھی نظر نہ آئیں گی۔لیکن جب گرد اور دھواں چھٹا تو دیکھا تمام گدھے اور سارا سامان محفوظ تھا۔جب غیروں کو اس بات کا علم ہوا تو یہ بات مشہور ہوگئی کہ ''احمدیوں کے گدھے بھی کرامات دکھاتے ہیں''۔

قرآن مجید کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کھلی کھلی کتاب ہے۔ دوسری جگہ فرمایا یہ مخفی در مخفی بھیدوں والی کتاب ہے۔ہر زمانہ کی ضروریات کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے لیکن ان علوم کی اطلاع محض پاکباز اور متقی انسانوں کو ہوتی ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے یہ معنی ہیں کہ اس اعتبار سے قرآن مجید مخفی کتاب ہے اس زمانہ سے متعلق مخفی بھیدوں کا علم خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ قرآن مجید میں بہت سی بنیادی صداقتیں موجود ہیں جن کا علم ہر شخص کو ہوسکتا ہے اس اعتبار سے قرآن مجید ''کتاب مبین'' یعنی کھلی کھلی کتاب ہے۔''

متعدد احباب حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔حضور بڑے جلال اور یقین سے فرماتے رہے کہ مایوس مت ہو۔خدا تعالیٰ پر نظر رکھو۔خدا تعالیٰ برکت دے گا۔اب تو سینکڑوں بچے ایسے ہیں جو میری دعاؤں کی قبولیت کے سبب پیدا ہوئے ہیں۔افریقہ میں ایسا ہی ایک بچہ پیدا ہوا میں نے اس کے لئے بہت دعا کی تھی۔جب میں افریقہ پہنچا اور اس بچہ کی نظر مجھ پر پڑی تو وہ اچھل کر میری گود میں آ گیا شائد اسے احساس ہو کہ میری دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعا کے لئے مجھے بار بار لکھتے رہو خود بھی دعا کرو اور خدا تعالیٰ سے مایوس نہ ہو خدا تعالیٰ ضرور فضل فرمائے گا۔بہت سے ایسے احباب جن کے ہاں اولاد نہیں حضور نے انہیں ''رائل جیلی'' کے استعمال

کی تاکید فرمائی۔

فرمایا کہ افریقہ میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو جو ترقی اور فتح و نصرت عطا فرمائی ہے۔اس پر انسان کا دل خوشی سے معمور ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔دل تو چاہتا تھا کہ سر خدا کے حضور سجدہ کرتے ہوئے زمین سے بھی نیچے نکل جائے لیکن زمین اس کے راستہ میں روک بن جاتی تھی۔[89]

مجلس خدام الاحمدیہ لندن کے اراکین سے خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے سپین کے دورے سے لندن واپس تشریف لانے کے بعد ’’محمود ہال‘‘ میں مجلس خدام الاحمدیہ لندن کے اراکین سے روح پرور خطاب فرمایا جس میں خدام کو بنی نوع انسان کا خادم بننے کی تلقین فرمائی تا کہ دنیا کے دل ان کی طرف متوجہ ہوں۔فرمایا ہم نے جو احمدی ہیں ساری دنیا سے آگے بڑھ جانا ہے۔دنیا اس وقت محبت، پیار، ہمدردی، غمخواری اور مساوات کے پیغام کی پیاسی ہے صرف ہم ہی ان کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔دنیا نے بظاہر بڑی ترقی کی لیکن دنیا نے دنیاوی ترقیات میں جو قدم بھی آگے بڑھایا اس نے ثابت کیا کہ ان اقوام کے دل میں انسانیت کی محبت یا پیار نہیں ہے۔آج دنیا کو بچانے کے لئے صرف ایک جماعت موجود ہے اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔یہ بڑی اہم ذمہ داری ہے جو ہم پر عائد ہوتی ہے۔نوجوان طبقے کو یہ سمجھنا چاہیے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ توفیق دے۔[90]

کراچی میں مراجعت اور شاندار استقبال

۶ جون کو حضور معہ قافلہ عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں کے جلو میں بذریعہ ہوائی جہاز لندن سے پاکستان کے لئے روانہ ہوئے اور ۷ جون کو ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر کراچی میں ورود فرما ہوئے۔کراچی کے فضائی مستقر پر نہ صرف جماعت احمدیہ کراچی کے احباب نے بلکہ حیدر آباد، میر پور خاص، نوابشاہ اور سندھ کے دوسرے مقامات کے احباب نے ہزاروں کی تعداد میں حضور کا بہت والہانہ طور پر استقبال کیا۔علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کوئٹہ کے بہت سے احباب نے بھی مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کی سرکردگی میں کوئٹہ سے کراچی پہنچ کر حضور کے استقبال میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔نیز جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت احمدیہ جھنگ کے نمائندہ وفود نے بھی اپنے

اپنے امراء جماعت مکرم چوہدری اسداللہ خان صاحب اور مکرم میاں بشیر احمد صاحب کی قیادت میں لاہور اور جھنگ سے کراچی پہنچ کر حضور کو اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے خوش آمدید کہا۔[91]

احمدیہ ہال کراچی میں بصیرت افروز خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسی روز احمدیہ ہال کراچی میں سفر مغربی افریقہ کے حالات پر بصیرت افروز خطاب کیا۔ جس میں اس تاریخی سفر کے متعدد روح پرور واقعات اور ربّ جلیل کی قادرانہ تجلیات کے غیر معمولی نشانات پر ولولہ انگیز انداز میں روشنی ڈالی۔ نیز سرزمینِ بلال میں نئے سکول اور نئے طبی مراکز کھولنے کے لئے ''نصرت جہاں ریز روفنڈ'' کے قیام کا بھی ذکر کیا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ آج میں اپنے ربِّ کریم کے فضلوں کا منادی بن کر آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور جلال اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے جو جلوے مجھے اور میرے ساتھیوں کو مغربی افریقہ میں دکھائے ان کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو تصور میں بھی نہیں تھا کہ کس قسم کے وہ پیارے انسان ہیں اور اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے عظیم روحانی فرزند کی محبت کس رنگ میں ان کے دلوں اور سینوں میں موجزن ہے۔ وہاں جا کر پہلا تأثر اور مشاہدہ یہ تھا کہ ان کی محبت جنون کا رنگ لئے ہے۔ وہ مجھے دیکھتے تھے اور دیکھتے ہی رہ جاتے تھے۔ زبان پر الفاظ نہیں آتے تھے۔ ساری محبت سمٹ کر ان کی آنکھوں میں سما جاتی تھی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم روحانی فرزند کا چونکہ نائب آج تمہارے درمیان ہے اس لئے تمہاری خوشی جائز اور تم حقدار ہو اس بات کے کہ تم جس قدر چاہو آج خوش ہو اور مَیں بھی خوش ہوں۔

میں اس لئے خوش ہوں کہ آج سے قریباً اسّی سال قبل ایک گمنام گاؤں میں اللہ کے حکم اور اس کے جلال اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے قیام کے لئے ایک آواز بلند کی گئی تھی۔ وہ آواز اپنے ابتدائی دور میں یکہ وتنہا آواز تھی اور جب اس ایک آواز کو دنیا نے سنا تو دنیا کی ساری طاقتیں اس کو خاموش کرنے کے لئے جمع ہو گئیں مگر دنیا کی ساری طاقت اس اکیلی آواز کو خاموش نہیں کرسکی۔ چونکہ فنا کے مقام پر وہ شخص کھڑا تھا اور اس کی آواز اللہ کی آواز اور اس کی آواز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تھی اور دنیا کی سب طاقتیں جمع ہو کر بھی اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو خاموش کرنے کی

اہلیت نہیں رکھتیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ گیمبیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا کہ اب وقت ہے کہ علاوہ ایک دوسری سکیم کے جو مغربی افریقہ میں براڈ کاسٹنگ سٹیشن لگانے کی ہے کم از کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں پر خرچ کر دینا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو یہی موجودہ نسل پالے۔

جب ہم واپس لندن آئے چند دن لندن ٹھہرے۔ پھر میں سپین گیا۔ سپین سے پھر واپس لندن آیا اور لندن میں چند دن ٹھہرا۔ پہلے میں نے خطبہ میں اپنے پیارے بھائیوں کو یہ بتایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ منشاء ظاہر کیا ہے کہ جماعت احمدیہ مغربی افریقہ میں مالی قربانیوں کے میدان میں کم سے کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کرنے کا انتظام کرے اور میں اپنے بھائیوں سے یہ خواہش رکھتا ہوں کہ انگلستان کے احمدیوں میں سے دوسو احمدی ایسے آگے بڑھیں جو فی کس دوسو پونڈ اس مد میں دیں جس کا نام میں نے ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' رکھا ہے اور اس کی امانت وہاں کھول دی گئی اور دوسو آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو ایک سو پونڈ فی کس دیں اور باقی جو دے سکیں وہ دیں۔

لنڈن میں مَیں نے اپنے خطبہ میں کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ روپیہ کیسے آئے گا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ خرچ ہو اور خرچ تو تبھی ہو گا جب خدا تعالیٰ روپیہ کا انتظام کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسی کی عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے۔ جو میرے اور آپ کے پاس ہے وہ ہمارا اپنا کب ہے وہ اس نے دیا ہے اس لئے ہمارے پاس ہے۔

جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی فکر ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ محض قربانی خدا کے حضور پیش کر دینا ثمر آور نہیں ہوا کرتا جب تک وہ قربانی اللہ کے حضور قبول نہ ہو جائے۔ اور بہت سی قربانیاں کسی اندرونی خباثت کی وجہ سے ردّ کر دی جاتی ہیں۔ پس دعا کرو اور میں بھی یہ دعا کرتا ہوں کہ اے ہمارے رب! تیرا مال تیرے حضور ہم نے پیش کیا۔ تجھ پر ہمارا کوئی احسان نہیں۔ تیرا ہم پر احسان ہے کہ تُو ایک عظیم بدلے کا ہم سے وعدہ کرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری کسی اندرونی بیماری یا کمزوری یا غفلت یا تکبر وغیرہ جو ہیں ان کی وجہ سے ہماری یہ پیشکش قبول نہ ہو اور ردّ کر دی جائے۔ اے ہمارے رب! ہماری اس حقیر پیشکش کو قبول کر اور اپنے وعدوں کے مطابق اپنے فضلوں اور اپنی رضا کا اور اپنے پیار کا ہم کو وارث بنا۔

پاکستان کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو سکیم میرے ذہن میں ڈالی ہے وہ یہ ہے کہ میں پاکستان کے احمدیوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ان میں سے دوسوایسے مخلصین نکلیں گے جو کم ازکم پانچ ہزار روپیہ فی کس ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کے لئے پیش کریں گے اور اس میں سے دو ہزار کی رقم ایک دو ماہ کے اندر اندر وہ داخل کرا دیں گے خزانہ کی مد میں اور باقی تین ہزار روپیہ اگر چاہیں تو تین قسطوں میں اور اگر چاہیں تو دوسرے اور تیسرے سال یعنی تین سال کے اندر اندر وہ جمع کر دیں گے۔ اس کے علاوہ دو سو ایسے مخلصین چاہئیں جو دو ہزار روپیہ دیں جن میں سے وہ ایک ہزار روپیہ دو ماہ کے اندر اندر داخل کر دیں اور بقیہ ایک ہزار تین سال کے اندر مناسب قسطوں میں ادا کر دیں۔ یہ چودہ لاکھ روپے کی رقم بن جاتی ہے۔

میں افریقہ کے ان ممالک سے جو فوری وعدہ کر کے آیا ہوں وہ قریباً ۲۵-۳۰ ہسپتال کھولنے کا ہے جس کو ہم میڈیکل سنٹر یا ہیلتھ سنٹر کہتے ہیں اور قریباً ستّر اسّی ہائی سکول ان ممالک میں بنانے ہیں۔

لائبیریا میں پریذیڈنٹ ٹب مین نے سوا ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا ہے وہاں دو دفعہ وہ اپنے محکموں کو میری اطلاع کے مطابق کہہ چکے ہیں کہ جلدی ان کے لئے انتظام کیا جائے۔ وہاں تو سوا ایکڑ میں سکول اور میڈیکل سنٹر وغیرہ بن جائیں گے۔ گیمبیا والوں کو میں نے کہا تھا کہ سپیشلسٹس سنٹر باتھرسٹ کے علاوہ چار نئے طبی مراکز بھی انشاء اللہ کھول دوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی توفیق دے اور یہ کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ انشاءاللہ وہ تعاون کریں گے۔

پس وہ اس قسم کے لوگ ہیں۔ اگر آج ہم جائیں اور صداقت ان کے سامنے رکھیں۔ وہ صداقت قبول کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن صداقت ان کے سامنے رکھنا اور یہ کوشش کرنا کہ وہ اس نور سے منور ہوں یہ کام ان کا نہیں اور نہ وہ کر سکتے ہیں یہ ہمارا کام ہے ہمیں کرنا چاہیے۔ اس کے لئے جتنا پیسہ خرچ ہو وہ ہمیں مہیا کرنا چاہیے۔ جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو وہ ہمیں مہیا کرنے چاہئیں۔

پس بہت صاف ستھرے لوگ ہیں لیکن وہ پیاس جو ہے ان کے دل میں وہ سوائے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور بجھا نہیں سکتا اور ہم آپ کے غلام بلکہ غلاموں کے بھی غلام ہیں یہ فرض خدا تعالیٰ نے ہمیں سونپا ہے کہ ہم ان کو پیار دیں اور ان کی پیاس کو بجھائیں۔ عیسائی اور بد مذہب اس بات کا اظہار کرتے تھے۔ وہاں میرے پاس سینکڑوں میلوں سے بڑے بڑے وجاہت والے اور پیسے والے افریقن بھی آئے ہیں کہ دعا کریں۔ دعا ان کو کہیں نہیں ملتی۔ دعا بھی پیاس کا نتیجہ ہے ان کو

یہ احساس ہے کہ یہاں سے ہمیں پیار بھی ملے گا اور دعا بھی اور پھر یہ کہ یہ ہمدرد ہیں۔

ہماری زندگی کا حقیقی مقصد حضرت نبی کریم ﷺ کی عظمت اور شان اور جلال کا قیام ہے۔ خدا کرے کہ ہم اپنی آنکھوں سے ساری دنیا میں اس عظمت کو قائم شدہ دیکھیں اور خوشیوں کے دن پائیں۔

تقریر کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔ دعا کے بعد تمام احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ یہ سلسلہ گیارہ بجے رات تک جاری رہا۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔[92]

چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے حضور کی تحریک نو ''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے جماعت کراچی کی طرف سے تین لاکھ روپے کا گرانقدر وعدہ حضور کے پُر معارف خطاب کے معاً بعد حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور پھر اسی روز جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش کو اس کام پر مقرر فرمایا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پوری مستعدی سے انفرادی وعدوں کے حصول کی خصوصی مہم شروع کر دی اور چند روز کے اندر اندر کراچی کے مخلصین سے ایک لاکھ دس ہزار سے زیادہ کے انفرادی وعدہ جات حاصل کر کے مرکز میں ارسال کر دئے۔[93]

کراچی سے روانگی

کراچی میں ایک روز قیام فرمانے کے بعد ۸ جون بروز دوشنبہ صبح سوا آٹھ بجے کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز عازم لاہور ہوئے۔ کراچی، کوئٹہ اور سندھ کے مختلف علاقوں کے احباب نے فضائی مستقر پر حاضر ہو کر حضور کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

لاہور میں ورود اور عزمِ ربوہ

حضور اسی روز صبح ۹ بج کر ۳۵ منٹ پر لاہور کے فضائی مستقر پر ورود فرما ہوئے جہاں نہ صرف جماعت احمدیہ لاہور کے احباب (مرد، مستورات اور بچے) مکرم چوہدری فتح محمد صاحب نائب امیر جماعتِ احمدیہ لاہور کی قیادت میں حضور کے استقبال کے لئے حاضر تھے بلکہ راولپنڈی، اسلام آباد، گجرات، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور متعدد دوسرے مقامات کے احباب بھی بہت بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ مزید برآں صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب، (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد

صاحب، صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اور پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بذریعہ موٹر کار ربوہ سے لاہور پہنچ کر حضور انور کو اھلاً وّسھلاً وّ مرحباً کہنے کی سعادت حاصل کی۔

حضور لاہور ائیر پورٹ پر قریباً چالیس منٹ قیام فرمانے کے بعد دیگر اہلِ قافلہ کے ہمراہ اسی روز سوا دس بجے صبح موٹر کاروں کے ذریعہ ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ لاہور سے جماعتِ احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب بھی اپنی کاروں میں مشایعت کی غرض سے دس میل تک آئے۔ علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے بیس سکوٹر سوار خدام بھی مشایعت کے لئے ساتھ ساتھ تھے۔ یہ سب خدام بھی لاہور سے دس میل تک قافلہ کے ساتھ رہے اور پھر لاہور واپس چلے گئے۔ لاہور سے شیخوپورہ تک راستہ میں لاہور، ماڈل ٹاؤن اور گنج مغلپورہ کے خدام جگہ جگہ حاضر رہ کر مشایعت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ شیخوپورہ سے سکھیکی تک ضلع و شہر شیخوپورہ کے خدام نے یہ فرائض سرانجام دئے اور سکھیکی سے ربوہ تک کے راستہ میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے اراکین نے جگہ جگہ موجود رہ کر حضور کا راستہ میں ہی استقبال کرنے اور حضور کو خوش آمدید کہنے کی سعادت حاصل کی۔ لاہور سے ربوہ تک راستہ میں جگہ جگہ دیہی جماعتوں کے احباب نے سڑک کے کنارے جمع ہو ہو کر حضور کو اھلاً وّ سھلًا وّ مرحبًا کہنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور لاہور سے روانہ ہونے اور شیخوپورہ میں مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب چیف انجینئر بلدیہ (داماد حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال) کی کوٹھی پر قریباً نصف گھنٹہ قیام فرمانے کے بعد ٹھیک پونے دو بجے ربوہ میں وارد ہوئے۔ 94

ربوہ میں تشریف آوری اور استقبال کا پُر کیف نظارہ

ربوہ میں اہل ربوہ اور مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں سے آنے والے کثیر التعداد مخلصین جماعت نے کس والہانہ شان اور زبردست جوش و خروش کے ساتھ اپنے مظفر و منصور امام عالی مقام کا استقبال کیا۔ اس کی تفصیل جناب مسعود احمد خاں صاحب دہلوی کے قلم سے درج ذیل کی جاتی ہے۔ آپ تحریر کرتے ہیں کہ بسوں کے اڈہ سے شہر کے اندر ہی اندر قصرِ خلافت تک کے تمام راستہ پر اہلِ ربوہ شامیانوں اور سایہ دار درختوں کے نیچے ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع تھے۔ بسوں کے اڈہ پر خدام الاحمدیہ کی آرائشی محراب سے گولبازار کے سرے پر انصار اللہ کی آرائشی محراب تک کا راستہ

دارالیمن، دارالنصر شرقی وغربی اور باب الابواب کے احباب کے لئے مخصوص تھا۔انصاراللہ کی آرائشی محراب سے گولبازار کے وسط میں وقف جدید کی آرائشی محراب تک دارالبرکات، دارالعلوم اور احمد نگر کے احباب جمع تھے۔ وقف جدید کی آرائشی محراب سے دفاتر تحریک جدید کے سامنے تحریک جدید کی آرائشی محراب تک دارالصدر شرقی اور دارالصدر جنوبی کے احباب ایستادہ تھے۔تحریک جدید کی آرائشی محراب سے صدر انجمن احمدیہ کی آرائشی محراب اور گیسٹ ہاؤس تحریک جدید تک کے راستہ کے دونوں طرف بیرونی مقامات سے تشریف لانے والے احباب نیز دارالرحمت شرقی اور دارالرحمت وسطی کے احباب کو جگہ دی گئی تھی۔ گیسٹ ہاؤس تحریک جدید سے ہال لجنہ اماء اللہ کے موڑ پر فضل عمر فاؤنڈیشن کی آرائشی محراب تک کا درمیانی پلاٹ مستورات کے لئے مختص تھا۔فضل عمر فاؤنڈیشن کی آرائشی محراب سے احاطہ مسجد مبارک کے دروازہ پر لوکل انجمن احمدیہ کی آرائشی محراب تک دارالرحمت غربی و فیکٹری ایریا نیز دارالصدر غربی کے احباب کھڑے تھے۔ یہ سب احباب اپنے اپنے محلّہ کا پرچم (جس پر جلی حروف میں ان کے محلّہ کا نام لکھا ہوا تھا) اٹھائے انتہائی ذوق وشوق کے عالم میں سراپا انتظار بنے حضور انور کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔

جہاں سڑکوں کے دونوں جانب ہزاروں ہزار احباب جمع تھے اور تمام راستوں کے کنارے سراپا شوق مخلص وفدائی احباب سے اٹے پڑے تھے وہاں مسجد مبارک کے عقب میں قصرِ خلافت کے ساتھ شامیانے لگا کر مدعووین خاص کو جگہ دی گئی تھی۔ان میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ممبران صدر انجمن احمدیہ، ممبران تحریک جدید، ممبران وقف جدید، ممبران مجلس انصاراللہ مرکزیہ، ممبران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، صدر صاحبان محلّہ جات ربوہ اور امراء اضلاع شامل تھے۔ اس موقع پر جن امراء اضلاع یا ان کے نمائندوں کو ربوہ پہنچ کر حضور انور کے استقبال میں شریک ہونے کی سعادت ملی ان میں حسب ذیل امراء کرام شامل ہیں:۔

محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب و بہاولپور وامیر ضلع سرگودہا۔محترم مولوی محمد عرفان صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ سرحد وامیر ضلع مانسہرہ۔محترم میاں محمود احمد صاحب امیر ضلع پشاور۔محترم مولوی چراغ دین صاحب امیر ایبٹ آباد۔محترم صوفی غلام محمد صاحب امیر ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان۔محترم سردار فیض اللہ صاحب قیصرانی امیر ضلع ڈیرہ غازی خاں۔محترم میجر مقبول احمد صاحب نائب امیر راولپنڈی۔محترم شریف احمد صاحب سیکرٹری مال اسلام

آباد۔محترم شیخ قدرت اللہ صاحب امیر ضلع جہلم۔محترم خواجہ محمد امین صاحب امیر ضلع سیالکوٹ۔محترم حاجی محمد یعقوب صاحب امیر سیالکوٹ شہر۔محترم میاں محمد اقبال صاحب نمائندہ ضلع گوجرانوالہ۔محترم چوہدری فتح محمد صاحب نائب امیر لاہور۔محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر ضلع شیخوپورہ۔محترم چوہدری رشید احمد صاحب امیر ضلع ملتان۔محترم چوہدری عزیز احمد صاحب امیر ضلع حیدرآباد۔

صدق وصفا اور عشق و وفا کے یہ ہزاروں ہزار پیکر استقبال کے راستہ پر فاصلہ فاصلہ سے لگے ہوئے شامیانوں اور سایہ دار درختوں کے نیچے جمع ہو کر حضور انور کی تشریف آوری کا بڑی شدت اور بیتابی سے انتظار کر رہے تھے۔ بارہ بجے دوپہر کے بعد سے ان کا اضطراب ملا ذوق وشوق اور ولولۂ عشق لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ایک بجے کے بعد تو یوں محسوس ہونے لگا کہ اب پیمانۂ صبر لبریز ہوا چاہتا ہے۔ بہت سے احباب جن کے پاس اپنی موٹر کاریں اور سکوٹر وغیرہ تھے وہ انتظار کے لمحوں کی شدت کم کرنے کے لئے انتہائی ذوق وشوق کے عالم میں اپنی موٹر کاروں میں سوار ہو کر ربوہ سے پنڈی بھٹیاں کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ راستہ میں ہی حضور انور کے استقبال کی سعادت حاصل کر کے اور پھر حضور کے قافلہ میں شامل ہو کر حضور کی معیت میں ربوہ واپس لوٹیں۔

انتظار کی گھڑیاں انتہائی سست رفتاری سے گزر رہی تھیں کہ اچانک ایک بج کر بیس منٹ پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید اپنی علالتِ طبع کے باعث ایک علیحدہ کار میں پہلے ہی ربوہ تشریف لے آئے۔اگرچہ آپ کی کار استقبال کے مقررہ راستہ سے ربوہ میں داخل نہ ہوئی تھی تاہم آپ کی تشریف آوری کی خبر آن کی آن میں سارے ربوہ میں پھیل گئی۔

ہزاروں ہزار احباب کو سڑکوں کے کنارے دھوپ میں کھڑے قریباً نصف گھنٹہ ہوا تھا کہ آخر وہ معین گھڑی اور ساعتِ سعد جس کا سب کو انتظار تھا آ پہنچی۔ پونے دو بجے بعد دوپہر چنیوٹ سے آنے والی پختہ سڑک پر دور سے حضور انور کی موٹر کار دوسری بے شمار موٹر کاروں کے جلو میں آتی ہوئی نظر آئی۔ جونہی احباب کی نظر کار پر پڑی احباب میں خوشی ومسرت کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔اسی لمحہ بسوں کے اڈہ پر لگے ہوئے لاؤڈ سپیکر سے مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کی دلکش آواز میں خود انہی کے کہے ہوئے یہ اشعار نشر ہونے شروع ہوئے۔

دل حمد سے لبریز ہے سر سجدہ کناں ہے
ہر سانس میں جذبات کا اِک سیلِ رواں ہے

صد شکر کہ پھر آمدِ محبوبِ زماں ہے
سرشار مسرت سے ہر اک پیر و جواں ہے
اے نافلۂ مہدئ دوراں خوش آمدید

یہ اشعار ہی نہیں بلکہ یہ پوری نظم احباب نے اس روز کئی بار سنی تھی کیونکہ لاؤڈ سپیکر سے یہ نظم وقفہ وقفہ سے بار بار نشر ہو رہی تھی لیکن اس بار سراپا انتظار احباب پر اِن اشعار کا عجب اثر ظاہر ہوا۔ ان پر وجد کی سی حالت طاری ہونے سے عجب سماں بندھا۔ واقعی اُس وقت ہر دل حمد سے لبریز اور ہر سر سجدہ کناں تھا۔ اور واقعی جذبات کا ایک سیل ہر سانس میں رواں تھا اور ہر پیر و جواں مسرت سے سرشار ہو کر جھوم رہا تھا۔ جونہی حضور کی کار دوسری بے شمار کاروں کے جلَو میں پختہ سڑک سے مڑ کر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تعمیر کردہ آرائشی محراب میں سے گزر کر فضل عمر ہسپتال کے قریب شہر کی حدود میں داخل ہوئی تمام فضا پُر جوش و فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور کی کار دوسری کاروں کے جلَو میں خیر مقدم کے آراستہ و پیراستہ راستہ پر سے آہستہ آہستہ گزر رہی تھی اور دونوں طرف کھڑے ہوئے ہزاروں ہزار احباب اضطراب ملے کمال درجہ ذوق و شوق کے عالم میں ہاتھ ہلا ہلا کر اور بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہہ کہہ کر حضور کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ ذوق و شوق کی فراوانی اس لئے تھی کہ انہیں مغربی افریقہ کے کامیاب تبلیغی سفر سے حضور کی مراجعت پر حضور کا استقبال کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی تھی اور کسی قدر اضطراب کا اظہار اس لئے تھا کہ کہیں وہ حضور کے رخ انور کی ایک جھلک دیکھنے سے محروم نہ رہ جائیں۔ یہ ایک عجیب دلکش منظر تھا کہ احباب اس حال میں کہ ان کے روئیں روئیں سے محبت ٹپک رہی تھی کسی قدر جھک جھک کر کار کے اندر دیکھتے اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے ہاتھ ہلا ہلا کر سلام عرض کر رہے تھے اور حضور تبسم فرماتے اور راستہ کے دونوں طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے کمال محبت وشفقت کے ساتھ ان کے سلاموں کا جواب دے رہے تھے اور زیرِ لب انہیں دعاؤں سے نواز رہے تھے۔ ہزاروں ہزار احباب کے ہاتھوں کا بیک وقت فضا میں بلند ہونا اور کمال درجہ ذوق و شوق کے عالم میں لوگوں کا جھوم جھوم کر سلام عرض کرنا ایک ایسا دلکش منظر تھا کہ جس کی کیف آور یاد کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ احباب جس خلوص جس محبت اور جس فدائیت کے جذبہ کے ماتحت سلام عرض کرتے اور خوش آمدید کہتے تھے اس سے صاف عیاں تھا کہ صدق و صفا اور اخلاص و وفا کے یہ پیکر خیر مقدم ہی نہیں کر رہے بلکہ جان و دل سے عزیز آقا پر اپنی جانیں نچھاور کر رہے ہیں۔

حضور کی کار آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی اور جب بھی کسی آرائشی محراب کے نیچے سے گزرتی تھی تو وہاں کھڑے ہوئے احباب گلاب کی پتیاں اس کثرت سے حضور کی کار پر نچھاور کرتے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے پھولوں کی بارش ہو ہو کر فضا کو عطر بیز بنا رہی ہے۔ بالخصوص جب حضور کی کار تحریک جدید کی آرائشی محراب کے نیچے آئی تو محراب کی بلندی میں سے ازخود پھول اس کثرت سے نچھاور ہوئے کہ فی الواقعہ بارش کا سماں آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

جب موٹر کار تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس سے آگے اُس قطعہ کے سامنے سے گزری جہاں ہزاروں ہزار خواتین حضور انور اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو خوش آمدید کہنے کے لئے جمع تھیں تو حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے بھی موٹر کار میں سے ہاتھ ہلا کر خواتین کے سلام کا جواب دیا۔

حضور کی کار استقبال کے مقررہ راستہ پر ہزاروں ہزار مخلص وفدائی احباب کے خیر مقدمی نعروں کی فلک شگاف گونج میں سے گزرتی ہوئی بالآخر لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے بنائے ہوئے آراستہ و پیراستہ چوک میں سے ہو کر احاطہ مسجد مبارک میں داخل ہوئی اس مسجد مبارک کے عقب میں اس جگہ جا کر رکی جہاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، ناظر و وکلاء صاحبان نیز وقف جدید، مجلس انصاراللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ممبران، فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹران اور امراء اضلاع حضور کی تشریف آوری کے انتظار میں ایستادہ تھے۔ جونہی حضور موٹر کار سے باہر تشریف لائے سب سے پہلے محترم جناب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (جن کو حضور انور نے اپنی عدم موجودگی میں امیر مقامی مقرر فرمایا تھا) نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ آپ نے حضور کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے بعد حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان، حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ، محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر قائمقام وکیل اعلیٰ تحریک جدید، محترم مولانا ابوالعطاء صاحب قائمقام نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ، محترم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، محترم مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ، محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب و بہاولپور، محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (آف قادیان) اور محترم عبدالسلام صاحب اختر ناظم مال وقف جدید نے باری باری حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور کو ہار پہنائے اور مصافحہ کا شرف حاصل کر کے حضور کا

استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔حضور نے حضرت مولوی محمد دین صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو معانقہ کا شرف بھی عطا فرمایا۔بعدۂ حضور نے جملہ حاضر احباب کو جن میں امراء اضلاع بھی شامل تھے، مصافحہ کا شرف بخشا۔پھر حضور ۲ بج کر دس منٹ پر قصر خلافت کے اندر تشریف لے گئے۔

دریں اثناء احباب نماز ظہر ادا کرنے کے لئے جوق در جوق مسجد مبارک میں آ جمع ہوئے۔ اڑھائی بجے حضور نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر اس خیال کے ماتحت کہ بہت سے احباب بیرونجات سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور انہیں واپس جانا ہے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔حضور انور کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے بعد اہل ربوہ حضور کی کامیاب و کامران بخیر و عافیت مراجعت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے خوشی خوشی اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔۸ جون کا دن ان کے لئے ایک نئی عید کا دن تھا، برّ اعظم افریقہ میں اسلام کی فتح اور اس کے غلبہ کی عید کا دن اور ان کے مظفر و منصور امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے کامیابی و کامرانی کے ساتھ واپس تشریف لانے کی عید کا دن۔

حضور انور کی افریقہ کے نہایت کامیاب تبلیغی سفر سے فتح وظفر کی آئینہ دار مراجعت کی خوشی میں اس رات ربوہ کی تمام اہم مرکزی عمارتوں، مساجد اور بازاروں میں بجلی کے رنگ برنگ کے قمقموں سے چراغاں کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔چونکہ استقبال کے راستہ پر بنی ہوئی آٹھ آرائشی محرابوں پر بھی چراغاں کا اہتمام تھا۔اس لئے قصر خلافت سے شہر کے اندر ہی اندر بسوں کے اڈہ تک تمام راستہ رنگ برنگے قمقموں کی دلآویز روشنیوں سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔اس راستہ پر ہی کیا جملہ مساجد پر چراغاں کے خصوصی اہتمام کی وجہ سے سارا شہر ہی بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔جملہ محلّہ جات کی مساجد کے علاوہ جن عمارتوں پر چراغاں کا اہتمام تھا ان میں قصرِ خلافت، خلافت لائبریری، مسجد مبارک، ہال لجنہ اماء اللہ، دفاتر صدر انجمن احمدیہ، دفاتر تحریک جدید، دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن، دفتر جلسہ سالانہ، ٹاؤن کمیٹی، دفتر وقف جدید، ایوانِ محمود، دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ، جامعہ نصرت، نصرت گرلز ہائی سکول، جامعہ احمدیہ، تعلیم الاسلام ہائی سکول مع بورڈنگ و مسجد نور تعلیم الاسلام کالج اور فضل عمر ہوسٹل کی عمارات شامل تھیں۔علاوہ ازیں گولبازار کے میدان پانی کی بلند و بالا ٹینکی پر بھی رنگ برنگے قمقموں کی لڑیاں لٹکائی گئی تھیں جو دور دور سے نظر آنے کے باعث بہت بہار دے رہی تھیں۔یوں تو ہر ادارہ نے اپنی اپنی

عمارت پر چراغاں کا اہتمام کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی لیکن چراغاں کے اہتمام کے اعتبار سے جامعہ احمدیہ سب پر سبقت لے گیا۔ نہ صرف جامعہ کی ساری عمارت رنگ برنگ کے قمقموں کی دلآویز روشنی سے جگمگ جگمگ کر رہی تھی بلکہ اونچے اونچے درختوں اور زمین کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے پودوں تک میں چراغاں کے اہتمام نے پوری عمارت کی سجاوٹ میں ایک ایسی دلکشی پیدا کر دی تھی جس نے اسے تمام دوسری عمارتوں سے ممیّز کر دکھایا تھا۔ مزید برآں ایک خاص جدت یہ کی گئی تھی کہ جامعہ کے ہال کی چوڑائی کے رخ ایک پوری دیوار پر بجلی کے لاتعداد سرخ اور سبز قمقموں کو ملا کر نہایت جلی اور نمایاں حروف میں سرزمین بلال (یعنی افریقہ) کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام درج کیا گیا تھا۔ چنانچہ حسب ذیل عبارت آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی اپنی سرخ اور سبز روشنی کی وجہ سے دور دور سے بآسانی پڑھی جاسکتی تھی۔ جس کے الفاظ یہ تھے:۔

''اے سرزمینِ بلالؓ! بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد''۔

بجلی کے قمقموں سے بنی ہوئی اس نہایت جلی روشن اور جاذب توجہ عبارت نے جامعہ احمدیہ کی عمارت پر چراغاں کے اہتمام کو چار چاند لگا دئے۔ اسی طرح ربوہ کی جملہ مساجد میں سے مسجد مبارک اور مسجد ناصر (جو دارالرحمت غربی میں رحمت بازار کے قریب واقع ہے) کی روشنی خاص شان کی حامل تھی۔ علاوہ ازیں محلّہ جات میں بہت سے لوگوں نے بھی اپنے اپنے مکانات پر چراغاں کا اہتمام کیا۔ 95

اس تاریخی اور یادگار سفر نے برّ اعظم افریقہ کی مذہبی اور سماجی تاریخ پر بہت گہرے اثرات ڈالے ہیں جس کا ذکر آئندہ اپنے اپنے موقع پر آئے گا۔ پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم اے کی قلم کی لکھی ہوئی اس اہم سفر کی حقیقت افروز تفصیلی رپورٹیں اور تصاویر خاص اہتمام اور باقاعدگی کے ساتھ اخبار ''الفضل'' ربوہ نے آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر دیں۔ ''الفضل'' نے شاندار خیر مقدم نمبر بھی شائع کیا۔ علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے رسالہ ''خالد'' (اکتوبر ۱۹۷۰ء) کا اور مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے اپنے سالانہ انگریزی سووینیئر کا خصوصی نمبر خاص اسی موضوع پر شائع کیا۔ اسی طرح مجلس نصرت جہاں تحریک جدید ربوہ کی طرف سے افریقہ سپیکس (Africa Speaks) کے نام سے ایک نہایت دیدہ زیب اور معلومات افروز رسالہ منظر عام پر آیا جو سفر افریقہ کے کوائف و

احوال، مضامین اور افریقن پریس کے نوٹس اور خبروں اور تصویروں کا دلکش مرقع تھا۔

مغربی افریقہ کے پریس و الیکٹرانک میڈیا میں غیر معمولی چرچا

اس تاریخی سفر مغربی افریقہ کا ایک خاص اور نمایاں پہلو یہ تھا کہ ملکی اخبارات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تشریف آوری، حضور کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات اور جماعت احمدیہ کی دینی، تعلیمی اور رفاہی خدمات کا غیر معمولی چرچا ہوا جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ دوران سفر شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو کہ وہاں کے اخبارات میں حضور کی مصروفیات کی باتصویر اور مفصّل خبریں نمایاں شان سے شائع نہ ہوئی ہوں۔ ان ممالک کے ڈیڑھ درجن کے قریب اخبارات قریباً روزانہ ہی فضائی مستقروں پر حضور کے استقبال کے مناظر، سربراہان مملکت سے ملاقاتوں اور حضور کے اعزاز میں منعقد کی جانے والی استقبالیہ تقریبوں، سرکاری عشائیوں، حضور کی پریس کانفرنسوں، تقریروں، احمدیہ مشنوں اور احمدیہ سکولوں کے معائینوں، نئی مساجد کے سنگ بنیاد، نیز نو تعمیر شدہ مساجد اور مشن ہاؤسوں کی افتتاحی تقریبوں کی خبریں اور فوٹو وغیرہ اہتمام سے شائع کرتے رہے۔ ان اخباروں میں نائیجیریا کے مارننگ پوسٹ، ڈیلی ٹائمز، سنڈے پوسٹ، ڈیلی ایکسپریس، ڈیلی سکیچ، دی نائیجیرین آبزرور اور نیو نائیجیرین۔ گھانا کے ڈیلی گرافک، گھانین ٹائمز، دی ایکو اور دی پائنیر۔ آئیوری کوسٹ کا فرنٹیر نئے ماتیں۔ لائبیریا کا لائبیرین سٹار اور سیرالیون کے ڈیلی میل اور یونٹی وغیرہ اخبارات شامل ہیں۔

اسی طرح ان ممالک کے ریڈیو اور ٹیلیویژن اسٹیشنز بھی حضور کے استقبال اور مصروفیات کی خبریں نشر کرتے اور ان کے دلکش مناظر دکھاتے رہے۔ ٹیلیویژن نے تو کئی بار ان مناظر کی نمائش کی اور سیرالیون ریڈیو نے فری ٹاؤن کے ہوائی اڈہ پر حضور کے والہانہ استقبال کا آنکھوں دیکھا حال رواں تبصرہ کی صورت میں بھی نشر کیا جسے مغربی افریقہ کے ممالک میں بہت دلچسپی سے سنا گیا حتیٰ کہ ملک کے لاکھوں باشندوں نے اسے سنا اور اس کا بہت وسیع پیمانہ پر چرچا ہوا۔ ذیل میں بعض اخباروں میں شائع ہونے والی خبروں کے اقتباسات کے ترجمے درج کئے جاتے ہیں۔

☆　۱۱؍اپریل ۱۹۷۰ء کو جب حضور لیگوس کے فضائی مستقر پر ورود فرما ہوئے اور فضائی مستقر پر ہی پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا تو نائیجیریا کے اخبار ’’سنڈے ٹائمز‘‘ نے اپنی ۱۲؍اپریل کی اشاعت میں حضور کی تشریف آوری کی خبر نمایاں طور پر شائع کی۔ نیز خبر کے دائیں طرف ساتھ ہی

حضور انور کا ایک بہت نمایاں فوٹو بھی درج کیا جس میں حضور کو پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔خبر میں اخبار مذکور نے لکھا:۔

’’عالمی شہرت کے حامل مسلمان لیڈر کا لیگوس میں ورود‘‘

’’تمام دنیا میں پھیلی ہوئی احمدیہ مسلم آرگنائزیشن کے سربراہِ اعلیٰ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد نے کل لیگوس میں فرمایا کسی انسان کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے انسانوں سے نفرت کرے۔

آپ خیر سگالی کے دورہ پر جو ایک ہفتہ جاری رہے گا نائیجیریا پہنچنے کے بعد اکیجا ائرپورٹ پر اخبارنویسوں سے خطاب فرما رہے تھے۔

یہ مسلم رہنما آجکل مغربی افریقہ کے ممالک کا دورہ فرما رہے ہیں۔آپ نے اخبارنویسوں سے خطاب کرتے ہوئے اعلان فرمایا۔

’’تمام انسان برابر ہیں۔انسان انسان میں کوئی فرق نہیں ہے‘‘۔

نیز آپ نے اس امر پر خاص زور دیا کہ’’اگر دنیا اس حقیقت سے آگاہ ہو جائے اور اس کی اہمیت کو سمجھ لے اور اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو باہمی جھگڑوں اور مخاصمتوں میں بے انتہا کمی واقع ہوسکتی ہے‘‘۔

حضرت مرزا ناصر احمد نے مسلمانوں، غیر مسلموں اور مشرکوں الغرض تمام لوگوں پر زور دیا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔

آپ نے بتایا کہ نائیجیریا میں اپنے قیام کے دوران آپ ابادان اور کانو بھی تشریف لے جائیں گے۔‘‘[96]

☆ ۱۲/اپریل ۱۹۷۰ء کو حضور نے نائیجیریا کے سربراہِ مملکت میجر جنرل یعقوبو گوون سے ان کی رہائشگاہ واقع ’’دوڈن بیرکس‘‘(Dodan Barracks) میں ملاقات فرمائی۔نائیجیریا کے تمام نامور اخبارات نے جن میں سے ڈیلی ٹائمز، ڈیلی ایکسپریس، ڈیلی سکیچ، دی نائیجیرین آبزرور، نیو نائیجیرین اور مارننگ پوسٹ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اس ملاقات کا حال متعدد فوٹوز اور شہ سرخیوں کے ساتھ بہت تفصیل کے ساتھ شائع کیا۔مثال کے طور پر’’ڈیلی ٹائمز‘‘ نے اپنے ۱۴/اپریل کے شمارہ میں صفحہ اوّل کے بالائی حصہ میں اخبار کی پیشانی کے عین نیچے ایک بہت نمایاں فوٹو شائع کیا جس میں دکھایا گیا تھا کہ حضور کی تشریف آوری پر سربراہِ مملکت بڑی گرمجوشی اور تپاک کے ساتھ حضور سے مصافحہ کرتے

ہوئے حضور کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔اس روز کے اس اہم ترین فوٹو کے نیچے اخبار مذکور نے لکھا:۔

’’جنرل گوون نے کل ورلڈ احمدیہ مسلم آرگنائزیشن کے سربراہِ اعلیٰ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کو خوش آمدید کہا۔ جو اُن سے ملاقات کرنے کی غرض سے ان کی رہائشگاہ واقعہ دوڈن بیرکس میں تشریف لائے تھے۔97

☆ پھر اخبار مذکور نے اسی شمارے کے صفحہ ۲ پر شہ سرخیوں کے ساتھ ملاقات کی تفصیلی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:۔

’’میجر جنرل یعقوبو گوون نے کل لیگوس میں کہا کہ انہوں نے امیکا اجوکو (Chukwuemeka Ojukwu) جب وہ مشرقی صوبے کو نائیجیریا سے الگ کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا متنبہ کیا تھا کہ اس کے نام نہاد ’’بیافرا‘‘ کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔‘‘انہوں نے مزید کہا’’میں نے غیر ملکیوں کو بھی متنبہ کیا تھا کہ وہ اجوکو کی خیالی سلطنت کو بیافرا کا نام نہ دیں ورنہ بیافرا کا لفظ جدا ہو جانے یا بغاوت یا علیحدگی پسندی کے رجحان کے مترادف سمجھا جانے لگے گا۔

جنرل گوون نے ان خیالات کا اظہار احمدیہ مسلم عالمی آرگنائزیشن کے سربراہِ اعلیٰ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ ملاقات کے دوران کیا جو ان کی دوڈن بیرکس کی رہائشگاہ میں ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔

سربراہِ مملکت نے کہا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد حالات نے جو رخ اختیار کیا اس سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اگر اجوکو منظرِ عام پر نہ آتا تو یہ قضیہ کبھی کا طے ہو چکا ہوتا۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے صدر مملکت نے کہا۔ بغاوت کو کچل دینے کے بعد ہمارے سامنے جو سب سے اہم کام ہے وہ دلوں کو جیتنا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ نائیجیریا میں مختلف مذہبی تنظیموں کے مابین مفاہمت کی فضا قائم ہے۔ ورنہ اگر ہم سمندر پار سے کئے جانے والے مذہبی پروپیگنڈا پر کان دھرتے تو ہمارے لئے بہت زیادہ مشکلات پیدا ہو جاتیں۔ خدا کا شکر ہے کہ نائیجیریا کے عوام اس پروپیگنڈا سے گمراہ نہیں ہوئے اور انہوں نے مذہبی تفریق سے بالا ہو کر باہمی تعاون کا بہت اچھا نمونہ دکھایا۔

نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے جنرل گوون نے ان کی بہت تعریف کی اور اہلِ نائیجیریا کی اخلاقی، جسمانی اور ذہنی وفکری ترقی کے ضمن میں جماعت نے جو کردار

ادا کیا ہے اور جو خدمات سرانجام دی ہیں جنرل موصوف نے ان کو بہت سراہا۔ انہوں نے فرمایا ’’روحانی میدان میں خدمات بجا لانے کے علاوہ آپ نے اپنی سرگرمیوں کو وسعت دے کر تعلیمی میدان میں بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔آپ کی جماعت سکولز اور طبی مراکز قائم کر کے اہلِ نائیجیریا کی امنگوں کا ساتھ دیتے ہوئے ان کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل ہے۔

سربراہِ مملکت نے گزشتہ واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ بحران کے دوران فیڈرل حکومت کو ان بے گناہ اور بے قصور لوگوں کے مصائب کا بہت شدید احساس تھا جن بے چاروں کو گمراہ کر دیا گیا تھا۔انہوں نے کہا ہم نے اپنے اقتدار کے نقطۂ نگاہ سے نہ کبھی سوچا اور نہ کبھی کوئی اقدام کیا کیونکہ ہمیں شدت سے احساس تھا اور ہے کہ ایک ہستی ایسی ہے جو بے انتہا طاقتور اور قادر و مقتدر ہے اور وہ ہے ہمارا خالق و مالک یعنی ہمارا خدا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ بعد میں آنے والے لیڈر بھی انہی خطوط پر سوچیں گے اور پوری وفاداری کے ساتھ عوام کی خدمت بجا لانے کو اپنا مطمح نظر بنائیں گے۔اور اپنے دل و دماغ میں اس خیال کو کبھی نہ آنے دیں گے کہ عوام ان کی خدمت کریں۔

حضرت مرزا ناصر احمد نے گفتگو کے آغاز میں صورتحال پر قابو پانے اور حالات کو سدھارنے میں صدر مملکت کے صبر و تحمل اور دانشمندی و تدبّر کو سراہا تھا آپ نے فرمایا:۔

> ’’نائیجیریا میں بحران کے دوران ہم حالات و واقعات کا بہت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی قوم کی بہت بروقت اور مناسب راہنمائی کی ہے......‘‘

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے مزید فرمایا:۔

> ’’میں دیکھتا ہوں جنگ کے ختم ہونے کے بعد ہر شخص خوش ہے۔اس کا واضح ثبوت وہ مسکراہٹ ہے جو مجھے یہاں ہر چہرہ پر کھیلتی ہوئی نظر آئی ہے اور جنگ کے بعد رونما ہونے والی تلخی کا کوئی نشان میں نے نہیں دیکھا۔حالانکہ دوسری جنگوں میں کوئی نہ کوئی تلخی بعد میں بھی باقی رہتی اور اپنا اثر دکھاتی رہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس عظیم قوم کے قائد کی حیثیت سے ہم آپ کی مساعی کے مداح ہیں‘‘۔[98]

☆ ۱۳/اپریل ۱۹۷۰ء کو حضور نے نائیجیریا کے شہر اِبادان میں ملک کے نامور

دانشوروں، دیگر اہلِ علم حضرات، یونیورسٹی کے پروفیسروں، طلباء اور دیگر معززین شہر سے انگریزی میں خطاب فرما کر حصول علم کی جدوجہد کو نتیجہ خیز اور مثمر بنانے کے اسلامی طریق پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور کے اس بصیرت افروز اور معرکۃ الآراء خطاب کی چار کالمی خبر شائع کرتے ہوئے ''مارننگ پوسٹ'' نے ۱۸؍اپریل کے شمارہ میں لکھا:۔

''عالمی احمدیہ مسلم آرگنائزیشن کے سربراہِ اعلیٰ، حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کے نزدیک نائیجیریا کا مستقبل بہت روشن اور تابندہ تر ہے۔ آپ ابھی سے اس روشن اور شاندار مستقبل کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے افریقہ میں بادِ صبا کی مانند ایک خوشگوار ہوا چلنی شروع ہو چکی ہے۔ یہ ہوا ایک نئی تبدیلی کے آثار، نئی امیدوں اور نئی امنگوں سے بھرپور و معمور ہے۔ یہ اہلِ افریقہ کو ایک نئی بیداری اور نئے عزائم سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ اور ساتھ ہی ایسے شواہد کی آئینہ دار ہے جن سے اہلِ افریقہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے خوش آئند مقدرات کی نشاندہی ہوتی ہے''۔

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد نے ان خیالات کا اظہار اِبادان میں جماعت احمدیہ کے افراد سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ یہ روشن مستقبل جسے آپ اپنی بصیرت کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا آپ نے نائیجیریا کے نوجوانوں کو توجہ دلائی کہ وہ ایسے طریق پر حصول علم کی جدوجہد جاری رکھیں کہ حاصل کردہ علم کو انسانی زندگی کی بہتری اور اللہ کے مقرر کردہ مقاصد کی تکمیل میں استعمال کیا جا سکے۔

حضرت احمد نے طلباء کو توجہ دلائی کہ اچنبہ اور استعجاب علم کی کنجی ہے۔ آپ نے نائیجیریا کے نوجوانوں کو پُرزور الفاظ میں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ وہ تمام بنی نوع انسان کے مفادات اور امنگوں سے کبھی بے رخی نہ برتیں۔

آپ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرنے میں، انسانی برادری کے تعلق میں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ہمیں ان سے ہمیشہ باخبر اور آگاہ رہنا چاہیے اور انہیں ادا کرنے میں کوشاں رہنا چاہیے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اگر ہم اس صاف اور سیدھی بات کا خیال رکھیں اور اس بارہ میں پوری احتیاط سے کام لیں۔ تو ہم ان تمام خطرات سے بآسانی بچ نکلیں گے جو آج تہذیب جدید کے سر پر منڈلا رہے ہیں''۔ [99]

☆ حضور کے اس معرکۃ الآراء خطاب کا ذکر کرتے ہوئے نائیجیریا کے ایک اور اخبار ’’ڈیلی ٹائمز‘‘ نے اپنی ۱۵؍اپریل کی اشاعت میں ’’سب کو مذہبی تعلیم دو‘‘ کے چار کالمی عنوان کے تحت لکھا:۔

’’عالمی احمدیہ مسلم آرگنائزیشن کے سربراہِ اعلیٰ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد نے نائیجیرین سکولوں میں ہر سطح پر مذہبی تعلیم کے سلسلہ وار نصاب کی تدریس رائج کرنے پر زور دیا ہے۔اس ہفتہ اِبادان میں ایک تقریر ارشاد فرماتے ہوئے حضرت احمد نے فرمایا مذہبی تعلیم کے نتیجہ میں نئی دریافتوں کی رفتار تیز ہو جائے گی اور نئے علم کی تلاش ایسے خطوط پر اور ایسی سمت میں آگے بڑھنی شروع ہو جائے گی جس کا انسان کی بہتری اور خوشحالی سے براہِ راست تعلق ہو۔

آپ نے فرمایا مذہبی تعلیم ہمیں اس قابل بنادے گی کہ ہم باہم ایک دوسرے کو اور بیک وقت دنیا کے تمام لوگوں کو اس نظریہ سے دیکھنا شروع کر دیں گے کہ گویا یہ ایسے جاندار ہیں جنہیں زندہ رہنے اور ترقی کرنے کا یکساں حق حاصل ہے۔اور جن پر خود اپنے بارہ میں اور اپنے جیسے تمام دوسرے انسانوں کے بارہ میں اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

آپ نے فرمایا ایسا نقطۂ نظر اور ایسا طرز عمل حصول علم کی جدوجہد کو اس کا صحیح مقام عطا کرنے کا موجب ہوگا۔

آپ نے طلباء کو توجہ دلائی کہ وہ دوسرے علوم کو نظر انداز کر کے کسی ایک علم میں خصوصی مہارت پیدا کرنے کی خاطر اس پر ضرورت سے زیادہ توجہ مرکوز کرنے کے نامناسب طریق اور اس کے غیر صحتمندانہ اثر کو زائل کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس قسم کی مہارت جدید علم اور جدید تعلیم کی ایک ناگزیر و ناگوار خصوصیت بن کر رہ گئی ہے۔آپ نے اس امر پر بھی زور دیا کہ وہ اپنے مخصوص شعبہ ہائے علم کے علاوہ علم کے دوسرے میدانوں سے بے رخی نہ برتیں بلکہ تحیر اور تجسس سے کام لیتے ہوئے ان میں بھی دلچسپی لیں۔

حضرت احمد نے فرمایا۔’’ہماری مخصوص دلچسپیاں اور مطالعہ و تحقیق کی لائنیں خواہ کچھ ہوں ہمیں اپنے ماحول کے باقی حصوں سے بے رخی نہیں برتنی چاہیئے‘‘۔[100]

☆ ۱۶؍اپریل کو نائیجیریا سے گھانا روانہ ہونے سے قبل حضور نے لیگوس میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔اس سے اگلے روز اخبارات میں اس پریس کانفرنس کی خبر بہت نمایاں طور

پر شائع ہوئی چنانچہ ڈیلی ٹائمز نے اپنی ۷امئی کی اشاعت میں ’’ ۱۶سکول تعمیر کرنے کا پروگرام۔ پانچ سالہ منصوبہ‘‘ کے چار کالمی دوہرے عنوان کے تحت لکھا:۔

’’عالمی احمدیہ مسلم آرگنائزیشن کے سربراہِ اعلیٰ، حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث نے کل لیگوس میں فرمایا کہ یہ صرف اسلام ہی ہے کہ جس نے بنی نوع انسان کے اقتصادی مسائل کو خاطر خواہ طریق پر حل کیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام رواداری، محبت اور دوسروں کے جذبات کا احترام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ حضرت احمد کل فیڈرل پیلس ہوٹل وکٹوریہ آئی لینڈ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمارہے تھے۔

آپ نے فرمایا ہر فرد کو مادی وسائل کے ذریعہ اپنی صلاحیتوں کو اس طور پر ترقی دینے کی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ ان صلاحیتوں سے دوسروں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکے۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو آئندہ پانچ سال کے اندر ملک میں ۱۶ سیکنڈری سکول اور چار طبّی امداد کے مراکز قائم کرنے کا منصوبہ بنائے گی۔

مسلم راہنما نے اس تجویز کا بھی ذکر فرمایا کہ نائیجیریا میں اسلامی تعلیم کی اشاعت کی غرض سے ایک علیحدہ براڈ کاسٹنگ اسٹیشن ہونا چاہیے‘‘۔ 101

☆ ’’سنڈے پوسٹ‘‘ نے اس پریس کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے ’’جماعت احمدیہ طبّی امداد کے مراکز قائم کرے گی‘‘ کے زیرعنوان لکھا:۔

’’جنگ کے بعد کے زمانہ میں تعمیر وترقی کے نئے پروگرام میں حصہ لینے کی غرض سے احمدیہ مسلم مشن نے ملک کے مختلف حصوں میں طبّی امداد کے مراکز قائم کرنے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔

کل گھانا روانہ ہونے سے کچھ دیر قبل عالمی احمدیہ مسلم آرگنائزیشن کے سربراہِ اعلیٰ نے اخباری نمائندوں کے ساتھ گفتگو کے دوران اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ مجوزہ ہسپتالوں کو چلانے کے لئے سند یافتہ ڈاکٹر سرجیکل سپیشلسٹ پاکستان سے بھجوائے جائیں گے۔

عالمی شہرت کے حامل یہ نامور مسلم راہنما مغربی افریقہ کے خیرسگالی کے دورہ کے سلسلہ میں ایک ہفتہ سے نائیجیریا میں قیام فرما تھے۔

حضرت مرزا ناصر احمد نے یہ بھی بتایا کہ ملک کے شمال مغربی علاقہ میں چار سیکنڈری سکول تعمیر کرنے کے سلسلہ میں ملٹری گورنر اور سٹیٹ کمشنر عثمان فاروق اور ان کے درمیان بعض انتظامات طے پا

رہے ہیں۔

ان ہزاروں احمدیوں کو جو آپ کو الوداع کہنے کی غرض سے فضائی مستقر پر آ جمع ہوئے تھے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے الوداعی خطاب سے نوازتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ وہ ایک عظیم سرزمین کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں جو قدرتی اور انسانی وسائل سے مالا مال ہے۔آپ نے فرمایا تمہارا مستقبل بہت شاندار ہے۔اتنا شاندار کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔لیکن شرط یہ ہے کہ تم ہم سب کے خالق و مالک یعنی اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرو‘‘۔[102]

غانا میں ورود مسعود اور مصروفیات کا ذکر

غانا کے اخبارات نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے وہاں پہنچنے سے دس گیارہ روز قبل ہی (جبکہ ابھی آپ نائیجیریا بھی نہیں پہنچے تھے) حضور کے بڑے بڑے نمایاں فوٹو شائع کر کے اہل گھانا تک یہ اطلاع پہنچانی شروع کر دی تھی کہ دنیائے اسلام کی ایک عظیم شخصیت عنقریب ان کے ہاں تشریف لا رہی ہے۔

☆ چنانچہ وہاں کے سب سے اہم اور نامور و مشہور اخبار ’’ڈیلی گرافک‘‘ نے اپنی ۷/اپریل کی اشاعت میں حضور کا ایک بڑے سائز کا فوٹو نمایاں طور پر شائع کر کے اس کے نیچے لکھا:۔

’’یہ ہیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی اسلامی تحریک (جو جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم ہے) کے ۶۱ سالہ سربراہِ اعلیٰ ہز ہولی نس مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث۔آپ اپنے دورۂ مغربی افریقہ کے سلسلہ میں ۱۸/اپریل کو گھانا تشریف لا رہے ہیں۔

آج سے ۴۹ سال قبل گھانا میں جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد سے یہ پہلا موقعہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے سربراہِ اعلیٰ (حضرت امام جماعت احمدیہ) مغربی افریقہ میں احمدیہ مشنوں کا معاینہ فرمانے بنفس نفیس تشریف لا رہے ہیں۔

اکرا میں کل ایک بیان جاری ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ گھانا میں اپنے قیام کے دوران میں صدارتی کمیشن کے چیئرمین بریگیڈیر اے۔اے افریفا (Brigadier Akwasi Amankwaa Afrifa.24 April 1936.26 June1979) سے بھی ملاقات فرمائیں گے۔آپ سالٹ پانڈ بھی تشریف لے جائیں گے۔جہاں گھانا میں جماعت احمدیہ کا مرکزی مشن قائم ہے۔نیز آپ کماسی اور ٹیچی مان وغیرہ مقامات کا دورہ کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔

آپ اس عرصہ میں بعض نئی تعمیر ہونے والی مسجدوں کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ لوگوں کو فرداً فرداً شرفِ ملاقات سے نوازیں گے اور ایک پریس کانفرنس میں اخبار نویسوں سے بھی خطاب فرمائیں گے‘‘۔ 103

☆ اسی طرح ’’گھانین ٹائمز‘‘ نے بھی اپنے ۷راپریل کے شمارہ میں حضور انور کا فوٹو شائع کر کے کسی قدر مختلف الفاظ میں حضور کی متوقع تشریف آوری کا ذکر کر کے اہل گھانا کو عنقریب رونما ہونے والے اس اہم واقعہ سے مطلع کیا۔

☆ گھانا ہی کے ایک اور اخبار ’’دی اِیکو‘‘ (The Echo) نے تو اپنے ۱۲راپریل ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں حضور کا اور بھی زیادہ بڑا اور نمایاں فوٹو شائع کر کے اس کے نیچے جلی حروف میں لکھا:۔

’’ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے امام ہزہولی نس مرزا ناصر احمد سے ملئے۔ اکرا میں آپ کی تشریف آوری اگلے ہفتہ کے روز ۱۸راپریل کو متوقع ہے۔ آپ یہاں دینی مقصد کے پیش نظر تشریف لا رہے ہیں‘‘۔ 104

☆ اور جب حضور ۱۸راپریل کو لیگوس سے بذریعہ ہوائی جہاز اکرا کے فضائی مستقر پر ورود فرما ہوئے تو ’’ڈیلی گرافک‘‘ نے ’’احمدیہ لیڈر کا اکرا میں ورود‘‘ کے زیر عنوان حسب ذیل خبر شائع کی:۔

’’جماعت احمدیہ کے سربراہِ اعلیٰ ہزہولی نس مرزا ناصر احمد اپنے مغربی افریقہ کے دورہ کے سلسلہ میں ہفتہ کے روز نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس سے بذریعہ ہوائی جہاز اکرا میں ورود فرما ہوئے۔

خلیفۃ المسیح جو پہلی مرتبہ گھانا تشریف لائے ہیں کے ساتھ آٹھ افراد اور بھی ہیں۔ ان میں آپ کی حرم سیدہ منصورہ بیگم اور احمدیہ فارن مشنز کے ڈائریکٹر جناب مرزا مبارک احمد بھی شامل ہیں۔

سربراہِ اعلیٰ نے اکرا پہنچنے پر فرمایا کہ آپ اپنے سات روزہ قیام کے دوران جماعت احمدیہ کے نمائندوں کے ساتھ مل کر اس امر کا جائزہ لیں گے کہ ملک کی روحانی اور معاشرتی ترقی میں ہاتھ بٹانے کے لئے احمدیہ ہیڈکوارٹرز کس طرح مؤثر امداد دے سکتا ہے‘‘۔ 105

اخبار مذکور نے مندرجہ بالا خبر کے ساتھ ہی بڑے سائز کا ایک بہت نمایاں فوٹو بھی شائع کیا۔ اس میں حضور انور کو زینہ کی مدد سے ہوائی جہاز سے اترتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

☆ اسی طرح ایک اور اخبار ’’گھانین ٹائمز‘‘ نے بھی اپنے ۲۰راپریل ۱۹۷۰ء کے شمارہ

میں بڑے سائز کا ایک تین کالمی فوٹو شائع کیا۔جس میں حضور کو اکرا کے فضائی مستقر پر موٹر میں سوار ہونے سے قبل ہاتھ ہلا کر ہزاروں مخلص فدائی احباب کے استقبالیہ نعروں کا جواب دیتے ہوئے دکھایا گیا۔فوٹو میں حضور کے قریب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب،مولانا عطاءاللہ کلیم امیر جماعتہائے احمدیہ گھانا اور بہت سے دوسرے احباب بھی کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔اخبار مذکور نے اوپر ایک چوکھٹہ کے اندر جلی حروف میں لکھا:۔

''ساری دنیا میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعت کے سربراہِ اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد جو گزشتہ ہفتہ کے آخری روز گھانا کا دورہ شروع کرنے کے سلسلہ میں لیگوس سے اکرا پہنچے ہیں۔آپ ہاتھ ہلا کر اپنے پیروؤں کے استقبالیہ نعروں کا جواب دے رہے ہیں۔تصویر میں وزیر مواصلات مسٹر ہارونا اسیکو اور جماعت کے عہدہ دار بھی کھڑے نظر آرہے ہیں''۔[106]

☆ ۲۰؍اپریل کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے گھانا کے سربراہِ مملکت بریگیڈیر اے۔اے افریفا (Brigadier Akwasi Amankwaa Afrifa.24 April 1936.26 June1979) جو صدارتی کمیشن کے چیئرمین ہیں سے ملاقات فرمائی۔اخبارات میں یہ خبر بھی فوٹو کے ساتھ بہت نمایاں طور پر شائع ہوئی۔''ڈیلی گرافک'' نے ۲۲؍اپریل کے پرچہ میں اس ملاقات کا تین کالمی فوٹو بہت نمایاں طور پر شائع کیا۔جس میں حضور انور اور بریگیڈیر افریفا کو ایک ہی صوفہ پر بیٹھے گفتگو کرتے دکھایا گیا۔اس پر اخبار نے یہ عنوان جمایا۔''امام جماعت احمدیہ سے افریفا کی ملاقات''۔نیز فوٹو کے نیچے یہ عبارت شائع کی:۔

''صدارتی کمیشن کے چیئرمین بریگیڈیر اے۔اے افریفا صدارتی محل میں جماعت احمدیہ کے سربراہِ اعلیٰ،ہز ہولی نس مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث سے خوشگوار ماحول میں گفتگو فرما رہے ہیں۔امام جماعت احمدیہ صدارتی کمیشن کے ممبران سے ملاقات کے لئے صدارتی محل (Osu Castle) میں تشریف لائے تھے۔

یہ مذہبی رہنما جو آجکل گھانا اور مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک کے دورہ پر تشریف لائے ہوئے ہیں۔اب اس دورہ کے سلسلہ میں اکرا سے کماسی تشریف لے گئے ہیں''۔[107]

☆ ۲۱؍اپریل کی صبح کو حضور نے گھانا کے شہر کماسی میں احمدیہ سیکنڈری سکول کا معاینہ فرمایا۔اس موقعہ پر حضور نے طلباء کو ایک بصیرت افروز خطاب سے سرفراز فرمایا۔اخبارات میں اس

تقریب کی خبر بھی بہت نمایاں طور پر شائع ہوئی۔ مثال کے طور پر ’’دی پائینر‘‘ نے اپنی ۲۲؍ اپریل کی اشاعت میں جلی عنوانات کے تحت حضور کی تقریر کا ملخص درج کرتے ہوئے لکھا:۔

’’طلباء کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ حاصل کردہ علم کو بنی نوع انسان کی خدمت بجالانے اور انہیں رستگاری دلانے میں استعمال کریں۔ ان کا علم دوسروں کو اسیر کرنے اور ان پر غلامی مسلط کرنے میں استعمال نہیں ہونا چاہیے۔

یہ نصیحت جماعت احمدیہ کے سربراہِ اعلیٰ ہز ہولی نس مرزا ناصر احمد نے کل تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کے طلباء کو ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی۔ آپ نے ان پر زور دیا کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے خلوص سے ادا کریں۔ آپ نے فرمایا یہ دنیا قائم نہیں رہ سکتی جب تک کہ بنی نوعِ انسان صحیح معنوں میں دیانتداری کی راہ اختیار نہیں کرتے اور اپنے خالق کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتے۔

ہز ہولی نس مرزا ناصر احمد نے جو گھانا کے ایک ہفتہ کے دورہ کے سلسلہ میں دو روز کے لئے کماسی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر انسان کسی کام میں بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ آپ نے طلباء کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے مذہبی فرائض اور ذمہ واریوں سے ہمیشہ باخبر رہیں اور پوری تندہی سے انہیں ادا کرنے میں کمی نہ آنے دیں۔

ہز ہولی نس نے فرمایا اگر کوئی انسان اپنی چالاکی اور ہوشیاری پر بھروسہ کر کے یہ سمجھتا ہے کہ وہ محض اپنی چالاکی کی وجہ سے کامیاب ہوجائے گا تو یہ اس کی بہت بڑی غلطی ہے۔ جو عاقبت نااندیشانہ جسارت پر دلالت کرتی ہے۔ ہر شخص اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے فضل کا محتاج ہے۔

آپ نے طلباء کو محض مادی دولت اور مادی آسائشوں کے حصول کو اپنا مطمح نظر بنانے کے خطرات سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا یہ بات نہایت ضروری اور بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ تم مادی اشیاء اور مادی آسائشوں کے پیچھے پڑنے کی بجائے روحانی کمال حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

آپ نے طلباء کو نصیحت فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں اور اس کے فضلوں پر ایمان لاتے ہوئے اس کے ساتھ اور خود اپنے ساتھ پوری وفاداری کا ثبوت دیں اور اپنے مطمح نظر کو کبھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ آپ نے انہیں یہ تلقین بھی فرمائی کہ وہ اسلامی نظریات اور تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اسے ایک زندہ اور عملی حقیقت ثابت کر دکھائیں اور ہمیشہ عاجزانہ راہیں اختیار

کریں‘‘۔[108]

☆ اسی روز (۲۱؍اپریل کو) بعد میں حضور نے احمدیہ مشن ہاؤس کماسی کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا تھا۔اخبار’’دی پائنیر‘‘ نے اپنی۲۲؍اپریل کی اشاعت میں مشن ہاؤس کے افتتاح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

’’بعد میں یہاں احمدیہ مسلم مشن کی نئی عمارت کا (جس پر۲۴ہزار این سی خرچ ہوئے ہیں) افتتاح کرتے ہوئے ہز ہولی نس مرزا ناصر احمد نے اس موقعہ پر موجود آٹھ ہزار مسلمانوں سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔گھانا پر اور گھانا کے ساتھ یقیناً پورے افریقہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نزول کا وقت آپہنچا ہے۔

آپ نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ اپنے دینی اور دنیوی فرائض کا پورا پورا احساس کرتے ہوئے انہیں بجا لانے کی کماحقہ کوشش کریں۔آپ نے فرمایا جب تک لوگ اپنی ذات میں خود دیانتدار نہیں بنیں گے اور صداقت شعاری اختیار نہیں کریں گے وہ اس دنیا میں حقیقی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

مشن ہاؤس کی افتتاحی تقریب میں (ہزاروں مسلمانوں کے علاوہ) نانا اوسیئی آسیبے دوم،کوکو فوہینے،احمدیہ مشن گھانا کے نامزد امیر بشارت احمد بشیر اور اشانٹی مشن کے ریجنل مشنری انچارج ایم۔ ملک بھی موجود تھے‘‘۔[109]

’’دی پائنیر‘‘ نے احمدیہ مشن ہاؤس کماسی کے افتتاح کے متعلق مندرجہ بالا خبر شائع کرنے کے علاوہ اس تقریب کے تین تین کالمی دو نمایاں فوٹو بھی شائع کئے۔ایک فوٹو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو مشن ہاؤس کا دروازہ کھولتے اور اس طرح اس کا افتتاح کرتے ہوئے دکھایا گیا۔فوٹو میں حضور کے قریب بعض دیگر احباب کے علاوہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید بھی کھڑے ہوئے نظر آرہے تھے۔اس فوٹو کے نیچے جو صفحہ اوّل کے اوپر کے حصہ میں شائع ہوا اخبار مذکور نے لکھا:۔

’’جماعت احمدیہ کے سربراہِ اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کماسی میں۲۴ہزار این سی کی مالیت سے تیار ہونے والے نئے مشن کا افتتاح فرمانے کے لئے تالا میں چابی گھمارہے ہیں۔بائیں جانب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر سیکرٹری برائے فارن مشن کھڑے

افتتاحی رسم ادا ہوتے دیکھ رہے ہیں‘‘۔[110]

نصرت جہاں ریزروفنڈ کی مبارک تحریک کا ذکر مجلس عرفان میں

افریقہ کے نہایت تاریخی اور کامیاب دورے سے واپسی کے بعد ۹ جون ۱۹۷۰ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں حضور انور نے مجلس عرفان میں ’’نصرت جہاں ریزروفنڈ‘‘ کی نئی مبارک اور عظیم الشان تحریک پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

’’اس وقت میں سب سے پہلے اس کمیٹی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو میں نے نائیجیریا میں بنائی تھی اور جس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ سکیم تیار کرے ۱۶ نئے ہائی سکول اور ۴ طبّی امداد کے مراکز کھولنے کے لئے۔طبّی امداد کے مراکز کو وہاں ہیلتھ کلینک یا ہیلتھ سنٹر کہتے ہیں ان کو میں نے کہا کہ افریقہ چھوڑنے سے قبل اس کمیٹی کی پہلی رپورٹ مجھے ملنی چاہیے یعنی افریقہ کے برِّ اعظم میں مجھے پہلی رپورٹ ملنی چاہیے۔سر جوڑو،نقشہ دیکھو،جگہوں کا انتخاب کرو۔کہاں کہاں یہ اسکول اور طبی مراکز کھولنے ہیں اور آگے پھر تیاری۔کتنے پیسے چاہئیں؟ وغیرہ۔

جس دن میں نے یہ کمیٹی بنائی اس سے اگلے روز دوپہر کے وقت اتفاقاً (میری عادت نہیں) ٹرانسسٹر on (آن) کیا خبروں کا وقت تھا میں نے سمجھا شاید کوئی خبر میری دلچسپی کا باعث ہو۔نائیجیریا کی نئے دستور کے مطابق ۱۲/ ا سٹیٹس ہیں۔ہر سٹیٹ کے گورنر ہیں۔شمالی نائیجیریا مسلمانوں کا علاقہ ہے جہاں پچھلی صدی کے مجدد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے جو صدی کے سر پر بہت سے مجدد پیدا ہوئے ان میں سے ایک نائیجیریا کے شمال میں عثمان بن فودیو (جن کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں) پیدا ہوئے تھے۔کانو بھی ان کا علاقہ ہے۔ان کو اپنے مخالفین سے جنگ لڑنی پڑی تھی۔جب وہ فاتح ہوئے تو کانو کا علاقہ ان کے ایک لڑکے سلیمان کو ملا تھا۔انہی کی نسل اب وہاں آباد ہے اور سکوتو کا علاقہ یا سٹیٹ جو نارتھ ویسٹ (شمال مغرب) میں ہے وہ ان کے اس بیٹے کو ملا تھا جو بعد میں ان کے خلیفہ بنے اور جن کا نام محمد بن عثمان بن فودیو تھا۔سکوتو میں ان کی نسل آباد ہے وہ سلطان آف سکوتو کہلاتے ہیں اور یہ امیر آف کانو کہلاتے ہیں۔کیونکہ یہ سارا علاقہ

مسلمانوں کا ہے انہوں نے احمدیت کا کافی مقابلہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کانو میں خدا کے فضل سے اچھی خاصی جماعت قائم ہوگئی ہے وہاں ہمارا ایک ہیلتھ سنٹر بھی ہے جہاں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کام کر رہے ہیں اور یہ ہیلتھ سنٹر وہاں اتنا مقبول ہے کہ انہوں نے بتایا کہ وہاں کے وزیر کو اگر طبّی امداد کی ضرورت ہو تو وہ گورنمنٹ کے ہسپتال میں جانے کی بجائے (جہاں اسے ہزار قسم کی سہولتیں مل سکتی ہیں کیونکہ وزیر ہے) ہمارے کلینک میں آتا ہے۔ بعض لوگوں نے اسے کہا بھی کہ تم یہ کیا کرتے ہو اس نے کہا کہ مجھے یہاں زیادہ سہولت ملتی ہے، یہاں زیادہ اچھی طرح سے مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔ غرض وہاں بڑا اثر ورسوخ پیدا ہوگیا ہے۔ لیکن سکوتو اسٹیٹ ابھی تک احمدیت کا مقابلہ کر رہی ہے۔ سکوتو کے گورنر کیبنٹ کی میٹنگ میں شمولیت کیلئے لیگوس آئے تھے۔ لیگوس سے سکوتو کی سٹیٹ قریباً آٹھ سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ انہوں نے ائیر پورٹ پر صحافیوں کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ کہا کہ میری سٹیٹ میں تعلیمی محاذ پر ایمر جنسی ہے اور میں نے یہ ایمرجنسی declare (ڈیکلیر) کر دی ہے اور اپنے تمام resources (ری سورسز) اکٹھے کر رہا ہوں مجھے امید ہے کہ عوام میرے ساتھ تعاون کریں گے۔ یہ خبر جب میں نے سنی اس سے ایک دن پہلے میں نے کمیٹی مقرر کی تھی۔ چنانچہ میں نے ایک نائیجیرین احمدی کو جن کے متعلق آپ پڑھ چکے ہیں کہا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر تم جماعت میں شامل ہو گے۔ اس نے چوبیس گھنٹے کا انتظار بھی نہیں کیا بلکہ اسی وقت فارم کی تلاش کی اور ایک دو گھنٹے کے اندر ہی بیعت فارم پُر کیا۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ وہ چار سال سے احمدیت کا مطالعہ کر رہے تھے لیکن بیعت فارم پُر کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ اچھے عہدیدار ہیں۔ کیبنٹ سیکریٹریٹ میں ڈپٹی سیکرٹری ہیں۔ قریباً دو ہزار روپے ماہوار تنخواہ لے رہے ہیں۔ غرض احمدیت کا مطالعہ بھی کیا اور جاتے ہی میرے ساتھ پیار کا بڑا اظہار کیا۔ ہر وقت اپنی کار لے کر آتے تھے اور مجھے کچھ حجاب بھی محسوس ہوا کہ احمدی نہیں ہیں۔ احمدی ہوتے بھی نہیں اور کار لے کر آجاتے ہیں اور کاروں کی ہمارے پاس کمی بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ مجھے حجاب تھا کہ ان کی کار میں کیوں بیٹھیں۔ لیکن وہ

کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ دوسری کاریں ڈرائیور چلاتے ہیں اور مجھے ڈرائیوروں پر اعتبار نہیں میں اس لئے آجاتا ہوں کہ آپ کا قابلِ اعتبار ڈرائیور ہونا چاہیے۔ خیر وہ چونکہ کار چلاتے تھے۔ دو تین دن تک میں اپنی عادت کے مطابق اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا پھر ایک بات احمدیت کے متعلق ان کے کان میں ڈال دیتا کبھی کوئی نظارہ ایسا دیکھوں جہاں اللہ تعالیٰ کی شان نظر آئے تو وہ ان کو کہوں۔ چنانچہ تین دن کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اب یہ تیار ہیں۔ وزیری ان کا نام ہے میں نے کہا وزیری تم سورج غروب ہونے سے قبل احمدیت میں داخل ہو گے۔ چنانچہ وہ احمدی ہو گئے۔ دو دن کے بعد ان کی بیوی ملیں تو میں نے ان سے کہا 'سورج غروب ہونے سے قبل احمدیت میں داخل ہو جاؤ' میں تمہیں اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ سورج غروب ہونے میں نصف گھنٹہ باقی ہے اور نصف گھنٹے میں تمہیں بیعت فارم نہیں مل سکتا اس لئے میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ before the sun sets یعنی سورج کے غروب ہونے سے پہلے تم احمدیت میں داخل ہو بلکہ تمہیں میں یہ کہتا ہوں کہ چوبیس گھنٹے کے اندر داخل ہو چنانچہ اگلے دن صبح اس نے بیعت کر لی اور اس طرح سارا خاندان احمدی ہو گیا۔

انہی وزیری صاحب کو میں نے بھیجا کہ جا کر گورنر سے ملو اور میری طرف سے اسے یہ پیشکش کرو کہ ہم فوری طور پر تمہاری سٹیٹ میں چار سکول کھولنے کے لئے تیار ہیں دو لڑکیوں کے اور دو لڑکوں کے لیکن تمہارے تعاون کے بغیر یہ ہو نہیں سکتا اور تم سے ہم صرف دو چیزوں کا تعاون چاہتے ہیں ایک ہمیں زمین دو کیونکہ ہم باہر سے زمین نہیں لا سکتے تم ہی زمین دو گے تو سکول قائم ہو گا۔ اور دوسرے تم ہمارے اساتذہ کو entry permit (انٹری پرمٹ) دو اس کے بغیر وہ تمہاری سٹیٹ میں آ نہیں سکتے۔ چنانچہ اس پیشکش کو سن کر وہ بہت خوش ہوا۔ معلوم ہوتا ہے اس کے دل میں اس بات کا بڑا احساس ہے کہ اس کے علاقے کے مسلمان تعلیمی لحاظ سے بہت پیچھے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ نارتھ جو احمدیت کا مقابلہ کر رہا ہے اس کے اندر عیسائی گھس گئے ہیں۔ گو ابھی ابتداء ہے۔ بہر حال وہ کہنے لگا کہ میں آپ سے ہر قسم کا تعاون

کروں گا اور میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں نے سکوتو کے لوگوں کا دل جیت لیا تو سارا مسلم نارتھ آپ کے ساتھ ہو جائے گا کیونکہ یہ عثمان بن فودیو کے بچوں کا مرکز ہے۔ پھر اس نے کہا کہ بہر حال قانونی کارروائی ضروری ہے اس لئے آپ لکھ کر مجھے بھجوا دیں۔

میں وہاں یہ کرتا رہا ہوں کہ کام ان پر نہیں چھوڑا بلکہ جو کام کرنا ہوتا تھا وہ اپنے سامنے کرواتا تھا۔ اسی رات کو میں نے خط ڈرافٹ کروایا۔ اپنی تسلی کر لی۔ دیکھ لیا اور جو تبدیلیاں کرنی تھیں وہ کروا دیں اور پھر ان کو دے دیا کہ یہ خط بھیج دو۔ جب وہ خط گیا تو بڑا اچھا جواب آیا اس کی نقل بھی مجھے وہیں پہنچ گئی تھی۔ دوسرے اس نے ان کو بعد میں یہ اطلاع دی کہ اس نے اپنے land deptt. (لینڈ ڈیپارٹمنٹ) کو جس کا تعلق زمین کے دینے دلانے سے ہے یہ حکم دیا ہے کہ ان کی جتنی ضرورت ہے جہاں ان کو ضرورت ہے ان کے لئے زمین کا فوری انتظام کرو اور تعلیمی محکمہ کو کہا کہ یہ انتظار نہ کرو کہ یہ خط لکھ کر فارم منگوائیں گے بلکہ جو فارم پُر کرنے ضروری ہیں وہ خود ہی ان کو بھیج دو۔ پس (انشاء اللہ) جلد کام ہو رہا ہے۔ نائیجیریا میں دورہ کی ابتداء تھی۔ اتنے ہی وسائل تھے جو دل میں خیال آیا وہ کر دیا۔

اسی طرح ہم دورہ کرتے چلے گئے پانچواں ملک گیمبیا تھا۔ ہم لائبیریا سے سیرالیون جو اس کے ساتھ ملتا ہے اس لئے نہیں ٹھہرے تھے کہ وہاں سے ہم نے ہوائی جہاز لینا تھا واپس ہیگ آنے کے لئے۔ پس اگر وہاں ٹھہرتے پھر گیمبیا جاتے پھر واپس یہاں آتے تو تکلیف ہونی تھی ہمیں بھی اور دوستوں کو بھی، اس لئے پروگرام یہ بنایا کہ لائبیریا سے ہم سیدھے گیمبیا چلے جائیں گے۔ جہاز ویسے وہاں ٹھہرتا ہے، کچھ دوست ائیر پورٹ پر آئے ہوئے تھے چیف گمانگا صاحب ہمارے پریذیڈنٹ جماعت بھی آئے ہوئے تھے۔ ۳۰-۴۰ منٹ ایروڈرام پر مل جاتے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی پھر ہم گیمبیا چلے گئے۔ جب میں گیمبیا میں تھا تو اللہ کی طرف سے بڑے زور سے یہ تحریک ہوئی کہ یہ وقت ہے کہ کم سے کم ایک لاکھ پونڈ فوری طور پر یہاں Invest کیا جائے۔ پھر سیرالیون میں اپنے کام کئے اور جب

میں لندن واپس آیا تو میں نے جمعہ میں (میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فضل عمر فاؤنڈیشن میں انگلستان کی جماعتوں نے تین سال میں ۲۱ ہزار پونڈ چندہ دیا تھا۔ یہ بڑی رقم ہے چھوٹی سی جماعت ہے اور اس کے لئے مکرم چوہدری ظفراللہ خاں صاحب بھی تحریک کرتے رہے اور امام رفیق صاحب نے بھی بڑا زور لگایا اور شیخ مبارک احمد صاحب بھی وہاں مہینہ ڈیڑھ مہینہ رہ کر آئے اور پھر تین سال میں ۲۱ ہزار پونڈ جمع ہوئے) دوستوں کو بتایا کہ گیمبیا میں مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء معلوم ہوا ہے کہ کم سے کم ایک لاکھ پونڈ یہاں خرچ کرو یہ وقت ہے۔ پس میں اپیل کرتا ہوں کہ دوسو مخلصین مجھے ایسے چاہئیں جو دوسو پونڈ فی کس دیں اور دوسو مخلصین مجھے ایسے چاہئیں جو ایک سو پونڈ فی کس دیں اور اس کے علاوہ میں نے بچوں کے لئے ایک مہینہ میں ایک پونڈ اور ۳ سال میں ۳۶ پونڈ مقرر کئے لیکن پہلے بارہ پونڈ فوری طور پر ادا کرنے کو کہا۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ انگلستان چھوڑنے سے قبل اس مد میں دس ہزار پونڈ کیش ہو تا کہ مجھے تسلی ہو جائے۔ میں نے انہیں یہ کہا کہ یہ تو اب نہیں ہوسکتا کہ (وہاں اللہ تعالیٰ کا بھی یہ منشاء ہے۔ میں لوگوں سے وعدے بھی کر کے آیا ہوں) دو ہفتے بعد اگر نائیجیریا کہے کہ ہمیں دو ہزار پونڈ چاہئیں کیونکہ کام شروع کرنا ہے اور میں یہ کہوں کہ انا الغنی و اموالی المواعید کہ میں بڑا امیر ہوں اور وعدے جو ہیں وہ میری امارت اور دولت ہیں۔ پس یہ تو نہیں ہوسکتا اس لئے مجھے تسلی ہونی چاہیے کہ فوری طور پر کام شروع کرنے کے لئے دس ہزار پونڈ موجود ہے اور یہ رقم ان بارہ تیرہ دنوں کے اندر جمع ہو جانی چاہیے۔ امام رفیق وغیرہ کا خیال تھا کہ یہ بالکل ناممکن بات میں نے کر دی ہے۔ میں نے ان کو ایک اور بات کہی اور وہ آپ کو بھی بڑے زور سے کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ خرچ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔ یہ رقم بہر حال مجھے ملے گی۔ مجھے کوئی فکر نہیں۔ وہاں مجھے اب فوری طور پر تیس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور اساتذہ اس کے علاوہ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ بھی مجھے فکر نہیں کہ یہ رضا کار واقف ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے یہاں کام کیا جائے۔ جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ محض خدا

کے حضور مال کی قربانی پیش کر دینا کوئی چیز نہیں جب تک وہ مقبول نہ ہو۔اس واسطے آپ بھی دعائیں کریں اور میں بھی دعا کروں گا کہ یہ سعی مشکور ہو۔اللہ تعالیٰ اس حقیر سی قربانی کو قبول فرمائے ......

اس کے بعد میں بیٹھ گیا تو مسجد (فضل) میں ہی سترہ ہزار پونڈ کے وعدے ہو گئے۔ پھر چوہدری (ظفر اللہ خاں) صاحب نے مجھے کہا کہ بہت سے دوست جو باہر سے آنے والے ہیں وہ جمعہ میں نہیں پہنچ سکے کیونکہ کام کا دن ہے اتوار کو ان میں سے بہت سے نئے آدمی ہونگے اس لئے آپ ان کو اتوار کے دن خطاب کریں۔ چنانچہ وہاں بھی میں نے آدھے گھنٹے کی مختصر تقریر کی اور دس ہزار پونڈ کے وعدے وہاں ہو گئے اور جس وقت میں سپین گیا ہوں تو ڈھائی ہزار پونڈ ان کے پاس کیش جمع ہو گیا تھا۔لیکن ابھی وہ امانت نہیں کھلی تھی۔ وہ مسجد کے فنڈ میں جمع ہو رہا تھا۔ان سے میں نے کہا کہ میں نے اس طرح نہیں جانا اس کا ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' نام رکھا ہے ایک ایک پیسہ اس فنڈ میں ہونا چاہیے۔ امانت کھولیں اور وہاں ساری رقم ٹرانسفر کروائیں۔ پھر ہم سپین چلے گئے۔ وہاں سے بھی پوچھتے رہے۔ جب واپس آئے تو چھ ساڑھے چھ ہزار پونڈ کیش جمع ہو گیا تھا۔کچھ اَور وعدے ہو گئے تھے شاید یہ رقم ۳۲ ہزار پونڈ تک پہنچ گئی تھی۔ پھر میں نے انہیں کہا کہ فضل عمر فاؤنڈیشن سے کم سے کم ڈبل مجھے چاہیے کیونکہ مسلمان احمدی کا قدم ایک جگہ کھڑا نہیں ہوسکتا ترقی کرتا ہے۔ امام رفیق مجھے کہنے لگے کہ یہ دس ہزار پونڈ دو چار دن میں کیسے جمع ہوں گے۔آپ مجھے ایک مہینے کی مہلت دیں میں خود دورہ کروں گا اور اس طرح یہ دس ہزار پونڈ کی رقم جمع کروں گا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ایک دن کی مہلت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب میں یہاں سے جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ دس ہزار پونڈ کا بھی انتظام کر چھوڑے گا۔شاید اس سے بھی زیادہ ہو جائے۔جس دن مَیں چلا ہوں (یہ وہ رقم ہے جو ہمارے اکاؤنٹ میں جا چکی تھی۔بعض رقموں کا ہمیں پتہ تھا مثلاً گلاسگو، ایڈنبرا وغیرہ میں جمع ہو گئیں لیکن ابھی پہنچی نہیں تھی ان کو میں نے شامل نہیں کیا تھا) چالیس ہزار کے وعدے ہو چکے تھے اور دس ہزار پانچ سو پونڈ نقد اس امانت میں جمع ہو چکا تھا۔ گویا فضل عمر فاؤنڈیشن سے ڈبل سے بھی زیادہ۔ انشاء اللہ

پچاس ہزار کے اوپر وعدے ہوجائیں گے۔

پس انہوں نے بڑا اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ **الحمد للّٰہ رب العالمین۔**

پہلے میرا خیال تھا کہ یہاں کی سکیم کے بارے میں خطبہ میں بیان کروں گا لیکن پھر مجھے خیال آیا خطبہ ہوگا پھر خطبہ کی مَیں نظر ثانی کرتا ہوں دیر ہو جائے گی۔ پاکستان کے لئے جو سکیم ہے اس کا کراچی میں اعلان کردوں ......

پاکستان میں مجھے دوسو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ ہزار روپے کا وعدہ کریں جس میں سے دو ہزار روپیہ فوری طور پر ادا کردیں۔ فوری سے میری مراد چندمہینوں کے اندر ادا کرنا ہے کیونکہ یہ اعلان شائع ہونا، آواز پہنچنی اور پھر رقموں کا آنا، اس میں وقت لگے گا اس لئے فوری سے میری مراد کل نہیں۔ سندھ سے کچھ دوستوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے علاقے کے زمینداروں کے حالات کے لحاظ سے نومبر کا مہینہ آسانی سے ادا کرنے کا ہے اس لئے فوری کی حد نومبر تک بڑھا دیں تو اَور دوست شامل ہوجائیں گے اور دوسو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو دو ہزار کا وعدہ کریں اور ایک ہزار فوری ادا کردیں اور فوری اس معنی میں جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اور باقی کی رقم تین سال پر پھیلا کر سہولت کے ساتھ ادا کریں۔ نیز ایک ہزار ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچصد روپیہ فی کس ادا کریں یہ تینوں گروہ صف اوّل صف دوم صف سوم کے ہونگے۔......غرض یہ سکیم ہے جس کے مطابق عمل کرنا ہے‘‘۔

تقریر کے بعد دوستوں نے عرض کیا حضور یہ رقم کہاں جمع کروانی ہے اس پر حضور نے فرمایا:۔

اس کے لئے میں ایک کمیٹی بناؤں گا۔ خزانہ میں ایک مد کھلے گی ’’نصرت جہاں ریزروفنڈ‘‘ کی۔

پھر فرمایا:۔ لندن والوں سے مجھے امید ہے کہ وہ پچاس ہزار پونڈ تک پہنچ جائیں گے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی رقم کے روپے پاکستان دے دے گا۔

اس اثناء میں وعدے اور نقد روپے آنے لگے جس پر فرمایا:۔

''اس وقت وعدے نہ لکھوائیں کیونکہ میں نے یہاں زیادہ دیر بیٹھنا نہیں۔ اور اگر میں نے یہ کام شروع کر دیا تو باقیوں کو شکوہ پیدا ہو گا کہ کیوں ہمارا وعدہ نہیں لیا۔ ابھی دفتر بھی نہیں۔ کمیٹی بنانی ہے۔ مد کھولنی ہے۔ پرسوں کی بجائے کل کھولنی پڑے گی۔ انشاءاللہ......

مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کیلئے بھی دوست دعا کریں ایک نئے علم کا دروازہ ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل نے کھولا ہے۔ انہوں نے دو ہزار ڈالر دئے ہیں لندن کی مد میں۔

یہاں انشاءاللہ مجھے امید ہے کہ ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی رقم جمع ہو جائے گی۔ ابھی امریکہ ہے بعض اَور جگہیں ہیں۔ پس کم از کم ایک لاکھ پونڈ کا مجھے کہا گیا تھا باقی جتنی ہے وہ تو اللہ میاں کو پتہ ہے۔ ویسے سب سے پہلا وعدہ تو وہیں انگلستان میں ایک پاکستانی کا ہے اس نے کہا تھا کہ سب سے پہلے مجھ سے پانچ ہزار روپے کا وعدہ لیں۔ بہرحال نمبر ایک وہی ہیں۔ وہ اگرچہ پاکستان سے باہر ہیں لیکن ہیں پاکستانی۔'' [111]

خطبہ جمعہ میں سفر مغربی افریقہ وسپین کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کراچی کے بعد ۱۲ جون ۱۹۷۰ء کو خطبہ جمعہ ربوہ میں بھی سفر مغربی افریقہ کی مزید تفصیلات بیان فرمائیں۔ علاوہ ازیں سفر سپین کے اہم واقعہ پر بھی روشنی ڈالی۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ سپین کے متعلق میں نے ابھی کوئی منصوبہ نہیں بنایا کیونکہ اگر میں صحیح سمجھا ہوں اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی یہی ہے۔ میں بہت پریشان تھا۔ سات سو سال تک وہاں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ اس وقت کے بعض غلط کار علماء کی سازشوں کے نتیجہ میں وہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔ وہاں کوئی مسلمان نہیں رہا۔ ہم نے نئے سرے سے تبلیغ شروع کی۔ چنانچہ اس ملک کے چند باشندے احمدی مسلمان ہوئے وہاں جا کر شدید ذہنی تکلیف میں غرناطہ جو بڑے لمبے عرصہ تک دارالخلافہ رہا۔ جہاں کئی لائبریریاں تھیں یونیورسٹی تھی، جس میں بڑے بڑے پادری اور بشپ مسلمان استادوں کی شاگردی اختیار کرتے تھے۔ مسلمان وہاں سے مٹا دیئے گئے۔ غرض اسلام کی ساری شان وشوکت مادی بھی اور روحانی بھی اور اخلاقی بھی مٹا دی گئی ہے۔

طبیعت میں اس قدر پریشانی تھی کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ غرناطہ جاتے وقت میرے دل میں آیا کہ ایک وقت وہ تھا یہاں کے درودیوار سے درود کی آوازیں اٹھتی تھیں آج یہ لوگ گالیاں دے رہے ہیں۔ طبیعت میں بڑا تکدر پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ جس حد تک کثرت سے درود پڑھ سکوں گا پڑھوں گا تا کہ کچھ تو کفارہ ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے بتائے بغیر میری زبان کے الفاظ بدل دیئے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے بعد اچانک جب میں نے اپنے الفاظ پر غور کیا تو میں اس وقت درود نہیں پڑھ رہا بلکہ اس کی جگہ لا الٰہ الا انت اور لا الٰہ الا ھو پڑھ رہا تھا۔ یعنی توحید کے کلمات میری زبان سے نکل رہے تھے۔ تب میں نے سوچا کہ اصل تو توحید ہی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی قیام توحید کے لئے تھی۔ میں نے فیصلہ تو درست کیا تھا یعنی یہ کہ مجھے کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں لیکن الفاظ خود منتخب کر لئے تھے۔ درود سے یہ کلمہ کہ اللہ ایک ہے زیادہ مقدم ہے۔ چنانچہ میں بڑا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی میری زبان کے رخ کو بدل دیا۔

ہم غرناطہ میں دو راتیں رہے۔ دوسری رات تو میری یہ حالت تھی کہ دس منٹ تک میری آنکھ لگ جاتی پھر کھل جاتی اور میں دعا میں مشغول ہو جاتا۔ ساری رات میں سو نہیں سکا۔ ساری رات اسی سوچ میں گزر گئی کہ ہمارے پاس مال نہیں۔ یہ بڑی طاقتور قومیں ہیں۔ مادی لحاظ سے بہت آگے نکل چکی ہیں۔ ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں، وسائل نہیں ہیں، ہم انہیں کس طرح مسلمان کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو یہ مقصد ہے کہ تمام اقوام عالم حلقہ بگوش اسلام ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خادم بن جائیں گی، یہ بھی اقوام عالم میں سے ہیں یہ کس طرح اسلام لائیں گی اور یہ کیسے ہوگا۔ غرض اس قسم کی دعائیں ذہن میں آتی تھیں اور ساری رات میرا یہی حال رہا۔ چند منٹ کے لئے سوتا تھا پھر جاگتا تھا پھر چند منٹ کے لئے سوتا تھا۔

ایک کرب کی حالت میں میں نے رات گزاری وہاں دن بڑی جلدی چڑھ جاتا ہے۔ میرے خیال میں تین یا ساڑھے تین بجے کا وقت ہوگا میں صبح کی نماز پڑھ کر لیٹا تو یکدم میرے پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی اور قرآن کریم کی یہ آیت میری زبان پر جاری ہوگئی۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

اس بات کا بھی جواب آ گیا کہ ذرائع نہیں کام کیسے ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ پر توکل رکھو اور جو شخص اللہ پر توکل رکھتا ہے اسے دوسرے ذرائع کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ وہ اس کے لئے کافی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ۔اللہ تعالیٰ جو اپنا مقصد بنا تا ہے اسے ضرور پورا کر کے چھوڑتا ہے اس لئے تمہیں یہ خیال نہیں آنا چاہئیے ، یہ خوف نہیں پیدا ہونا چاہئیے کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ یہ ہوگا اور ضرور ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ تمام اقوام عالم کو وحدت اسلامی کے اندر جکڑ دیا جائے۔اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں لا کر کھڑا کر دیا جائے۔دوسرا خیال یہ تھا اور اس کے لئے میں دعا بھی کرتا تھا کہ خدایا یہ ہوگا کب اس کا جواب بھی مجھے مل گیا۔ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور تخمینہ مقرر کیا ہوا ہے جس وقت وہ وقت آئے گا ہو جائے گا تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ مادی ذرائع اگر نہیں ہیں تو تم فکر نہ کرو اللہ کافی ہے۔وہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ میرے دل میں بڑی تسلی پیدا ہو گئی۔

اس کے متعلق میں نے آپ کے سامنے کوئی سکیم نہیں رکھی کیونکہ ابھی وہاں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کا منشاء معلوم نہیں ہوا۔البتہ سپین کے متعلق میں ایک اور کوشش کر رہا ہوں جس کو ظاہر کرنا اس وقت مناسب نہیں لیکن جس کے لئے دعا کرنا آج ہی ضروری ہے۔اس لئے بڑی کثرت سے یہ دعا کریں کہ جس مقصد کے لئے میں سپین گیا تھا اور جس کے پورا ہونے کے بظاہر آثار پیدا ہو گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے ہمارا کام کر دے کیونکہ ہم کمزور اور عاجز بندے ہیں۔ پھر وہ دن ساری امت مسلمہ کیلئے بڑی خوشی کا دن ہوگا۔بعض اس کو پہچانیں گے اور خوش ہوں گے۔بعض نہیں پہچانیں گے اور خوش نہیں ہوں گے۔ یہ ان کی بدقسمتی ہوگی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دن ساری امت مسلمہ کے لئے خوشی کا دن ہوگا۔

میں نے مغربی افریقہ کے ممالک جہاں مسلمانوں کی بڑی بھاری اکثریت ہے ان میں سے بعض کے سفراء سے یہ کہہ دیا تھا کہ میرا ایک مشن ہے جس کے لئے میں سپین جا رہا ہوں اور تم دعا کرو۔اور اس سے اصل مقصد میرا یہ تھا کہ میں دعا کے لئے کہونگا ان کے دل میں بھی احمدیت کی کوششوں کے بارہ میں ایک دلچسپی اور پیار پیدا ہوگا چنانچہ وہ اتنے خوش ہوئے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے اور انہوں نے بڑی دعائیں دیں بلکہ ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ مسٹر فرینکو کو کہہ دینا کہ

میرے چچا نے سپین کی اس وقت مدد کی تھی جب کہ انہیں مدد کی ضرورت تھی۔ اگر وہ آپ کا یہ کام کر دیں تو میرا چچا بھی بہت خوش ہوگا۔ غرض انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا لیکن میں نے انہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ پر میرا توکل ہے وہ پورا کرے گا انشاء اللہ۔ خدا کرے کہ وہ وقت مقدر جلد آ جائے اور ہمارے لئے آج ہی وہ خوشیوں کے دن کی ابتداء بن جائے۔

پھر فرمایا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے بہت ساری تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ ان تبدیلیوں کے آخری نتائج کو سنبھالنا انسان کا کام ہوتا ہے اور یہ جماعت احمدیہ کا کام ہے۔

اس دورہ میں آپ نے نائیجیریا میں ۱۶ سکول کھولنے کے لئے احباب جماعت کو ہدایات دیں کہ وہ اس سلسلہ میں پانچ سالہ منصوبہ تیار کریں۔ آپ نے بتایا کہ غانا میں صدر ٹب مین نے جماعت احمدیہ غانا کے لئے سوا ایکڑ زمین دینے کی منظوری دی ہے۔

اس دورہ میں آپ کے دل میں شدت سے اللہ تعالیٰ نے یہ ڈالا کہ ان ملکوں میں کم سے کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کیا جائے جس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا۔ حضور نے بتایا کہ اس رقم سے ہسپتالوں اور سکولوں کے لئے ڈاکٹرز اور ٹیچرز جتنے چاہئیں مہیا کئے جائیں گے۔

اسی طرح آپ نے اس دورہ کے دوران خدا تعالیٰ کے جن فضلوں کو مشاہدہ کیا اور جو ایمان افروز حالات و واقعات پیش آئے ان کا تفصیل سے اپنے اس خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا۔[112]

پاکستانی جماعتوں کی طرف سے مالی قربانی کا شاندار مظاہرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۲ جون ۱۹۷۰ء کے خطبہ جمعہ میں ''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' کے لئے مالی قربانیاں پیش کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔ یہ تحریک اس کے دو روز بعد الفضل میں اشاعت پذیر ہو کر جماعتوں میں پہنچنی شروع ہوئی۔ جوں جوں حضور کی آواز احباب جماعت تک پہنچتی گئی مخلصین جماعت اس پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے مالی جہاد میں شامل ہوتے چلے گئے[113] اور ایثار، قربانی اور اطاعت امام کی سابقہ تمام روایات سے بڑھ کر انفاق فی سبیل اللہ کا ایک نیا اور درخشندہ ریکارڈ قائم کر دکھایا۔ چنانچہ ۱۷ جون تک نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدہ جات قریباً پانچ لاکھ تک ہوئے اور پچاس ہزار روپے سے زائد رقم موصول ہوگئی۔ اس کے بعد اس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ سیکرٹری نصرت جہاں سمیع اللہ صاحب سیال کے ایک اعلامیہ کے مطابق ۲۵ نومبر

۱۹۷۰ء تک وعدوں کی رقم خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے چھبیس لاکھ نوسوستائیس تک پہنچ گئی اور قریباً سات لاکھ روپے مرکز کو وصول ہو گئے۔[114]

لجنہ اماء اللہ سے خطاب

مورخہ ۱۳ جون ۱۹۷۰ء کو حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے مکان پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے سفر مغربی افریقہ سے واپسی پر ربوہ کی مستورات سے پہلا خطاب فرمایا۔ جس میں حضور نے سفر کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اہم نصائح فرمائیں۔ اس اجتماع میں ربوہ کی خواتین کثرت کے ساتھ شامل ہوئیں۔ حضور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نے دو ماہ تک مغربی افریقہ کے مختلف ممالک کا جو دورہ کیا ہے اس میں میں نے دیکھا ہے کہ وہاں پر مائیں اپنے بچوں کی بہت اچھی طرح تربیت کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا وہ اجتماعوں کے مواقع پر شور نہیں کرتے بلکہ غور سے تقاریر کو سنتے ہیں۔ کپڑے صاف ستھرے، نہانے کا التزام، اپنے گھروں کے آگے صفائی وغیرہ کا وہ لوگ خاص طور پر خیال رکھتے ہیں۔ وہاں کی عورتوں کا تجارت کی طرف بھی دماغ بہت چلتا ہے۔ چنانچہ بہت سی عورتیں کامیابی کے ساتھ تجارت اور کاروبار کرتی ہیں۔ اس وقت تک وہاں کی دو مخیرّ احمدی عورتیں لاکھوں روپیہ اپنی جیب سے خرچ کر کے دو شاندار مساجد تعمیر کروا چکی ہیں جبکہ وہاں کے مردوں میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ وہ دین کی خاطر مالی قربانیوں میں پیش پیش ہیں۔ مردوں سے زیادہ شوق کے ساتھ جلسوں میں شامل ہوتی رہیں اور شور کرنے اور باتیں کرنے کی بجائے خاموشی اور دلجمعی سے تقاریر سنتی رہیں۔ میں نے کسی جگہ بھی انہیں آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا۔ حضور نے فرمایا۔ خلیفہ وقت سے ملاقات کا انہیں پہلی مرتبہ موقع ملا تھا۔ ان کی یہ خوشی ناقابل بیان تھی۔ ان کی خوشی ومسرت پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہوتی تھی۔ ان میں احمدیت کی بدولت ایک عظیم روحانی انقلاب آچکا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم چل کر نہیں بلکہ دوڑ کر ان کی ہر ممکن خدمت کرنے کی کوشش کریں۔ وہ لوگ پیار اور محبت کے بھوکے ہیں اور حقیقی پیار اور محبت سوائے اسلام اور احمدیت کے اور کہیں سے انہیں نہیں مل سکتا۔ حضور نے بتایا کہ ان کی خدمت کے لئے میں نے ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' قائم کیا ہے۔ جس سے ان ممالک میں نئے سکول اور طبی مراکز قائم کئے جائیں گے۔ آخر میں حضور انور نے فرمایا۔ اے احمدی ماؤں! تم کوشش کرو اور ایسے رنگ میں اپنی

اولاد کی تربیت کرو کہ وہ بڑے ہو کر اسلام اور احمدیت کے سچے خدمت گزار ثابت ہوں۔اور لوگوں کو حق کی طرف کھینچنے والے ہوں۔آمین۔حضور انور کا یہ خطاب کم وبیش ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔115

حضور انور کا اظہار خوشنودی بابت مبلغین سلسلہ مغربی افریقہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مغربی افریقہ کے چھ ممالک کا دورہ فرمایا۔حضور کو اپنے اس سفر کے دوران ان ممالک کے مبلغین کا بہت قریب سے جائزہ لینے کا موقعہ ملا۔ان کی دینی سرگرمیوں پر گہری اور ناقدانہ نظر ڈالی۔حضور نے ۱۹ جون ۱۹۷۰ء کے خطبہ جمعہ میں اپنے تاثرات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''افریقہ کے دورہ میں واقفین مبشرین کے حالات میں نے دیکھے ان سے ملا۔جو عزت اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مقام نعیم کی وجہ سے قائم کی ہے وہ میرے مشاہدہ میں آئی۔لیکن کچھ وہ بھی تھے کہ جو مقامِ نعیم کو حاصل نہیں کر سکے تھے ان کو بھی میں نے دیکھا اور ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا اور ان کے کاموں پر تنقیدی نگاہ ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان چھ ممالک کے تمام مبشر انچارج جو ہیں وہ ظاہری طور پر جو مجھے نظر آیا (دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور مستقبل اور غیب کی خبر صرف اسی کو ہے لیکن جو میں نے محسوس کیا) اور جو میں نے مشاہدہ کیا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اس مقامِ نعیم میں رہنے والے ہیں۔بےنفس، اللہ کی محبت میں مست،اس کی مخلوق کی خدمت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس دنیا میں بھی عزت کو پانے والے ہیں۔نائیجیریا میں فضل الٰہی صاحب انوری ہیں۔غانا میں کلیم صاحب ہیں۔آئیوری کوسٹ میں قریشی (محمد افضل) صاحب ہیں جن کو پنجابی میں ''بیبا مبشر'' بھی کہا جا سکتا ہے۔بہت سادہ اور پیاری ان کی طبیعت ہے۔بڑی پیار کرنے والی اور آرام سے سمجھانے والی اور اپنے آرام کو اور بہت سی ضرورتوں کو دوسروں کے لئے قربان کر دینے والی ہے طبیعت ان کی۔لائبیریا میں نئے مبلّغ گئے ہیں امین اللہ سالک۔ابھی ان کے متعلق پوری طرح تو کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا لیکن اس وقت تک جو کام انہوں نے کیا اس سے یہی پتہ لگا وہاں کے

پریذیڈنٹ ٹب مین بھی ان کو بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سیرالیون میں ہمارے صدیق صاحب ہیں۔ گیمبیا میں مولوی محمد شریف صاحب ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مقام نعیم عطا کیا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں میں نے ان کے لئے عزت کا مقام دیکھا۔اسی طرح دنیا کی نگاہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک عزت اور احترام کا مقام عطا کیا ہے۔ ہمارے سفراء ان کی تعریف کرتے تھکتے نہیں۔ دوسرے ملکوں کے سفراء ان سے بڑے پیار سے ملتے ہیں اور پیار کے تعلقات ان کے ساتھ قائم ہیں۔حکومت ان سے راضی ہے عوام ان پر خوش ہیں۔غرض ہر لحاظ سے ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کی شادابی ہمیں نظر آتی ہے اور ہماری جماعت کو ان کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں ابرار ہی میں رکھے اور ہمیشہ اپنی نعمتوں کا وارث انہیں بناتا رہے وہ ابرار کے گروہ میں ہی اس دنیا سے رخصت ہوں اور ابرار کے گروہ میں ہی اس دنیا میں وہ اٹھائے جائیں''۔116

حدیقۃ المبشرین کا قیام

سفر افریقہ سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک انقلابی قدم یہ اٹھایا کہ سلسلہ احمدیہ کے تمام واقفین کو ایک جدید نظام عمل سے وابستہ کر کے ''حدیقۃ المبشرین'' کے نام سے ایک نیا ادارہ قائم فرمایا۔

اب تک یہ دستور تھا کہ جامعہ احمدیہ سے کامیاب ہونے والے شاہدین کو مستقل طور پر تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں مساوی طور پر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔صدر انجمن احمدیہ کے حصہ میں آنے والے شاہدین کو پاکستان میں دینی خدمت کے لئے مخصوص کر دیا جاتا اور تحریک جدید کے واقفین اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بیرونی ممالک میں بھجوا دئے جاتے۔لیکن حضور انور نے ۱۹ جون ۱۹۷۰ء کو یہ طریق یکسر بدل دیا اور اس روز خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

''اب مَیں ایک نئی تنظیم کا اعلان کرنے لگا ہوں۔مَیں نے بہت سوچا بہت دعائیں کیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزانہ جھکا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ

ہمیں اپنا پرانا طریق بدل دینا چاہیے اور یہ چیز پہلے مبلّغین پر بھی حاوی ہو جائے گی اور نئے آنے والوں پر بھی کہ نہ کوئی تحریک کا ہوگا نہ کوئی انجمن کا ہوگا۔تمام واقفین کا ایک خاص گروہ بن جائے گا۔ ایک جماعت، ایک pool (پُول) ہوگا۔ ایک Reservoir (ریزروائیر) ہوگا ایک تالاب ہوگا جس میں یہ روحانی مچھلیاں اجتماعی زندگی گزاریں گی اور تربیت حاصل کریں گی اور نشو ونما پائیں گی۔ نئے اور پرانے اس پُول میں چلے جائیں گے۔ جو پرانے ہیں ایک سال کے اندر ہم ان کی screen (سکرین) کریں گے یعنی بصیغہ راز ان کے تمام حالات، ان کی ذہنیت وغیرہ وغیرہ معلوم کریں گے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی میں کوئی نقص ہو اس کی وجہ سے اس کو باہر نہ بھیجا جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے حالات یا اس کی ذہنیت ایسی ہو کہ وہ یہاں بہت اچھا کام کر سکتا ہو باہر نہ کر سکتا ہو۔ یہ سارے کوائف ہم اکٹھے کریں گے اور اسی طرح مثلاً آٹھ جو میں نے پہلے مثال دی تھی کہ جامعہ سے جو نئے فارغ ہوئے ہیں ان نئے فارغ ہونے والوں کو اس پُول میں بھیج دیا جائے گا۔ نہ کوئی تحریک کے پاس جائے گا نہ انجمن کے پاس۔لیکن تعداد دونوں کی مقرر ہو جائے گی۔مثلاً پہلے ساٹھ مبلّغ ہیں اس سال آٹھ نئے مبلّغ پیدا ہوئے ہیں تو چار ان کے حصہ میں آئیں گے تو یہ ہو جائے گا کہ پہلے تحریک جدید کے ساٹھ تھے اب چونسٹھ ہو گئے۔اور اگر پہلے اسّی مبلغ ہیں صدر انجمن احمدیہ کے اب ان کو چار ملے تو چوراسی ہو گئے۔لیکن وہ کون کون ہوں گے اس کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ وہ پُول کے ہوں گے اور وہیں سے وہ باہر جائیں گے اَور کوئی شخص باہر نہیں جائے گا جب تک کم از کم تین سال تک اس نے پاکستان میں کام نہ کیا ہو اور اس کے حالات اور اس کی ذہنیت کا ہمیں علم نہ ہو۔ اور پہلوں کی Screening (سکریننگ) تو اسی سال ہوگی اور نئے آنے والوں کی سکریننگ تین سال کے بعد ہوگی۔ اور پھر ان میں سے (ear mark) (ایر مارک) معین کر دیئے جائیں گے یعنی نشاندہی ہو جائے گی کہ یہ یہ مبلّغ ایسے ہیں جو بیرونی ممالک میں کام کرنے کے قابل ہیں۔ پھر جتنے ان کے حصہ کے ہیں اتنے ان میں سے باہر بھیج دیئے جائیں گے''۔[117]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ابتداء میں اس ادارے کا نام پول مخلصین رکھا تھا مگر بعد میں اسی سال ماہ دسمبر ۱۹۷۰ء کے آخر میں بعض احباب کی تجویز پر نام بدل کر حدیقۃ المبشرین رکھ دیا۔ دفتر کے ریکارڈ کے مطابق ۸ دسمبر ۱۹۷۰ء کو حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے حضور کی خدمت میں تحریر کیا کہ پُول مبلغین میں ایک لفظ انگریزی کا ہے اور ایک عربی کا ہے اس لئے زیادہ موزوں ہوگا کہ اگر دونوں عربی کے الفاظ ہوں۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے ''دائرۃ المبشرین'' کا لفظ تجویز کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ معاملہ جامعہ احمدیہ کے سپرد کر دیا۔ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل محترم سیّد داؤد احمد صاحب مرحوم نے اپنے ادارے کے فاضل عربی اساتذہ (ملک مبارک احمد صاحب، محترم قریشی نورالحق تنویر صاحب) سے مشورہ کے بعد عرض کیا کہ ان کی رائے میں 'حدیقۃ المبشرین' کا نام مناسب رہے گا۔ حضور نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور اس ادارے کا نام حدیقۃ المبشرین رکھ دیا گیا۔

دفتر کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اگرچہ ۱۹ جون ۱۹۷۰ء کے خطبہ جمعہ میں مبلغین کے پُول کے قیام کا اعلان فرمایا تھا لیکن عملاً یہ ادارہ ۲۰ راگست ۱۹۷۰ء کو جاری ہوا۔ ابتداء میں اس کا دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح کے دفتر کے ایک کمرہ میں قائم کیا گیا۔ بعد ازاں اسے قصر خلافت مسجد مبارک کے ساتھ خلافت لائبریری کی پرانی عمارت کے ایک حصہ میں منتقل کر دیا گیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کو ادارہ کا پہلا سیکرٹری مقرر فرمایا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایات کے مطابق شبانہ روز کوشش سے اس ادارہ کے ابتدائی انتظامات کو عملی شکل دی اور اسے مضبوط بنیادوں پر مستحکم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ کے بعد جو حضرات سیکرٹری حدیقۃ المبشرین کے عہدہ پر ممتاز ہوئے ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب ۲۰ راگست ۱۹۷۰ء تا ۱۸ را کتوبر ۱۹۷۱ء

(۲) مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ۱۹ را کتوبر ۱۹۷۱ء تا ۳۰ راپریل ۱۹۷۹ء

(۳) مولانا فضل الٰہی انوری صاحب یکم مئی ۱۹۷۹ء تا ۱۷ مارچ ۱۹۸۲ء

(۴) مولانا محمد شفیع اشرف صاحب ۱۸ مارچ ۱۹۸۲ء تا ۲۹ مارچ ۱۹۸۹ء

(۵) مولانا سلطان محمود انور صاحب (قائمقام سیکرٹری) ۳۰ مارچ ۱۹۸۹ء تا ۷ جون ۱۹۸۹ء

(۶) مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب ۸ جون ۱۹۸۹ء تا ۲۶ ؍اگست ۱۹۹۵ء

(۷) مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب ۲۷ ؍اگست ۱۹۹۵ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۸ء [118]

نوٹ : یکم اکتوبر ۱۹۹۸ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد کی تعمیل میں دفتر حدیقۃ المبشرین کے فرائض وکالت دیوان تحریک جدید ادا کر رہی ہے۔ [119]

دفتر کے ریکارڈ کے مطابق مولانا کلیم صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین نے اخراجات کی منظوری کے لئے سب سے پہلی درخواست ۶ ؍اکتوبر ۱۹۷۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے حضور پیش کی جس میں فرنیچر اور سٹیشنری کے لئے کل ۹۸۰ روپے مرحمت کئے جانے کی عرضداشت تھی۔ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ حدیقہ کے اخراجات صدر انجمن اور تحریک جدید نصف نصف برداشت کیا کریں گے۔ نیز حضور نے دونوں مرکزی اداروں کو فوری ہدایت جاری فرمائی کہ فی الحال وہ ایک ایک ہزار روپے کا بجٹ حدیقہ کے لئے منظور کریں۔ ۸ ؍اکتوبر ۱۹۷۰ء کو حضور نے حدیقۃ المبشرین کو اپنا اکاؤنٹ امانت تحریک جدید ربوہ میں کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ابتداء میں چونکہ کوئی باقاعدہ عملہ نہیں تھا اس لئے حضور نے ۷ ؍اکتوبر کو فی الحال نئے شاہدین میں سے ایک یعنی صالح محمد خان صاحب سے بطور کلرک کام لینے کی اجازت عنایت فرمائی۔ ۱۱ نومبر ۱۹۷۰ء کو حضور نے حدیقۃ المبشرین کے لئے ایک اکاؤنٹ کلرک کا تقرر منظور فرمایا۔ چوہدری محمد ادریس صاحب عابد (سابق صدر حلقہ سٹیل ٹاؤن کراچی)۔ آپ کے بعد محمد شفیق صاحب اکاؤنٹنٹ رہے اور پھر ولی الرحمٰن صاحب سنوری اور سعید اللہ ملہی صاحب یہ خدمت بجالائے ہیں۔

اس نئے ادارہ کی بنیاد کے وقت مرکز احمدیت ربوہ کے زیر انتظام ۱۶۷ مربیان سلسلہ سرگرم عمل تھے جن میں سے ۹۷ تحریک جدید کے ماتحت بیرونی ممالک میں اور ۷۰ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت پاکستان میں خدمات بجالا رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایات کی روشنی میں ان تمام خدام دین کے الاؤنس اور جملہ مالی امور کا حساب بدستور تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے پاس رہا لیکن اُن کے دیگر امور کا مفصّل ریکارڈ حدیقۃ المبشرین کے سپرد کر دیا گیا اور آئندہ تقرریاں بھی اسی کی وساطت سے ہونے لگیں۔

۱۹۷۰ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ کے پندرہ فارغ التحصیل شاہدین حدیقۃ المبشرین کے زیر انتظام آئے۔ ۱۹۸۸ء اور ۱۹۸۹ء کے سال اس اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان سالوں میں

بالترتیب ۱۵۱ اور ۵۵ نئے مربیان کرام حدیقہ سے وابستہ ہوئے۔

حدیقۃ المبشرین نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد مبارک پر نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کے جملہ مربیان کرام کے کارڈ تیار کئے جن پر ان کی تصویر کے ساتھ ضروری کوائف بھی درج کئے۔ نیز دفتر میں آویزاں کرنے کے لئے ان کی تصاویر شیشے کے چھ بڑے بڑے فریموں میں محفوظ کردیں۔ جن میں مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ تصاویر لگائی گئیں۔

۱۔''منھم من قضٰی نحبہ''میں شامل مبلغین کرام

۲۔برِّاعظم افریقہ کے مبلغین کرام

۳۔برّ اعظم ایشیا کے مبلغین کرام

۴۔برّ اعظم یورپ وامریکہ کے مبلغین کرام

۵۔پاکستان کے مربیان کرام

۶۔انتظامیہ میں شامل اورریزرو مبلغین کرام

طریق کار اور لائحہ عمل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی حدیقۃ المبشرین کے طریق کار اور لائحہ عمل کے بارے میں استفسار فرمایا۔ اس پر اس وقت کے سیکرٹری حدیقۃ المبشرین محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب نے حضور کی خدمت میں اس کے متعلق ایک عریضہ ارسال کیا جس پر حضور نے یہ نوٹ لکھا کہ حدیقۃ المبشرین اپنے اسی طریق کے مطابق کام جاری رکھے۔ اس خط کا متن اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا رقم فرمودہ نوٹ درج ذیل ہے:۔

''حدیقۃ المبشرین۔ لائحہ عمل اور طریق کار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس ادارہ کے قیام کا اعلان ۱۹ جون ۱۹۷۰ کو فرمایا تھا۔ عملاً ۲۰ راگست ۱۹۷۰ء کو''حدیقۃ المبشرین'' نے کام شروع کیا۔ اس وقت اس کا نام''پُول مبلغین'' تھا۔

(۱) جملہ شاہدین جو جامعہ احمدیہ پاس کر لیتے ہیں وہ وکالت دیوان تحریک جدید کے توسط سے تمام کے تمام حدیقۃ المبشرین میں رپورٹ کرتے ہیں۔ (اب یکم جولائی ۱۹۸۲ء کو انشاء اللہ نئے شاہدین جامعہ احمدیہ سے آئیں گے)

(۲) ان کے بارے میں حضور سے ہدایات لے کر انہیں کم از کم ایک سال کے لئے اصلاح و

ارشاد مقامی میں بھجوایا جاتا ہے۔

(۳) ایک سال وہاں کام کرنے کے بعد پھر حضور سے ہدایت حاصل کر کے انہیں اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں بھجوایا جاسکتا ہے۔

(۴) مجموعی طور پر کم از کم پانچ سال کے تجربہ کے بعد ان کے نام حضور کی خدمت میں بیرون ملک کے لئے تجویز کئے جا سکتے ہیں۔ اور اگر حضور منظور فرمالیں تو انہیں وکالت تبشیر میں بھجوا دیا جاتا ہے۔

(۵) بیرونی ممالک کے لئے کوئی نام تجویز کرنے سے پہلے اس مبلغ کے بارے میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (حضور نے اس پر دائرہ لگا کر تحریر فرمایا ''وکیل التبشیر'') سے زبانی مشورہ کرنا ضروری ہے۔ ان کے مشورہ کے بعد حسب ضرورت لکھ کر ان سے توثیق بھی کروائی جاتی ہے۔ پھر جہاں جہاں اس مربی نے کام کیا ہوتا ہے وہاں کے امراء یا کسی اور مناسب عہدیدار سے نیز نظارتِ اصلاح وارشاد، وکالت تبشیر اور جامعہ احمدیہ وغیرہ سے اس کے کام کے بارے میں رپورٹیں منگوائی جاتی ہیں۔ خود سیکرٹری حدیقۃ المبشرین کا اپنا ریکارڈ اور تاثر بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ ان سب کو مرتب کر کے مبلغ کے کارڈ کے ساتھ جس پر اس کے ضروری کوائف اور تصویر بھی ہوتی ہے حضور کی خدمت میں ان کا معاملہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۶) جو مبلغ باہر جاتا ہے کم از کم تین سال کے لئے ان کا قیام بیرون ملک ضروری ہے۔ اگر سلسلہ کی ضرورت ہو تو یہ عرصہ پانچ سال کا بھی ہوسکتا ہے، اگر فیملی ساتھ ہو تو بھی۔

(۷) جو مبلغ بیرون ملک اپنا عرصہ پورا کر لیتے ہیں خواہ کسی دوسری جگہ ان کو تبدیل کر دیا جائے تو بھی ضروری ہے کہ پہلے وہ مرکز میں آئے۔

(۸) بعض مبلغین کے کارڈوں پر حضور کے ارشاد کے ماتحت یا از خود حضور نے سرخ نشان (×) لگوایا ہوا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے مبلغین کے اسماء بیرونی ملکوں کے لئے تجویز نہیں کئے جاسکتے۔ اس طرح حضور کی طرف سے جن مبلغین کے بارے میں کوئی خاص ہدایت اس کے علاوہ ہو وہ نام بنام نوٹ کر لی جاتی ہے اور ان کے بارہ میں کوئی بھی کارروائی کرتے ہوئے حضور کی اُن ہدایات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

(۹) جو مبلغین بیرون ملک سے آتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرکز میں اپنا عرصہ

رخصت گذار کر پھر حدیقۃ المبشرین میں رپورٹ کریں۔حدیقہ ان کے بارہ میں حضور سے نئی ہدایات لے کر جہاں ان کو بھجوانا ہو متعلقہ ادارہ کو اس کی اطلاع کرتا ہے۔

(۱۰) حدیقۃ المبشرین کے بجٹ میں اس وقت (۱۹۸۲ء میں) ۱۵۵ مبلغین اور ۲ر افراد عملہ کے شامل ہیں۔ان سب کی فائلیں، سروس بکیں اور ضروری ریکارڈ حدیقہ میں ہوتا ہے۔حدیقہ ہی ان سب کو الاؤنس اور دوسرے بل ادا کرتا ہے۔مثلاً امدادِ سرما، امداد گندم وغیرہ۔

(۱۱) حدیقہ کے بجٹ کا نصف حصہ تحریک جدید اور نصف انجمن ادا کرتی ہے۔دونوں اداروں کی طرف سے ہر سہ ماہی کے لئے اخراجات پیشگی مل جاتے ہیں۔حدیقہ کے بلوں کی پڑتال کے لئے مکرم ناظر صاحب دیوان آڈیٹر مقرر ہیں۔

(۱۲) ہمارا اکاؤنٹ امانت تحریک جدید میں ہے جسے سیکرٹری حدیقۃ المبشرین اور مکرم ناظر صاحب اصلاح وارشاد آپریٹ کرتے ہیں۔

(۱۳) علاوہ دوسرے فرائض کے حدیقۃ المبشرین سال میں ایک بار مربیان کرام کے لئے ریفریشر کورس منعقد کرتا ہے۔جس کے لئے جملہ نصاب، پروگرام اور دوسری تمام تفصیلات حضور منظور فرماتے رہے ہیں۔گذشتہ سالوں میں آخری تین سالوں کے مربیان ایک ماہ کے لئے اس کورس میں شامل ہوتے تھے۔اس دفعہ حضور نے صرف دو سالوں کے مربیان کو شامل ہونے کے لئے فرمایا تھا۔کُل ۲۸ مربیان تھے جن کو چار گروپوں میں تقسیم کر لیا گیا تھا۔کورس کی مدت بھی ایک ایک ہفتہ کر دی گئی اس طرح ۲۸ مربیان کے چار گروپ مجموعی طور پر ۱۵ مئی سے ۱۰ جون تک ریفریشر کورس میں شریک ہوئے۔

(۱۴) اس وقت حدیقۃ المبشرین کا عملہ ایک سیکرٹری، ایک محرر درجہ دوم اور ایک مددگار کارکن پر مشتمل ہے۔

دستخط محمد شفیع اشرف ۲۳/۶/۸۲

اس خط پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مندرجہ ذیل نوٹ رقم فرمایا:۔

''واپس۔ٹھیک ہے۔اسی طریق پر کام جاری رہے۔ہاں اگر کسی بارہ میں دقت پیش آئے اور طریق بدلنا مناسب معلوم ہو تو ایسی صورت میں تحریری رپورٹ کریں۔

دستخط (حضور انور) ۲۶/۶/۸۲'' 120

مجلس نصرت جہاں کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجلس نصرت جہاں کی جو اوّلین کمیٹی ترتیب دی وہ درج ذیل ہے۔

۱۔ مکرم وکیل التبشیر صاحب
۲۔ مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب (نائب صدر)
۳۔ مکرم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب
۴۔ مکرم محمد اسمٰعیل منیر صاحب (سیکرٹری)
۵۔ مکرم مولانا مقبول احمد قریشی صاحب
۶۔ مکرم مرزا خورشید احمد صاحب
۷۔ مکرم مرزا انس احمد صاحب

مجلس نصرت جہاں کے قیام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کمیٹی کو ۲۴ جون ۱۹۷۰ء کو حسب ذیل ارشاد فرمایا:

> ''پروگرام لیپ فارورڈ جو اب چھ ملکوں پر مشتمل ہے اس کام کو تیزی اور تندہی سے کرنے کے لئے مندرجہ بالا کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اور جب تک یہ کام مضبوطی سے اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو جاتے وکالتِ تبشیر تحریک جدید کے ساتھ براہِ راست اس کا تعلق نہیں ہوگا۔ یہ کمیٹی براہ راست میری نگرانی میں کام کرے گی۔'' [121]

ارض بلال میں ہسپتالوں اور سکولوں کا قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے دورہ افریقہ سے واپسی کے بعد چند سالوں کے اندر اندر ارض بلال افریقہ میں کس طرح نئے ہسپتالوں اور سکولوں کا جال بچھا دیا وہ ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے جو قیامت تک ستاروں کی طرح چمکتا دمکتا رہے گا جس کی ایمان افروز تفصیلات اپنے اپنے مقام پر آئیں گی مگر ۱۹۷۰ء کے واقعات میں بھی وقتِ تحریر ہذا ۲۰۱۴ء تک کا ایک مختصر خاکہ پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

نئے ہسپتال

نمبر شمار	نام ہسپتال	مقام	سن اجراء	ابتدائی ڈاکٹر صاحبان
				﴿ گھانا ﴾
1	احمدیہ ہسپتال	کوکوفو	یکم نومبر ۱۹۷۰ء	بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر غلام احمد صاحب۔ (نصرت جہاں سکیم کے تحت قائم ہونے والا پہلا میڈیکل سنٹر۔ ۱۹۸۰ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث دوسری مرتبہ غانا تشریف لے گئے تو ۲۶ ؍اگست کو حضور انور نے اپنے دستِ مبارک سے نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا)
2	احمدیہ ہسپتال	اسکورے	۱۹۷۱ء	ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب۔ (۹ مارچ ۱۹۷۴ء کو ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح ہوا)
3	احمدیہ ہسپتال	سویڈرو	۱۸ نومبر ۱۹۷۱ء	ڈاکٹر آفتاب احمد چوہدری صاحب
4	احمدیہ ہسپتال	ٹیچی مان	۲۶ ستمبر ۱۹۷۱ء	ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب
5	احمدیہ میڈیکل سنٹر	ایکروفوم	یکم اکتوبر ۱۹۸۳ء	ڈاکٹر آئی ۔ بی ۔ محمد صاحب ۔ (یہ کلینک بند ہو چکا ہے)
6	احمدیہ ہسپتال	ڈبوآسی	۱۹۹۴ء	ڈاکٹر عبد الحفیظ بھروانہ صاحب ۔ (نئی عمارت کا افتتاح نومبر ۱۹۹۷ء میں کیا گیا)
7	احمدیہ ہسپتال	کالیو	۷ ؍اپریل ۱۹۹۶ء	ڈاکٹر نصیر احمد شیخ صاحب
8	احمدیہ میڈیکل سنٹر	وا	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر نصر اللہ حمید صاحب
9	احمدیہ ہسپتال	MIM	۱۹ نومبر ۲۰۰۷ء	ڈاکٹر محمد بشیر صاحب

10	احمدیہ ہربل کلینک	اشانٹی ریجن	۲۰۰۷ء	ڈاکٹر اسدالزماں صاحب آف انڈیا۔ یہ کلینک اب بند ہو چکا ہے۔
11	احمدیہ ہومیو کلینک	بواڈی	۱۹۹۱ء	ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب و محترمہ مبشرہ نسیم صاحبہ۔ (اس کلینک کا آغاز اکرا میں ہوا۔ ۱۹۹۴ء میں اسے مستقل طور پر بواڈی (کماسی) میں منتقل کر دیا جہاں اس کا باقاعدہ افتتاح ۹/ اپریل ۱۹۹۴ء کو کیا گیا)
12	طاہر ہومیو کمپلیکس	بواڈی	۱۹۹۵ء	ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب و محترمہ مبشرہ نسیم صاحبہ۔ (یہ ادارہ ہومیو ادویات کا غانا میں پہلا کارخانہ ہے)
13	احمدیہ ہومیو کلینک	ساچرے اڈوماسی	۱۹۹۶ء	ڈاکٹر شبیر حسین صاحب و اہلیہ ڈاکٹر عظمیٰ خلیل صاحبہ۔ (دسمبر ۲۰۰۵ میں یہ ہسپتال بند ہو گیا)
14	احمدیہ ہومیو کلینک	کوفوریڈوا	۱۹۹۸ء	ڈاکٹر شبیر حسین صاحب و اہلیہ ڈاکٹر عظمیٰ خلیل صاحبہ
15	احمدیہ ہومیو کلینک	مانکسیم	۱۵ستمبر ۲۰۰۰ء	ڈاکٹر محمد مصطفیٰ صاحب آف گھانا۔ اب یہ کلینک بند ہو چکا ہے۔
			سیرالیون	
1	احمدیہ میڈیکل سنٹر	جورو	۷ جون ۱۹۷۱ء	ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیری صاحب۔ (سیرالیون میں نصرت جہاں سکیم کا پہلا ہسپتال۔ یہ ہسپتال بند ہو چکا ہے)
2	احمدیہ میڈیکل سنٹر	بواجے بو	۳ جولائی ۱۹۷۱ء	ڈاکٹر امتیاز احمد چوہدری صاحب۔ (ستمبر ۱۹۷۵ء کو ہسپتال کی نئی عمارت تعمیر ہوئی۔ یہ ہسپتال بوجہ خانہ جنگی بند ہو چکا ہے)

3	احمدیہ ہسپتال	روکوپر	۴ دسمبر ۱۹۷۱ء	ڈاکٹر سردار محمد حسن صاحب۔(یہ ہسپتال خانہ جنگی کی وجہ سے مجبوراً ۹ سال بند رہا۔مکرم ڈاکٹر شمس الاسلام صاحب نے ۲۰۰۳ء میں اسے دوبارہ جاری کیا)
4	احمدیہ میڈیکل سنٹر	مسنگبی	۱۹۷۲ء	ڈاکٹر طاہر محمود احمد صاحب و اہلیہ ڈاکٹر کوثر تسنیم صاحبہ۔(ہسپتال کا باقاعدہ افتتاح ۱۹ جنوری ۱۹۷۶ء کو ہوا۔یہ ہسپتال بند ہو چکا ہے)۔ڈاکٹر کوثر تسنیم صاحبہ مجلس نصرت جہاں کی پہلی خاتون ڈاکٹر تھیں۔
5	احمدیہ ڈسپنسری	بو	۱۹۶۰ء	ڈاکٹر میجر شاہ نواز خان صاحب۔(یہ کلینک بوجوہ بند کرنا پڑا)
6	احمدیہ ہسپتال	مائل ۹۱ (Mile-91)	۱۹۸۲ء	ڈاکٹر عبد الرحیم ظفر صاحب۔(اکتوبر ۲۰۰۹ء میں یہ ہسپتال بند کر دیا گیا اور کینیما کے مقام پر Relocate کیا گیا)
7	احمدیہ ہسپتال	فری ٹاؤن	۱۹۹۵ء	ڈاکٹر رشید احمد بھٹی صاحب۔(۱۹۹۷ء میں یہ ہسپتال حالات کی خرابی کے باعث بند کر دیا گیا۔۱۴/اکتوبر ۲۰۰۱ء کو دوبارہ اجراء ہوا)
8	احمدیہ ہسپتال	کینیما	۷ مارچ ۲۰۰۹ء	ڈاکٹر جاوید اکرم صاحب اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر تنزیلہ جاوید صاحبہ۔ Mile91 سے ان کا یہاں تبادلہ کیا گیا تھا۔
		گیمبیا		
1	احمدیہ میڈیکل سنٹر	کاعور	۱۵ نومبر ۱۹۶۸ء	ڈاکٹر سعید احمد صاحب (یہ ہسپتال بوجوہ بند کرنا پڑا)

2	احمدیہ ڈینٹل سرجری	بانجل	۱۹۷۱ء	ڈاکٹر احتشام الحق صاحب
3	احمدیہ میڈیکل سنٹر	گنجور	۲۹ نومبر ۱۹۷۱ء	ڈاکٹر محمد اشرف صاحب ۔(یہ کلینک ۱۹۷۳ء میں بوجوہ بند کر دیا گیا)
4	احمدیہ میڈیکل سنٹر	بریکامہ	۱۹۷۴ء	ڈاکٹر الحاج محمد خان صاحب۔(یہ ہسپتال بوجوہ بند کرنا پڑا)
5	احمدیہ میڈیکل سنٹر	فیرافینی	۱۹۷۲ء	ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ (یہ ہسپتال بوجوہ ۱۹۹۷ء میں بند کر دیا گیا)
6	احمدیہ میڈیکل سنٹر	بانجل	اگست ۱۹۷۱ء	ڈاکٹر انوار احمد خان صاحب۔(۳/اکتوبر ۱۹۸۰ء کو نئے ہسپتال کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء کو اس کا افتتاح ہوا)
7	احمدیہ میڈیکل سنٹر	انجوارا	۱۹۷۱ء	ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب۔(یہ ہسپتال ستمبر ۱۹۸۴ء میں بند ہوا)
8	احمدیہ کلینک	بصّے	مارچ ۱۹۷۴ء	ڈاکٹر کیپٹن طاہر احمد صاحب(۱۹۹۷ء میں ہسپتال کو بوجوہ بند کرنا پڑا۔۱۳ مارچ ۲۰۰۹ء میں اس کا دوبارہ افتتاح ہوا۔ڈاکٹر تنویر احمد صاحب کا تقرر ہوا)
				﴿ نائیجیریا ﴾
1	احمدیہ ہسپتال	اپاپا	۱۹۶۱ء	ڈاکٹر (کرنل) محمد یوسف شاہ صاحب
2	احمدیہ میڈیکل سنٹر	بکورو	۵ فروری ۱۹۷۲ء	ڈاکٹر قاضی منور احمد صاحب۔(۷/اپریل ۱۹۷۴ء کو ہسپتال کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔عیسائی مسلم فسادات کی وجہ سے یہ ہسپتال فروخت کر دیا گیا)
3	احمدیہ ہسپتال	اجیبواڈے	۱۳/اکتوبر ۱۹۷۳ء	ڈاکٹر عبدالرؤف غنی صاحب

4	احمدیہ کلینک	اموسان	۱۷جون ۱۹۷۹ء	ڈاکٹر سید مبشر احمد صاحب و اہلیہ امۃ الحفیظ صاحبہ (یہ ہسپتال بند ہو چکا ہے)
5	احمدیہ میڈیکل سنٹر	اویری	جولائی ۱۹۸۱ء	ڈاکٹر سید مبشر احمد صاحب اور ایک ماہ بعد ڈاکٹر مبشر سلیم صاحب (یہ ہسپتال ۲۰۰۱ء میں بند ہوا)
6	احمدیہ ہسپتال	اجوکورو	۱۹۸۳ء	ڈاکٹر منور احمد صاحب۔ (اس کا سنگ بنیاد ۱۹۷۹ء میں رکھا گیا۔ ہسپتال کا باقاعدہ افتتاح ۲۰ مارچ ۱۹۸۷ء کو ہوا)
7	احمدیہ کلینک	اکارے اکوکو۔ اونڈو سٹیٹ	۱۹۷۱ء	ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب (۱۹۷۵ء کے آغاز میں بند کرنا پڑا)
8	احمدیہ کلینک	کابا	۱۹۷۱ء	ڈاکٹر عزیز احمد صاحب (۱۹۷۴ء میں بند کر دیا گیا)
9	احمدیہ میڈیکل سنٹر	ابادان	۱۹۷۵ء	ڈاکٹر سید غلام مجتبٰی صاحب (۱۹۸۳ء میں بند کرنا پڑا)
10	احمدیہ میڈیکل سنٹر	کانو	۱۹۶۱ء	ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب
11	احمدیہ ڈینٹل سرجری	کانو	۱۹۸۱ء	ڈاکٹر حمید اللہ صاحب (شہید کراچی)۔ (مئی ۱۹۸۲ء میں اس کی نئی عمارت کا کام شروع ہوا)
12	احمدیہ ہسپتال	اوچی	۱۹۸۲ء	ڈاکٹر سید مبشر احمد صاحب و اہلیہ ڈاکٹر امۃ الحفیظ صاحبہ۔ (یہ ہسپتال بوجوہ بند کرنا پڑا)
13	احمدیہ ہسپتال	نیو بصا	۱۹۹۷ء	ڈاکٹر ملک مدثر احمد صاحب و اہلیہ ڈاکٹر لئیقہ فوزیہ صاحبہ۔ (یکم دسمبر ۱۹۹۸ء کو اس ہسپتال کا افتتاح ہوا)
		آئیوری کوسٹ		
1	احمدیہ کلینک	آبی جان	۲۲ نومبر ۱۹۸۴ء	ڈاکٹر نظام الدین بدھن صاحب آف ماریشس

		﴿ لائبیریا ﴾		
1	احمدیہ ہسپتال	منروویا	۲۹ نومبر ۱۹۸۳ء	ڈاکٹر نصیر احمد مبشر صاحب
2	احمدیہ ہسپتال	ٹب مین برگ	۲۰۰۷ء	ڈاکٹر طاہر احمد مرزا صاحب
3	احمدیہ ڈینٹل سرجری کلینک	منروویا	۲۰۱۲ء	ڈاکٹر نصرت قریشی صاحبہ
4	احمدیہ کلینک II	منروویا	۲۰۱۲ء	ڈاکٹر سید کامران احمد صاحب ۔ Seyon Town میں یہ کلینک واقع ہے۔
5	احمدیہ ENT کلینک	منروویا	۲۰۱۳ء	ڈاکٹر ممتاز احمد عمر صاحب
		﴿ تنزانیہ ﴾		
1	احمدیہ ہسپتال	موروگورو	۲۱ اپریل ۱۹۸۸ء	ڈاکٹر مبارک احمد صاحب شریف ۔ (۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ افتتاح فرمایا)
2	احمدیہ ہسپتال	کہونڈہ	۱۹۹۲ء	ڈاکٹر مبارک احمد شریف و اہلیہ فوزیہ شریف صاحبہ (۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے سنگِ بنیاد رکھا۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں تعمیر مکمل ہوئی۔ یہ ہسپتال مارچ ۲۰۰۶ء میں بند ہوا)
		﴿ یوگنڈا ﴾		
1	احمدیہ میڈیکل سنٹر	چوتیرہ	۷ مئی ۱۹۸۴ء	ڈاکٹر محمد عباس صاحب باجوہ اور لیڈی ڈاکٹر آصفہ باجوہ صاحبہ (۲۷ مئی ۱۹۸۴ء کو باقاعدہ افتتاح ہوا۔ یہ ہسپتال بوجوہ بند کرنا پڑا)

2	احمدیہ ہسپتال	امبالے	۱۹۹۰ء	ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب۔ (۱۷ فروری ۱۹۹۶ء کو ہسپتال کا باقاعدہ افتتاح ہوا)
		﴿ بورکینا فاسو ﴾		
1	احمدیہ ہسپتال	واگاڈوگو	۷ جولائی ۱۹۹۷ء	ڈاکٹر فضل محمود بھنوں صاحب
2	احمدیہ ہسپتال	بوبوجلاسو	۲۰۰۲ء	ڈاکٹر ذوالفقار احمد فضل صاحب
3	احمدیہ ہومیو کلینک	وایوگیا	۲۰۰۵ء	ڈاکٹر مبشر حمید صاحب۔ (بند ہو چکا ہے)
4	احمدیہ ہومیو کلینک	تنکوڈوگو	۲۰۰۷ء	ڈاکٹر انس احمد صاحب۔ (بند ہو چکا ہے)
		﴿ بینن ﴾		
1	احمدیہ ہسپتال	پورٹونوو	۱۶/اگست ۱۹۹۹ء	ڈاکٹر عبدالوحید صاحب خادم
2	احمدیہ ہسپتال	کوٹونو	۲۰۰۳ء	ڈاکٹر مبارک احمد آغا صاحب (بعض نامساعد حالات کی وجہ سے احمدیہ میڈیکل سنٹر کوٹونو کو داسا منتقل کر دیا گیا۔ جس کا افتتاح ۷ جنوری ۲۰۰۹ء کو ہوا)
3	احمدیہ ہسپتال	پاراکو	۲۰۰۵ء	ڈاکٹر خاور منصور صاحب۔ (۳۱/جولائی ۲۰۰۸ء کو ہسپتال کا افتتاح ہوا)
4	احمدیہ ہومیو کلینک	پورٹونوو	۲۰۱۰ء	ڈاکٹر لقمان نصیر ناصر صاحب
		﴿ گنی بساؤ ﴾		
1	احمدیہ میڈیکل سنٹر	گنی بساؤ	جولائی ۲۰۰۱ء	ڈاکٹر مبارک احمد صاحب (یہ ہسپتال بوجوہ بند کرنا پڑا)
		﴿ کانگو ﴾		
1	احمدیہ ہسپتال	مسینہ کنشاسہ	۲۵ دسمبر ۱۹۸۷ء	ڈاکٹر ریاض احمد امیر الدین صاحب آف ماریشس

﴿ کینیا ﴾				
1	احمدیہ ہسپتال	شیانڈا	۱۹۸۸ء	ڈاکٹر خواجہ عطاء الرحمٰن صاحب
2	احمدیہ کلینک	نیروبی	۳نومبر۱۹۹۸ء	ڈاکٹر اقبال حسین اختر صاحب۔(یہ کلینک بند ہو چکا ہے)
3	احمدیہ کلینک	ممباسہ	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر اقبال حسین اختر صاحب۔(یہ کلینک عارضی طور پر بند ہے)
4	احمدیہ کلینک	کسوموں	۲۰۰۱ء	ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب
5	احمدیہ کلینک	نکورو	۲۰۰۲ء	ڈاکٹر محمود الحسن صاحب (یہ ہسپتال بند ہو چکا ہے)
6	احمدیہ ہومیو ہسپتال	نیروبی	اکتوبر۲۰۱۰ء	ڈاکٹر اسد احمد صاحب

نئے سکول

نمبر شمار	نام ادارہ	مقام	سن اجراء	ابتدائی اساتذہ
﴿ گھانا ﴾				
1	تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول	کماسی	۱۹۵۰ء	ڈاکٹر سفیر الدین بشیر احمد صاحب
2	تعلیم الاسلام احمدیہ کمرشل سیکنڈری سکول	فومینہ	۱۹۶۸ء	کمال الدین صاحب
3	احمدیہ سیکنڈری سکول (بعد میں احمدیہ ٹیچرز ٹریننگ کالج)	وا	۱۹۷۰ء	شکیل احمد منیر صاحب اور خلیل الرحمٰن فردوسی صاحب

4	تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول	سلاگا	۱۹۷۱ء	چوہدری محمد اشرف صاحب۔ اس سکول کو یہ شرف حاصل ہے کہ (حضرت) صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے اس میں تدریس فرمائی ہے۔
5	تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول	اسکورے	نومبر۱۹۷۲ء	مبارک احمد صاحب
6	تعلیم الاسلام احمدیہ ایگریکلچرل سیکنڈری سکول	گوموا پوسٹن	۱۹۷۲ء	چوہدری محمد شریف صاحب
7	احمدیہ سیکنڈری سکول	ایسارچر	۱۹۷۲ء	چوہدری نصیر احمد صاحب۔ اس سکول کو یہ شرف حاصل ہے کہ (حضرت) صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے اس میں تدریس فرمائی ہے۔

نائیجیریا

1	احمدیہ کالج	کانو	۱۹۷۰ء	رفیق احمد ثاقب صاحب
2	ناصر الدین سیکنڈری سکول	منا	۱۹۷۱ء	محمد یعقوب خان صاحب
3	فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول	گساؤ	۱۹۷۱ء	محمد اسماعیل وسیم صاحب
4	احمدیہ سیکنڈری سکول	اگبا گی۔اکوکو سٹیٹ	۱۹۷۵ء	عبد القدیر کوکب صاحب، عبد الرشید بھٹی صاحب اور زکریا انوری صاحب
5	احمدیہ کالج	عمائشہ	۱۹۷۶ء	منیر احمد بسمل صاحب اور قریشی سعید احمد اظہر صاحب

6	احمدیہ سیکنڈری سکول	آئیگنلے ۔ کوارا سٹیٹ	۱۹۷۹ء	مظفر احمد منصور صاحب
7	احمدیہ سیکنڈری سکول	اونڈا	۱۹۸۰ء	عبدالحئی طاہر صاحب
8	احمدیہ کمیونٹی گرامر سکول	آگووائی ۔ اوگون سٹیٹ	۱۹۸۰ء	نصیر احمد خالد صاحب
9	احمدیہ سیکنڈری سکول	اونی	۱۹۸۰ء	طارق محمود ظہور صاحب
10	احمدیہ سیکنڈری سکول	آرا	۱۹۸۱ء	مبارک علی طاہر صاحب

سیرالیون

1	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	بو	۵ مئی ۱۹۶۰ء	شیخ نصیر الدین احمد صاحب
2	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	فری ٹاؤن	ستمبر ۱۹۶۴ء	بشارت احمد بشیر صاحب
3	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	بواجے بو	۱۹۶۶ء	منور احمد صاحب
4	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	جورو	۱۹۶۷ء	مبارک احمد نذیر صاحب
5	جاوی احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	دارو	۱۹۷۲ء	عبدالسلام ظافر صاحب
6	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	روکوپر	۱۹۷۲ء	منصور احمد بشیر صاحب
7	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	مسنگبی	۲۶ جولائی ۱۹۷۳ء	سید عبدالماجد صاحب
8	احمدیہ جونیئر نصرت جہاں سیکنڈری سکول	ٹمبوڈو	۲۲ فروری ۱۹۷۵ء	نذیر احمد مبشر صاحب
9	احمدیہ ایگریکلچرل جونیئر سیکنڈری سکول	کبالا	۱۹۷۵ء	محمد امین چیمہ صاحب
10	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	بلاما	۱۹۷۶ء	لطیف احمد جھمٹ صاحب
11	ناصر احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	کینیما	۲ ستمبر ۱۹۷۶ء	لطف الرحمٰن محمود صاحب

12	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Gbangbatoke	۱۹۷۷ء	Mr. J.B.B.Saffa
13	احمدیہ ایگریکلچرل سیکنڈری سکول	نیوٹن	۱۹۷۷ء	اوزان دین صاحب (Mr. Ozane Deen)
14	بلوم احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	لنگی	۲۱ستمبر۱۹۸۰ء	جمیل احمد طارق صاحب
15	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Fairo	۱۹۸۱ء	Mr. A. A. Lamin
16	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Timbowala	۱۹۸۲ء	Mr. S.M. Sapatteh
17	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	روٹی فنک	۲۷/اکتوبر ۱۹۸۳ء	Mr. F.M.Bayoh
18	احمدیہ ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل سیکنڈری سکول	مکینی	۱۷ستمبر۱۹۸۴ء	مبارک احمد طاہر صاحب
19	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	کوری بانڈو	ستمبر۱۹۸۴ء	Mr. Hassan Iftone
20	طاہر احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Kailahun	ستمبر۱۹۸۵ء	Mr.Evans F. Sinneh اور محمد ادریس صاحب
21	Bagruwa احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Sembehun	۱۹۹۰ء	Mr. Mustapha N. Kallon
22	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Pepel	۱۹۹۴ء	Mr. A.S. Bayoh
23	ناصر سینئر احمدیہ سیکنڈری سکول	کینیما (Kenema)	۱۹۹۶ء	Mr. Sandy Moijueh
24	بلوم احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول	لنگی	۲۰۰۰ء	جمیل احمد طارق صاحب
25	احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول	بو	۲۰۰۰ء	Mr. A.T.Jalloh
26	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	فری ٹاؤن	۲۰۰۰ء	Mr.Abdul K. Sesay
27	طاہر جونیئر سیکنڈری سکول	بو	۲۰۰۳ء	Mr. K.M. Lamin

28	جاوی سینئر سیکنڈری سکول	دارو	۲۰۰۳ء	Mr. Sylvester Keifala Moiforay
29	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Bomie Tongo	۲۰۰۳ء	Mr.Francis Farmer
30	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Mogbwemo	۲۰۰۳ء	Mr. Morisa Foday
31	نصرت جہاں گرلز جونیئر سیکنڈری سکول	بو	۲۰۰۳ء	درّ زریں نعیم صاحبہ
32	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Rosinor	۲۰۰۵ء	Mr. K.M.Bangura
33	احمدیہ سینئر ایگریکلچرل سیکنڈری سکول	کبالا	۲۰۰۵ء	Mr. Balla Sesay
34	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	مانڈو۔بو	۲۰۰۶ء	Mr.E.J.Massaquoi
35	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Targrin-Lungi	۲۰۰۶ء	Mr. U.P.Bangura
36	مسرور احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Pendembu	ستمبر۲۰۰۶ء	Mr.Momodu Momoh
37	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Bandajuma	۲۰۰۶ء	Mr. Joseph Lavally
38	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Masiaka	ستمبر۲۰۰۶ء	Mr. Unisa Deen Kargbo
39	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Gbonkobana	۲۰۰۶ء	Mr. Alimamy M.Kamara
40	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Gbendembu	۲۰۰۶ء	Mr. Alah Lamin
41	نصرت جہاں سینئر سیکنڈری سکول	مسنگبی	۲۰۰۷/۰۸ء	Mr. A. Sesay

42	احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول	نیوٹن	۲۰۰۸ء	Mr. S. I. Fofana
43	احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول	روکوپر	۲۰۰۸ء	Mr. M.K.Mahmood
44	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Port Loko	۲۰۰۸ء	Mr. A. Kabba
45	مسرور احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Segbewema	۲۰۰۹/۱۰ء	Mr. Shiaka Lahai
46	احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول	Masiaka	۲۰۰۹/۱۰ء	Mr. M. H. Rogers
47	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Goderich	۲۰۰۹/۱۰ء	Mr. Lilian Songo
48	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Ngegbema	۲۰۰۹/۱۰ء	Mr. F. Kallon
49	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Magburaka	۲۰۰۹/۱۰ء	Mr.Hassan Kamara
50	Bagruwa احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول	Sembehun	۲۰۰۹/۱۰ء	Mr. S .T. Laboh
51	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Mile-91	۲۰۱۰/۱۱ء	Mr. Yousuf Turay
52	Tinkonko احمدیہ سیکنڈری سکول	بو	۲۰۱۰/۱۱ء	محمد شریف صاحب
53	احمدیہ سیکنڈری سکول	Dar-e-salam	۲۰۱۱/۱۲ء	Mr. Abdulai Bayo
54	احمدیہ جونیئر سیکنڈری سکول	Taiama	۲۰۱۱/۱۲ء	Mr. Michael N. Ndoinge
		﴿ گیمبیا ﴾		
1	نصرت ہائی سکول	بانجل	۱۹۷۱ء	نسیم احمد صاحب
2	ناصر احمدیہ ہائی سکول	بصے	۱۹۸۳ء	سعید احمد چٹھہ صاحب
3	طاہر احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول	مانسا کونکو	۱۹۸۸ء	سید جلید احمد صاحب
4	مسرور سینئر سیکنڈری سکول	بانجل	اکتوبر ۲۰۰۵ء	Mr. Ebrima Bayo

لائبیریا

1	احمدیہ ہائی سکول	سانوے	۱۹۷۴ء	سردار رفیق احمد صاحب
2	شاہ تاج احمدیہ ہائی سکول	منروویا	۱۹۹۶ء	منصور احمد ناصر صاحب

یوگنڈا

1	بشیر احمدیہ ہائی سکول	کمپالا	۱۹۶۵ء	مختار احمد ایاز صاحب اور محمود احمد بی ٹی صاحب

مندرجہ بالا سب ہسپتال اور سکول نصرت جہاں سکیم کے تحت کھولے گئے۔ علاوہ ازیں حضرت مصلح موعود کے عہد مبارک سے جو ہسپتال اور سکول جاری تھے وہ بھی اسی سکیم کے زیر انتظام آ گئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد کے موافق تحریک جدید اور نصرت جہاں کے ہسپتالوں اور سکولوں کا انتظام یکجا کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے اس بارہ میں تفصیلی سفارشات پیش کیں۔ حضور انور نے ان ادارہ جات کے ادغام کی منظوری مرحمت فرمائی اور تحریک جدید کی مجلس میں ایک ممبر اس حصہ کی نگرانی کے لئے مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جو انتظامی یکجہتی پیدا کرے اور معمول کی نگرانی کرے۔ چنانچہ حضور انور کے ارشاد کے مطابق ۳۰ جون ۱۹۸۵ء کو تحریک جدید اور نصرت جہاں کے تحت قائم ادارہ جات کا ادغام عمل میں آیا۔ نیز نصرت جہاں سکیم کی نگرانی کے لئے سیکرٹری کا تقرر ہوا۔ چنانچہ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب اس کے پہلے سیکرٹری مقرر ہوئے۔[122]

خلافت ثالثہ کے بعد خلافت رابعہ میں اور خلافت خامسہ میں ان خدمات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مزید بڑھتا گیا اور بڑھ رہا ہے۔

اسماء سیکرٹریان ۱۹۷۰ء تا ۲۰۱۴ء

مجلس نصرت جہاں کے اب تک جو سیکرٹریان مقرر ہوئے ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۴ء - ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۷ء

۲۔ مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۵ء

۳۔مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۷ء

۴۔مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۲ء

۵۔مکرم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب ۱۹۸۲ء تا ۲۰۰۳ء

۶۔مکرم مبارک احمد طاہر صاحب بطور ایڈیشنل سیکرٹری مئی ۱۹۹۲ء تا اکتوبر ۱۹۹۹ء۔بطور سیکرٹری ۲۰۰۳ء سے تا حال۔

تعداد طبی و تعلیمی ادارہ جات

اس وقت سن ۲۰۱۴ تک نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت جو طبی و تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں ان کا ملک وار گوشوارہ درج ذیل ہے:

		طبی ادارے		تعلیمی ادارے		
نمبر شمار	نام ملک	تعداد ادارے	تعداد ڈاکٹرز مرکزی+لوکل	پرائمری ومڈل سکولز	سیکنڈری سکولز	تعداد مرکزی اساتذہ
1	غانا	10	0+15	400	7	2
2	سیرالیون	3	0+4	187	58	3
3	گیمبیا	3	0+4	4	5	9
4	لائبیریا	5	0+5	-	1	2
5	نائیجیریا	6	2+4	-	5	1
6	آئیوری کوسٹ	1	0+1	7	-	-
7	کانگو	1	2+0	1	-	-
8	بورکینا فاسو	3	1+1	5	-	-
9	بینن	4	0+4	2	-	-
10	کینیا	3	0+3	1	-	-

11	تنزانیہ	1	3+1	-	-	-
12	یوگنڈا	1	3+1	3	1	1
	میزان	41	11+43	610	77	18

123

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا قبول احمدیت

۱۹۷۰ء میں ایک نہایت سعید روح مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب جو بعد میں جماعت کے ایک نہایت قیمتی وجود بنے، نے نظم ونثر اور دیگر کئی ذرائع سے بے انتہا خدمت دین کی توفیق پائی اور مسیح محمدی علیہ السلام کے روحانی طیور میں شامل ہوکر آسمان روحانیت کے بلند پرواز طائر بنے۔

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے اپنے ایک انگریزی مضمون میں جو اپریل ۱۹۹۳ء کے ’’دی ریویو آف ریلیجنز‘‘ لندن میں شائع ہوا، اپنے قبول احمدیت کے واقعہ کی ایمان افروز تفصیل بیان کی۔اس کا اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی سابق مدیر روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے قلم سے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

’’۱۹۶۹ء کے موسم بہار کی بات ہے کہ میں مراکش کے صحرا میں عجب وارفتگی کے عالم میں مارا مارا پھر رہا تھا۔حالت میری یہ تھی کہ تن پر کپڑا نہ تھا البتہ مسیح مصلوب کی حالت کا ایک چھوٹا سا دھات کا مجسمہ منکوں کی ایک مالا کے ساتھ میری گردن میں پڑا ہوا تھا۔اس زمانہ کی اپنی ذہنی کیفیت کے لحاظ سے مَیں ایک ایسے شخص کی طرح تھا جس پر مغربی ثقافت سے بے رغبتی اور اکتاہٹ کے باعث ایک طرح کی قنوطیت چھائی ہوئی تھی۔اس کیفیت نے مجھے کسی حد تک مخبوط الحواس بنا چھوڑا تھا۔

میرا ماضی باغیانہ رجحانات کا حامل تھا۔میرا دل و دماغ وہ سب کچھ قبول کرنے کو تیار نہ تھا جو سکولوں میں پڑھایا جاتا اور سکھایا جاتا تھا۔اُس کے خلاف میرے اندر بغاوت کے جذبات بھڑک اٹھتے تھے۔مغربی انداز سیاست سے جنم لینے والے مظالم سے نفرت کرنا اور غصہ میں مُٹھیاں بھینچ بھینچ کر ان کے خلاف جذبات کا اظہار کرنا میرا معمول بن چکا تھا۔اپنے اس باغیانہ طرزِعمل کے زیرِ اثر ۱۹۶۸ء میں مَیں نے طلباء کے درمیان ابھرنے اور پنپنے والی انقلابی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

لیکن ان کے قول وفعل میں تضاد دیکھ کر بعدازاں میں نے اس تحریک سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن ہوا یہ کہ اس سے منہ موڑنے کے بعد میں ہپّی تحریک کے چنگل میں جا پھنسا۔ یہ تحریک اندھی محبت اور بے لگام قسم کے ذہنی تجربات کے ذریعہ امن وسکینت کے حصول کی داعی تھی۔لیکن فی الاصل یہ ایک مکروہ تحریک تھی جس نے نوجوانوں کو منشیات کی لعنت میں مبتلا کر کے جائز روابط کو مُنضبط کرنے والی حدود وقیود کو پامال کر کے رکھ دیا۔

مجھ میں شعر گوئی کا ملکہ شروع ہی سے موجود تھا۔ میں اکثر نظمیں کہا کرتا تھا جو بہت پسند کی جاتی تھیں۔ میرا مجموعہ کلام جرمنی کے ایک مشہور پبلشنگ ادارہ نے شائع کیا۔اس مجموعہ کلام کی اشاعت پر بالعموم اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ ہیوبش ایک ایسا اُبھرتا ہوا شاعر ہے جس سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔اس طرح نوجوان نسل کا ایک نام نہاد لیڈر بننے کے باوجود جرمن نوجوانوں کے مشاغل میرے لئے اطمینان وسکینت کا موجب نہ بن سکے اور اردگرد کی مادی سوسائٹی میں مجھے کہیں تسکین نہ مل سکی۔ منشیات کی لعنت کے تباہ کن تجربہ میں سے گذرنے اور دنیا کو اپنے مزعومہ طریق کے مطابق تبدیل کرنے کے خواب دیکھنے والے نوجوانوں کے حشر کو دیکھنے کے لئے میں ’’زین بدھ مت‘‘ کی طرف بھی مائل ہوا۔ ’’زین بدھ ازم‘‘ بدھ مت کی وہ شکل ہے جو جاپان میں مروج ہے۔لیکن حقیقی امن وہاں بھی نہ ملا۔ میں اُس زمانہ میں مایوسیوں اور ناکامیوں کی ایک ایسی حوصلہ شکن حالت میں سے گزر رہا تھا کہ کسی سمت میں بھی امید کی کوئی کرن یا جھلک دکھائی نہ دیتی تھی۔ اس حالت نے ہی مجھے گردوپیش سے متنفر کر کے نیم مخبوط الحواس بنادیا تھا۔

انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں اور تلاشِ امن میں سرگرداں میں اپنی ایک ’’گرل فرینڈ‘‘ کے ہمراہ مراکش کے مذکورہ بالا صحرا میں جا نکلا تھا۔ ہم دونوں موٹر میں بیٹھے اُس لق ودق صحرا میں سے گزر رہے تھے۔ دل میں پیدا ہونے والے اوہام کے اژدہام اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والی گوناگوں کیفیات کے ناگوار طلسم کو توڑنے کی باطنی کشمکش کے دوران میں نے بدحواس ہو کر عجب لاشعوری کے عالم میں اپنی گرل فرینڈ کو موٹر روکنے کے لئے کہا۔ جونہی موٹر رُکی میں دیوانہ وار باہر نکلا اور جدھر منہ اٹھا صحرا میں اکیلا دور تک بے تحاشا بھاگتا چلا گیا۔ اُس وقت چاہتا میں یہ تھا کہ اگر ممکن ہو تو دنیا ومافیہا کو پیچھے چھوڑ کر زمان ومکان کی حدود کو پھلانگ جاؤں۔ میں نے اپنے جسم پر سے اس دنیا کی سب ظاہری نشانیوں حتّٰی کہ کپڑوں کو بھی اتار پھینکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وراء الوراء ہستی کو پانے کی خواہش جسے

’’خدا‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے میری بیقرار روح کے اندر پوشیدہ تھی۔غالبًا اسی لئے میں نے اپنے جسم کو کپڑوں سے مبرّا کرتے وقت گلے میں پڑی ہوئی مالا کو اتار نہیں پھینکا۔اُس وقت مجھ پر ایک عجیب کیفیت وارد ہوئی۔دوڑتے دوڑتے میں یکدم رک گیا۔میں خود نہیں رکا بلکہ یوں لگا جیسے بجلی کے ایک جھٹکے نے مجھے رکنے پر مجبور کر دیا۔میں بے حس وحرکت بالکل ساکت کھڑا تھا۔اسی حالت میں میں نے ایکا ایکی آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بے اختیار ایک فقرہ پکار کر کہا۔وہ جسم کی نہیں بلکہ روح کی پکار تھی۔کہا میں نے یہ کہ ’’اے اللہ! تو فضل فرما اور مجھے آلائشوں سے پاک کر دے‘‘۔اس وقت تک ’’اللہ‘‘ کا لفظ میرے لئے ایک اجنبی لفظ تھا۔میں نہیں جانتا تھا کہ ’’اللہ‘‘ سے کیا مراد ہے اور نہ اسلام کے بارہ میں مجھے کچھ پتہ تھا اِلّا یہ کہ سکول کے اساتذہ نے کسی زمانہ میں بعض لایعنی سی باتیں اسلام کے متعلق بتائی تھیں اور ان میں سے بھی اکثر میرے ذہن سے نکل چکی تھیں۔کسی مسلمان کو میں جانتا تک نہ تھا اور نہ میں نے اُس وقت تک اپنی باطنی حالت اور کشمکش کا کسی سے ذکر کیا تھا۔اس کے باوجود میرے ساتھ یہ عجیب وغریب واقعہ پیش آیا کہ اچانک میرے منہ سے ایک ایسا کلمہ نکلا جس کا پورا مفہوم میں نہیں جانتا تھا۔عجیب نامعلوم سی کیفیت تھی میری۔اس وقت یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں نہیں بول رہا بلکہ میری زبان سے کوئی اور بول رہا ہے۔احساس کچھ یہ تھا کہ یہ الفاظ کہ ’’اے اللہ! فضل فرما اور مجھے آلائشوں سے پاک کر دے‘‘ الہام کی طرز کے الفاظ ہیں جو فقرہ میری زبان سے ادا ہوا وہ جرمن الفاظ پر مشتمل تھا۔جب میری زبان سے حالتِ اضطراری میں یہ دعائیہ الفاظ ادا ہوئے تو اس کے معاً بعد مجھے بانسری کی بہت ہی ملائم، خوش کُن اور سرور آگیں نغمگی سنائی دی۔محسوس یوں ہوا جیسے یہ سریلی آواز قرب وجوار میں واقع پہاڑوں کی سمت سے آرہی ہے۔اس وقت مجھے دلجوئی کے انداز کی حامل تسلی اور اطمینان کی ایک عجیب کیفیت محسوس ہوئی۔اس طرح پُرسکون ہونے کے بعد میں راستہ میں چھوڑے ہوئے کپڑے پہن کر موٹر کی طرف واپس لوٹ آیا۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ فی الحقیقت میرے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا آئینہ دار تھا۔یہ صحیح ہے کہ ظاہری اعتبار سے فوری طور پر تو میں اسلام میں داخل نہیں ہوا کیونکہ اس وقت تک میں اسلام کے بارہ میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ اسلام قبول کرنے کا طریق کیا ہے اور یہ کہ اس کے لئے کن شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے تاہم میرے قبولِ اسلام کی ابتداء اس عجیب وغریب واقعہ سے ہو چکی تھی۔اس کے بعد مجھے کئی ماہ تک خوف وخطر کے حالات میں سے گزرنا اور مصائب

سے دوچار ہونا پڑا۔ ایک لمبے اور تھکا دینے والے سفر کے بعد بالآخر میں جرمنی میں اپنے آبائی شہر فرینکفرٹ واپس پہنچا۔ واپس آ کر میں ہپّیوں سے جن کا ایک ساتھی مجھے سمجھا جاتا تھا کوئی راہ و رسم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ میں ان سے دور ہی رہا گو ظاہری حالت میری ہپّیوں والی ہی تھی۔ انہی ایام میں مجھے ایک دوست کے فلیٹ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مجھے یوگا پر ایک کتاب ملی۔ ذہنی تربیت کے اس مسلک کے متعلق میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اسے اختیار کرنا مناسب رہے گا۔ چنانچہ چند ہفتے میں اس مسلک کے طریقوں کو آزمانے کی کوشش کرتا رہا۔ مجھے توجہ مرکوز کرنے اور توجہ کو پُرکشش قوت سے ہمکنار کرنے کی مشق کے لئے ایک ایسا تصویری فریم دیا گیا جس کے اندر ایک گول دائرہ بنا ہوا تھا اور دائرے میں مختلف تصاویر سی بنی ہوئی تھیں۔ یہ تصویری فریم ''منڈالا'' (Mandala) کہلاتا تھا۔ میں نے توجہ مرکوز کرنے کی مشق کے علاوہ بعض دوسرے مسلکوں کے طور طریق بھی آزمائے۔ اسی ضمن میں ایک دن میں اپنے بستر پر بیٹھا ایک خاص انداز سے سانس لینے کی مشق کر رہا تھا اور اس عمل کے دوران موسیقی کا ایک کیسٹ بھی سن رہا تھا۔ یہی وہ واحد موسیقی تھی جس سے محظوظ ہونا ان دنوں مجھے بے حد مرغوب تھا اس سارے عمل کو ایک پاکستانی موسیقار نے جو کچھ عرصہ قبل لندن آیا تھا ''پاکستانی محفلِ روحانیہ'' کا ایک حصہ قرار دیا تھا۔ ایک خاص انداز سے سانس لینے کی مشق کے دوران اچانک میری نظر دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے خطّاطی کے ایک فریم پر پڑی، اس پر ''اوم'' کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ یہ ہندی کا ایک لفظ ہے جو مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک معنی اس کا ہے ''احد''۔ نیز یہ لفظ ہمہ گیر کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور ''خدا'' کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اس پر نظر پڑتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے روشنی کی ایک دھار اس میں سے پھوٹ نکلی ہے اور وہ میری لائبریری کی الماری کی سمت میں جا رہی ہے جو میری پشت کی جانب دیوار سے لگی ہوئی تھی۔ اُسی لمحہ تفہیم کے طور پر دل میں یہ بات آئی کہ روشنی کی جو لکیر نمودار ہوئی ہے وہ راہنمائی کے رنگ میں میری توجہ کسی خاص چیز کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہے۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میری نگاہیں نور کی اس لکیر کا تعاقب کرنے لگیں۔ میں نے دیکھا کہ نور کی اس لکیر سے نکلنے والی شعائیں الماری میں رکھی ہوئی کسی ایک کتاب پر مرکوز ہو کر اسی میں مدغم ہوگئی ہیں۔ کتابیں بڑی بے ترتیبی سے الماری کے ایک خانہ میں لگی ہوئی تھیں۔ میں لپک کر الماری کی طرف بڑھا اور ایک ایک کتاب کے نام پر نظر ڈالی۔ اسی تلاش کے دوران میری نظر جرمن ترجمۂ قرآن کے ایک نسخہ پر پڑی۔ یہ نسخہ میرے ایک چچا نے بہت پہلے کرسمس کے موقع پر

بطور تحفہ مجھے دیا تھا۔ اس نسخہ پر نظر پڑتے ہی میرا ہاتھ وہیں رک گیا۔ دل نے گواہی دی یہی وہ کتاب ہے جس میں نور کی لکیر اور اس سے نکلنے والی شعائیں مدغم ہوئی ہیں۔ میں نے اس کتاب کو کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ ابھی چند سطریں ہی پڑھی تھیں کہ یہ بات میرے دل میں میخ کی طرح گڑ گئی کہ یہ کتاب آسمانی صداقتوں سے پُر ہے۔ میرے لئے دل ہی دل میں اس امر کے اقرار کے سوا چارہ نہ رہا کہ اس کتاب کی صداقت پر ایمان لانے کے بعد اب میں ایک مسلمان ہوں۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ جب میرے چچا نے مجھے یہ تحفہ دیا تھا تو میں نے ایک نگاہ اسے دیکھا ضرور تھا۔ اس کے بعد یہ بات میرے ذہن سے کلیۃً نکل گئی تھی کہ میری کتابوں میں یہ کتاب بھی موجود ہے۔ ہر چند کہ اسلام کے متعلق میرا علم نہ ہونے کے برابر تھا تاہم قرآن مجید کی جو چند سطریں اس وقت میں نے پڑھیں انہوں نے میرے دل پر ایسا زبردست اثر کیا کہ میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اب میرے لئے اس کے سوا کوئی راہ باقی نہیں ہے کہ میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دوں۔ حالت میری یہ تھی کہ میں برملا یہ اعلان کرنے پر آمادہ تھا اور اس امر کے باوجود آمادہ تھا کہ میں اس اعلان کے مالۂ وماعلیہ سے قطعاً نا آشنا تھا اور یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے مجھے کیا مذہبی فرائض بجالانے ہوں گے اور یہ کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے کہ میں اس سمت میں قدم بڑھا سکوں۔

اُس زمانہ میں مَیں ذہنی طور پر بہت پریشان تھا اور اپنی والدہ کے ہاں بہت خاموشی سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ والدہ کے اس مکان کے ایک کمرے میں ہی قرآن مجید کے ساتھ میرا ربط قائم ہوا تھا۔ ایک دن میں نے اخبار میں پڑھا کہ مسلمانوں کا روزوں کا مہینہ یعنی ماہِ رمضان شروع ہو گیا ہے۔ اس خبر کو پڑھتے ہی مجھے خیال آیا کہ جب میں اپنے طور پر مسلمان ہو چکا ہوں تو پھر مجھے روزے رکھنے چاہئیں۔ چونکہ مجھے علم نہ تھا کہ روزہ رکھنے کا طریق کیا ہے اور یہ کہ رمضان میں کن باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے اس لئے اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہوئی کہ میں کسی مسجد سے رابطہ قائم کروں۔ اس کی خاطر میں نے ٹیلیفون ڈائریکٹری کی ورق گردانی کر کے متعدد اسلامی ملکوں کے قونصل خانوں کے ٹیلیفون نمبرز نکالے اور پھر باری باری ان سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا فرینکفرٹ میں کوئی مسجد ہے اور اگر ہے تو کہاں واقع ہے۔ آخر کار قسمت نے یاوری کی اور وہ اس طرح کہ لبنانی قونصل نے مجھے فرینکفرٹ میں احمدی مسلمانوں کی مسجد یعنی ''مسجد نور'' کی موجودگی سے آگاہ کیا۔ میں نے فوراً ہی امام مسجد نور کو فون کیا۔ وہ بہت شفقت سے پیش آئے انہوں نے میرا پتہ نوٹ کرنے کے بعد وعدہ

کیا کہ وہ سحر وافطار کا نظام الاوقات اور رمضان سے متعلقہ جملہ معلومات فوری طور پر ارسال کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے ان کی فراہم کردہ ہدایات کے مطابق روزے رکھنے شروع کر دئے۔ کچھ دنوں کے بعد میں مسجد گیا۔ امام مسجد مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی نے مجھے صمیم قلب سے خوش آمدید کہا۔ انہوں نے دورانِ گفتگو اسلامی تعلیم کے محاسن بیان کرنے کے علاوہ مجھے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصنیف ''کشتی نوح'' کا جرمن ترجمہ مطالعہ کے لئے عنایت فرمایا نیز انہوں نے اس امر کی بھی ترغیب دلائی کہ میں جماعت کے شائع کردہ جرمن ترجمۂ قرآن کا ایک نسخہ خرید لوں اور اس کا مطالعہ کروں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جو ترجمۂ قرآن پہلے سے میرے پاس موجود ہے وہ مفاہیم اور مطالب کے اعتبار سے درست نہیں ہے۔ میں نے جرمن ترجمہ قرآن کے علاوہ نماز کی کتاب بھی خرید لی اور پھر نماز کے عربی الفاظ یاد کرنے اور صحیح طریق پر نماز ادا کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس زمانہ میں مَیں ان گناہوں کی وجہ سے جو مجھ سے سرزد ہو چکے تھے ذہنی طور پر بہت پریشان تھا اور عجب خلجان اور بے چینی واضطراب کی حالت میں سے گزر رہا تھا۔ سو جب رمضان کا مہینہ ختم ہوا تو میں نے سوچا کہ بہتر یہ ہے کہ میں مکہ جا کر حج کا فریضہ ادا کروں، اس خیال اور ارادہ کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ بات میرے دل میں جاگزیں ہو گئی تھی کہ میرا آخری وقت اب قریب ہے۔ اس لئے میں گناہوں کی جواب طلبی کے خوف سے ہر وقت لرزاں وترساں رہتا تھا۔

حج کرنے کا خیال مجھ پر کچھ ایسا غالب آیا کہ ایک روز میں نے روانہ ہونے کی ٹھان ہی لی۔ کیا میں نے یہ کہ جو معمولی سی رقم میرے پاس تھی وہ گرہ میں باندھی، کھانے پینے کی کچھ اشیاء ساتھ لیں اور مختصر سا بستر (Sleeping Bag) رکھا کندھے پر اور والدہ کو بتائے بغیر گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ میں بیگانی موٹر کاروں میں لفٹ لیتا یعنی خیراتی سفر کی سہولت سے فائدہ اٹھاتا ہوا دمڑی خرچ کئے بغیر سپین جا پہنچا۔ دماغ میں منصوبہ یہ تھا کہ سپین پہنچنے کے بعد درمیان میں حائل انتہائی تنگ سمندری پٹی عبور کر کے پہلے مراکش جاؤں گا اور پھر افریقہ کے شمالی ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کرتا ہوا کبھی نہ کبھی عرب کی سرزمین میں جا وارد ہوں گا۔ منصوبہ کیا تھا خیالی پلاؤ کے طور پر ایک بچگانہ خیال تھا جو دل میں سمایا ہوا تھا۔ مراکش کے ساحلی شہر سیوطہ (Ceuta) میں تو کسی خاص رکاوٹ کے بغیر جا داخل ہوا۔ یہ شہر اگر چہ واقع تو مراکش کے ساحل پر ہے لیکن قبضہ اس پر سپین کا ہے اور یہ سپین ہی کا شہر شمار ہوتا ہے۔ افریقہ کے شمال مغربی کونہ کے جس حصہ میں یہ شہر واقع ہے وہاں مراکش کی سرحد شہر ختم ہونے کے بعد شروع

ہوتی ہے۔اس شہر میں مسلمان بھی رہتے ہیں۔ جب میں مراکش کی سرحد پر پہنچا تو مراکشی حکام نے مجھے سرحد عبور کرنے کی اجازت ہی نہ دی۔اپنے حلیہ اور وضع قطع سے میں انہیں ایک ہپّی نظر آیا اس لئے انہوں نے مجھے دھتکار دیا۔ میں نے انہیں قرآن مجید کا نسخہ دکھایا جس میں عربی آیات کے بالمقابل ان کا جرمن ترجمہ درج تھا۔نیز انہیں یہ بھی بتایا کہ میں راستہ بھر سورۃ الفاتحہ کا وِرد کرتا آیا ہوں اور خدا کے فضل سے مسلمان ہوں۔لیکن انہوں نے سب کچھ سننے کے باوجود میری ایک نہ سنی اور مجھے مسلمانوں کی سرزمین میں قدم نہ رکھنے دیا۔اپنی اس ناکامی پر مجھے بے حد افسوس ہوا۔ میں نے اپنی گناہ آلود زندگی پر پھر ایک نظر ڈالی۔اپنے گناہوں کو یاد کر کر کے میں یہی سوچتا رہا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ ایک اسلامی ملک میں داخل ہوسکوں۔ میں نے شہر میں واپس آ کر کوئی مسجد تلاش کرنے کی کوشش کی تا کہ میں وہاں خدا کی عبادت کر کے خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرسکوں۔ایک بچہ نے مجھے مسجد کا راستہ بتایا۔جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ مسجد کی دیوار پر ایک بورڈ آویزاں ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے کہ ''غیر مسلموں کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں''۔ میں نے سوچا کہ میں تو مسلمان ہوں اس لئے اس ممانعت کا مجھ پر اطلاق نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں بے دھڑک مسجد کے اندر چلا گیا۔وہاں اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ میں نے تسلی سے وضو کیا اور مسجد کے مُسَقّف حصہ میں جا پہنچا۔ یہ سہ پہر کا وقت تھا۔ میں نے چار رکعت نماز کی نیت باندھی اور عبادت میں محو ہو گیا۔نماز کے دوران مجھ پر کچھ ایسی رقّت طاری ہوئی کہ میں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور اس قدر رویا کہ اتنا میں پہلے کبھی نہیں رویا تھا۔سیلِ رواں کی طرح بہنے والے آنسوؤں سے میرے رخسار بھیگ گئے۔ میں اسی حالت میں پوری محویت سے نماز پڑھتا رہا۔ میں سجدہ میں پڑا آہ وزاری کر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے جو اس دوران مسجد میں آ موجود ہوا تھا میرا مونڈھا پکڑ کر بری طرح جھنجھوڑا۔اس نے کوشش کی کہ میں نماز درمیان میں چھوڑ کر وہاں سے چلا جاؤں۔ یہ امر میری سمجھ سے بالا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ میں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور نماز جاری رکھی اور اس وقت تک جاری رکھی جب تک کہ میں نے چار رکعتیں پوری کر کے باقاعدہ سلام نہ پھیر لیا۔سلام پھیرنے کے بعد میں اس آدمی کی طرف متوجہ ہوا۔اس نے مجھے پیچھے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔دروازہ پر پہنچ کر اس نے مجھے دھکیلتے ہوئے باہر نکال دیا۔مغرب کی نماز کا وقت قریب آ رہا تھا اور کچھ مسلمان وہاں آنے شروع ہو گئے تھے۔ میں نے انہیں جرمن ترجمۂ قرآن کا اپنا نسخہ دکھایا اور انہیں یہ بتانے کی کوشش کی کہ میں مسلمان ہوں اور ان کے

ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن ان سب کا رویہ بھی معاندانہ اور مُتشددانہ تھا۔ اور وہ اس بات پر مُصر رہے کہ میں وہاں سے فوراً چلا جاؤں۔ چاروناچار بہت بوجھل قدموں کے ساتھ میں وہاں سے چل پڑا۔

میں یہ بات ایک دفعہ پھر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان ایام میں میری ذہنی صلاحیتیں پوری بحالی کی حالت میں نہ تھیں۔ میں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب ''کشتی نوح'' پڑھی تو تھی لیکن اس کے اکثر حصوں کو میں سمجھ نہیں پایا تھا تاہم اتنا احساس مجھے ضرور تھا کہ یہ کسی بہت ہی مقدس اور برگزیدہ انسان کی لکھی ہوئی کتاب ہے جب میں کرسی پر بیٹھا اسے پڑھ رہا ہوتا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ جیسے فرشتوں نے کرسی کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ ویسے میں اس روحانی تجربہ کی ماہیت اور کتاب کی اہمیت کے صحیح ادراک سے قاصر تھا۔ اُس وقت تک میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے بھی واقف نہ تھا۔ بس ایک ہی شدید خواہش میرے اندر موجزن تھی کہ کسی طرح میرے گناہ دھل جائیں اور میں ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک ہو جاؤں۔ جب مراکش کی سرحد کے قریب بعض ہٹ دھرم لوگوں نے مجھے مسجد سے نکال باہر کیا اور میں ذرا آگے گیا تو مجھے دس بارہ بچے نظر آئے، وہ اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے تھے اور باہم کھیل کود رہے تھے۔ میں کھڑا ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔ وہ میرے گرد آ جمع ہوئے۔ وہ مسلمان بچے تھے اور عربی بول رہے تھے۔ میں عربی نہ جاننے کی وجہ سے ان کے ساتھ باتیں تو نہ کرسکتا تھا البتہ میں نے بلند آواز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنی شروع کر دی انہوں نے بھی جواباً سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی۔ ان میں ایک بچہ اس قدر خوش الحان تھا کہ اس کی تلاوت کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور میں گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اسی دوران مجھے خیال آیا کہ یہ میری بہت بڑی غلطی تھی کہ میں اپنی والدہ کو بتائے بغیر چپکے سے گھر سے کھسک آیا ہوں۔ میرے دل نے کہا کہ خدا مجھے حج کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کی توفیق اس وقت تک نہیں دے گا جب تک کہ میں اپنی اس غلطی کی تلافی کے رنگ میں واپس جا کر ان معاملات کو حل نہیں کرلوں گا جنہیں میں اپنے پیچھے جرمنی میں معلّق چھوڑ آیا ہوں۔

سپین سے جرمنی واپس آنے کے لئے میں نے کیا پاپڑ بیلے اور مجھے کن مشکلات میں سے گزرنا پڑا ان کی تفصیل تو بہت لمبی ہے اور ان کا بیان کرنا ہے بھی لاحاصل، اس لئے میں صرف یہ بتانے پر ہی اکتفا کروں گا کہ میں کسی نہ کسی طرح سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا بدِقّت تمام سپین کے شہر غرناطہ جا پہنچا

اور قریباً ایک ہفتہ کا عرصہ الحمرا نامی تاریخی محلات کے سایہ میں بسر کیا۔اس کے قرب وجوار میں ایک دن میں نے ایک چراگاہ میں کھلے عام نمازیں ادا کیں۔قریبی علاقہ کے بچے مجھ اجنبی کے گرد آ جمع ہوتے تھے۔وہ میری حرکات وسکنات کو دلچسپی سے دیکھتے رہتے۔میرے لئے وہ اپنے والدین سے کھانے پینے کی اشیاء مانگ لاتے تھے پیسے وغیرہ میرے پاس نہ تھے۔میں بچوں کی لائی ہوئی چیزیں کھا کر اپنی بھوک مٹا لیا کرتا تھا۔

اسی کسمپرسی کے عالم میں جوں توں سفر کرتا اور راستہ میں ٹھہرتا ٹھہراتا آخر میں ایک دن سپین سے فرینکفرٹ واپس پہنچ گیا، پہنچنے کے بعد فوری طور پر میں نے مسجد نور کا رخ کیا۔اس وقت میری فقیروں سے بھی بدتر حالت تھی۔مجھے اپنی ہیئت کذائی کا کوئی احساس نہ تھا۔بس ایک ہی دُھن سوار تھی اور وہ یہ کہ کسی طرح خدا مجھے اپنی قبولیت کے شرف سے نواز دے۔سیوطہ (Ceuta) شہر میں مسجد سے نکالے جانے کو میں نے ایک خدائی اشارے پر محمول کیا۔میرے نزدیک یہ واقعہ علامت تھا اس امر کی کہ خدا نہیں چاہتا کہ مجھ ایسا ناپاک انسان اس کے گھر میں داخل ہو۔اب مجھے فکر یہ لاحق تھی کہ کہیں مسجد نور میں بھی نمازیں ادا کرنے سے نہ روک دیا جاؤں۔میں سمجھتا تھا کہ میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ خدا مجھے اپنے پاک اور مقدس مقامات میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے گا۔جب میں اپنی نیم مخبوط الحواسی اور پراگندگی کی حالت میں مسجد نور پہنچا تو مسجد کے اندر داخل ہونے والے بڑے دروازہ پر مجھے روک لیا گیا۔دروازے کے قریب ایک شخص پہریدار کے طور پر کھڑا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تم اندر نہیں جا سکتے۔یہ سن کر میں اپنی جگہ ہل کر رہ گیا۔جس بات سے ڈر رہا تھا وہ سامنے آئے بغیر نہ رہی۔میرا یہ یقین اور پختہ ہو گیا کہ خدا نہیں چاہتا کہ مجھ ایسا انسان مسجد میں قدم رکھے۔مجھے اس بات سے شدید صدمہ پہنچا۔میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیونکر خدا کو راضی کروں۔میرے پاس کچھ بھی تو نہ تھا جو میں خدا کے حضور پیش کر کے اسے راضی کرنے کی کوشش کرتا۔دنیا سے میں نے منہ موڑ لیا تھا۔اپنی شہرت، اپنی جمع پونجی، اپنی صلاحیتوں، اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے میں تہی دست ہو بیٹھا تھا۔مستقبل سے اپنے آپ کو بے نیاز میں نے کر لیا تھا۔میرے پاس رہا ہی کیا تھا جو خدا کے حضور پیش کر سکتا۔بس ایک خواہش لئے پھر رہا تھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے اور دعا کرنے کی اجازت مل جائے تا کہ اس ذریعہ سے ہی خدا کو راضی کرنے کی کوشش کر سکوں، اور وہ پوری ہوتی نظر نہ آتی تھی۔جس شخص نے مجھے روکا تھا میں نے اس سے ایک بار پھر التجا کی کہ وہ دوسروں کی طرح مجھے بھی مسجد کے

اندر جانے دے لیکن میری اس التجا کا اس پر خاک اثر نہ ہوا اور وہ اپنے مؤقف پر ڈٹا رہا۔ اُسی لمحہ میرے دل میں بجلی کے کوندے کی طرح خیال آیا۔ میں نے سوچا کہ میں اندھا ہونے سے بہت خوف کھاتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ میری بینائی جاتی رہے اور دنیا میرے لئے اندھیر ہو جائے۔ اندھے ہو جانے کے خوف پر مجھے دل ہی دل میں بہت ندامت محسوس ہوئی اور میں نے وہیں کھڑے کھڑے اپنے دل میں ایک بچہ کی طرح قسم کھا کر خدا کے حضور یہ عہد کیا کہ اے خدا! میں تیری خاطر اپنی یہ آنکھیں جو مجھے بہت عزیز ہیں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تُو میری بینائی لے لے پر مجھے مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دیدے۔ دل ہی دل میں میں نے خدا کے حضور یہ عہد کیا ہی تھا کہ میری نظر وہاں آویزاں ایک بورڈ پر پڑی۔ اس پر یہ نشاندہی کی گئی تھی کہ مسجد کا دفتر کس سمت میں واقع ہے۔ اس سے مجھے یاد آیا کہ دفتر کا دروازہ مسجد کے دروازہ سے الگ ہے۔ میں اپنی جگہ سے ہلا اور مسجد کے عقبی جانب دفتر کے دروازہ کی طرف چل پڑا۔ وہاں بھی ایک شخص پہرہ پر کھڑا تھا۔ اس نے میری عجیب وغریب حالت دیکھ کر مجھے دفتر میں بھی داخل ہونے سے روک دیا۔ میں نے ایک دفعہ پھر اپنا عہد دل ہی دل میں دہرایا۔ اچانک ایک آدمی نمودار ہوا اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور مجھ سے پوچھا یہاں کیوں کھڑے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ خدا نے اس کے دل میں رحم ڈالا اور وہ مجھے مسجد کے اندر لے گیا۔ سوالحمدللہ میں بالآخر مسجد میں داخل ہو گیا۔ داخل ہوتے ہی میں نے اپنے طور پر نماز شروع کر دی۔ سلام پھیر کر میں اسی حالت میں اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور ایک عظیم انسان جس نے سر پر بڑی سی سفید پگڑی پہنی ہوئی تھی اور جس کا چہرہ بھری ہوئی بہت خوبصورت سفید ریش سے مزیّن تھا، محراب کے قریب کھڑا ایک ایسی زبان میں تقریر کر رہا تھا جسے میں نہیں سمجھتا تھا۔ میں خاموش بیٹھا اس عظیم انسان کو تکتا رہا۔ اُس وقت میرا دل ایک عجیب قسم کے خوف سے بھرا ہوا تھا۔ میں دل ہی دل میں حیران تھا کہ یہ عظیم شخص کون ہے جو بالکل ایک اجنبی زبان میں تقریر کر رہا ہے۔ تقریر کرتے کرتے وہ شخص فرش پر اپنے پیروں کے بل یکدم بیٹھ گیا۔ تقریر کرتے کرتے کسی کو فرش پر اس طرح بیٹھتے ہوئے دیکھنا میرے لئے بالکل ایک نیا تجربہ تھا۔ اس کے معاً بعد چشم زدن میں ایک عجیب وغریب واقعہ رونما ہوا۔ خفیف سے وقفہ کے بعد جونہی وہ شخص دوبارہ کھڑا ہوا تو اس کی دونوں آنکھوں سے نور کی دو لمبی لمبی شعائیں نکلیں اور سیدھی میری آنکھوں سے آٹکرائیں۔ ان شعاعوں کی خیرہ کر دینے والی چمک سے لمحہ بھر کے

لئے مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں تو واقعی اندھا ہو گیا ہوں۔اگلے ہی لمحہ نظارہ بدلنے سے یہ کیفیت دور ہو گئی اور میری بینائی لوٹ آئی۔اس کے معاً بعد باجماعت نماز شروع ہوگئی۔فہم وادراک سے بالا یہ ایک عجیب وغریب روحانی تجربہ تھا جس نے آن کی آن میں میری کایا پلٹ دی۔وہ جمعہ کا دن تھا اور وہ مقرر یا خطیب تھے امام جماعت احمدیہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث۔وہ انہی دنوں میں سپین کا دورہ کرنے کے بعد جبکہ میں بھی وہیں کہیں مارا مارا پھر رہا تھا اپنی جماعت کے اراکین سے ملنے کے لئے کچھ ہی عرصہ قبل جرمنی تشریف لائے تھے۔وہ آدمی جس نے مجھے مسجد میں داخل ہونے سے روکا تھا مقامی جماعت احمدیہ کا ایک رضا کار تھا اور جو شخص دفتر کے دروازہ پر ایستادہ تھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح کا ذاتی پہریدار گارڈ تھا۔اُس زمانہ میں مَیں جس حال میں تھا اور جس ناگفتہ بہ کیفیت میں سے گزر رہا تھا اُس جیسے بے حال انسان کو دیکھ کر منتظمین کے دلوں میں شکوک وشبہات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا مگر اس موقع پر خدائے بزرگ و برتر نے محض اپنے فضل ورحم سے مجھ جیسے بے حیثیت انسان کے لئے اپنے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ظاہر فرمایا اور مجھے اس سے مستفیض ہونے کی غیر معمولی سعادت بخشی۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

بعد ازاں جون ۱۹۷۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر ایمان لا کر جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح نے میرا نام ’’ہدایت اللہ‘‘ رکھا جس کے معنے ہیں خدا سے ہدایت یافتہ۔حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور آپ کے بتائے ہوئے راستہ کی طرف کسی انسان نے میری راہنمائی نہیں کی بلکہ یہ دعاؤں کی معجزانہ تاثیرات ہی تھیں جو مجھے ہدایت کی راہ دکھانے کا موجب بنیں۔خدا تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت احمدیہ...... میں بہت سے ’’ہدایت اللہ‘‘ کھینچ بلائے اور اس طرح روئے زمین کے انسانوں کو اندھیرے سے روشنی میں آنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔آمین‘‘۔[124]

مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب سابق مربی سلسلہ جرمنی محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے قبول احمدیت کے متعلق لکھتے ہیں:۔

’’۱۹۷۰ء کے اوائل کا ذکر ہے کہ ایک روز فرینکفرٹ مسجد کے دروازے پر دستک ہوئی۔خاکسار دروازہ پر گیا تو سامنے ایک بدحال اور پراگندہ بال نوجوان کھڑا تھا جو اُس زمانہ میں ایک ہپّی کی ہیئت

کذائی کا پورا مرقع تھا۔اس کی پتھرائی سی آنکھیں اور یہ حالت دیکھ کر قدرے تردّد کے ساتھ اندر آنے کی دعوت دی۔اس نوجوان نے بتایا کہ اس پر جنّات کا قبضہ ہے۔خاکسار نے سمجھانے کی کوشش کی کہ جنّات ایسی کوئی مخلوق نہیں جو انسان پر قبضہ کر لے۔ یہ کب مانتا تھا،منشیات کے زیراثر کبھی رو دیتا کبھی ہنس دیتا۔ کچھ دیر کے بعد جب میں نے یہ تاثر دیا کہ صاحب اب اپنی راہ لیں اور مجھے کچھ دیر اور کام کرنے دیں تو اس نوجوان نے معاملہ کو بھانپ لیا اور مجھ سے کہا کہ گویا تم مجھ سے چھٹکارا چاہتے ہو۔ اس پر میں سخت کھسیانا ہوا اور کہا نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ چائے پیش کی تقریباً دو گھنٹے کے بعد یہ نوجوان رخصت ہوا۔ چند روز کے بعد ایک پوسٹ کارڈ ملا جو اسی نوجوان کی طرف سے تھا۔فرینکفرٹ سے کوئی چالیس میل کے فاصلے پر ایک شہر Hadamar کے ہسپتال برائے امراض دماغی سے آیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ مسجد سے واپسی پر فرینکفرٹ شہر کے وسط میں واقع دریائے مائن میں چھلانگ لگانے کی ناکام کوشش پر پولیس نے اسے پکڑ کر یہاں بھیج دیا ہے۔خاکسار نے اس خط کا جواب دیا اور بعد ازاں ہسپتال میں جا کر ملاقات کی۔ چند ہفتے زیر علاج رہ کر یہ وہاں سے پھر فرینکفرٹ آ گئے جہاں اپنی والدہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔والد بچپن میں فوت ہو چکا تھا۔

اس نوجوان کے نصیب جاگے۔حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) ۱۹۷۰ء میں افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔حسب پروگرام آپ نے زیورک سے لیگوس کے لئے روانہ ہونا تھا لیکن جو فلائٹ زیورک سے لیگوس پہنچتی تھی وہ وہاں پر شام کو پہنچتی تھی جس وقت ان دنوں میں اغلباً کرفیو لگتا تھا۔لہٰذا اچانک پروگرام میں تبدیلی کی گئی اور حضور زیورک سے بذریعہ ٹرین فرینکفرٹ تشریف لائے جہاں سے لیگوس کے لئے فلائٹ لی۔فرینکفرٹ میں آپ کا قیام تین روز رہا جس کے دوران جمعہ بھی تھا۔ جرمنی میں اس وقت احمدیوں کی بہت تھوڑی تعداد تھی۔ اطلاع ملنے پر اکثر فرینکفرٹ حاضر ہو گئے۔ یہی نوجوان جسے حضور کی تشریف آوری کا کوئی علم نہ تھا مسجد پہنچ گیا۔اس کی ہیئت کذائی دیکھ کر باہر ڈیوٹی پر کھڑے خدام نے اسے اندر جانے سے روکا اس نے اندر جانے پر اصرار کیا۔ بالآخر بات خاکسار تک پہنچی۔ خاکسار مسجد میں بیٹھا تھا۔ خطبہ جمعہ شروع ہونے والا تھا۔ خاکسار نے باہر جا کر دیکھا تو وہی صاحب تھے۔خدام سے کہا کہ انہیں اندر آنے دیں یہ آ کر دوسرے نمازیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ گئے۔نماز کی ادائیگی کے بعد تسبیحات سے فارغ ہو کر حضور نے خدام کی طرف رخ فرمایا اور متبسم چہرہ کے ساتھ احباب سے محو گفتگو ہوئے۔ یہ نوجوان کچھ فاصلے پر دوزانو سر جھکائے بیٹھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد خاکسار نے حضور کی خدمت میں اس نوجوان کا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ یہ صاحب شاعر ہیں اور ہپی خیالات کے ہیں بلکہ ایک ہپی گروپ کے بانی ہیں۔ اس پر حضور نے اس نوجوان کو مخاطب ہو کر جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دنیا بے ثبات ہے اور اصل زندگی تو حیاتِ آخرت ہے اس دنیا کے علائق میں محو ہو کر اُخروی زندگی کو بھولنا نہیں چاہیے اور حیات آخرت کی بہتری کے لئے اس دنیا میں کوشاں رہنا چاہیے۔ یہ نوجوان مسلسل سر جھکائے بیٹھا رہا۔ خدا تعالیٰ کے پیارے بندے کی نگاہوں نے اس مُشت خاک کی کایا پلٹ دی۔ یہ مجلس تو برخاست ہوئی بندۂ خدا کی نگاہیں اپنا کام کر گئیں۔ یہ نوجوان جلد ہی دنیاوی علائق کو پسِ پشت ڈال کر حیات اُخروی کا اندوختہ تیار کرنے کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے والہانہ عشق نصیب ہوا جو اَب اس کی نظم و نثر سے ظاہر ہے۔ سلطان القلم کے اس خادم کو خدا تعالیٰ غیر معمولی قلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے''۔[125]

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب ان خوش قسمت روحوں میں سے ایک روح تھے جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک عظیم الشان حقیقت پیشگوئی کے رنگ میں بیان فرمائی کہ:۔

''جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار''

قبولِ احمدیت کے بعد انہوں نے کماحقہ دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور خدمات دینیہ میں ہر لحاظ سے مثالی وجود بن گئے۔ ان کی قبول احمدیت کے واقعات اہل ایمان کے لئے نہایت ایمان افروز اور نیک فطرت لوگوں کے لئے یقیناً باعث ایمان ہیں۔ آپ نے ایک نہایت کامیاب زندگی گذار کر ۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ جنوری ۲۰۱۱ء میں ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ آپ کی خدمات کی تفصیلات تاریخ احمدیت کی متعلقہ جلد میں آئے گی۔ انشاء اللہ

جماعت ہائے ضلع راولپنڈی کا استقبالیہ

مورخہ ۲۷ جون ۱۹۷۰ء کو جماعتہائے احمدیہ راولپنڈی ضلع کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ربوہ سے ایبٹ آباد کے سفر کے دوران راولپنڈی میں مختصر قیام پر استقبالیہ دیا گیا۔ راولپنڈی سے بارہ میل دور ترنول کے مقام سے تین فرلانگ آگے کوہاٹ روڈ پر احباب صبح آٹھ بجے سے ہی پہنچنے شروع ہو گئے۔ جناب ملک عبدالمغنی صاحب نائب امیر ثانی کی زیر قیادت دو کاروں پر

ایک قافلہ فتح جنگ سے دو میل آگے تلہ گنگ روڈ پر صبح ۹ بجے حضور انور کے انتظار میں پہنچا۔ جونہی حضور انور کی کار نظر آئی ایک کار واپس احباب کی اطلاع کیلئے پہنچی اور ایک حضور کے قافلے کے آگے بطور ہراول کے روانہ ہوئی۔ حضور انور کا قافلہ ایک بجے کے قریب منزل مقصود پر پہنچا۔ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی ضلع مکرم چوہدری احمد جان صاحب اور امیر جماعت اسلام آباد مکرم چوہدری عبدالحق ورک صاحب نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ ساتھ ہی صف بستہ احباب نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور فضا اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، ختم المرسلین زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔

مصافحہ شروع ہونے سے قبل مکرم چوہدری احمد جان صاحب نے نصرت جہاں ریزروفنڈ کی دوسری قسط ۳۸۵۰۳ روپے کی حضور انور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے کرسی پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم سید اعجاز احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ و ممبران مجلس عاملہ راولپنڈی اور اسلام آباد کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد جملہ احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور بچوں کو پیار بھی فرماتے رہے۔ اسی دوران حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سے لجنہ اماء اللہ کی قریباً ۵۰ ممبرات نے شرف ملاقات حاصل کیا اور افریقہ کے حالات سنے۔ حضور انور بعد از مصافحہ دوستوں کے ساتھ ہی دریوں کے فرش پر جلوہ افروز ہوئے اور افریقہ کے مختلف واقعات بیان فرمائے۔ یہ مجلس آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ جونہی حضور انور مع قافلہ ایبٹ آباد کے لئے روانہ ہونے لگے تو جملہ احباب سڑک پر دورویہ کھڑے ہو گئے اور فضا پھر نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور انور گذرتے ہوئے کار میں سے ہاتھ ہلا ہلا کر احباب کے السلام علیکم کا جواب دیتے رہے۔ 126

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر ایبٹ آباد

ایبٹ آباد پاکستان کے صوبہ سرحد میں ہزارہ ڈویژن کا مشہور شہر اور ملک کا خوبصورت اور صحت افزا مقام ہے جسے سیاحوں کی جنت کے صدر دروازے کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وادی کاغان میں داخلے کے لئے اس شہر کو دروازہ کی حیثیت حاصل ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے گرمی کے موسم میں مغربی افریقہ کے چھ ممالک کا وسیع دورہ فرمایا اور اپنی تمام تر توانائیاں ارضِ بلال کے مکینوں کو پیار دینے اور اپنی دعاؤں، ملاقاتوں، تقریروں اور دیگر دینی و سماجی مصروفیات کے ذریعہ ان کی راہنمائی کے لئے صرف کر دیں۔ اس زبردست مجاہدہ

نے آپ کی صحت پر بے حد اثر ڈالا اور شدید ضرورت محسوس ہوئی کہ حضور بحالیٔ صحت کے لئے کسی صحت افزا مقام پر تشریف لے جائیں۔اس غرض کے لئے حضور نے ایبٹ آباد کا انتخاب فرمایا اور ۲۷ جون سے ۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء تک یعنی قریباً تین ماہ تک یہیں ''سعید ہاؤس'' میں قیام فرما رہے۔اس عرصہ میں وقفہ وقفہ سے مختصر قیام کے لئے اسلام آباد، راولپنڈی اور ربوہ بھی تشریف لاتے رہے۔

یہ سفر بظاہر تبدیلی آب و ہوا کے لئے تھا مگر حضور کی شبانہ روز دینی، تربیتی اور انتظامی مصروفیات اور اپنے وسیع اثرات کے باعث ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔(قیام ایبٹ آباد کے عرصہ میں حضور نے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو امیر مقامی اور مسجد مبارک کا امام الصلوٰۃ مولانا قاضی محمد نذیر صاحب کو مقرر فرمایا)

۲۷ جون کو حضور موٹر کار کے ذریعہ ربوہ سے صبح چھ بجے روانہ ہو کر بخیر و عافیت ایبٹ آباد میں بعد دوپہر رونق افروز ہوئے۔اور اگلے روز سے ہی حضور کی دینی سرگرمیوں کا آغاز ہو گیا چنانچہ اس روز مقامی جماعت کے دوستوں کے علاوہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے بعض احباب کو حضور نے شرف زیارت بخشا اور اپنے قیام گاہ پر ظہر و عصر کی نمازیں پڑھانے کے بعد ایک گھنٹہ تک احباب میں تشریف فرما رہے اور اپنے کلمات طیّبات اور مواعظِ حسنہ سے مستفیض فرمایا۔

محمد یعقوب خانصاحب سابق ایڈیٹر لائٹ کا خط

حضور کی علم و معرفت سے لبریز مجلس سے مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر اخبار دی لائٹ لاہور بے حد متاثر ہوئے۔چنانچہ انہوں نے اگلے ہی روز حسب ذیل مکتوب ایڈیٹر صاحب الفضل کے نام تحریر فرمایا:۔

ایبٹ آباد ۲۹/۶/۷۰

مکرم محترم مدیر صاحب الفضل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حسنِ اتفاق ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جس کوٹھی (سعید ہاؤس) میں ٹھہرے ہیں وہ میری رہائش گاہ سے قریب ہے۔آج مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنی پہیہ والی کرسی (wheel chair) پر بیٹھ کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کروں۔

میرے ملازم جو میری کرسی دھکیل رہے تھے راستہ کے نشیب و فراز سے گھبرا جاتے تھے میں انہیں ہمت دلاتا تھا کہ اصل راحت اور ثواب اسی تکلیف میں ہے جو ہم اٹھا رہے ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام سے مَیں بے حد افسردہ خاطر تھا اور سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیا ہو گا۔ اللہ ہی ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوؤں کے مظالم سے بچائے۔ قریب نصف صدی قبل میں نے انگریزی اخبار ''لائٹ'' میں ایک اداریہ لکھا تھا جس کا عنوان تھا ''ہندوستان میں سپین'' (Spain in India)۔ جو نقشہ میں نے اس اداریہ میں کھینچا تھا وہ اب ہندوستان میں ظاہر ہے اور مستقبل کی تاریکی سے دل بیٹھتا جاتا ہے۔ اس ذہنی کوفت کے اندر بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے: ''غلام احمد کی جے''۔

سپین کے حالات حضرت صاحب نے سنائے جہاں وہ اپنے حالیہ دورہ میں گئے تھے۔ وہاں مسلمانوں پر جو گزری وہ ایک دردناک داستان ہے۔ حضرت صاحب نے غرناطہ میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اے اللہ سپین کا کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت آئی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وقت مقررہ پر وہاں کے حالات بہتر ہو جائیں گے۔

وہی حال ہندوستانی مسلمانوں کا معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت صاحب نے میرے دل کو تقویت دلائی مجھے یہ یاد دلا کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور الہام بھی ہے جس میں کہا ہے کہ

ہندو کثرت سے اسلام میں داخل ہوں گے۔

الغرض میں مایوس اور غمزدہ دل لے کر گیا تھا اور چند منٹ حضرت صاحب کی صحبت میں بیٹھنے کی بدولت ایک پُر امید دل لے کر واپس آیا۔ یہ عریضہ میں اس غرض سے ارسال خدمت کر رہا ہوں کہ احباب تک یہ بات پہنچا دوں کہ ایک باخدا انسان کی صحبت اور معیت کس قدر عظیم نعمت ہے۔

میرے لڑکے کیپٹن عبدالسلام نے حضرت کی روانگی اور واپسی پر چند اشعار ہدیۂ خدمت کئے تھے۔ جب ان اشعار کا ذکر آیا تو ایک غیبی طاقت نے میرے لبوں پر بھی یہ مصرعہ جاری کیا جو عرض خدمت کر دیا گیا:۔

اے ناخدائے کشتیٔ اسلام۔ السّلام

میرا جماعت لاہور سے کٹ کر جماعت ربوہ میں شمولیت کا مسئلہ ابھی تک لاہوری حلقوں میں موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اور طرح طرح کی قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔ میں اپنے سابقہ اعلانات میں کافی وضاحت کر چکا ہوں کہ کن وجوہات نے مجھے یہ قدم اٹھانے پر مائل کیا۔ اس موقعہ پر میں پھر مختصر الفاظ میں اُن وجوہات کا اعادہ کر دیتا ہوں۔ ایک وجہ جو بڑی اہم اور فیصلہ کن ہے وہ یہ ہے کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے ساتھ بہت سی توقعات وابستہ تھیں۔ اہلِ لاہور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام اور مشن کو گرا کر ان ساری توقعات کو خاک میں ملا دیا۔

غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس تاریخی مشن کو لایعنی بحثوں میں الجھ کر ختم کر دیا۔ انسانی ہمدردی کا یہ تقاضا تھا کہ مَیں دنیا کی خوشی اور ناخوشی سے بے نیاز ہو کر اس حقیقت کا اعلان کروں جسے میں حق سمجھتا ہوں۔ خدا کرے ہمارے غیر مبایعین احباب کو اب بھی سمجھ آ جائے کہ اس وقت دنیائے اسلام کی قیادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو چُنا ہے وہ جماعتِ ربوہ کے امام ہیں اور ساری برکتیں اور نصرتیں اب دامنِ خلافت سے وابستہ ہیں۔ دنیا بھر میں اسلام کی کشتی ایک خطرناک بھنور میں پھنسی ہوئی ہے۔ مشیّتِ ایزدی نے یہی پسند فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ''نافلہ'' کو اس تاریخی مشن پر مامور کیا جائے کہ اس خطرناک مرحلے پر اسلام کی کشتی کی ناخدائی کے فرائض انجام دے۔

اس ملاقات کے دوران حضرت صاحب نے مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی کی وجوہات کا جو بلند پایہ تجزیہ کیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ سپین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ہم مسلمان سپین میں تلوار کے ذریعہ داخل ہوئے اور اس کا جو حشر ہوا وہ ظاہر ہے۔ اب ہم وہاں قرآن لے کر داخل ہوئے ہیں اور قرآن کی فتوحات کو کوئی طاقت زائل نہیں کر سکتی''۔

والسلام

محمد یعقوب خان [127]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو سعید ہاؤس ایبٹ آباد میں خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا:۔

''فکر اور تدبّر کرنے والے عیسائی پادری میرے نزدیک اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ ان کا اسلام کے ساتھ آخری معرکہ افریقہ میں ہے اور اب وہاں بڑا زور دے رہے ہیں۔ انگلستان میں گرجے برائے فروخت اور افریقہ میں نئے گرجے بنوا رہے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی توجہ کا مرکز اس وقت انگلستان یا یورپی ممالک نہیں بلکہ افریقہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت مختلف

عیسائی پادریوں کی جو بین الاقوامی کانفرنسیں ہوا کرتی تھیں ان میں وہ بیان دیا کرتے تھے (اور وہ چھپے ہوئے ہیں ہمارے پاس ان کے حوالے موجود ہیں) کہ افریقہ ان کی جیب میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت افریقہ عیسائیوں کے خیال میں ان کی جیب میں تھا۔ پھر اس کے بعد حالات بدلے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل اور رحم کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور وہ افریقہ جو عیسائیت کی جیب میں تھا (ذمہ دار پادریوں اور بشپس کے حوالے موجود ہیں کہ افریقہ ان کی جیب میں ہے) اس کے متعلق انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بات مشتبہ ہے پتہ نہیں یہ برّ اعظم عیسائیت کی جیب میں آتا ہے یا محمد رسول اللہ ﷺ کے علَم کے نیچے جمع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ ۵۰۔۵۰ چانس کی باتیں کرنے لگے۔ پھر جب ہماری تبلیغی مہم اَور تیز ہوئی تو انہوں نے بین الاقوامی کانفرنسوں میں یہ بیان دیئے ہیں کہ اگر وہ ایک افریقن کو عیسائی بناتے ہیں تو احمدی دس افریقنوں کو مسلمان بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک اور دس کی نسبت سے اسلام کی فتح اور عیسائیت کی شکست تسلیم کر لی۔

پھر جنہیں وہ عیسائی بناتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ **بیلجیئم** کے ایک پادری افریقہ کے ایک ملک میں ۵۲ سالہ تبلیغ کرنے کے بعد بوڑھے ہو کر واپس جا رہے تھے ہمارے ایک مبلّغ بھی Courtesy call (کرٹسی کال) کے طور پر اس سے ملنے گئے اور اتفاق کی بات تھی کہ وہاں اُس وقت اور کوئی نہیں تھا۔ صرف وہ تھا یا ہمارا مبلّغ تھا۔ بے تکلفانہ باتیں شروع ہو گئیں۔ وہ عیسائی پادری کہنے لگا کہ سچی بات یہ ہے کہ میرے ۵۲ سالہ تجربہ اور کوشش کا نچوڑ یہ ہے کہ اس عرصہ میں مَیں نے صرف ایک آدمی کو عیسائی بنایا ہے ویسے ہزاروں پر مَیں نے عیسائیت کے لیبل لگائے ہیں۔ لیکن مجھے پتہ ہے کہ وہ عیسائی نہیں ہیں۔ کوئی ہم سے دودھ لینے کی خاطر عیسائی ہوا ہے۔ کوئی ہم سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے عیسائی بنا ہے۔ کوئی نوکری کی خاطر عیسائی ہو گیا ہے۔ کوئی گندم اور دوسری غذائی ضرورتوں کی خاطر عیسائی بنا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ وہ عیسائی نہیں ہے ہمارے مال اور دولت میں انہیں دلچسپی ہے عیسائیت

میں انہیں دلچسپی نہیں ہے۔لیکن ایک آدمی کے متعلق مجھے علم ہے کہ وہ دل سے عیسائی ہوا ہے۔ ہمارے مبلّغ نے اس سے کہا کہ ہم تو ہزاروں تم میں سے کھینچ کر مسلمان بنا چکے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہے اور ان کے متعلق ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ وہ پختہ مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن واحسان کا ذاتی مشاہدہ کرکے آپ سے انتہائی محبت کرنے والے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ ہم نے بھی وہاں اس قسم کے بہت نظارے دیکھے ہیں۔

بہرحال مذہبی نقطۂ نگاہ سے دنیا کا جو نقشہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ بعض علاقوں میں تو ان اقوام نے اعلان کر دیا کہ وہ عیسائی نہیں وہاں تو دہریت اور الحاد کا زور ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک علیحدہ محاذ ہے۔ اس کے متعلق میں کسی اور خطبہ میں بیان کروں گا۔ دنیا کا ایک علاقہ اور یہ بہت بڑا علاقہ ہے اس میں ہمیں یا تو نام کے عیسائی نظر آتے ہیں یا دہریہ ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم عیسائی نہیں ہیں۔ لیکن عیسائیت کا نام ان ملکوں میں ہے۔ اور جہاں عیسائیت کا کافی Hold (ہولڈ) ہے وہ سپین اور جنوبی امریکہ کے علاوہ افریقہ کا برّاعظم ہے جہاں اسلام اور عیسائیت کے درمیان جنگ لڑی جارہی ہے۔

اگر دنیا کا یہ نقشہ صحیح ہو اور میرے نزدیک صحیح ہے تو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ پر یہ زبردست ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس محاذ پر عیسائیوں کو شکست دے۔ وہاں افریقہ میں بھی عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ ہمارے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ پہلے شہروں اور قصبوں میں پڑھے لکھے لوگوں میں ان کی تبلیغ کا بڑا زور تھا۔ لیکن جب سے ہم آئے ہیں یہ اب Bush (بُش) میں چلے گئے ہیں۔ وہ دوست اپنی طرف سے تو یہ کہہ رہے تھے کہ اب ہم کیا کریں؟ میں نے انہیں فوراً کہا follow them to the bush تم بھی Bush میں جا کر ان کا پیچھا کرو۔ انہیں یہاں بھی ٹکنے نہیں دینا''۔

حضور نے یہ حقائق بیان کرنے کے بعد احمدی ڈاکٹروں اور ٹیچروں کو تحریک فرمائی کہ وہ میدان

عمل میں آئیں کیونکہ جنگ جیتنے کیلئے سلسلہ احمدیہ کو ان کی ضرورت ہے چنانچہ فرمایا:۔

''افریقہ میں لڑی جانے والی جنگ کو جیتنے کے لئے ہم پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔اس سلسلہ میں بہت ساری باتیں میں پہلے بیان کر چکا ہوں مثلاً ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' قائم کیا گیا ہے ہمیں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے ہمیں ٹیچرز کی ضرورت ہے۔ڈاکٹروں اور ٹیچروں کو رضا کارانہ طور پر خدمات پیش کرنے کی جو میں نے تحریک کی تھی اس سلسلہ میں شاید ایک بات رہ گئی تھی وہ یہ ہے کہ ہمیں ایسے ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہے جن کی بیویاں بھی ڈاکٹر ہوں اور ایسے ٹیچرز کی بھی ضرورت ہے جن کی بیویاں بھی وہاں کام کر سکیں یعنی وہ بھی بی اے، بی ایڈ یا بی ایس سی، بی ایڈ ہوں کیونکہ وہاں بعض جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں مسلمان لڑکی تعلیم میں بہت پیچھے ہے اور پردے میں غلو کر رہی ہے اس لحاظ سے تو اچھا ہے کہ وہاں بے پردگی نہیں اور بے پردگی سے پردہ میں غلو اچھا ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہاں کی مستورات علم سے (اور علم دراصل اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے ہیں اور ان سے وہ) محروم ہیں۔ ہماری طرف سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ایسے علاقوں میں باپردہ پڑھائی کا انتظام کیا جائے تا کہ اگلی نسل کی بچیوں کو ہم علم کے نور سے منور کر سکیں۔ہمیں بڑی دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر تو کچھ ہو نہیں سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ فضل کرے اور اپنے پیار کا جلوہ دکھائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی''۔[128]

۸ جولائی کو حضور نے چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان اور عبدالغنی صاحب رشدی (راولپنڈی) کو جماعتی امور کے سلسلہ میں ضروری ہدایات دیں اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرانے کے بعد احباب کو اپنے اہم ارشادات سے فیضیاب کیا۔اس موقع پر مقامی جماعت کے علاوہ بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت سیالکوٹ بھی موجود تھے۔حضور نے نائیجیریا اور سیرالیون میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یوں لگتا ہے کہ دنیا بدل گئی ہے اور ایک عظیم انقلاب رونما ہو رہا ہے۔افریقن ممالک میں حکومتی سطح پر جماعتی خدمات کی قدردانی اور ان کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاتا ہے اور وہاں کی حکومتیں اب نئے ہسپتال اور سکول کھولنے کے سلسلہ میں

ضروری سہولتیں بہم پہنچا کر عملاً تعاون کر رہی ہیں۔ پھر فرمایا کہ انسانی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ محبت اور پیار کا یہ پیغام نہ پہلے کبھی ناکام ہوا ہے اور نہ آئندہ انشاء اللہ ناکام ہوگا۔ اس لئے ہم بہر حال جیتیں گے البتہ ہماری دعا ہمیشہ وہی ہونی چاہیے جو قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کہلوائی گئی ہے کہ ’’رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ‘‘ (القصص:۲۵) یہ بڑی پیاری دعا ہے اس میں خیر یعنی بھلائی کو کسی خاص رنگ میں یا کسی معین مطالبہ کی صورت میں پیش نہیں کیا گیا۔ اس لئے ہماری بھی یہی دعا ہونی چاہیے کہ جس چیز میں ہمارے لئے خیر ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ ہمیں عطا فرمائے۔ دنیا کی مخالفت کی پروا نہیں کرنی چاہیے ان کی مخالفت ہمارا راستہ نہیں روک سکتی۔ کیونکہ دلوں کو جیتنے کے لئے دلائل ان کے پاس نہیں۔ آسمانی نشانوں کے نزول کے دروازے انہوں نے خود اپنے اوپر بند کر رکھے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اتباع میں انسانیت کی خدمت اور پیار و محبت سے ان کے دل جیتنے کی انہیں توفیق نہیں۔ یہ شرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے ہم پر بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

۹ جولائی۔ نماز مغرب کے بعد حضور نے مغربی افریقہ میں احمدی سکولوں کی مثالی کیفیت اور افریقن حکومتوں کی ان کی طرف خصوصی توجہ پر روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں جماعتی سکیموں کا خیر مقدم کرنے اور عملی تعاون کی متعدد مثالیں دے کر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہاں اسلام کے غلبہ کے آثار روز بروز نمایاں تر ہو رہے ہیں اس ضمن میں یہ حقیقت بھی واضح فرمائی کہ اسلام نے جس حکیمانہ رنگ میں ہر فرد کی ضروریات کی حقیقی تعریف اور اس کے حقوق کی صحیح تعیین فرمائی ہے وہاں سوشلزم کا تخیّل بھی نہیں پہنچتا۔

۱۰ جولائی۔ حضور نے اس روز اسلام آباد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں مغربی افریقہ کے باشندوں کی سماجی، معاشرتی اور مذہبی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ان کی ذاتی شرافت اور فطری سعادت اور سادہ مزاجی پر نہایت شرح و بسط سے روشنی ڈالی اور فرمایا یہ اقوام صدیوں سے استعماری ظلم کا شکار اور یوروپین اقوام کی لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بن رہی ہیں اب وہ وقت انشاء اللہ دور نہیں جب انہیں پتہ لگے گا کہ افریقن دین و دنیا کے ہر میدان میں ان کے استاد بننے کے اہل ہیں اور اس طرح دنیا میں پھر وہی حسین معاشرہ قائم ہوگا جس کی بنیاد آج سے چودہ سو سال پہلے ہادیٔ اکمل حضرت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور جس کی ایک جھلک فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت بلالؓ کے جھنڈے تلے نظر آئی تھی۔ فرمایا۔ یہ عظیم انقلاب ہم سے عظیم قربانیاں بھی چاہتا ہے۔ ہمیں اس راہ میں مالی اور جانی قربانیاں پیش کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے اور پھر ساتھ ہی یہ دعا بھی کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان قربانیوں کو قبول بھی فرمائے اور انہیں ہمارے لئے مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ 129

۱۲ جولائی۔ آج ملاقاتوں کا دن تھا مقامی دوستوں کے علاوہ پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی، لاہور، گوجرانوالہ، مظفر آباد اور مانسہرہ کے دوستوں نے شرف ملاقات حاصل کیا اور نماز مغرب کے بعد حضور مجلس عرفان میں تشریف فرما رہے اور مغربی افریقہ کے حالیہ دورہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی بشارتیں پوری ہونے کے دن قریب آ رہے ہیں۔

۱۴ جولائی۔ قیام ایبٹ آباد کے دوران دید و ملاقات کے شوق میں احباب دیوانہ وار کھنچے چلے آ رہے تھے اور ہر روز شمع خلافت کے عشّاق کا تانتا بندھا رہتا تھا لیکن ملاقاتوں کے دن کی شان ہی اَور تھی۔ ۱۴ جولائی بھی ملاقاتوں کے لئے مخصوص تھا۔ اس روز ربوہ اور کئی دوسری جماعتوں کے بہت سے احباب تشریف لائے۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب امیر جماعت احمدیہ کیملپور اور مولوی عطاء الکریم شاہد صاحب مربی سلسلہ بھی ساٹھ، ستّر احباب کے ساتھ جن میں چند مستورات اور بچے بھی شامل تھے قافلے کی صورت میں ایک سپیشل بس کے ذریعہ پہنچے۔ حضور نے دس سے سوا گیارہ بجے تک انفرادی ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ اس کے بعد کوٹھی سے باہر تشریف لائے جہاں ایک ملحقہ گراسی پلاٹ میں ایک شامیانے کے نیچے کیملپور کے مخلص احباب اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے سراپا انتظار بیٹھے تھے۔ سب نے باری باری حضور سے مصافحہ کیا حضور نے پانچ سات سال کے ننھے منّے بچوں کو پیار کیا۔ ایبٹ آباد میں حضور سے اجتماعی ملاقات کا اوّلین شرف جماعت کیملپور نے حاصل کیا۔ اپنے ان عشّاق کے دید و قلب کی مزید سیری کے لئے حضور قریباً ایک گھنٹہ تک تشریف فرما رہے اور اپنے سفر مغربی افریقہ کے متعدد واقعات اور تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ منصورہ بیگم نے اس دورہ میں بڑا کام کیا ہے ورنہ وہاں کی عورتیں تشنہ رہ جاتیں کیونکہ وہاں کی عورتوں کو مردوں سے مصافحہ کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے اور ابھی ان کی اتنی تربیت نہیں ہو سکی کہ وہ مردوں سے مصافحہ نہ کریں میں تو صرف مردوں سے مصافحہ کرتا تھا عورتوں سے مصافحہ منصورہ بیگم کرتی تھیں۔ میں

نے ان سے کہا ہے کہ جو کام وہاں کرتی تھیں وہ یہاں بھی کریں چنانچہ اس وقت جو مستورات آپ کے ساتھ آئی ہوئی ہیں ان سے وہی ملاقات کر رہی ہیں۔

فرمایا کہ اگرچہ مجھے ڈاکٹری مشورہ تو یہ تھا کہ میری صحت سفر کرنے کے قابل نہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ پانچ چھ ہفتہ کے اس دورہ میں میری صحت ٹھیک رہی۔ایک دن بھی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں پڑی۔ ویسے پہلے چار ملکوں میں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب اور پھر ڈاکٹر سعید احمد صاحب آن ڈیوٹی رہے اور بڑے اخلاص سے خدمت کرتے رہے۔

آخر میں حضور نے سب احباب کو پُر زور تحریک فرمائی کہ جماعتی ضرورتوں کے پیش نظر مالی اور جانی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

۱۵ جولائی۔نماز مغرب کے بعد حضور احباب میں رونق افروز ہوئے اور فرمایا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی بڑی عجیب اور زمانہ کی ضروریات کے مطابق تفسیر کی ہے مثلاً یہ کہ ہر مخلوق جو ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے بے شمار جلوے کارفرما ہیں اور پھر ہر خلق میں نئے جلوے جذب کرنے کی تاثیر پائی جاتی ہے۔فرمایا یہ سارا کارخانۂ عالم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سہارے رواں دواں ہے مگر پھر بھی لوگ اس عظیم ہستی کو بھول جاتے ہیں۔

فرمایا۔ دو تین سال ہوئے ہمارے ایک مبلّغ (مولوی عبدالکریم صاحب شاہد کاٹھگڑی مربی سلسلہ احمدیہ مراد ہیں) کو دماغ کے کینسر کا عارضہ لاحق ہوا۔تکلیف شدت اختیار کر گئی تو آپریشن کروانے کے لئے انہیں لاہور لے گئے۔ میں نے ہدایت کی کہ ان کے علاج پر جتنا خرچ ہوتا ہے کریں مگر آپریشن نہ کرائیں بعد میں ڈاکٹروں نے کہا کہ مرض سارے دماغ میں پھیل چکا ہے اس لئے آپریشن ناممکن ہے۔اس اثنا میں ان پر بے ہوشی کی حالت طاری ہو چکی تھی۔ بینائی،شنوائی حتی کہ گویائی تک سلب ہو چکی تھی۔مگر خدا کی قدرت کہ ساتویں دن انہوں نے آنکھیں کھولیں۔نظر بھی آ رہا تھا،شنوائی بھی عود کر آئی،زبان بھی چلنے لگی۔ جسے ڈاکٹر آٹھ دس دن کا مہمان سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ کا یہ معجزہ ہے کہ وہ پھر سے تبلیغی اور تربیتی میدان میں سرگرمِ عمل ہے۔فرمایا۔اس سے پتہ لگتا ہے کہ ایک انفرادی حکم علیحدہ طور پر بھی آسمان سے نازل ہوتا ہے کیونکہ وہ ساری قدرتوں کا مالک ہے۔

۱۶ جولائی۔ چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت راولپنڈی اور چوہدری عبدالحق صاحب ورک امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد چند دیگر احباب کے ساتھ تشریف لائے۔نماز مغرب وعشاء کے

بعد حضور نے انہیں شرف مصافحہ بخشا۔

۱۷ جولائی۔ کو حضور نے نماز جمعہ اپنی قیامگاہ پر پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت کو نہایت بصیرت افروز پیرایہ میں بیان کرتے ہوئے وقفِ زندگی کے مختلف شعبوں کی اہمیت وضرورت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز نظام وقف کی دائمی ضرورتوں کے پیش نظر جماعت کو خاص طور پر متوجہ کیا کہ غریب، متوسط اور امیر گھرانوں کے ذہین، مخلص اور سعید الفطرت طلباء جامعہ احمدیہ میں آنے چاہئیں اسی سے جماعت کی بڑھتی ہوئی تبلیغی اور تربیتی اغراض کما حقہ پوری کی جاسکتی ہیں۔

۱۸ جولائی۔ نماز ظہر کے بعد (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ مغربی افریقہ کے تاریخی اور نہایت درجہ کامیاب تبلیغی دورہ کی رپورٹ کتابی صورت میں جلد شائع ہونی چاہیے۔ حضور اس کی ترتیب وتدوین اور اشاعت کے بعض عملی پہلوؤں پر اظہار خیال فرماتے رہے۔ اس روز چوہدری صلاح الدین صاحب ناظم جائیداد، ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ اور سید اعجاز احمد صاحب مربی سلسلہ راولپنڈی نے بھی حضور کی زیارت کی۔ سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ چند دن پہلے سے یہاں موجود تھے۔ علاوہ ازیں ۱۷ جولائی کی شام کو مجلس انصار اللہ و مجلس خدام الاحمدیہ فیصل آباد کے سرکردہ ارکان (میاں غلام احمد صاحب، چوہدری احمد دین صاحب، سعید احمد صاحب ناصر، شیخ خالد مسعود صاحب اور مقصود احمد صاحب) نے نماز مغرب وعشاء کے بعد شرف ملاقات حاصل کیا۔ اور صبح کو حضور کی خدمت میں واپسی کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے از راہ شفقت اور ذرہ نوازی فرمایا آپ یہاں مہمان ہیں دو ایک دن اور ٹھہریں۔ حضور کی اس درجہ شفقت سے ان خدام کے دل باغ باغ ہو گئے۔ اس روز حضور دیر تک نماز مغرب وعشاء کے بعد احباب میں تشریف فرما رہے۔ دوران گفتگو حضور نے تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور کے ایک بزرگ کا تذکرہ فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جب کسی سانپ کو دیکھ لیتے تو اس کا خوف ہر وقت ان کے ذہن پر سوار رہتا تھا۔ ایک دفعہ انہیں ان کے رشتہ داروں نے اپنے کسی جھگڑے کا تصفیہ کروانے کے لئے سندھ کے ایک ایسے علاقے میں بلایا جہاں سانپ بڑی کثرت سے ہوتے ہیں اس پر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی یہ کیفیت بیان کی۔ حضور نے دعا کی اور فرمایا اب سانپ آپ کو کچھ نہیں کہے

گا۔ چنانچہ وہ بتایا کرتے کہ اس کے بعد نہ صرف یہ کہ سانپ کے خوف کا احساس جاتا رہا بلکہ جب کبھی کوئی سانپ انہیں نظر آتا وہ انہیں دیکھ کر بھاگ جاتا۔ حضور نے یہ ایمان افروز واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائیوں اور آپ سے محبت رکھنے والے متبعین کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت ہے کہ نہ صرف ان کے نفوس میں برکت ڈالی جائے گی بلکہ جس چیز کو وہ چھوئیں گے وہ بھی بابرکت ہو جائے گی۔ اسی برکت کی ہمیں بھی تلاش کرنی چاہیے۔

۱۹ جولائی۔ آج حضور سے انفرادی اور اجتماعی ملاقات کی سعادت پانے کے لئے دور ونزدیک سے کثیر تعداد میں احباب جماعت تشریف لائے۔ حضور نے پہلے پشاور، لاہور، راولپنڈی، ہری پور، ٹیکسلا اور دوسری جماعتوں کے بہت سے احباب کو انفرادی ملاقات کا موقع عطا فرمایا اور اس کے بعد مردان اور ٹیکسلا کے قریباً ۸۰ مخلصین جماعت کو اجتماعی ملاقات اور اپنے بیش قیمت ارشادات سے نوازا۔ مردان کے دوست اپنے امیر آدم خان صاحب کی قیادت میں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک سپیشل بس کے ذریعہ ایبٹ آباد پہنچے تھے۔

حضور انفرادی ملاقاتوں کے بعد باہر تشریف لائے تو اپنے پیارے آقا کی عقیدت اور محبت میں سرشار تمام احباب احتراماً کھڑے ہو گئے۔ آدم خان صاحب امیر جماعت احمدیہ مردان نے آگے بڑھ کر حضور سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد حضور قریباً ایک گھنٹے تک تشریف فرما رہے۔ حضور نے بعض دوستوں کے حالات دریافت فرمائے۔ چند دوستوں نے اپنی مشکلات بیان کیں۔ حضور نے ان کے لئے دعا کی۔ بعض بیمار تھے ان کے لئے آپ نے علاج تجویز فرمایا اور یہ نصیحت فرمائی کہ صرف علاج پر تکیہ نہیں کرنا بلکہ اس یقین کے ساتھ دوا کو استعمال کرنا ہے کہ شفا تو دراصل اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے جب تک شافی مطلق کا حکم نازل نہیں ہوتا کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی۔ اس لئے دوا کے ساتھ دعا کو نہیں بھولنا چاہیے۔

مردان سے دو تین غیر از جماعت دوست بھی تشریف لائے ہوئے تھے جو کئی سال سے سلسلہ کا لٹریچر پڑھ رہے تھے مگر ابھی تک انہیں انشراح صدر نہیں ہوا تھا۔ فرمایا۔ انشراح تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کا دل مثالی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے جدھر چاہے اور جس طرح چاہے اسے پھیر دے۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ انشراح صدر اور حق کو قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ کیونکہ اس کا انحصار

دراصل اللہ تعالیٰ کے فضل اوراس کی توفیق پر ہے بعض دفعہ دنیوی لحاظ سے سرتا پا گند میں ملوث لوگ احمدیت کی بدولت سچی توبہ کر کے حقیقی مومن بن گئے ۔فرمایا ویسے یہ ضروری ہے کہ جب تک احمدیت کے متعلق پوری طرح انشراح نہ ہوا سے قبول نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔انشراح صدر ہونے کی صورت ہی میں انسان ہمارے لئے بھی اوراللہ تعالیٰ نے غلبہ دین کے لئے جومہم چلائی ہےاس کے لئے بھی مفید وجود بن سکتا ہے۔

حضور نے مغربی افریقہ میں قبولیت دعا کے نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ سارے نشان دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کے مظہر ہیں۔ہم تو کوئی چیز ہی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ ترین خادم ہیں۔البتہ اس بات پر خوش ہیں کہ آپ کے محبوب ترین روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمت دین کا موقع عطا فرمایا ہےاوراحمدیت کے ذریعہ عیسائیت کی زبردست دجّالی کاروائیوں کے مقابلہ میں دنیا میں سچی توحیداورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم اوراسلام کی صداقت ثابت ہورہی ہے۔

افریقہ میں اسلام کے حق میں بپا ہونے والا یہ عظیم انقلاب اس بات کا بھی متقاضی ہے کہ ہم یہاں بھی اپنے نقطۂ نظر کی وسیع پیمانے پراشاعت کریں اوراس سلسلہ میں وہی جوش وخروش دکھائیں جس کا میں نے افریقہ میں مشاہدہ کیا ہےاوراس راہ میں اپنی جان کی بازی لگا دینے سے بھی گریز نہ کریں۔کیونکہ یہ ایک سعادت عظمیٰ ہے۔فرمایا۔ہمارے بعض پاکستانی بھائیوں کی طرف سے پچھلے دو چار مہینوں میں عرب ممالک میں ہمارے دوستوں کے خلاف بعض شاخسانے کھڑے کئے گئے۔دیارِ حرم اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے والے احمدی احباب کو قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کرایا گیااور پھر یہاں آکر اپنے اس ’’شاندار کارنامے‘‘ پرداد تحسین بھی حاصل کی جاتی رہی مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر فضل کیا اور تائید ونصرت فرمائی۔ ہمارے دوستوں کی باعزت بریت ہوئی۔

فرمایا۔ہم بڑے دھڑلّے سے یہ کہتے ہیں کہ ہم غالب آئیں گے یہ ہم اس لئے نہیں کہتے کہ ہمارے اندرکوئی طاقت ہے یا ہمارے اندرکوئی خوبی ہے بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جوحق وصداقت پر ہوگا وہی غالب آئے گا۔پس ہمارے مقابلے میں جھوٹ بولنے کو جزوایمان بنانے والے غالب نہیں آسکتے۔سب دوست پیکراخلاص بنے اس نہایت درجہ

ایمان افروز مجلس سے مستفید ہوئے۔اس کے بعد حضور نے باری باری ہر ایک دوست کو شرف مصافحہ بخشا اور پھر مردان کی جماعت کے دوستوں کے ساتھ حضور کا گروپ فوٹو لیا گیا۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ دوست پہلے کھانا کھالیں پھر نماز پڑھیں گے۔

یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ حضور کی زیارت اور ملاقات کے لئے باہر سے تشریف لانے والے دوستوں کے لئے چائے اور پھر دو پہر کے کھانے کا تسلی بخش انتظام کیا جاتا تھا۔

۲۱ جولائی کو مولانا ابوالعطاء صاحب، مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب اور شیخ محبوب عالم صاحب خالد ناظر بیت المال بھی حاضر تھے۔حضور دیر تک سوات کے بعض قابل دید اور صحت افزاء مقامات کی سیر و سیاحت اور اس سلسلہ میں بعض ضروری سہولتوں نیز وہاں کے بڑے ہی دلچسپ تمدنی، معاشرتی، سیاسی اور انتظامی حالات پر بھی اظہار خیال فرماتے رہے۔

۲۲ جولائی۔ پانچ بجے شام مولانا محمد یعقوب خان صاحب حضور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔حضور انہیں مغربی افریقہ اور یورپ کے بعض دوسرے ملکوں کے حالیہ دورہ کے بارے میں غیر ملکی پریس کے تاثرات پر مشتمل اخباری تراشے دکھاتے رہے۔نماز مغرب کے بعد حضور تھوڑی دیر احباب میں تشریف فرما رہے۔اس موقعہ پر فرمایا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا کردہ لٹریچر سے اسلامی مسائل کے متعلق پیدا ہونے والی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں کیونکہ آپ نے ہر قسم کی پیچیدگیوں اور الجھنوں کو نہایت حسین پیرایہ میں سلجھا کر رکھ دیا ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے متعلق اولیاء اللہ کے بعض رؤیا اور کشوف کا بھی ذکر فرمایا۔

۲۳ جولائی۔ بعد نماز مغرب مجلس علم وعرفان میں حضور نے جانوروں مثلاً ہرن اور گھوڑے وغیرہ کی سمجھ اور خود حفاظتی کی بعض مثالیں بیان فرمائیں۔فرقان فورس کے ذکر پر آپ نے تفصیل سے بتایا کہ بے سروسامانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہم سے وہاں کس طرح کام لیا اور پھر قدم قدم پر ہمیں اپنی حفظ وامان کے سایہ میں رکھا۔

۲۴ جولائی۔ حضور صبح پونے بارہ بجے ایبٹ آباد سے راولپنڈی پہنچے اور میجر سیّد مقبول احمد صاحب کے مکان ’بیت السلام‘ میں قیام فرمایا۔ بعد ازاں احمدیہ بیتِ نور تشریف لے گئے اور خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تمام انسانوں کو وحدت میں منسلک کرنے اور انہیں زندہ خدا سے روشناس کرانے کا

انتظام فرمایا ہے یہی وہ عظیم الشان کام ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس کام کی سرانجام دہی کے لئے ہر طرح کی مالی اور جانی قربانیوں کے علاوہ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ہم ہر وقت دعاؤں میں لگے رہیں۔نماز جمعہ پڑھانے کے بعد حضور نے سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور پھر ایبٹ آباد تشریف لے آئے۔

۲۹ جولائی تا ۵؍اگست۔ ان ایام میں حضور دارالہجرت ربوہ میں قیام فرما رہے اور ۳۱ جولائی کو مسجد مبارک ربوہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تمام اقوام عالم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر کے ایک وحدت میں منسلک کرنے کے لئے جو مہم جاری ہے اس کا ایک اہم محاذ مغربی افریقہ ہے جہاں خلافت حقّہ کے ذریعہ آسمانی اور الٰہی تائید و نصرت کے بہت سے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اس کا یہ تقاضا ہے کہ ہم مالی اور جانی میدان میں انتہائی قربانیاں پیش کریں۔ یکم اگست کو حضور نے بعد نماز مغرب مجلس ارشاد مرکزیہ کی صدارت فرمائی اور آخر میں اپنے مختصر خطاب میں احباب جماعت کو تلقین فرمائی کہ ہمیں قرآن عظیم کے انوار و برکات کو دعاؤں اور تدابیر کے ذریعہ حاصل کرنا چاہیئے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو قرآن عظیم کے مطابق بنائیں۔اسی روز حضور نے ۸ بجے صبح فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کا افتتاح فرمایا اور طلباء اور طالبات کو زرّیں نصائح فرمائیں کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ مل کر اور یکجان ہو کر دین کے عالمگیر غلبہ کی عظیم جدوجہد میں حصہ لیں، دعاؤں پر زور دیں۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا ذاتی اور زندہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو بار بار اور التزام کے ساتھ پڑھتے رہیں۔ یہ کتب قرآن کریم کی الہامی تفسیر کا رنگ رکھتی ہیں اور اس زمانہ میں ان کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

۱۴؍اگست۔ حضور نے نماز جمعہ ایبٹ آباد میں اپنی قیام گاہ پر پڑھائی اور اپنے گذشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی حقیقت اور اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کی حقیقی معرفت اور اس کے وعدوں پر کامل یقین پیدا کرنے کی ضرورت و اہمیت پر بصیرت افروز پیرایہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حضور نے قرآن کریم کی رُو سے ایمان کے مختلف معانی بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جہاں بھی مطلق ایمان کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ اس صورت میں ایمان تبھی فائدہ دے سکتا

ہےاور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بن سکتا ہے جب انسان اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرے اور یہ تقاضے پورے نہیں ہو سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات کی حقیقی معرفت حاصل نہ ہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (آل عمران:۱۴۰)۔ یہاں مومن کے لفظ میں پختہ ایمان کے علاوہ اس کے تمام تقاضوں سے عہدہ برآ ہونا مراد ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رحمت اور نصرت ملتی ہے۔ صحابہ کرام جو ایمان پر پختگی سے قائم تھے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت اور اس کے وعدوں پر پوری طرح یقین رکھتے تھے۔ وہ صحرائے عرب سے ایک سیل رواں بن کر نکلے جس کے سامنے کسریٰ اور قیصر کی زبردست بادشاہتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔ ایمان کے تقاضوں میں سے سرفہرست اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان لانا چاہیے اس کی صفات حسنہ کی کامل معرفت حاصل کرنی چاہیے اور ہر حال میں راضی بالقضاء اور اس کی حمد کرتے رہنا چاہیے۔ یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ اگر کبھی ایک فصل ژالہ باری کی نذر ہو جاتی ہے تو اگلی فصل میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی برکت رکھ دیتا ہے۔ اس لئے انسان کو اپنی محنت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ کھیتی وہی اُگتی اور پھل لاتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اُگاتا اور ثمر دار بناتا ہے۔

اس روز بھی نماز مغرب کے بعد حضور تھوڑی دیر تک اپنے ارشادات سے احباب کو مستفید فرماتے رہے۔ فرمایا۔ اسلام نے اقتصادیات کا اصل الاصول یہ بیان فرمایا ہے کہ جس کے پاس کچھ نہیں ہے اسے وہ سب کچھ دیا جائے جو اس کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشوونما کے لئے ضروری ہے اور جس کے پاس کچھ ہے اس سے زبردستی چھینا نہ جائے اگر اس پر عمل ہونے لگے تو نہ معاشرتی اونچ نیچ کا چرچا رہے اور نہ قابل ذہنوں کا ضیاع ہو۔[130]

۱۵/اگست۔ مغرب کی نماز کے بعد حضور انور تھوڑی دیر احباب میں تشریف فرما رہے۔ اس موقعہ پر حضور نے بیرونی مشنوں کی طرف سے بعض اطلاعات پر خوشی اور اطمینان کا اظہار فرمایا نیز حضور انور نے افریقن ممالک میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔

۱۶/اگست۔ آج مقامی جماعت کے علاوہ مانسہرہ، واہ، ہری پور، کراچی، ربوہ، باندھی سندھ، راولپنڈی، اسلام آباد اور پشاور کے کثیر احباب ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ نیز دو بجے پشاور کی جماعتوں کے قریباً پونے چار سو احباب کو جو اپنے امیر جماعت مکرم محمود احمد خان صاحب کی سرکردگی میں چھ سپیشل بسوں پر تشریف لائے تھے انہیں حضور نے اجتماعی ملاقات کا موقعہ دیا۔

بعد از نماز ظہر وعصر حضور نے احباب جماعت کو اپنے بیش بہا ارشادات اور مواعظہ حسنہ سے مستفید فرمایا۔حضور نے اس موقعہ پر مکرم محمد صدیق صاحب شاہد مربی سلسلہ پشاور کو یاد فرمایا اور ان سے تبلیغی اور تربیتی امور کے متعلق دریافت فرمایا۔حضور انور نے فرمایا یہ عجیب بات ہے کہ ہم اپنے دنیوی کام کاج میں تو پوری دلچسپی کے ساتھ ہمہ تن مصروف اور ان میں پورے جوش وخروش کے ساتھ آگے بڑھنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔مگر احمدیت کی تبلیغ کا حق ہم پوری طرح ادا نہیں کرتے۔اس سلسلہ میں نہ تو ہم وہ قربانی دیتے ہیں اور نہ وہ سرگرمی دکھاتے ہیں جو تبلیغ کے لئے ضروری ہے۔اور پھر جہاں تھوڑا بہت تبلیغ کا کام ہو رہا ہے اسے بعض مصلحتوں کے پیش نظر کما حقہ موثر بنانے میں پس وپیش رہتا ہے۔فرمایا ایسا نہیں ہونا چاہئیے۔دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے تبلیغ سے کسی دم غافل نہیں ہونا چاہیئے۔البتہ تبلیغ کے لئے قربانی، جرات، ہوشمندی اور سب سے بڑھ کر اچھے نمونے یعنی باہمی پیار ومحبت، ایثار وقربانی اور ہمدردی وغمخواری کی ضرورت ہے۔اگر یہ جذبہ اور تبلیغ کی ایک لگن اور جنون ہمارے اندر پیدا ہو جائے اور دوسروں کے لئے اپنے دل میں درد اور ان کے لئے اضطرار اور ابتہال کے ساتھ دعائیں کی جائیں تو ہماری یہ کوششیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری یہ دردمندانہ دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاسکتیں۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ کے بعض ملک قربانی اور اخلاص میں ہم سے بہت زیادہ آگے نکل گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ کوئی سیاہ فام ہے یا سفید فام۔وہ تو بلا امتیاز رنگ ونسل اس قوم یا فرد کو اپنے قرب سے نوازتا ہے جو اس کے حضور سچے دل سے قربانی پیش کرتا اور اس کی رضا کے لئے دکھ اٹھاتا ہے۔افریقہ میں اسلام کی تبلیغ کے لئے سازگار حالات اور اسلام کی ترقی کے غیر معمولی سامان پیدا ہونے کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد حضور نے فرمایا مجھے اب اِدھر کی فکر پڑی ہوئی ہے کیونکہ توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔اس لئے ہمیں یہاں بھی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر پوری سرگرمی اور جوش وخروش کے ساتھ تبلیغ کرنی چاہئے۔فرمایا دنیا اسّی سال سے اس بات پر خوش ہے کہ اس نے احمدیوں کو کافر کہہ لیا اور ہم اسّی سال سے اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا ہو رہی ہے۔اور اس کی نگاہ میں ہم کافر نہیں مسلمان ہیں اور وہ جو دلوں کے بھید جانتا ہے وہ ہمارے دل اپنی محبت سے لبریز دیکھتا اور اپنا محبوب بنا لیا ہے۔پھر غیر کی ہمیں پرواہ کیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ تبلیغ وتربیت کے لئے ہر جگہ مسجد کا ہونا ضروری ہے البتہ یہ خیال درست نہیں ہے کہ جب تک دو چار لاکھ روپیہ نہ ہو جائے مسجد تعمیر نہیں ہوسکتی۔ مسجد نبوی ﷺ جیسی بابرکت اور مقدس مسجد کی ابتداء کھجور کے پتوں کی چھت سے ہوئی تھی۔ ہمیں بھی سردست کھجور کے پتوں کی چھت سے مسجدیں بنا دینی چاہئیں۔ کیونکہ دراصل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مقصود ہے نمائش کرنا تو مقصود نہیں۔

آپ نے فرمایا اسی طرح تبلیغ کے لئے قرآن کریم کا سیکھنا سکھانا اور سمجھنا اور اس پر عمل کرنا بڑا ضروری ہے۔ فرمایا مجلس مشاورت کے موقعہ پر نمائندگان کی بڑی دھواں دھار تقریریں ہوتی ہیں کہ قرآن کریم پڑھانے کا انتظام نہیں کیا جاتا لیکن اس مہینہ ربوہ میں جاری ہونے والی فضل عمر تعلیم القرآن کلاس میں پاکستان کی کم وبیش ایک ہزار جماعتوں کے صرف ۱۴۰ نمائندے شامل ہوئے ہیں۔ اگر ہر ایک جماعت سے ایک نمائندہ بھی جاتا تو ان کی تعداد ایک ہزار ہو جاتی۔ فرمایا یہ خوشی کی بات ہے کہ اس کلاس میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ عورتوں میں دین سیکھنے کا زیادہ شوق ہے۔ مگر ان میں کہیں کہیں بے پردگی بھی پیدا ہوگئی ہے۔ ویسے یہ چند استثناء ہیں۔ لیکن بعض دفعہ بڑے نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔ اگرچہ ہزاروں میں سے ایک کے خراب ہونے سے اعتراض کی گنجائش تو نہیں تاہم فکر کی ضرورت تو ہے۔ ایسی عورت کسی نیکی کی وجہ سے شاید اللہ تعالیٰ کے غضب سے تو بچ جائے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو حاصل نہیں کر سکتی جس کا ہمیں وعدہ ملا ہے۔ والدین کو چاہئیے کہ وہ شروع سے اپنی بچیوں پر کڑی نظر رکھیں اور ان کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہوں ورنہ بعد میں رونے دھونے اور پریشانیوں کے خط لکھنے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا ہماری اگلی نسل بڑی اچھی ہے اس کو سنبھالنا اور اس کی کما حقہ تربیت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے گھروں میں ہر وقت خدا اور اس کے رسول ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور ان کے زریں کارنامے، غرض دین کی باتیں ہوتی رہنی چاہئیں تاکہ ہر وقت دین کی باتیں بچوں کے کانوں میں پڑتی رہیں جس سے ان میں دینداری کی روح پیدا ہو اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے مالی اور جانی قربانیوں کی اہمیت ان پر واضح ہوتی رہے۔ کیونکہ الٰہی وعدوں کے مطابق تین صدیوں سے بھی پہلے احمدیت کی نسلاً بعد نسلٍ قربانیوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں اسلام کے مکمل غلبہ کی صبح طلوع ہونی ہے۔

سیدنا حضور انور نے صحابہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے ایمان اور ایمان میں پختگی اور اسلام کی خاطر جرات اور دلیری، ایثار، قربانی اور ہمدردی و جانثاری کی چند مثالیں دیکر فرمایا ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ہی پختہ ایمان، قربانی کی یہی روح، ہمدردی کا یہی جذبہ اور اخلاق کا یہی رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔ اور اپنی آنے والی نسلوں کو بھی اسی رنگ میں رنگین کرتے چلے جائیں۔ وباللہ التوفیق

بالآخر حضور کی یہ انتہائی روح پرور مجلس حضور کی اجتماعی دعا پر اختتام پذیر ہوئی اور اس طرح سبھی احباب اپنے پیارے آقا کی ملاقات اور آپ کے روح پرور کلمات اور زریں ہدایات سے شاد کام خوشی خوشی واپس تشریف لے گئے۔

۱۷/اگست۔حضور انور مع بیگم صاحبہ و دیگر افراد خاندان ایبٹ آباد کے قریب ہی ایک پرسکون اور صحت افزاء مقام پر تشریف لے گئے اور دن بھر وہیں قیام فرما رہے۔ پونے آٹھ بجے رات وہاں سے واپس تشریف لائے۔

۱۸/اگست۔مغرب کی نماز کے بعد حضور انور تھوڑی دیر تک احباب میں رونق افروز رہے اس اس موقعہ پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے افریقی ممالک میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے حق میں ایک رو چلا دی ہے بعض ملکوں اور پیراماؤنٹ چیفس کی طرف سے مہیا کی جانے والی سہولتوں کے علاوہ بعض سرکردہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی کثیر رقم جمع کر کے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کے علاقے میں بھی میڈیکل سنٹرز کھولے جائیں۔حضور انور نے بنکوں کے عام لین دین کے ذکر پر انگلستان کے طریقِ کار بالخصوص ادائیگی میں غیر معمولی سہولتوں پر اظہار پسندیدگی فرمایا۔آپ نے فرمایا کہ وہ اپنی ساکھ کو قائم رکھنے کے لئے اعتماد بھی کر لیتے ہیں۔اسی طرح انہیں بعض دفعہ نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔لیکن جتنی فیصدی نقصان ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ وہ نفع کما لیتے ہیں۔

۱۹/اگست۔کو نماز مغرب کے بعد حضور احباب میں تشریف فرما رہے اور ملکی سیاست کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ سیاست دانوں کا فرض ہے کہ وہ عوام کے جذبات سے کھیلنے کی بجائے ان کی صحیح راہنمائی کریں تا کہ وہ ملک وملت کے لئے مفید وجود بنیں۔

۲۰/اگست۔محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مع بیگم صاحبہ و صاحبزدگان چند دن تک قیام کرنے کے لئے تشریف لائے۔اس طرح مکرم مولوی محمد اسماعیل منیر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں اور مکرم مولوی عبدالشکور صاحب سابق مبلغ سیرالیون بھی حضور انور کے ارشاد پر آج صبح یہاں پہنچے۔

بعد از نماز ظہر حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بحیثیت امتی نبی ہونے کے نیز آپ کے دعویٰ کی صداقت پر ارشادات بیان فرمائے۔اسی طرح محترم یوسف یاسن آف غانا (متعلم جامعہ احمدیہ) اور محترم بانو حمید صاحب دارالسلام (مشرقی افریقہ متعلم ٹی آئی کالج ربوہ) بھی موجود تھے نماز کے بعد حضور ان سے بھی وہاں ان کی زبان اور ملکی حالات پر گفتگو فرماتے رہے۔اسی طرح غانا مغربی افریقہ کے تین طلبہ محمد بن صالح صاحب، ابراہیم بن یعقوب صاحب اور احمد جبرائیل سعید صاحب کو بھی حضور انور نے ازراہ شفقت اپنے پاس ٹھہرایا ہوا تھا۔اسی طرح حضور نے پچھلے پہر مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ سرگودھا، محترم میاں عبدالسمیع خان صاحب نون، شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ اور قریشی محمود الحسن صاحب کو بھی شرف ملاقات بخشا۔

بعد از مغرب حضور نے احباب کو نصیحت فرمائی کہ وہ آنحضرت ﷺ کی آغوش تربیت میں پروان چڑھنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں کو مشعل راہ بنائیں۔حضور انور نے تبلیغ کے حوالے سے فرمایا کہ ہم تبلیغ اس لئے نہیں کرتے کہ جماعت احمدیہ مضبوط ہو اور اسلام کو کامل غلبہ نصیب ہو بلکہ ہماری تبلیغ کا مقصد ہے کہ دنیا غضب الٰہی سے بچ جاوے، اسلام کے نور سے منور ہو۔اور اللہ تعالیٰ کی بشارتوں اور وعدوں کے مطابق الٰہی فضلوں اور نعمتوں سے حصہ پاوے۔

۲۷ راگست۔حضور انور چار بجے سہ پہر ربوہ تشریف لے آئے۔اس موقعہ پر جو احباب امیر مقامی محترم چوہدری ظہور احمد صاحب کی سرکردگی میں حضور کے خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔حضور نے انہیں مصافحہ کا شرف بخشا۔

۲ ستمبر۔حضور انور ربوہ میں ایک ہفتہ قیام فرمانے کے بعد دوبارہ ایبٹ آباد تشریف لے گئے۔حضور انور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ اور محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب بھی حضور کے ہمراہ تشریف لے گئے۔روانگی سے قبل حضور انور نے احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا اور اجتماعی دعا کروائی۔

آج کی مجلسِ علم و عرفان میں سیّد حسنات احمد صاحب دہلوی (حال ایڈیٹر ''نیوکینیڈا'' ٹورانٹو) کو دورۂ مغربی افریقہ سے متعلق زیر ترتیب کتاب کی تدوین کے سلسلہ میں ضروری ہدایات سے نوازا اور انگلستان، ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ کے بعض اخبارات میں چھپنے والے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے ان کی صحافتی دیانتداری کو سراہا اور فرمایا بعض دوستوں نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ دورہ افریقہ کے بارے میں

غیر ملکی پریس نے تو بڑی وسیع القلبی کا ثبوت دیا ہے مگر ملکی پریس نے کوئی خبر شائع نہیں کی۔فرمایا۔ان کے سینما کے کسی اشتہار کے پہلو میں چند سطری ایک غلط سی خبر کے لئے ان کا زیر بار احسان ہونے کی ہمیں ضرورت ہی کیا ہے؟

کمیونسٹ ممالک کے بعض سعید الفطرت لوگوں کے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کو حضور نے بڑا ہی خوش آئند قرار دیا اور فرمایا اب وہ وقت دور نہیں جب یوگوسلاوین احمدیوں کے ذریعہ انشاء اللہ کمیونسٹ ممالک میں بھی اسلام کو فروغ حاصل ہوگا ویسے بھی عالمی دباؤ کے نتیجہ میں روس میں مذہب پر مختلف قیود کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے اور مذہبی آزادی کی ایک خوشگوار رَو چل پڑی ہے۔

اس موقع پر ملک محمد عبداللہ صاحب ریذیڈنٹ انجینئر (راولپنڈی الیکٹریکل پاور کمپنی) ایبٹ آباد حضور کے دست مبارک پر بیعت خلافت سے مشرّف ہوئے۔

محترم جناب سید حسنات احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر نیو کینیڈا (New Canada) کا بیان ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جب اپنے افریقہ کے تاریخی دورے سے جون ۱۹۷۰ء میں واپس ہوئے تو پہلا جمعہ جو ربوہ میں حضور نے پڑھایا اور جس میں کم وبیش دس ہزار افراد نے حصہ لیا اس میں میری والدہ مرحومہ بیگم شفیع کا نمازِ جنازہ بھی پڑھایا۔حضور فوری بعد ایبٹ آباد گرمیاں گزارنے کے لئے تشریف لے گئے خاکسار نے بھی ایبٹ آباد کا رخ کیا اور حضور کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے نمازِ مغرب کے بعد مجلسِ عرفان میں اپنے دورے کے بعض واقعات سنائے جس پر خاکسار نے عرض کیا کہ حضور یہ دورہ تاریخی دورہ ہے اور اس تاریخی دورے کو قلم بند کرنا ضروری ہے۔حضور نے مجھ سے فرمایا کہ پھر کریں۔دوسرے دن حضور نے اپنی ملاقات میں کوئی دوسو تصاویر دکھائیں جو حضور کے افریقہ کے دورے کے بارہ میں تھیں۔میں نے عرض کیا کہ ان تصاویر پر مبنی ایک مجلّہ شائع کرنا ضروری ہے اور پھر عرض کیا کہ خاکسار کو ان بہت سے افریقی ممالک کے شہروں سے اچھی طرح واقفیت نہیں اس پر حضور نے اس وقت کے وکیل التبشیر (مولانا نسیم سیفی صاحب) کو ایبٹ آباد طلب کیا اور انہوں نے ایک باتصویر مجلّہ بنانے میں میری مدد کی۔حضور نے اس مجلّہ کا نام ''افریقہ اسپیکس'' (Africa Speaks) رکھا۔یہ پہلا باتصویر رنگین مجلّہ ہے جو جماعت نے ایک خلیفہ کے بارہ میں شائع کیا۔[131]

۳ستمبر۔اس روز جماعت احمدیہ ایبٹ آباد کی طرف سے حضور کے اعزاز میں دعوت عصرانہ دی

گئی۔ حضور نے ماحضر تناول فرمانے کے بعد معزز شہریوں سے گفتگو کے دوران فرمایا۔ ہمارے پاکستانی بھائیوں کو اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ قرآن کریم کی پیشگوئیوں اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے مطابق دنیا میں اسلام کے حق میں ایک عظیم انقلاب بپا ہو رہا ہے۔آپ نے فرمایا کمیونزم کے گھٹاٹوپ بادل اب آہستہ آہستہ چھٹ رہے ہیں۔دہریت والحاد میں ڈوبی ہوئی فضا میں جہاں کل تک مذہب کا نام لینا جرم تھا اب وہاں مسجدیں آباد ہو رہی ہیں۔اسلامیات پر درس و تدریس کے سلسلے بحال ہو رہے ہیں اور مسلمان حلقوں میں اسلامی اخلاقیات پر بڑا زور دیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف یورپ وامریکہ میں عیسائیت کی مذہبی حیثیت ختم ہو چکی ہے۔عیسائیت اب برّ اعظم افریقہ میں ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اور جماعت احمدیہ کے ساتھ اسے زبردست مقابلہ درپیش ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں وہ لرزہ براندام ہے اور قریباً ہر میدان میں پسپا ہو رہی ہے۔

حضور نے کمیونزم اور سرمایہ داری کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات کی بعض خصوصیات پر روشنی ڈالی اور اسلام کے اقتصادی اصول کی برتری ثابت کرتے ہوئے انہیں بنی نوع انسان کی سچی خوشی اور خوشحالی کا ضامن قرار دیا۔آپ نے فرمایا۔اسلام مذہبی رواداری کا علمبردار اور ہر قسم کے تعصب کو مٹاتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نجران کے عیسائی وفد کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت بجالانے کی اجازت مرحمت فرمانا اس کا عملی ثبوت ہے۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضور اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے اور مغرب کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد احباب میں تشریف فرما ہونے پر سب سے پہلے افریقن احمدی ابراہیم بن یعقوب صاحب کا ایک غیر از جماعت دوست کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے پر اظہار خوشنودی فرمایا۔بات یہ ہوئی کہ یہ اور ایک دوسرے افریقی بھائی احمد جبرائیل سعید بھی اس دعوت میں شریک تھے ایک معزز غیر از جماعت ایڈووکیٹ نے ابراہیم صاحب سے باتوں باتوں میں پوچھا کہ احمدی اور غیر احمدی میں فرق کیا ہے؟ ان کا جواب کئی لحاظ سے بڑا دلچسپ تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ احمدی اور غیر احمدی ایک باپ کے دو بیٹوں کی طرح اپنے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور آپ کے فرمودات کو ماننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے دعویدار ہیں لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ احمدیوں نے ایک فرمانبردار بیٹے کی حیثیت میں اپنے آقائے دو عالم کے مبارک ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے آپ

کے اس مہدی اور مسیح کو مان لیا ہے جس کے لئے آپ نے سلامتی کی دعا کی اور امت کو اس پر سلام بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کامل متبع کی حیثیت میں امت مسلمہ کی اصلاح اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے عظیم الشان کام پر مامور فرمایا ہے۔اس جواب سے وہ بڑے متاثر ہوئے اور ایک احمدی بزرگ سے کہنے لگے کہ وہ بات جو آپ مجھے پندرہ سال میں نہیں سمجھا سکے انہوں نے پانچ منٹ میں سمجھا دی ہے۔

اسی مجلس میں حضور نے میجر محمد صفدر صاحب کاکول کی صاحبزادی بشریٰ صفدر صاحبہ کے نکاح کا اعلان فرمایا جو کیپٹن نذیر احمد صاحب (پسر محمد فریدون خان صاحب شیخ البانڈی ایبٹ آباد) سے قرار پایا تھا۔حضور نے خطبہ نکاح میں ازدواجی سلسلہ کے حقوق و فرائض پر لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی نیز بتایا کہ یہ کہنا کہ عورت اگر پردہ کرے گی تو وہ معاشرہ کا عضو معطل بن کر رہ جائے گی سراسر بے معنی بات ہے۔عورت پردہ کرتے ہوئے اپنے خاوند کا ہاتھ بٹا سکتی ہے اور اس کے کام میں ممد و معاون بن سکتی ہے۔فرمایا۔منصورہ بیگم مغربی افریقہ کے دورہ میں میرے ساتھ تھیں اور ہزاروں میل کے سفر میں یہ برابر پردہ کرتی رہیں۔میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں تو صرف مردوں سے مصافحے کرتا تھا افریقن عورتوں سے انہوں نے مصافحے کئے،ان سے باتیں کیں۔ان کی دلجوئی کی۔انہیں نصائح کیں۔ان سے محبت و پیار کا اظہار کیا اور اس طرح جماعت کے اس حصے کی تسلی و تشفی کا موجب بنیں۔ورنہ یہ حصہ تشنہ رہ جاتا۔

۴ستمبر۔آج حضور نے گذشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور بشارتوں پر پختہ ایمان اور رضائے الٰہی کی خاطر جانی اور مالی قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت و اہمیت بیان فرمائی۔

۵ستمبر۔نماز مغرب کے بعد حضور نے مولانا نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم کو دورہ مغربی افریقہ کے بارے میں مجوّزہ کتاب کی ترتیب و تدوین کے سلسلہ میں ضروری ہدایات دیں انہیں سیّد حسنات احمد صاحب کے ساتھ مل کر یہ کام کرنا تھا۔نیز احباب جماعت بالخصوص نئی نسل کو یہ نصیحت فرمائی کہ معاندین احمدیت کے انتہا پسندانہ رویہ کے باوجود ایسے لوگوں کے لئے اپنے دل میں کمال شفقت اور ہمدردی پیدا کریں اور پریشان ہرگز نہ ہوں کیونکہ ہماری تاریخ شاہد ہے کہ مخالفین کی گالیاں ہمیشہ بے اثر اور ان کی دشمنی پر ہر بار صدا بصحرا ثابت ہوتی ہے۔

۸ستمبر۔نماز ظہر کے بعد حضور نے ایک دوست کی اس تجویز کا ذکر فرمایا کہ افریقہ میں وکیل بھی

بھجوانے چاہئیں۔ حضور نے اسے بڑا اچھا مشورہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ وہاں ابھی تک مسلمان وکیل کوئی نہیں اپنے افریقن بھائیوں کی قانونی راہنمائی کارثواب بھی ہے اوراس میں دنیوی فائدہ بھی ہے۔نماز مغرب کے بعد حضور نے مولانا چراغ الدین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کوتبلیغی اورتربیتی امور کے بارے میں اہم ارشادات فرمائے اورفرمایا کہ جماعت میں ایسے افراد کی بھی ضرورت ہے جنہیں اصلاح وارشاد کے کام میں غیر معمولی جنون اورلگن ہو۔

۹ستمبر۔مشہور عالم سائنسدان ڈاکٹرعبدالسلام صاحب نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

۱۱ستمبر۔حضور نے اپنے مختصر خطبہ جمعہ میں احمدیت پر اللہ تعالیٰ کے روز افزوں افضال اور حاسدین کی مخالفانہ کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے سائے میں ہے اوراس کے امام کی حیات و وفات اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے تابع ہے جس میں کسی انسان کو دخل نہیں۔نہ اللہ تعالیٰ کے فضل کبھی چھینے جاسکتے ہیں اور نہ ان الٰہی فضلوں کے اصل مورد اور جماعت کے روح رواں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی گزند پہنچانے کے منصوبے کامیاب ہو سکتے ہیں۔آخر میں فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے ہم دنیوی لحاظ سے بیکس و بے بس ہیں مگر ہمارا سہارا تو صرف اللہ تعالیٰ کی قادروتوانا ہستی پر ہے۔اس لئے احباب جماعت کو میری یہ نصیحت ہے کہ وہ اس سہارے کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے نہایت ضبط وتحمل کا نمونہ دکھائیں اور ہمیشہ عاجزانہ دعاؤں اور پیہم قربانیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل اوراس کی رحمتوں کو جذب کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

۱۸ستمبر۔اس روز حضور اسلام آباد تشریف لائے اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی کوٹھی پر رونق افروز ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد حضور نے دورہ مغربی افریقہ کے متعلق AFRICA SPEAKS کے نام سے زیر طباعت باتصویر کتاب کا ذکر فرمایا (یہ دیدہ زیب کتاب جلد ہی مجلس نصرت جہاں تحریک جدید ربوہ کے زیر انتظام شائع ہوگئی اور بہت مقبول ہوئی) حضور نے کتابچہ عدالت کا فیصلہ ’’کیا احمدی مسلمان ہیں‘‘ کی تقسیم کے طریق کار پر روشنی ڈالی اور مجلس خدام الاحمدیہ کی اس خدمت پر اظہار خوشنودی فرمایا کہ اس نے ایک رات میں دس ہزار کی تعداد میں یہ کتابچہ تقسیم کیا ہے۔حضور نے تقسیم ملک کے وقت خونی فسادات میں جماعت احمدیہ کا قادیان سے معجزانہ طور پر بچ نکلنے کا ذکر کرتے ہوئے متعدد ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔قادیان کے گردونواح میں دیہات کے سادہ لوح غیراز جماعت دوستوں کو سکھوں کے خطرناک عزائم سے بروقت آگاہ کرنے،ان کی صحیح

راہنمائی اور حتی الوسع مدد کرنے کی بھی چند مثالیں بیان فرمائیں ۔

۱۹ستمبر۔حضور اسلام آباد میں تشریف فرما رہے ۔ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب حضور کی تحریک وقف پر لبیک کہتے ہوئے طبّی خدمات بجالانے کے لئے جلد مغربی افریقہ جانے والے تھے۔آج ان کے صاحبزادہ سید تنویر مجتبیٰ صاحب اور سیّدہ خالدہ بنت میجر سید مقبول احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کی شادی تھی۔تقریب رخصتانہ میجر صاحب کی کوٹھی بیت السلام پر عمل میں آئی جس میں حضور نے بھی شمولیت فرمائی نیز اس موقع پر ان کے چھوٹے صاحبزادے لیفٹیننٹ سید توقیر مجتبیٰ کے نکاح کا اعلان فرمایا جو سیدہ نزہت سیدین بنت سید غلام السیدین راولپنڈی کے ساتھ قرار پایا تھا حضور نے اپنے مختصر خطبہ نکاح میں یہ اہم نکتہ بیان فرمایا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات سے نہ صرف خاندان بلکہ مجموعی طور پر معاشرہ پر بھی خوشکن اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لئے اپنے ازدواجی تعلقات کو انتہائی خوشگوار بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ایجاب وقبول کے بعد حضور نے فرمایا اب ہم آج کے دلہا دلہن کے لئے بھی اور کل کے دلہا دلہن کے لئے بھی دعا کر لیتے ہیں چنانچہ حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا کرائی اور پھر اسلام آباد تشریف لائے اور احباب کو اپنے روح پرور کلمات سے مستفید و محظوظ فرمایا اور چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ راولپنڈی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر مسجد نور کافی نہیں۔کسی وسیع جگہ پر مسجد تعمیر کرائیں۔انہوں نے عرض کیا کہ ایک پلاٹ حاصل کیا جا چکا ہے۔فرمایا دراصل شاندار عمارت بنانے کا تصور روک بنا ہوا ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔آپ نے ابتدائی ایام میں مدینہ میں جب مسجد نبوی کی بنیاد رکھی تو اسے کھجور کے تنے اور پتوں سے کھڑا کیا تھا بعد میں آہستہ آہستہ اس میں اضافے اور تزئین بھی ہوتی رہی۔آج ہم تاریخ کے جس دور سے گذر رہے ہیں ہمیں بھی سر دست کھجوروں کے پتوں کی چھت ڈال کر مساجد بنا لینی چاہئیں پھر اللہ تعالیٰ جب توفیق دے تو ان کی زیبائش وآرائش میں دل کھول کر خرچ کیا جا سکتا ہے۔مساجد تو دراصل عبادت اور ذکر الٰہی کے لئے بنائی جاتی ہیں اور ایسی جگہ پر ہونی چاہئیں جہاں شور وشغب نہ ہو انسان کامل یکسوئی کے ساتھ عبادت کر سکے اس لحاظ سے میں تو مسجدوں کے ساتھ دکانوں وغیرہ کے بنوانے کا قائل نہیں ہوں۔مسجد مسجد ہی ہونی چاہیے۔لوگ بالعموم اپنے مکانوں کے ساتھ دکانیں وغیرہ نہیں بننے دیتے تا کہ ان کے گھروں کا ماحول پُرسکون رہے تو اللہ تعالیٰ کے گھر کو

پُرسکون رکھنا تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے اسی ضمن میں حضور نے مسلمانوں کے فنّ تعمیر کی عمدگی اور مضبوطی پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں کے ثقافتی ورثے کے طور پر سپین میں قرطبہ کی نہایت وسیع اور خوبصورت مسجد کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا ہم نہ سیاست میں حصہ لیتے ہیں نہ ہمیں بادشاہ بننے کی خواہش ہے کیونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

البتہ ہم ملک وملت کے سچے خیر خواہ اوراس کی ترقی وخوشحالی کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتے ہیں۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ مملکت خداداد پاکستان سرمایہ داری کی لعنت اور سوشلزم کی وباء سے محفوظ و مامون رہے۔ یہاں اسلام کا بول بالا ہو۔اسلامی مساوات قائم ہو غریب کو اس کا حق ملے۔امیروں کی اس سے نفرت پیار ومحبت میں بدل جائے۔آزادی کی فضا میں وہ بھی عزت وآبرو کا سانس لے۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ عموماً غریب آدمی کے حق میں محبت و پیار کا ایک میٹھا بول ہی اس کی پچاس فیصد دلی حسرتوں کو بجھاتا اوراس کے دل میں خوشی اوراطمینان کی لہر دوڑا دیتا ہے یہ ہمارا اس پر کوئی احسان نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے۔اگر سید الانبیاء حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غریب سے غریب آدمی کو بھی اپنے سینے سے لگا لیتے تھے تو ہم جو آپ کے خاکِ پا ہیں۔ہمیں غریبوں سے پیار کرنے اوران کے دکھ درد میں شریک ہونے سے بھی کبھی عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔

۲۰ستمبر۔حضور نے ایک بجے تک احباب کو انفرادی ملاقات کا موقع بخشا اور پھر سیّد تنویر مجتبیٰ صاحب کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ بعدازاں سی ایم ایچ میں کرنل ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کے والد ماجد کی عیادت کر کے چوہدری بشیر احمد صاحب ماڈرن موٹرز کی کوٹھی واقع پشاور روڈ پر تشریف لے گئے اور چھ بجے شام واپس ایبٹ آباد پہنچ گئے۔

۲۱ستمبر۔نماز ظہر کے بعد حضور مجلس میں رونق افروز ہوئے اور چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ سے گفتگو کے دوران فرمایا افریقہ میں بھجوانے کے لئے ۲۰ وکلاء کی ضرورت ہے جو بار ایٹ لاء بھی ہوں۔وہاں وکیل کی ماہانہ آمد ۵ سے ۱۰ ہزار پونڈ تک جا پہنچتی ہے۔دنیوی فائدہ بھی اور مالی قربانی کے ذریعہ خدمت دین بھی ہے۔افریقی اقوام پیار کی بھوکی ہیں غیر ملکیوں کے خلاف ان کی نفرت ایک طبعی

چیز ہے کیونکہ وہ صدیوں تک ان کے ظلم وستم کا نشانہ رہ چکے ہیں۔ ہندوؤں سے بھی انہیں بڑی نفرت ہے کیونکہ یہ جائز اور ناجائز ذرائع سے جو کماتے ہیں وہ فوراً ہندوستان بھجوا دیتے ہیں۔ لبنانی اور شامی عرب بھی وہاں کام کرتے ہیں لیکن وہ جو کچھ کماتے ہیں وہیں لگا دیتے ہیں اس لئے ان سے افریقیوں کو کوئی پرخاش نہیں۔

۲۵ستمبر۔حضور نے گذشتہ سلسلہ خطبات کے تعلق میں خطبہ جمعہ کے دوران نہایت بصیرت افروز پیرایہ میں ایمان بالآخرت پر روشنی ڈالی۔نماز جمعہ کے بعد حضور نے چوہدری محمد شریف صاحب کو شرفِ ملاقات بخشا۔آپ گیمبیا میں کامیابی کے ساتھ فریضہ تبلیغ بجالانے کے بعد حال ہی میں واپس تشریف لائے تھے۔

۲۶ستمبر۔اس روز پچھلے پہر ضلع ہزارہ کی مجالس کا دو روزہ تربیتی اجتماع شروع ہوا۔نماز ظہر کے بعد حضور نے پروفیسر ناصر احمد صاحب (برادر مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مجاہد افریقہ) قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ سرحد سے اس اجتماع کے بارے میں گفتگو فرمائی اور نماز مغرب کے بعد احباب میں رونق افروز ہوئے جس میں ۹ مجالس کے قریباً ۵۰ اطفال اور خدام اپنے قائدِ علاقائی کے ساتھ حاضر تھے۔حضرت اقدس نے اس موقع پر نہایت مؤثر اور دلنشیں انداز میں نونہالانِ جماعت کو اپنے روح پرور ارشادات اور بیش قیمت نصائح سے نوازا۔اور ان پر یہ حقیقت خاص طور پر واضح فرمائی کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے سپرد فرمایا ہے یہ بہت بڑا کام ہے جسے ہم نے نسلاً بعد نسلٍ انجام دینا ہے اور اس میں ہم اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ مخالفین اسلام جن ہتھیاروں کے ساتھ حملہ آور ہیں ان سے کہیں زیادہ مضبوط ہتھیار ہمارے پاس ہوں اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ایسے دلائل عطا فرمائے ہیں جن کا بڑے سے بڑا عالم یا فلسفی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ دلائل ہمیں یاد ہونے چاہئیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے آسمانی نشانات اور معجزات عطا کئے ہیں جن کے مقابلے میں دوسرے تمام مذاہب عاجز اور بے بس ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیسرا ہتھیار دعا کا عطا فرمایا ہے یہ ایسا گُر ہے جس کے مقابلے میں مخالفت ہمیں کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتی بلکہ ہمارے لئے کھاد کا کام دیتی ہے اور ہماری ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔احمدی نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو ان دلائل کے ساتھ پختہ بنائیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص

درّثمین کو کثرت سے پڑھیں، دعا کرنے کی عادت ڈالیں اور پکے اور سچے احمدی بن کر ہمیشہ رضائے الٰہی کے طالب رہیں۔ آخر میں حضور نے جملہ اطفال وخدام سے مصافحہ فرمایا اور داتہ (صوبہ سرحد کے ضلع ہزارہ کی بستی جہاں حضرت مولانا سرور شاہ صاحب اپنے زمانہ طالبعلمی میں پڑھتے رہے)[132] کی مجلس کی نمائندگی نہ ہونے پر ہدایت فرمائی کہ داتہ کے سارے خدام سالانہ اجتماع پر ربوہ ضرور پہنچیں، میں انہیں علیحدہ ملاقات کا موقع دوں گا۔

۲۷ستمبر۔حضرت اقدس نماز مغرب کے بعد احباب میں رونق افروز ہوئے۔ چوہدری احمد جان صاحب اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی چند دیگر مخلصین کے ساتھ حاضر تھے۔ ماسٹر صاحب نے حضور کی خدمت بابرکت میں اپنی ایک فارسی نظم فریم کروا کر پیش کی جسے حضور نے قبول فرمایا نیز ان کی بیماری کے پیش نظر سویابین مرحمت فرمائی اور بتایا کہ یہ گنٹھیا اور امراض قلب میں بڑی مفید ہے۔ سونف کے متعلق اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر بتایا کہ سونف اور چینی ہم وزن لے کر خوب کھرل کر کے رات کو کھانے کے بعد استعمال کی جائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امراض چشم میں فائدہ بخش ہے۔

۲۸ستمبر۔نماز ظہر کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت میاں مولا بخش صاحب آف گوجرانوالہ کو شرف ملاقات بخشا اور نماز مغرب کے بعد بھی احباب میں رونق افروز رہے جس میں مقامی جماعت کے اکثر مخلص دوست حسب معمول موجود تھے۔ حضور نے دورانِ گفتگو فرمایا ہمارے اکثر مخالفین سنی سنائی باتوں کی بناء پر اعتراض کر دیتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں اصل کتابیں پڑھائیں اور ان پر حقیقت حال واضح کریں۔

۲۹ستمبر۔حضور کے اس بابرکت سفر کا آج آخری دن تھا۔ ربوہ کے لئے واپسی کی تیاری ہو رہی تھی۔ فضا اداس اور مقامی احباب کے چہرے اپنے پیارے آقا کی جدائی کے احساس میں مغموم تھے۔ حضور نے احباب سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے ہوئے اپنے انمول ارشادات اور مواعظِ حسنہ سے سرفراز فرمایا۔ اس موقعہ پر مقامی جماعت کے علاوہ مانسہرہ، پھگلہ اور کئی دوسری جماعتوں سے بھی احباب کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے فرمایا شاید صبح احباب کے لئے آنا دشوار ہو اس لئے اسی وقت میں دعا کروا دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

۳۰ستمبر۔صبح سوا سات بجے حضور کا مبارک قافلہ اجتماعی دعا کے بعد ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔ ایبٹ آباد، مانسہرہ، پھگلہ اور کئی دوسری جماعتوں کے احباب نے اپنے مقدس آقا کو دعاؤں کے

ساتھ الوداع کہا۔حضور مع قافلہ سوا نو بجے راولپنڈی پہنچے اور میجر سید مقبول احمد صاحب کی کوٹھی پر تشریف فرما ہوئے۔سوا گیارہ بجے راولپنڈی کے احباب نے امیر صاحب راولپنڈی کی سرکردگی میں شہر سے باہر حضور کو الوداع کہنے کی سعادت حاصل کی۔ڈیڑھ بجے حضور کلر کہار کے ایک ریسٹ ہاؤس میں چند گھنٹے کے لئے ٹھہرے۔اس کا انتظام راجہ محمد نواز صاحب نے کر رکھا تھا یہاں سے ساڑھے تین بجے روانگی ہوئی۔سرگودھا سے دو میل باہر جماعت احمدیہ سرگودھا کے مخلص احباب نے حضور انور کا پُرتپاک استقبال کیا اور کینال ریسٹ ہاؤس میں عصرانہ پیش کیا جس کے بعد ساڑھے چھ بجے روانہ ہو کر ساڑھے سات بجے شام بخیر و عافیت مرکز احمدیت میں رونق افروز ہوئے جہاں مقامی احباب مسجد مبارک میں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد کثیر تعداد میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے احاطہ میں موجود تھے جونہی حضور کی کار احاطہ میں آ کر رکی تو سب احباب نے بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ سب سے پہلے امیر مقامی صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے شرف مصافحہ حاصل کر کے پیارے امام کے پُرخلوص استقبال کی سعادت حاصل کی۔بعد ازاں حضور نے جملہ احباب سے مصافحہ فرمایا اور اس کے بعد قصرِ خلافت میں تشریف لے گئے۔[133]

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کے خطبہ جمعہ سے متعلق تاثرات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایبٹ آباد میں ۱۴؍اگست ۱۹۷۰ء کو جو ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا اس کا ذکر آ چکا ہے۔مولانا محمد یعقوب خاں صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ اس خطبہ سے ازحد متاثر ہوئے اور آپ نے درج ذیل نوٹ سپردِ قلم فرمایا:۔

’’میں نے ایسا ایمان افروز اور دل کو سکون اور ٹھنڈک بخشنے والا خطبہ جمعہ ساری عمر میں آج (۱۴؍اگست ۱۹۷۰ء) کو پہلی دفعہ سنا۔یہ وہ الفاظ ہیں جن کا میں نے حضور کا خطبہ جمعہ سننے کے بعد گھر واپسی پر اپنی اہلیہ صاحبہ سے ذکر کیا۔جمعہ کے خطبے قوم کی روحانی تربیت اور پرورش کے لئے تھے لیکن بدقسمتی سے ان خطبوں میں بھی اب وہ چیز آ گئی ہے جس کو فنکاری یا اداکاری کہتے ہیں اور خطیب قوم کو روحانی غذا دینے کی بجائے زیادہ تر اپنی علمیت اور فنِ خطابت کی نمائش کرتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خطابت اور تقاریر کی روحانی تاثیر کی اصلی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر ایک بناوٹ اور تصنّع سے پاک ہوتی ہیں۔فطرت کی گہرائیوں سے جیسے ایک چشمہ صافی اُبل کر نکلتا ہے اسی طرح حضور کی گفتگو اور

تقریریں اپنے بے ساختہ پن اور فطریت Naturalness کی وجہ سے قوم کو ایک روحانی غذا مہیا کرتی ہیں۔

میں جب جمعہ پڑھنے گیا تو بڑا آزردہ خاطر بھی تھا اس لئے کہ معاصر پیغام صلح نے میرے متعلق ایک نہایت دل آزار نوٹ اپنے تازہ پرچے میں شائع کیا تھا۔ جس میں مجھے یہ طعنہ بھی دیا تھا کہ میں فالج زدہ ہوں۔ لیکن حضرت صاحب کا خطبہ جمعہ سننے کے بعد فالج زدگی میں بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ بات سمجھا دی کہ خدا کی طرف سے جو چیز آتی ہے اس پر شکر گزار ہونا چاہیے۔ یہ وہ دولت ہے جو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی صحبت سے ملتی ہے نہ کہ وہ سیم وزر کی دولت جس کا طعنہ پیغامِ صلح نے مجھے دیا ہے کہ میں اس کے لالچ میں کبھی کبھی حضرت صاحب کی مدح سرائی میں مضامین لکھتا ہوں۔

اس تجربے کا ذکر بھی میں تحدیث بالنعمت کے طور پر کرتا ہوں۔ اور میری دلی خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جماعتِ لاہور کے دوسرے بھائیوں کو بھی اس نعمت سے مالا مال ہونے کی توفیق دے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ایک ایسی رَو چل پڑی ہے کہ اُس جماعت کے سمجھدار اور مخلص دوست آہستہ آہستہ اِس جماعت میں شمولیت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک ممتاز انجینئر ملک عبداللہ صاحب نے بیعتِ خلافت کی سعادت حاصل کی ہے۔ درحقیقت یہی وہ راز ہے جو انسانی تنظیموں اور الٰہی تنظیم جو خلافت کی شکل میں قائم ہوئی ہے میں فرق پیدا کرتا ہے۔ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے جماعتِ لاہور کے سامنے ان کو ایک تقریر میں یہ راز سمجھانے کی کوشش بھی کی تھی کہ خلافت کوئی انسانی منصوبہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی براہِ راست مشیّت سے انسانی فلاح اور بہبود کے لئے قائم ہوتی ہے۔ حضرت موصوف نے جو الفاظ استعمال کئے تھے وہ میرے حافظے کے مطابق یہ تھے کہ دیکھو! خلافت کیسری کے سوڈا واٹر کی کوئی دکان نہیں ہے کہ جا کر خرید لو۔ اُس زمانہ میں انارکلی میں کیسری کے سوڈا واٹر کی دکان بڑی مشہور تھی اور پچھلے پہر اس پر خریداروں کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔

پس حضرت خلیفہ اوّل نے ایک نہایت موزوں تخیّل سے یہ ذہن نشین کرایا کہ انسانی انجمنوں کی قائم کردہ تنظیمیں انسانوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت نہیں کر سکیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی تنظیم اپنی براہِ راست مشیّت کے ماتحت قائم کی تا کہ بنی نوع انسان اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ ہو

جائیں۔ یہ بڑی محرومی اور بد نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہاتھ کی جلائی ہوئی شمع تو ہمارے اندر موجود ہو اور ہم اس کی طرف آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں۔

لاہوری جماعت میں مخلص اور سمجھدار لوگ بھی ہیں ان کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت دامنِ خلافت سے وابستہ ہے۔ نصرتِ الٰہی کی ایک اَور تازہ ترین مثال جسے مَیں احبابِ لاہور کی توجہ کے لائق سمجھتا ہوں وہ رسالہ الفرقان کا تازہ نمبر ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت و ناموس پر جو بڑے بدنما داغ مخالفین لگاتے تھے ایسے خوش اسلوبی سے صاف کر دیئے ہیں جس کے بعد کسی مخالفت سے مخالف کو بھی چون و چرا کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ میں یہ کہنے میں اپنے آپ کو بالکل حق بجانب سمجھتا ہوں کہ جماعتِ لاہور کی طرف سے لٹریچر کا جو انبار گزشتہ ساٹھ ستّر سال میں شائع ہوا ہے اس تمام لٹریچر میں اس مدافعت کا عشر عشیر بھی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت و ناموس کی الفرقان کے اس نمبر میں کی گئی ہے۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ الفرقان کے ایڈیٹر کو جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ایک معمولی سپاہی ہے یہ توفیق کیسے مل گئی کہ صفِ دشمن کو حجّت سے پامال کر کے رکھ دیا۔ یہ توفیق بلا شبہ خلافت کے دامن سے وابستگی کی برکات ہی سے ہے۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب تمام جماعت کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ہمارے روحانی باپ کی عزت کا نہایت خوبصورتی کے ساتھ تحفظ کیا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس نمبر کو احبابِ لاہور توجہ کے ساتھ مطالعہ کریں اور وہ بھی اس عظیم الشان کارنامے پر فخر اور خوشی محسوس کریں۔

تنسیخ جہاد اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی یہ دو نہایت شدید الزامات تھے جنہیں ہمارے مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پیش کر کے عوام کے قلوب کو زہر آلود کرتے تھے۔ مولانا موصوف کے محققانہ مضمون نے جو اِن ہر دو الزامات کی تردید میں شائع کیا گیا ہے اِن الزامات کو بالکل بے اثر کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعویٰ کا وارث بنایا ہے۔ جہاں آپ نے فرمایا ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال

اللہ تعالیٰ ان کے قلم میں اَور زور بخشے اور انہیں مامورِ زمانہ کے خلاف ہرزہ سرائی کو مٹانے کے لئے بیش از پیش کوشش کرتے رہنے کی توفیق ملے۔

احبابِ لاہور کے لئے لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ شجرِ احمدیت جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اس سے وہ بالکل کٹتے جارہے ہیں اور اس ناشکری کی وجہ سے جو انہوں نے مامورِ وقت جیسی عظیم الشان نعمت کے استخفاف میں کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کا ہاتھ ان سے بکلّی کھینچ لیا ہے۔ان میں سے جو دوست علم و فضل کے دعویدار ہیں ان کے قلم سے بھی گزشتہ ساٹھ ستر سال میں کوئی تحریر اس پایہ کی پیدا نہیں ہو سکی جس سے مامورِ زمانہ کی عزت دنیا میں بحال رہ سکے۔خدا شاہد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا وجود بڑا بابرکت ہے اور اِس وقت کشتیٔ اسلام کی ناخدائی کے لئے آپ ہی ایک مؤثر ذریعہ ہیں جس سے یہ کشتی ڈوبنے سے بچ سکتی ہے۔ ہر ایک مخلص احمدی جو احمدیت کو اسلام کا آخری سہارا سمجھتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ خلافت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے اور اس سے اکتسابِ نور کرے اور پھر اس نور کو دنیا میں پھیلائے۔

احبابِ لاہور کو چاہیے کہ جماعتی تنگ دلی اور تعصب سے بالاتر ہو کر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ کس کے ساتھ ہے۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ معاصر عزیز پیغامِ صلح مجھے پھر اپنی زہر چکانی کا مورد بنائے۔حق بات حق ہے۔اور اگر ہم نے حق بات کہنی بھی نہیں سیکھی تو اپنے آپ کو احمدی کہنا محض خود فریبی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری یہ مخلصانہ معروضات جماعتِ لاہور کے فہمیدہ اور غیر متعصّب حضرات کے لئے مشعلِ راہ بن جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسا ادارہ جیسے ووکنگ مسلم مشن ہے خلافت کے زیرِ اہتمام کام کرتا تو اب تک آدھا انگلستان مسلمان ہو گیا ہوتا۔وہ موقعہ تو خیر ہاتھ سے جاتا رہا اب اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے یہی پسند فرمایا ہے کہ سفید پرندوں کی بجائے کالے پرندے غول در غول احمدیت میں داخل ہوں اور افریقہ کا نوعمر اور تنومند برّ اعظم احمدیت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائے۔اس کے آثار بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے حالیہ دورہ افریقہ کے بعد کھلے طور پر نظر آنے لگے ہیں۔

احبابِ لاہور کو بھی چاہیے کہ فتح افریقہ کی اس مہم میں بھی خلافت کے ہاتھ مضبوط کریں اور اس سعادت میں بھی حصہ دار بنیں۔ یہ وہ دلی تڑپ ہے جو ہمارے دلوں میں ہونی چاہیے۔اگر ہم نے واقعی فتح اسلام کو اپنے تمام مفادات پر مقدم کیا ہوا ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین.

محمد یعقوب خان ۷-۹-۷۰'' 134

معروف احمدی شاعر ثاقب زیروی صاحب کا سفر انگلستان

اخبار ’’لاہور‘‘ کے ایڈیٹر اور مشہور احمدی شاعر جناب ثاقب صاحب زیروی مکرم بشیر احمد رفیق صاحب کی دعوت پر یکم اگست ۱۹۷۰ء کو انگلستان تشریف لے گئے اور ۲۳ راگست ۱۹۷۰ء کو واپس اپنے وطن عزیز پاکستان میں پہنچے۔ جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق سابق امام مسجد فضل لندن کا بیان ہے کہ حضرت بھائی ثاقب مجھے سگے بھائیوں کی طرح عزیز تھے۔ قادیان طالب علمی کے زمانہ میں اور پھر لاہور کالج کے دور میں ثاقب صاحب کو مشاعروں میں اپنا کلام پڑھتے ہوئے بارہا سنا اور اس سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ قادیان اور ربوہ کے سالانہ جلسوں میں ان سے حضرت خلیفہ ثانی کا کلام اور پھر خلافت ثالثہ کے دور میں ان کا کلام سننے کے مواقع ملتے رہے۔ اور دل میں ان کی عظمت کا مینار بلند تر ہوتا چلا گیا۔ لیکن اس دور میں ان سے ذاتی تعلقات قائم نہ کر سکا۔

۱۹۷۰ء میں جب میں امام مسجد فضل لندن تھا میں نے انہیں انگلستان کے دورہ کی دعوت دی۔ جو انہوں نے ازراہ شفقت قبول کر لی۔ میں نے ان کے سفر اور قیام انگلستان کے تمام انتظامات مکمل کئے۔ ثاقب صاحب تشریف لائے۔ میں نے ائیر پورٹ پر ان کا استقبال کیا۔ اور انہیں مشن ہاؤس لے آیا۔ ایک کمرہ ان کیلئے آراستہ کیا ہوا تھا۔ اس میں قیام پذیر ہوئے۔ لندن میں دس بارہ روز قیام رہا۔ ہم صبح نکل جاتے اور میں انہیں لندن کی سیاحت کراتا۔ لندن کا ہر تاریخی مقام ہم نے دیکھا ثاقب صاحب تاریخی مقامات کو دیکھ کر نوٹس بھی لیتے رہے۔ اور انہیں دیکھ کر خوشی کا بھی اظہار کرتے تھے۔ شام کو عشاء کی نماز کے بعد احباب لندن، غیر از جماعت شعراء اور کچھ نامور ادیب مشن ہاؤس میں جمع ہو جاتے۔ اکثر اپنے ساتھ ٹیپ ریکارڈر لے آتے۔ ثاقب غزل سرا ہوتے مجمع پر جادو کا اثر ہوتا۔ ہمہ تن گوش ہو کر کلام سنتے، داد دیتے اور ریکارڈنگ بھی کرتے۔ یہ روزانہ کا معمول بن گیا۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جو اُن دنوں ہیگ ہالینڈ میں انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے جج تھے کو جب علم ہوا تو ایک ویک اینڈ پر وہ بھی تشریف لائے اور مشن ہاؤس میں میرے ہی فلیٹ پر قیام پذیر ہوئے۔ ثاقب صاحب کے کلام سے وہ بھی محظوظ ہوئے۔ حضرت ثاقب صاحب کے آئندہ پروگرام کا ذکر چلا تو میں نے عرض کیا کہ اگلے ہفتے سے ہم علاقہ یارک شائر کے دورے پر جانے والے ہیں۔ اس علاقے میں بریڈفورڈ، ویک فیلڈ وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب

نے فرمایا کہ وہ بھی اس دورہ میں ہمارے ساتھ شامل ہوں گے۔ ہمارے لئے اس سے بڑھ کر خوشی اور کیا ہوسکتی تھی۔ پروگرام طے ہوگیا تو ہم تینوں اور میرا بیٹا منیر احمد یارک شائر روانہ ہوئے۔ وہاں بریڈ فورڈ، ویک فیلڈ، لیڈز، ڈیوز بری وغیرہ میں ہماری بڑی جماعتیں ہیں وہاں حضرت ثاقب کے کلام کو سننے کے لئے احمدیوں نے تو آنا ہی تھا کثرت سے غیراز جماعت شعراء اور معززین بھی تشریف لاتے رہے۔غیراز جماعت شعراء نے بھی اپنا کلام سنایا۔ یہ پُرلطف سفر ایک ہفتہ سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔

لندن واپسی پر بی بی سی اردو سروس والوں کا فون آیا کہ ہمیں اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت ثاقب زیروی لندن آئے ہوئے ہیں۔ ہم انہیں انٹرویو کرنا چاہتے ہیں ان کا کلام خود ان کی زبانی ریکارڈ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان سے وقت طے ہوگیا۔ پروگرام ریکارڈ ہوا اور اگلے ہفتے نشر ہوا۔غرض ان دنوں انگلستان کے پاکستانی اور بعض ہندوستانی حلقوں میں حضرت ثاقب صاحب کی شاعری کی دھوم مچ گئی۔ ان دنوں دن رات میں ثاقب کی معیت کا شرف حاصل کرتا رہا۔ہم دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہوگئے اور محبتیں بڑھتی گئیں۔

۱۹۶۴ء میں میں نے لندن میں ایک ''بزم شعر وادب'' قائم کی تھی میں اس کا بانی صدر تھا۔اس کے زیراہتمام چند نہایت کامیاب مشاعرے ہو چکے تھے۔جن میں لندن کے نامور شعراء نے اپنا کلام پیش کیا تھا۔محترم ثاقب صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے ''ایک شام ثاقب کے ساتھ'' کے عنوان سے ایک محفل مشاعرہ منعقد کرائی۔جس میں لندن کے اکثر مشہور معروف شعراء نے شرکت کی۔بعض شعراء برمنگھم سے بھی آئے۔اس محفل کے لئے میں نے مشن ہاؤس کے قریب ایک خوبصورت ہال بک کروا لیا تھا۔ جو وقت مشاعرہ پر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بہت سارے ہندوؤں اور سکھوں نے بھی شرکت کی۔ایک سکھ شاعر نے اپنا کلام بھی پیش کیا۔مشاعرہ کی صدارت تو میں نے کی لیکن مہمان خصوصی اور حاضرین کی توجہ کا مرکز ثاقب صاحب تھے۔آخر میں ثاقب صاحب نے اپنا کلام پیش کیا اور ہر شعر پر حاضرین سے داد لی۔آخر میں حاضرین کے پُرزور اصرار پر حضرت ثاقب نے اپنی مشہور نظم جو آپ نے خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل پاکستان کی موجودگی میں بار بار پڑھی تھی سنائی۔

یہ پُرلطف دورہ بالآخر اختتام پذیر ہوا ثاقب صاحب نے واپس جاکر ''لاہور'' میں اس دورہ کی روداد ''گورے دیس میں'' کے عنوان سے انیس اقساط میں شائع کی۔ (ہفت روزہ لاہور ۱۳/اپریل

۲۰۰۲ء صفحہ ۷۔ اصل مضمون میں سال سفر ۱۹۶۹ء چھپ گیا ہے جو سہو ہے۔ ”گورے دیس میں“ جناب ثاقب صاحب کے قلم کا لکھا ہوا نہایت معلومات افروز سفر نامہ انگلستان ہے جو اخبار لاہور کی انیس اقساط میں ۱۴ستمبر ۱۹۷۰ء سے ۲۵ جنوری ۱۹۷۱ء تک کے شماروں میں منظر عام پر آیا اور نہایت درجہ ذوق وشوق اور دلچسپی سے پڑھا گیا)

قیام انگلستان کے دوران آپ کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جیسی عظیم شخصیت سے ۵ دن ہم سفر ہونے کی سعادت بھی نصیب ہوئی جسے آپ کی زندگی کا ایک بہترین سرمایہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا۔

آپ خود تحریر فرماتے ہیں:۔ ”پاکستان کے اس جلیل وذہین فرزند کے ہمراہ شب و روز پورے پانچ دن ہمسفر رہنے کی سعادت مجھے زندگی میں پہلی مرتبہ نصیب ہوئی تھی۔ اور شاید یہ آخری بھی ہو کہ وقت ایک مورِ بے مایہ کو ہمدوش سلیمان ہونے کی دریا دلی کا مظاہرہ کہاں روز روز کرتا ہے۔ مجھے اس سفر پر روانہ ہونے سے قبل اس لئے بھی گھبراہٹ تھی کہ یاروں سے سن رکھا تھا چودھری صاحب محترم بڑے کم گو ہیں وہ ہمیشہ اپنی سطح سے بات کرتے ہیں اس لئے یہ اندازہ کرنا سخت مشکل ہوتا ہے کہ کون سی بات کس وقت ان کی ناگواری طبع کا باعث بن جائے گی اور اس کے بعد گفتگو کا ذائقہ جھنجلاہٹ کے باعث کسیلا ہو جائے گا لیکن اپنے اس ذاتی خوشگوار تجربۂ معیتِ سفر کے بعد میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ یہ چودھری صاحب محترم کی طبیعت واُفتاد کا بڑا غلط اور اوچھا مطالعہ ہے۔ ان سا خوش اخلاق وخوش گفتار بے تکلّف رفیقِ سفر، اللہ ہر ایک کو عطا فرمائے جو اپنے ساتھی کی (خواہ وہ کسی طبقے یا درجے کا مجھ ایسا خاک نشین ہی کیوں نہ ہو) ہر جائز خواہش کا دل وجان سے احترام کرتا اور اس پر اپنے جذبات قربان کر دیتا ہے ان کے تعلق کی بنا ”ایثار طلبی“ پر نہیں ”ایثار پیشگی“ پر ہے وہ اپنے رفیقِ سفر کو ہر رنگ میں خوش وخرم رکھنے کے لئے مضطرب رہتے ہیں اور اس کی معمولی سے معمولی خواہش کا بھی (اسے بہت اہم قرار دے کر) احترام کرتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ پاکستان میں ان کے عزیزوں رشتہ داروں، حواریوں، شناساؤں اور مداحوں کی ایک تعداد لاکھوں بلکہ کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ گویا ایک انار ایک کروڑ بیمار والا معاملہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا التفات کریمانہ اتنے حصوں میں بٹ جاتا ہے کہ احباب کو تشنگی کا احساس رہتا ہے اور ان کی دلدار طبیعت کو یہ منظور نہیں ہوتا کہ اس محبانہ سرمایہ کو سارا کسی ایک پر صرف کر کے باقیوں کو

محروم کر دیں۔اس کے برعکس بیرونی ممالک میں چونکہ اس کے اتنے حصے بخرے نہیں ہوتے اس لئے ہرایک ان کی خوشگوار معیت وصحبت سے جی بھر کر سیراب وفیض یاب ہوتا ہے‘‘۔[135]

ایک تقریب عشائیہ

بلیک برن کے ٹاؤن ہال میں آپ کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا جس کی رپورٹنگ کرتے ہوئے اخبار ’’بلیک برن ٹائمز‘‘ اپنی اشاعت ۱۴راگست ۱۹۷۰ء میں لکھتا ہے:۔

ترجمہ۔’’ہم ہمیشہ سے مانتے آئے ہیں کہ بلیک برن ٹائمز زمین کے کناروں تک اپنی راہ بنالیتا ہے۔اس ہفتہ ہمیں معلوم ہورہا ہے کہ اسے عالمی دوستی کے قیام میں اپنا حصہ بھی ڈالنا ہے۔

پاکستان کے ایک مشہور شاعر جناب ثاقب زیروی صاحب اس ہفتہ ایک میونسپل عشائیہ میں بطور مہمان مدعو تھے جو بلیک برن ٹاؤن ہال میں منعقد کیا گیا تھا جبکہ آپ جناب سر محمد ظفر اللہ خاں صدر عالمی مجلس Friendship کے ہمراہ تھے۔

جناب زیروی صاحب قومی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صحافی بھی ہیں اور ’ہفت روزہ لاہور‘ نامی رسالہ خود شائع کرتے ہیں۔

جب وہ واپس لاہور جائیں گے تو اپنے ہمراہ ٹائمز کے کچھ شمارے بھی لے جائیں گے تاکہ وہاں کے لوگوں کو بلیک برن شہر کے بارہ میں نیز اس اچھے باہمی رشتہ کے بارہ میں کچھ بتاسکیں جو بلیک برن کے شہریوں اور یہاں مقیم ایشیائی طبقہ کے مابین قائم ہے۔

جب سر محمد ظفر اللہ خاں صدر بین الاقوامی عدالتِ انصاف (ہیگ) منگل کے روز بلیک برن تشریف لائے تو انہیں میونسپل عشائیہ دیا گیا۔وہ دوپہر کے وقت پہنچے تو ان کو جناب اے ایچ پراچہ صاحب جو بلیک برن عالمی مجلس Friendship تحصیل ہذا کے جنرل سیکرٹری ہیں کے گھر لے جایا گیا جہاں وہ اپنے قیام کے دوران رہے۔

ان کے اعزاز میں ایک عشائیہ بعد ازاں منعقد ہوا جس میں جناب مئیر اور ان کی اہلیہ شامل ہوئے‘‘۔[136]

فضل عمر تعلیم القرآن کلاس

مورخہ یکم اگست ۱۹۷۰ء سے مورخہ ۳۱راگست ۱۹۷۰ء ربوہ میں فضل عمر تعلیم القرآن کلاس منعقد

ہوئی۔ کلاس میں کل بیس اضلاع کی تہتر جماعتوں کی طرف سے طلباء شامل ہوئے۔ کلاس میں ۲۲۶ طلباء اور ۲۸۷ طالبات نے حصہ لیا۔ کلاس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مورخہ یکم اگست ۱۹۷۰ء کو مسجد مبارک میں فرمایا۔137

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا افتتاحی خطاب

حضور انور نے اس موقع پر طلباء وطالبات کو ایک نہایت روح پرور اور بصیرت افروز افتتاحی خطاب سے نوازا۔ حضور انور نے طلباء وطالبات کو یہ زریں نصیحت فرمائی کہ وہ خلیفہ وقت کے ساتھ مل کر اور یک جان ہو کر غلبۂ اسلام کی عظیم جدوجہد میں حصہ لیں اس جدوجہد کی تیاری کے دو زبردست ذریعے ہیں۔ ایک دلائل و براہین اور دوسرے آسمانی نشانات۔ یہی دو ذریعے ہیں جن سے اس زمانہ میں اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں اسلام کو غالب کرے گا۔ لیکن اس وعدہ کو پورا کرنے کی خاطر اور ہمیں ثواب پہنچانے اور اپنی رضا کی جنتوں میں ہمارے لئے محل تیار کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہم سے قربانیوں کا مطالبہ کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ربوہ ہمارا مرکز ہے یہاں پر بڑی کثرت سے مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔ لیکن جہاں مخلصین آباد ہوں وہاں بعض منافق بھی ہوتے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ ان سے ہوشیار رہیں کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم نے بتایا ہے بظاہر ان کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ ہم منافق نہیں بلکہ مصلح ہیں۔ لیکن مومن کی فراست بڑی تیز ہوتی ہے وہ فوراً انہیں پہچان لیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نفاق کا شیطان انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

حضور انور نے اپنے سفر مغربی افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کے حالات کا مشاہدہ کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام اور عیسائیت کی آخری جنگ افریقہ کی سرزمین میں لڑی جائے گی۔ یہ جنگ ظاہری تلوار سے نہیں بلکہ دلائل کی تلوار سے اور آسمانی نشانات کی مدد سے لڑی جائے گی۔ حضور انور نے کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار اور التزام کے ساتھ پڑھنے کی بھی نصیحت فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا ہمیشہ یاد رکھو کہ اسلام کا غلبہ ایسے ہی وجودوں کے ذریعہ مقدر ہے جو دعائیں کرنے والے اپنے تئیں لاشیء محض سمجھنے والے اور زندہ خدا سے زندہ تعلق قائم کرنے والے ہوں گے۔ تب ان کے علم وعمل میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی برکت پیدا کر دے گا۔138

ایک نہایت پرمحبت تقریب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہ شفقت فضل عمر تعلیم القرآن کلاس میں شامل تمام طلباء اور طالبات کو مورخہ ۳۰؍اگست ۱۹۷۰ء بروز منگل کو ایک خصوصی دعوت دی۔حضور انور نے تمام طلباء کو شرف مصافحہ سے بھی نوازا۔طالبات کا انتظام صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ سیدہ ام امۃ المتین صاحبہ کی زیرنگرانی تھا۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی طالبات کی دعوت میں شمولیت فرمائی۔اس دعوت کا حضور کی رہائش گاہ کے وسیع باغیچہ میں مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری اور دوسرے کارکنوں کے ذریعہ اہتمام کیا گیا۔طلبہ کے علاوہ مردانہ دعوت میں مرکزی جماعتی عہدیداران،بعض امرائے اضلاع اور بعض بیرونی ممالک کے مبلغین نیز کلاس کے تمام اساتذہ و منتظمین بھی مدعو تھے۔کل حاضری سات سو سے کچھ اوپر تھی۔حضور طلباء کی حوصلہ افزائی کیلئے کئی باران کے درمیان تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے ان میں مٹھائی وغیرہ تقسیم کی۔حضور انور نے طلباء سے یہ بھی دریافت فرمایا کہ ان میں سے کس کس کو گھوڑے کی سواری آتی ہے اس پر متعدد طلباء نے ہاتھ کھڑے کئے ان کی ایک فہرست مرتب کر کے حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی۔[139]

اختتامی تقریب

مورخہ ۳۰؍اگست ۱۹۷۰ء کو بعد از نماز عصر قصر خلافت سے ملحقہ باغیچہ میں فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کی اختتامی تقریب کے موقع پر وسیع پیمانے پر ایک دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔اس تقریب میں کلاس کے اساتذہ کے علاوہ محترم مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر اور محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ نے بھی شرکت فرمائی۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے کلاس کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔رپورٹ پڑھے جانے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کو انعامات عطا فرمائے۔[140]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب

بعد ازاں حضور انور نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس

طرف متوجہ کیا کہ ''الخیر کلّه فی القرآن '' کہ ہر وہ چیز جو خیر و برکت کا موجب بنتی ہے۔فرد یا خاندان یا قوم یا دنیا کی کوئی زینت ہو وہ ساری کی ساری صحیح معنی میں قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں......اسی خیر و برکت کے حصول کا ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اللہ تعالیٰ کے الہام میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا قرار دیا گیا ''کُلُّ بَرَکَةٍ مِّنْ محمدٍ صلّى الله عليه وسلّم '' قرآن کریم میں جو بھی خیر پائی جاتی ہے اس کے حصول کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی پیروی کرنی ضروری ہے۔ یہ بنیادی باتیں آپ اپنے ذہن کے صندوق میں محفوظ کر لیں اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ کے اوپر نازل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں آپ عزت کا مقام پائیں گے''۔ 141

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا احمدی ڈاکٹروں سے ولولہ انگیز خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۳۰؍ اگست ۱۹۷۰ء کو کمیٹی روم فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ میں احمدی ڈاکٹروں سے ایک ولولہ انگیز اور پُر اثر خطاب فرمایا جس میں حضور نے ارضِ بلال میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ رونما ہونے والے شاندار انقلاب اور نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کی دلچسپ تفصیلات پیش فرمائیں اور احمدی ڈاکٹروں کو افریقہ میں خدمت خلق کے لئے میدان عمل میں آنے کی پُر زور تحریک فرمائی۔اس اہم خطاب کے بعض ضروری اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

ا۔ ''ہمارا Latest طبّی مشن گیمبیا میں کھلا ہے ڈاکٹر سعید صاحب وہاں گئے ہیں، ان کو وہاں کام شروع کئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں۔شروع میں انہیں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ کچھ تعصّب بھی تھا کچھ ہم نے انہیں دیہات میں پھینک دیا تھا۔ بایں ہمہ دو سال میں ان کی جو Net Saving ہے یعنی اپنا چوتھائی حصہ نکال کر باقی تین چوتھائی ۵ اور ۶ ہزار پونڈ کے درمیان ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اڑھائی اور تین ہزار پونڈ سالانہ آمد ہے جس سے ان کے حصہ میں ۱/۴ کے لحاظ سے قریباً ڈیڑھ دو ہزار پونڈ آتا ہے اور اس طرح ان کا ۱۴۰ پونڈ ماہانہ سے بھی زیادہ بن جاتا ہے۔

لیکن ہمارا جو مطالبہ ہے وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر بڑا مخلص ہونا چاہیے اور بڑا دعا گو ہونا چاہیے کیونکہ وہاں اس وقت ہمارا عیسائیوں سے سخت مقابلہ ہے وہ بہت پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ انہوں نے بڑے اچھے ہسپتال بنا رکھے ہیں جن میں کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کام کرتے ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کے مقابلے میں جہاں بھی ہمارا کلینک کھلا ہے زیادہ مقبول ہو گیا ہے۔ ہمارے کلینک کی اس حد تک مقبولیت ہو چکی ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کانو میں ہیں یہ علاقہ نائیجیریا کا مسلم نارتھ کہلاتا ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ بعض وزراء تک گورنمنٹ ہسپتال میں جانے کی بجائے ان کے پاس آتے ہیں۔ حالانکہ ایک وزیر کو ان کے کسی دوست نے کہا کہ گورنمنٹ ہسپتال موجود ہے آپ وہاں نہیں جاتے اور ان کے کلینک میں چلے جاتے ہیں (اُس وقت یہ کلینک تھا اب تو اچھی خوبصورت عمارت پر مشتمل ہسپتال بن چکا ہے) اس نے کہا مجھے وہاں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا اور اپنے رشتہ داروں کا علاج ہمارے ہسپتال میں آ کر کراتا ہے۔ شاید ظاہری علمیت کے لحاظ سے عیسائی زیادہ اچھے ہوں گے لیکن وہ دعا کرنے والے نہیں یا کم از کم ہمارے ڈاکٹروں کے مقابلے میں ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں قبول کرتا ہے لیکن جب مقابلہ ہو جائے تو احمدی ڈاکٹر کے ہاتھ میں بفضلہٖ تعالیٰ زیادہ شفاء ہے۔

دوسرے ہمیں وہاں ایسا ڈاکٹر چاہیے جو ہمیں حساب کے جھمیلوں میں نہ پھنسائے۔ اِس وقت تک اِن تین ڈاکٹروں یعنی کانو میں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب، لیگوس میں ڈاکٹر عمر الدین صاحب سدھو اور یہاں گیمبیا میں ڈاکٹر سعید صاحب نے اس سلسلہ میں بھی بہت ہی اچھا نمونہ دکھایا ہے۔''

۲۔'' گیمبیا میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا ہے کہ جہاں ڈاکٹر سعید احمد صاحب کام کر رہے ہیں وہاں بھی ہمیں زمین نہیں مل رہی تھی کیونکہ ایک چیف نے زمین دی اور گورنمنٹ کے ایک آفیسر نے کہا کہ اس چیف کو زمین دینے کا کوئی اختیار ہی نہیں چنانچہ جھگڑا پڑ گیا۔ بالآخر انہوں نے زمین تو دیدی مگر ۲۰ پونڈ سالانہ Rent بطور لیز لگا دیا۔ کوشش ہوتی رہی، اب میرے آنے کے بعد اس کا کرایہ ۲۰ پونڈ کی بجائے ایک

شلنگ سالانہ مقرر ہو گیا ہے اور یہ لیز ۲۱ سال کے لئے ملی ہے۔ دنیا میں عام طور پر ۹۹ سال یا ۵۰ سال کی لیز ہوتی ہے میں نے اپنے مشن کو کہا تھا کہ ۲۰ سال سے اوپر کا Period (پیریڈ) ملے تو لے لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ۲۰ سال میں انشاء اللہ ان ملکوں میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو چکا ہوگا۔ پھر ہمارے لئے لیز پر لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا اور ہمیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ چنانچہ اس کے علاوہ ہمیں گیمبیا میں ہیلتھ سنٹر کے لئے مزید تین جگہ زمین مل گئی ہے ایک جگہ تو ایک سیٹلائٹ ٹاؤن بن رہا ہے، جہاں ہمارے سابق گورنر جنرل سنگھاٹے نے بھی کوٹھی بنوائی ہے اس کے قریب ہی برلب سڑک سپیشلسٹ سنٹر کے لئے گورنمنٹ نے جگہ دے دی ہے۔ جب میری اس وزیر صاحب سے ملاقات ہوئی تو وہ مجھے کہنے لگے کہ بالکل باتھرسٹ کے اندر تو آپ زمین کا مطالبہ نہیں کر رہے؟ میں نے کہا نہیں، میرا مطالبہ یہ ہے کہ یہ جگہ باتھرسٹ سے دس میل کے اندر اندر ہو اور پختہ سڑک پر ہو۔ وہاں سڑکیں بہت کم ہیں۔ سارے ملک میں ایک دو سڑکیں ہیں ویسے یہ ملک بھی بہت چھوٹا ہے لیکن آب وہوا کے لحاظ سے بڑا اچھا ہے۔

غرض یہاں بھی ہیلتھ سنٹر کھولنے کے لئے حسب منشاء زمین مل گئی ہے۔ لیکن اب وہ وزیر صاحب پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے ڈاکٹر؟ ان کے کاغذات آنے چاہئیں۔ ان کے ساتھ میں نے وعدہ کیا تھا تین سپیشلسٹس کا یعنی ایک Eye Specialist کا، ایک اچھے ڈینٹسٹ کا اور ایک ٹی بی سپیشلسٹ کا۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ گیمبیا کے سارے ملک میں ایک بھی Eye Specialist نہیں ہے اگر وہاں کسی آدمی کی نظر کمزور ہو رہی ہو تو بیچارے کو اپنی آنکھ دکھانے کے لئے سینیگال کے دارالخلافہ ڈاکار جانا پڑتا ہے اور پھر جو نمبر بنتا ہے اسے وہ لندن بھجواتا ہے اور وہاں سے عینک بنواتا ہے چنانچہ جو عینک ہمارے ہاں دس بارہ روپے میں بن جاتی ہے اس پر اسے کم و بیش پانچ پونڈ خرچ کرنے پڑتے ہیں اور دوسرے اخراجات مثلاً دوسرے ملک میں جانا وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔

پھر اسی طرح سارے ملک میں کوئی اچھا ڈینٹسٹ بھی نہیں ہے۔ ان کے

بڑے ہسپتال میں ایک ٹی بی سنٹر تو ہے جس میں نارتھ یا شاید ساؤتھ کوریا کے دو ڈاکٹر کام کرتے ہیں مگر وہ بھی سال میں چھ مہینے چھٹی پر رہتے ہیں اور اس چھ ماہ کے عرصہ میں وہاں ٹی بی کا علاج کرنے والا کوئی ماہر ڈاکٹر نہیں ہوتا۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ہمیں کافی زمین دو کیونکہ ہمیں ٹی بی والا حصہ بہرحال الگ رکھنا پڑے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس غرض کے لئے بڑی اچھی زمین دے دی ہے۔

آنکھوں کے ماہر کی ضرورت

میں چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک ایسا آئی سپیشلسٹ مل جائے جو وہاں دکان بھی کر سکے کیونکہ عینک کے لئے لندن بھجوانے والا قصہ تو نہیں رہنے دینا۔ ایسا ڈاکٹر ہونا چاہیے جو نظر ٹیسٹ بھی کرے، عینک بنا بھی دے اور لگا بھی دے۔

ڈینٹسٹ تو ہمارے پاس دو اچھے آ گئے ہیں۔ لندن میں ڈاکٹر ولی شاہ صاحب جو مشرقی افریقہ کے اقبال شاہ صاحب کے بیٹے ہیں اور بڑے اچھے ڈینٹسٹ ہیں انہوں نے وہاں کئی ہزار پونڈ خرچ کر کے اپنا ایک کلینک بنا رکھا ہے جس میں دو ڈاکٹر ملازم رکھے ہوئے ہیں اور ان کا بڑا اچھا کام چل رہا ہے۔ میرے خیال میں وہ چار پانچ سو پونڈ ماہانہ کما رہے ہیں وہ بڑے مخلص احمدی ہیں۔ ان کا مجھے خط آیا تھا کہ میرے لیے کیا ہدایت ہے؟ کیا میں اپنا کلینک بیچ دوں؟ میں نے ان سے کہا ہے کہ ابھی نہ بیچو۔ اِن کے علاوہ دانتوں کے ایک اور ڈاکٹر نے بھی وقف کر دیا ہے۔ بہرحال ڈینٹسٹ تو ہمیں مل گئے ہیں۔ ٹی بی کے ڈاکٹر بھی مل گئے ہیں، البتہ آئی سپیشلسٹ کی فوری ضرورت ہے۔

میری ایک اور تجویز ہے اور وہ سرجری والے حصے کے متعلق ہے کہ جب ہمارے بہت سے سنٹر بن جائیں تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہمارے ڈاکٹر یہ جو چار مہینے انگلستان میں جا کر ضائع کرتے ہیں اس میں سے دو مہینے وہاں جا کر کام کریں ویسے بھی مشورہ ہوتا ہے طبّی آلات ہیں۔ مثلاً ٹی بی کے لئے میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ایکسرے پلانٹ بھجوائیں گے یعنی مکمل لیبارٹری ہو گی اور ایسا کرنے میں کوئی دقت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے مگر ہمارا پیسہ ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ پیسے ضائع

کرنے کے لئے اللہ میاں ہمیں دیتا ہی نہیں، یعنی ہمیں ایک دھیلا بھی ضائع کرنے کے لئے نہیں ملتا، لیکن ہماری ضرورت کو پورا کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

ڈاکٹر سعید صاحب جنہوں نے پانچ اور چھ ہزار کے درمیان سالانہ آمد پیدا کی ہے ان کو ہم نے یہاں سے جاتے وقت دوائیاں وغیرہ خریدنے کے لئے صرف پانچ سو پونڈ دیا تھا اور انہوں نے سارے اخراجات نکالنے کے بعد دو سالوں میں پانچ چھ ہزار پونڈ Save کر لیا اور یہ معیّن اس لئے نہیں کہ میرے دورے کے وقت پانچ ہزار سے رقم بڑھ چکی تھی لیکن وہ کہتے تھے کہ ابھی آخری Balance Sheet نہیں بنی اس لئے میں صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا، اغلباً چھ ہزار پونڈ سے زیادہ ہے اور یہ بڑی رقم ہے۔

دنیا کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں ہوسکتا ہے کسی ملک میں ہمیں اپنے مشن چلانے کے لئے روپے کی ضرورت ہو، مگر ہم باہر سے نہ بھجوا سکیں تو اس صورت میں اگر ہمارے یہ سنٹرز ہونگے تو ہمیں کوئی فکر نہیں ہوگی یہی میڈیکل سنٹرز رقم مہیا کریں گے۔

کانو میں ہمارے کلینک نے پندرہ ہزار پونڈ سے زیادہ بچایا ہوا تھا جسے اسی کلینک پر خرچ کر کے ایک بہت اچھی خوبصورت بلڈنگ بنا دی گئی ہے۔ ایبٹ آباد میں اس کی تصویر پڑی ہوئی ہے آپ دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور ابھی ایک چوتھائی کام رہتا ہے۔ چند دن ہوئے مجھے خط آیا ہے کہ اس حصے پر بھی لنٹل پڑ گئے ہیں اور اب وہ اچھا بڑا ہسپتال بن گیا ہے۔

یہاں بہت سے ڈینٹسٹ نے وقف کیا تھا لیکن وہاں اس وقت تک Demand نہیں تھی اب وہاں سے اطلاع آئی ہے کہ اگر کوئی ڈینٹسٹ آئیں گے تو وہ بھی اچھا کام کر سکیں گے لیکن جو چیز بڑی ضروری ہے وہ اخلاص ہے اور عادت دعا ہے اس کے بغیر تو ہمارا ڈاکٹر وہاں کام نہیں کر سکتا۔ اگر ڈاکٹر میں اخلاص نہیں ہوگا تو وہ ہمارے لئے پرابلم بن جائے گا اگر وہ دعا گو نہیں ہوگا تو وہ اپنے مریض کے لئے پرابلم بن جائے گا۔

طبیب کو دعا گو ہونا چاہیے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بڑا ظالم ہے وہ طبیب جو اپنے مریض کے لئے دعا نہیں کرتا اور حقیقت یہی ہے۔اب ڈاکٹر عمر الدین صاحب نے لیگوس میں دو کلینک کھول لئے ہیں یعنی ایک تو انہوں نے کرنل یوسف والا کلینک سنبھالا تھا ان کی وفات کے بعد اور اب بالکل شہر کے سنٹر میں غریبوں کے محلے میں ایک اور کلینک کھولا ہے۔ جہاں ساتھ ہی دو اور کلینک کھل گئے ہیں ایک تو کسی افریقن نے کھولا ہے اور دوسرا کسی غیر ملکی غالباً لبنانی نے کھولا ہے یہ ہفتے میں دو دفعہ اس کلینک میں جاتے ہیں ان کی رپورٹ تھی کہ دوسروں کے مقابلے میں ہمارا کلینک اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقبول ہو رہا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اتنا فضل کر رہا ہے اور اتنا پیار کرتا ہے جماعت سے کہ ہمیں انفرادی طور پر بھی ناشکرا بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے جماعت تو شکر گزار ہے لیکن کسی ایک فرد کو بھی ناشکرا بندہ نہیں بننا چاہیے ہمارے مالوں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے''۔

۳۔''جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گنتی کے چند آدمی بھی نہیں تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ایک جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس وقت جبکہ کسی ایک آدمی نے بھی میری بیعت نہیں کی تھی (البتہ میرے چند دوست تھے) اس وقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے دوسو چوٹی کے مولویوں کو اپنے ساتھ ملا کر کفر کا فتویٰ دیا اور آپ کو واجب القتل ٹھہرایا اور لکھا کہ جو آپ کو قتل کر دے گا وہ ثواب کمائے گا۔ اس فتویٰ نے ہندوستان میں ایک ہنگامہ بپا کر دیا اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا۔اس وقت ان کے کفر کے فتووں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تو اب کیا پہنچا لیں گے۔ہم تو کفر کے فتووں کی بوچھاڑ میں کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ساری دنیا میں اب احمدیت پھیل گئی۔ یہ حماقت ہی ہے کہ کوئی یہ سمجھے کہ پاکستان میں احمدیوں کو قتل کر کے لوگ احمدیت کو مٹا سکتے ہیں۔ یہ سمجھنا سراسر حماقت ہے کیونکہ احمدیت صرف پاکستان ہی

میں نہیں۔ ایک لاکھ پینسٹھ ہزار بالغ احمدی تو صرف غانا میں ان کی حکومت کی مردم شماری کے لحاظ سے ۱۹۶۰ء میں تھے غانا ویسٹ افریقہ کا ایک ملک ہے اس کے علاوہ کئی دوسرے ملکوں میں بھی بڑی بڑی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ پس جب بھی لوگوں نے ہمارے خلاف شور مچایا، ہماری جماعت مضبوط ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء کے بعد کئی سوئی جماعتیں بنی ہیں۔ ہمارے اس علاقے میں بھی ایسی بیسیوں جماعتیں ہیں جو ۱۹۵۳ء کے بعد بنی ہیں۔ ایک ایک وقت میں مجھے ایسے ۳،۳۔۴،۴ آدمی یا بعض دفعہ اکٹھی جماعتیں ملتی ہیں جو کہتی ہیں کہ وہ ۱۹۵۳ء کے احمدی ہیں۔ احمدیوں کے گھروں کو آگ لگایا کرتے تھے اور Mob میں جا کر شامل ہوتے تھے۔ لیکن ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان کے دماغ کو جھنجھوڑا اور ان کو خیال پیدا ہوا کہ جس جماعت کی ہم مخالفت کر رہے ہیں۔ آؤ پتہ تو کریں یہ جماعت ہے کیسی؟ اس کے عقاید کیا ہیں؟ چنانچہ پہلے اندھیرے میں مخالفت کر رہے تھے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں احمدیت کی کتابیں پڑھنے کی تحریک پیدا ہوئی تو انہیں حق نظر آ گیا اور پھر وہ احمدی ہو گئے پس ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ پختہ ایمان کے ساتھ آگے بڑھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بڑی کھلی شاہراہ کھولی ہے۔ البتہ انفرادی قربانی ضرور دینی پڑے گی کیونکہ یہ کبھی ہوا ہی نہیں کہ کوئی قوم قربانی دیئے بغیر ترقی کر سکی ہو۔

غرض ضبط و نظم کو ضرور قائم کرنا پڑے گا احمدیت کے اندر رہتے ہوئے اطاعت ضرور کرنی پڑے گی اگر تو کوئی ڈکٹیٹر آپ کے اوپر حکم چلا رہا ہو تو پھر تو آپ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ہم اس کی کیوں اطاعت کریں؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا خلیفہ دے جو آپ سے پیار کرنے والا ہو تو اگر آپ اس کی اطاعت سے گھبرائیں تو یہ علاوہ اَور بہت سی برائیوں کے جہالت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بہت بڑے وعدے دیئے ہیں جنہیں ہم ساری دنیا میں پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ انگریزوں نے ایک وقت میں یہ کہا تھا کہ ان کی وسیع و عریض برٹش کامن ویلتھ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ وہ زمانہ ختم ہو گیا۔ اب برٹش کامن ویلتھ پر تو سورج غروب ہوتا ہے لیکن جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا

لیکن خالی یہ چیز نہیں ایک اَور چیز بھی ہے جس کا انگریز دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن جس کا جماعت احمدیہ دعویٰ کر سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو جماعت کو پہلے سے زیادہ کثیر اور پہلے سے زیادہ مضبوط دیکھتا ہے اگر سورج کو زبان دی جائے تو وہ گواہی دے گا کہ ہر صبح کو مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکی ہے اور پہلے سے زیادہ کثیر ہو چکی ہے۔ مثلاً افریقہ سے روزانہ بیعتیں آتی رہتی ہیں۔ ہمارے غیر مبایعین کے سالانہ جلسہ میں پچھلے سال جتنے آدمی اکٹھے ہوئے تھے ان سے زیادہ مَیں ایک ایک دن میں بیعت فارموں پر دستخط کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل ہے۔ لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں لَا فَخْرَ یہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہم تو بڑے ہی کمزور اور عاجز ہیں۔ ہمارے پاس دنیا کا سہارا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہمارا کام کر رہے ہیں اور ثواب ہمیں مل رہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے ورنہ آپ کیا قربانی دیتے ہیں۔

جب تحریک جدید شروع ہوئی تو شاید لاکھ ڈیڑھ لاکھ کا سارا بجٹ تھا، جس میں سے اکثر حصہ یہاں خرچ ہوتا تھا مثلاً دفتر کے اخراجات ہیں، مبلغوں کی ٹریننگ ہے، کتابوں کی اشاعت کا کام ہے۔ میرے خیال میں اتنے بجٹ میں سے غیر ممالک میں خرچ کرنے کے لئے بمشکل ۲۵، ۳۰ ہزار روپیہ ہوگا اور یہ بھی حضرت مصلح موعود کے ذریعہ اللہ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہم نے دیکھا ہے کہ اس کے باوجود احمدیت کو شاندار ترقیات عطا ہوتی رہی ہیں ۱۹۴۵ء تک اگرچہ غیر ممالک میں جماعتیں تو قائم ہو چکی تھیں لیکن انہیں ابھی چندہ دینے کی عادت نہیں پڑی تھی اس لئے یہیں سے خرچ ہوتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہمارے بعض بڑے بزرگ لوگوں نے چار آنے چندہ دیا آپ نے ان کا نام اپنی کتابوں میں لکھ دیا، جس کے نتیجہ میں ان کو قیامت تک جماعت کی دعاؤں کی وجہ سے بھی ثواب ملتا رہے گا مگر چندہ ان میں سے کسی کا چار، کسی کا آٹھ آنے اور کسی کا ایک روپیہ ماہوار تھا اور ان کا نام لکھ کر انہیں اس لئے اہمیت دی گئی کہ اس وقت امت مسلمہ اسلام کی راہ میں ایک دھیلہ خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ چنانچہ ان کی اس پہلی عادت کے

مقابلہ میں ۴ آنے دینا واقعی بڑی قربانی تھی، پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے خدا کی راہ میں اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی ہر چیز قربان کر دی۔ مجھے پتہ ہے اور میں آپ کو علیٰ وجہ البصیرت بتا رہا ہوں کہ ایک شخص جو قادیان میں شروع زمانے میں بڑے اخلاص سے کام کرتا تھا اور جسے پانچ روپے ماہوار گزارہ ملتا تھا اور اس کے چھ سات لڑکے تھے اب ایک ایک لڑکے کو ۳، ۳۔۴، ۴ ہزار روپے ماہوار آمد ہوتی رہی ہے پس اللہ تعالیٰ تو اس دنیا میں بھی کسی کا قرض نہیں چھوڑتا۔ البتہ قربانی ضرور لیتا ہے تا کہ وہ آزمائش کرے کہ کون اپنے عہد میں پکا ہے اور کون کمزور اور ٹوٹنے والا ہے، لیکن یہ کہ وہ ہمیں اس دنیا میں چھوڑ دے یہ نہیں ہوسکتا۔

شروع میں تحریک جدید کا شاید لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع ہوا تھا، لیکن اب میں نے انگلستان میں جب ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' کی تحریک کی تو پونے گھنٹے کے قریب مَیں پہلے دن اپنے بھائیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوں اور اس وقت میرے خیال میں انگلستان کی ساری احمدی آبادی کا پانچواں یا ساتواں حصہ جمع تھا۔ سارے احباب تو ویسے بھی آ نہیں سکتے کیونکہ دور دراز علاقوں میں یا شہروں میں رہتے ہیں، کسی کو چھٹی نہیں ملتی، اس پونے گھنٹے میں ستّر ہزار (روپے) سے زیادہ کے وعدے ہو گئے تھے اور پھر دوبارہ اتوار کے روز ایک گھنٹے کے قریب مَیں ان میں بیٹھا ہوں جس کے نتیجہ میں یہ وعدے ۳۲ ہزار پونڈ تک پہنچ گئے اور جب مَیں وہاں سے روانہ ہوا ہوں تو ۴۰ ہزار پونڈ کے وعدے ہو گئے تھے۔ پس کجا وہ زمانہ کہ بار بار تحریک کی گئی اور سارے سال میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے اور کجا یہ کہ ڈیڑھ دو گھنٹے میں ۴۰ ہزار پونڈ یعنی نو لاکھ روپے کے قریب وعدے ہو گئے۔

میں انگلستان میں قیام کے دوران چند دنوں کے لئے سپین چلا گیا، یہ بھی ایک برکت ہے میرے پیچھے لوگوں نے وعدے کئے اور نہ نقد پیسے دیئے۔ میں جب سپین سے واپس آیا تو امام رفیق کو خیال آیا کہ دس ہزار پونڈ نقد میری واپسی تک جمع نہیں ہوسکیں گے مجھے کہنے لگے کہ یہ جو آپ نے ٹارگٹ مقرر کیا ہے دس ہزار پونڈ نقد جمع کرنے کا (اُس وقت تک ۶ ہزار پونڈ نقد رقم جمع ہو چکی تھی) وہ پورا نہیں ہوگا آپ

مجھے ایک ماہ کی مہلت دیں۔ میں نے کہا کیسے نہیں جمع ہوں گے جب اللہ تعالیٰ نے میرے منہ سے نکلوایا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل سے میری بات پوری کرے گا۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو دس ساڑھے دس ہزار پونڈ نقد جمع ہو گیا تھا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ میرا خیال تھا کہ بہت سے ایسے دوست ہیں کہ جو انتظار کر رہے ہیں کہ میں سپین سے واپس آؤں اور وہ میرے ہاتھ میں چیک دیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح شاید انہیں زیادہ ثواب مل جائے گا۔ چنانچہ بہتوں نے بڑی قربانی کر کے دیئے بھی تھے۔ اب بھی میں یہاں سے ایک خط کے ذریعہ سے تحریک کر رہا ہوں میرا خیال ہے کہ اب تک جو گیارہ ہزار سے اوپر نقد جمع ہو چکے ہیں وہ جلد از جلد بیس ہزار پونڈ تک پہنچ جائیں تا کہ کسی سٹیج پر روک پیدا نہ ہو، یہاں سے تو ہم ایک پیسہ بھی باہر نہیں بھیج سکتے۔ ہمیں حکومت فارن ایکسچینج نہیں دے رہی، لیکن یہاں بھی بہت سارے کام ہیں مثلاً یہاں سے جو آدمی جائیں گے ان کے کرایہ وغیرہ پر خرچ ہوگا۔ میرے خیال میں اگر سارے استاد اور ڈاکٹر چلے جائیں تو اس پر دو اڑہائی لاکھ روپیہ خرچ ہو جائے گا۔

بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ رقم Invest کر کے اس کی آمد سے خرچ کیا جائے۔ یہ میری سکیم نہیں ہے۔ یہ میرا وہ سرمایہ نہیں ہے جس کی آگے آمد سے افریقہ میں خرچ کرنا ہے بلکہ اس سارے سرمایہ کو لگا دینا ہے اور اگر میں ۴۰ ہیلتھ سنٹر کھولنے میں کامیاب ہو جاؤں اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے میرے ساتھ تعاون کرنے کی تو جو پہلے ہیلتھ سنٹرز کا تجربہ ہوا ہے اس کے مطابق ایک لاکھ پونڈ سالانہ کی Net Saving بھی ہو سکتی ہے اور اگر ہم اس سرمایہ کو Invest کر دیں گے تو ہمیں دس ہزار پونڈ سالانہ آمد ہو گی لیکن اگر ہم اس سرمایہ کے ذریعہ ہیلتھ سنٹرز کھول لیتے ہیں تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے اللہ تعالیٰ اس میں دنیوی لحاظ سے بھی برکت ڈالے گا۔

آپ اپنے پتے یہاں دے جائیں۔ آپ میری ان باتوں سے سمجھ گئے ہوں گے کہ جس حد تک ممکن ہوسکتا ہے میں ڈاکٹروں پر کم سے کم بوجھ ڈالنے کی کوشش کروں گا مثلاً اگر کسی کے حالات ایسے ہیں کہ وہ باہر نہیں جا سکتا اور اس نے ہمارے

ساتھ پانچ سال کا معاہدہ کر رکھا ہے تو اگر مجھے اس کی ضرورت نہ پڑی تو نہیں بھیجوں گا اور اگر مجھے اس کی ضرورت پڑ گئی تو میں اس کو کہوں گا کہ معاہدے کی شق سے فائدہ اٹھاؤ کہ اگر بیچ میں چھوڑنا ہے تو اتنا ہرجانہ دیدو اور آزاد ہو جاؤ لیکن ایک حصہ بہرحال قربانی کا ہے اگر وہ قربانی نہ ہو تو آپ کو ثواب نہیں ملے گا۔ میری یہ دعا ہے کہ آپ کو بھی دوسروں کے ساتھ بیحد ثواب ملے، لیکن جو باتیں میں نے اخلاص اور دعا وغیرہ کے متعلق کہی ہیں آپ ان کا ضرور خیال رکھیں۔ ہمارے میڈیکل ہیلتھ سنٹر کا جو ڈاکٹر ہے لوگ اس کو مبلغ بھی سمجھتے ہیں اور آپ کو وہاں جانے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں اچھی طرح سے پڑھنی پڑیں گی۔ مثلاً وہاں عیسائیت کے ساتھ مقابلہ ہے یا دہریت کے ساتھ مقابلہ ہے۔ بعض ملکوں میں تو بڑی بھاری اکثریت مشرکوں کی ہے مثلاً لائبیریا ہے یہاں بہت سے مشرک پائے جاتے ہیں۔ یہاں کے پریذیڈنٹ ٹب مین تھے، انہوں نے ہمیں سوا ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن انہوں نے ڈیڑھ سوا ایکڑ زمین دینے کا حکم دیدیا ہے یعنی ڈیڑھ گنا زیادہ، لائبیریا میں حکومت کے اعداد وشمار کے مطابق ۱۳ فیصدی عیسائی ہیں اور ۲۵ فیصدی مسلمان ہیں اور باقی ۶۲ فیصدی پیگن یعنی مشرک ہیں جو مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی رسوم کے پابند ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ یہ اعلان غلط ہے ان کے خیال میں ۵۰ فیصد مسلمان ہیں اور ۱۳ فیصدی عیسائی اور باقی مشرک ہیں۔ میں نے کہا کہ تمہیں حکومت کے خلاف کہنے کی کیا ضرورت ہے، تم کوشش کر کے ۲۵ فیصدی پیگن یعنی مشرکوں میں سے مسلمان بنالو تو وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ مسلمان اکثریت میں ہو گئے ہیں اور احمدی اگر اتنے ہو جائیں تو غیر احمدی تو آپس کے جھگڑوں میں مبتلا ہیں وہ اپنے حقوق حاصل نہیں کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ احمدی کو یہ توفیق دیتا ہے وہ دلیری کے ساتھ اپنے حقوق منوا لیتا ہے۔ اور لوگ ان کے حقوق دیتے ہیں۔ انہیں یہ سمجھ ہے کہ اگر احمدیوں کے حقوق مارے گئے تو ہمارے لئے مشکل پڑ جائے گی۔ اگر ہم ایسے ملکوں میں مثلاً مشرکوں میں سے ۲۵ فیصدی احمدی کر لیتے ہیں تو پھر وہ ملک کی اکثریت ہونے کی وجہ سے حکومت میں اسی نسبت سے

اثر ورسوخ بڑھے گا اور ہماری تبلیغ اسلام کا کام بڑا تیز ہو جائے گا۔

میں نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں بھی کہا تھا کہ اسلام کی عیسائیت کے خلاف اصل جنگ اس وقت ویسٹ افریقہ میں لڑی جارہی ہے کیونکہ اسلام کو چھوڑ کر باقی دنیا اس وقت مذہبی لحاظ سے دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے ایک حصے پر دہریت کا لیبل ہے اور دوسرے حصے پر عیسائیت کا لیبل لگا ہوا ہے۔ دہریت والے حصے کو تو چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے مذہب کو خیر باد کہنے کا اعلان کر دیا ہے لیکن جہاں تک عیسائیت کے لیبل کا تعلق ہے یورپ جو کسی زمانے میں عیسائی ہوا کرتا تھا اب عیسائی نہیں رہا۔ جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں ایک انگریز صحافی کے ایک سوال کے جواب میں مَیں نے اسے بتایا تھا کہ تمہارے گرجے کے سامنے For Sale کا بورڈ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری نئی پود عیسائیت سے کوئی دلچسپی نہیں لے رہی لیکن ان پر عیسائیت کا لیبل لگا ہوا ہے۔

اب ویسٹ افریقہ میں عیسائی بڑا زور لگا رہے ہیں کہ وہاں وہ کامیاب ہو جائیں کیونکہ ان کو یہ نظر آرہا ہے کہ یہ قومیں جب مذہب میں چلی گئیں دنیا میں اس کا بڑا اثر ہوگا اور یورپ سے وہ مایوس ہو ہی چکے ہیں۔ انگلستان سے وہ مایوس ہو چکے ہیں۔ امریکہ سے وہ مایوس ہو چکے ہیں۔ صرف لیبل ہے الا ماشاء اللہ۔ بعض لوگ دیانتداری سے عیسائیت پر ایمان رکھنے والے بھی ہوں گے لیکن ان کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے۔ لیبل والا حصہ بہت زیادہ ہے۔ اس لئے اب افریقہ میں عیسائیت کیساتھ ہماری جنگ ہو رہی ہے اگر ہم یہ جنگ جیت جائیں تو دوسرے ممالک میں جو عیسائیت کے لیبل والے ہیں ان میں بھی جیت جائیں گے''۔[142]

شہد اور اس کے خواص کے بارے میں حضور انور کے ارشادات

مورخہ ۵/اکتوبر ۱۹۷۰ء کو حضور انور مسجد مبارک میں نماز مغرب پڑھانے کے بعد قریباً نصف گھنٹہ تشریف فرما رہے اور احباب کو پر معارف ارشادات سے نوازا۔ ابتداءً حضور نے فصلوں پر جراثیم کش ادویات چھڑکنے کے بعض مضر اثرات کے متعلق جدید تحقیق پر روشنی ڈالی اور یورپ میں اس

طریق کے اب متروک ہونے کا ذکر فرمانے کے علاوہ بیماریوں کے علاج کے سلسلہ میں دواؤں کے استعمال میں خاص احتیاط برتنے پر زور دیا اور اس ضمن میں فرمایا کہ خود دواؤں کے ضرورت سے زیادہ استعمال کا صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اسی تعلق میں حضور نے شہد کی مختلف اقسام اور ان کی جداگانہ خاصیتوں کا بہت لطیف پیرائے میں ذکر فرمایا اور اس بارہ میں جدید تحقیق پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ہر درخت کا نیکٹر (Nectar) اس درخت کا نچوڑ ہوتا ہے اور مکھی جب اس نیکٹر سے شہد تیار کرتی ہے تو اس شہد میں اس درخت کے خواص موجود ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر نیم کے پھولوں سے حاصل کئے ہوئے نیکٹر (رس) سے جو شہد بنتا ہے وہ بیک وقت میٹھا بھی ہوتا ہے اور نیم کی کڑواہٹ بھی اس میں ہوتی ہے۔ یہ شہد بہت مصفی خون ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کہ مکھیاں پال کر سچی بوٹی کا شہد تیار کرنے کا تجربہ کرنا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ شہد کینسر کے علاج کے سلسلہ میں سچی بوٹی کی نسبت زیادہ مفید ثابت ہو کیونکہ نیکٹر میں جزو بدن بننے کی قدرت نے بہت صلاحیت رکھی ہے۔ شہد کی صحت بخش تاثیرات کے تعلق میں حضور نے فرمایا کہ جب گزشتہ سالوں میں مجھے اصل بیماری کے طور پر نہیں بلکہ نظام ہضم کی خرابی کی وجہ سے ذیابیطس کی شکایت پیدا ہوئی تو ڈاکٹروں نے شہد کے استعمال سے بھی منع کیا لیکن میں برابر شہد استعمال کرتا رہا۔ ڈاکٹروں سے میں نے کہا میں بدظنی نہیں کرسکتا جب خدا کہتا ہے کہ شہد میں لوگوں کے لئے شفاء رکھی گئی ہے تو میں کیوں اس کے خلاف عمل کروں۔ چنانچہ میں نے شہد کا استعمال ترک نہ کیا۔ دس پندرہ روز کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے شوگر کنٹرول میں آ گئی اور مرض جاتا رہا۔ حضور نے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ شہد کی ایک مکھی سات سات آٹھ آٹھ دفعہ ایک پھول پر جا کر بیٹھتی ہے تب کہیں جا کر وہ خشخاش کے ایک دانہ کے برابر نیکٹر حاصل کرتی ہے۔ اگر مکھی کی اس انتہائی محنت اور مشقت کے پیش نظر اسے ہم ایک مزدور تصور کریں تو ہمیں یہ باور کرنا پڑیگا کہ کم از کم دو ہزار مزدوروں کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں ایک چمچہ شہد تیار ہوتا ہے۔ یہ دو ہزار مزدور اس لئے محنت کرتے اور اس میں لگے رہتے ہیں کہ خدا کا ایک بندہ ایک چمچہ شہد پی کر اس سے فائدہ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر جتنی بھی اس کی حمد کی جائے کم ہے۔ حق یہ ہے کہ اگر ہم دن رات بھی اس کی حمد کرتے رہیں تو کہاں حق ادا ہوسکتا ہے اس کی حمد کا۔ اس لئے میں تو جب بھی شہد استعمال کرتا ہوں تو نہ صرف بکثرت الحمدللہ پڑھتا ہوں بلکہ ساتھ ہی استغفار بھی کرتا ہوں۔[143]

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا جاپان کی عالمی کانفرنس سے خطاب

۱۶/ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے کیوٹو (Kyoto) جاپان میں منعقدہ مذہب اور امن کے موضوع پر منعقدہ عالمی کانفرنس سے ایک حقیقت افروز خطاب فرمایا جس میں قرآن کریم کی روشنی میں اسلام اور امن کے موضوع پر نہایت بلیغ روشنی ڈالی آپ کے اس خطاب کا مکمل متن رسالہ دی مسلم ہیرلڈ لندن کی اشاعت نومبر ودسمبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔

اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اس سال خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ۱۶۔۱۷۔۱۸/ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو اپنی مخصوص روایات کے ساتھ منعقد ہوا۔ مقام اجتماع تعلیم الاسلام کالج کے جنوبی جانب باسکٹ بال گراؤنڈ سے متصل میدان تھا۔ اس اجتماع کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں شامل ہونے والی مجالس اور خدام کی تعداد گذشتہ تمام اجتماعات سے بہت زیادہ تھی جو خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید ونصرت کا آئینہ دار تھی۔ اس سال ۴۱۵ مجالس کے ۳۱۸۲ خدام نے حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ اطفال الاحمدیہ کی ۱۲۹ مجالس کے ۲۱۹۹/ اطفال شامل اجتماع ہوئے۔ مجالس کی یہ تعداد گذشتہ سال سے دوگنی سے بھی زیادہ تھی۔ اس سال مشرقی پاکستان کے دو اطفال بھی شریک ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا افتتاحی خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نہایت وجد آفرین اور روح پرور افتتاحی خطاب میں فرمایا:۔

> ہمارے محبوب آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نسل سے بڑا ہی پیار کیا ہے
> ....اس وقت مَیں آپ کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار اور محبت کا ایک جلوہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ یعنی تیرے نفس کا تیرے پر حق ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ انسان خود ہی اپنے نفس کے حقوق قائم کرے اور پھر ان کے مطالبات شروع کر دے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسلام اور قرآن کے ذریعہ نفس کے جو حقوق مقرر کئے ہیں ہر فرد واحد کو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اصولی طور پر ہر نفس کا جو حق مقرر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ربّ کریم نے انسان کو جو قوتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں ان کی نشوونما کو کمال تک پہنچایا جائے یعنی اپنے دائرۂ استعداد میں کامل و مکمل عبد بن جائے۔ ان حقوق میں سے فی الوقت میں صرف ایک حق کا ذکر کروں گا اور وہ یہ کہ آپ کا یہ حق ہے کہ آپ سچے اور پکے اور حقیقی خادم بن جائیں۔ یہ تبھی ہوسکتا ہے کہ آپ خادم بننے کی قوت کو کمال تک پہنچائیں اور اس امر کا پورا خیال رکھیں کہ جذبۂ خدمت کی نشوونما ادھوری نہ رہ جائے۔ حسبِ استعداد یہ جذبہ جہاں تک ترقی کرسکتا ہو اس حد تک اسے پہنچانا چاہیے ورنہ نفس پر ظلم ہوگا۔ جہاں تک اس جذبہ کے نشوو ارتقاء کا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں بارہ ایسے اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جن سے ایک سچے اور حقیقی خادم کو متّصف ہونا چاہیے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندگی کے ایک دور میں حکومت کے بعض افسران اور کارندوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ نے اُس وقت اِس امر کا جائزہ لیا کہ اِن افسران میں ایک اچھے خادم کے اوصاف پائے جاتے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ حضور علیہ السلام یہ دیکھ کر کہ افسر اِلّا ماشاء اللہ ایک اچھے خادم کے اوصاف سے عاری ہیں فرمایا:۔

''میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاقِ فاضلہ، حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردیٔ مخلوق اور پاک باطنی اور اَکلِ حلال اور صدقِ مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں''۔ 144

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ارشاد میں جذبۂ خدمت کی نشوونما کے لئے بارہ ایسے اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جن سے ایک سچے اور حقیقی خادم کا متصف ہونا ضروری ہے۔ وہ اوصاف جیسا کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے واضح ہے یہ

ہیں (۱) خوش خلقی اور خندہ پیشانی (۲) حِلم (۳) کرم (۴) عفت (۵) تواضع (۶) انکسار (۷) خاکساری (۸) ہمدردیٔ مخلوق (۹) پاک باطنی (۱۰) اکلِ حلال (۱۱) سچی بات کہنا (۱۲) پرہیزگاری''۔

حضور نے اپنی تقریر میں ان بارہ اوصاف پر تفصیل سے روشنی ڈال کران میں سے ہر ایک کے حقیقی مفہوم اور اس کے عملی تقاضوں کو بالوضاحت بیان فرمایا اور خدام الاحمدیہ کو اس بارہ میں نہایت زرّیں ہدایات سے نوازا اور انہیں تلقین فرمائی کہ وہ اپنے آپ کو ان اوصافِ جمیل سے متّصف کر کے حقیقی خادم بنیں۔ بعدازاں حضور کی یہ انقلاب انگیز تقریر شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ''ایک سچے اور حقیقی خادم کے بارہ اوصاف'' کے نام سے شائع کر دی۔

مجلس اطفال الاحمدیہ سے خطاب

حضور نے اجتماع کے دوسرے روز احمدی بچوں (مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا اجتماع ''ایوان محمودؔ'' میں انعقاد پذیر ہوا) سے ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب وہ زمانہ گذر گیا جب برصغیر کے احمدی بچے سمجھتے تھے کہ دینی روح اور قربانی میں کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں ایسے بچے پیدا ہوگئے ہیں جو تمہیں زبان حال سے چیلنج دے رہے ہیں کہ ہمارا مقابلہ کرلو۔ حضور نے بچوں کو متنبہ کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی عمدہ تربیت اور قربانیوں کی وجہ سے افریقہ کے بچے تم سے آگے بڑھ جائیں اور تم پیچھے رہ جاؤ۔ پس اب تمہارے ہوشیار اور بیدار ہونے کا وقت ہے۔ حضور نے کئی واقعات بیان کر کے واضح فرمایا کہ اب افریقن بچے اپنی تربیت اور سنجیدگی و اخلاص میں کسی طرح تم سے کم نہیں اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستانی بچے نیکیوں میں تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

خدام سے اختتامی خطاب

حضور انور کا خدام احمدیت سے اختتامی معرکہ آراء خطاب ایک خاص عظمت و شوکت کا حامل تھا جس کے آغاز میں حضور نے فرمایا کہ مَیں اپنے عزیز بچوں کو آج زندگی کی بنیادی حقیقت کی یاددہانی کرانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہم جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، ہم جو خود کو مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا فرد سمجھتے ہیں، ہم جو اس کی اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر رکھنے والے ہیں جو

ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین روحانی فرزند تھا جس اکیلے کو آپؐ نے اپنی امت میں سے کروڑوں اولیاء اللہ میں سے اپنے سلام کے لئے منتخب کیا۔ ہم اس حقیقت پر قائم ہیں کہ ہم کچھ بھی نہیں۔ ہمارے مال، ہماری دولت ہماری نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ ہماری جانیں، ہمارے نفوس، ہماری قوتیں، ہماری استعدادیں، ہمارے ذہن، ہماری عزتیں غرضیکہ جو کچھ بھی کسی کی طرف منسوب ہوسکتا ہے وہ ہماری طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ ہمارے آقا ﷺ کی ملکیت اور اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

فرمایا کہ اس عارضی زندگی میں ہماری حیات اور بقا کا مقصد صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت، عظمت اور جلال دنیا میں قائم ہو۔ اسی کے لئے ہم زندہ ہیں اور اسی کے لئے اور اسی جدوجہد میں ہم اس دنیا سے گزر جائیں گے اور ہمارے بعد ہماری نسلیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر دنیا میں بلند سے بلندتر کرتی چلی جائیں گے۔

اس کے بعد حضور نے واضح فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کا قیام بھی اسی غرض سے ہوا کہ آنے والی نسلوں کی تربیت اس رنگ میں کی جائے کہ وہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کے اظہار کے لئے قربانیاں دیتی چلی جائیں لیکن جس طرح انسان کے جسم کو بیماری لگ جاتی ہے اسی طرح بعض اوقات جماعتی جسم کو بھی بیماریاں لگ جایا کرتی ہیں۔ خدام الاحمدیہ کا بھی ایک جسم ہے اور ایک روح ہے اس کی تنظیم کو بھی بیماریوں کا خطرہ لاحق ہے اور کبھی کبھی اس کی تنظیم بیمار بھی ہوتی رہی ہے حضور نے خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

تین سال (۶۴ تا ۶۶ء) کا عرصہ سخت بیماری کا آپ پر گذرا ہے بیماری کے اس تین سالہ دور کا اگر ہم جائزہ لیں اور اجتماع میں سال بہ سال شمولیت کرنے والی مجالس کے اعداد وشمار پر نگاہ ڈالیں تو پوزیشن یہ بنتی ہے۔

سال	شرکت کرنے والی مجالس کی تعداد	سال	شرکت کرنے والی مجالس کی تعداد
۱۹۶۳ء	۲۱۰	۱۹۶۷ء	۲۲۶
۱۹۶۴ء	۲۰۱	۱۹۶۸ء	۲۳۵
۱۹۶۵ء	(اس سال اجتماع منعقد نہیں ہوا)	۱۹۶۹ء	۲۴۷
۱۹۶۶ء	۱۰۱	۱۹۷۰ء	۴۰۱

اس گراف سے عیاں ہے کہ ۱۹۶۶ء تک اجتماع میں شامل ہونے والی مجالس کی تعداد گرتی رہی تھی حتی کہ ۲۱۰ سے گر کر ۱۹۶۶ء میں یہ تعداد ۱۰۱ رہ گئی تھی۔اس کے بعد تین سال تک آپ کو گویا ہسپتال میں رکھا گیا اور خدا کے فضل سے یہ تعداد بڑھنی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ ۱۹۶۹ء تک یہ ۲۴۷ تک جا پہنچی۔ یہ بتدریج ترقی واضح طور پرصحت کی علامت تھی اس کے بعد میں نے ایک مخلص بچہ کو جس کا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی (مراد مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب حال وکیل اعلیٰ تحریک جدید)۔اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس کی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا۔ ۱۹۷۰ء میں یہ تعداد یکدم ۲۴۷ سے ۴۰۱ تک جا پہنچی ہے۔اس لحاظ سے آپ کا یہ اجتماع آپ کے حق میں غسل صحت کا درجہ رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور احسان کو دیکھ کر میرا دل اپنے رب کی حمد سے معمور ہے اور میری روح سے خوشیوں کے دھارے بہہ رہے ہیں۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا جسم صحت یاب ہو گیا ہے۔اللہ تعالیٰ خلوصِ نیت کی وجہ سے ہماری کوششوں کو قبول فرمائے گا اور ان کا وہ نتیجہ نکالے گا جو ہم چاہتے ہیں کہ ہماری حقیر کوششوں کا اس کے فضلِ خاص کے ماتحت نتیجہ نکلے۔حضور نے فرمایا لیکن ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جو نتیجہ ہم چاہتے ہیں کہ نکلے وہ توحید پر پختگی سے قائم ہونے سے نکل سکتا ہے۔ضروری ہے کہ ہم توحید پر اس قدر پختگی سے قائم ہوں کہ شرک کی کوئی ملونی اس میں نہ پائی جائے۔سب سے خطرناک شرک خود اپنے نفس کا شرک ہے۔عاجزی کی راہیں اختیار کر کے اور نیستی کا جامہ پہن کر ہم نفس کے شرک اور اس کی ہلاکت آفرینی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جب ہم عاجزی کی راہیں اختیار کریں گے تب ہی غلبۂ اسلام کے وہ وعدے ہمارے حق میں پورے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ذریعہ ہم سے کئے ہیں۔غلبۂ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلال کے قیام سے متعلق خدائی وعدوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے واضح فرمایا کہ غلبۂ اسلام کے لئے جس پاک جماعت کی ضرورت تھی اور اس جماعت کے کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے جس خدائی تائید ونصرت اور نزولِ برکات کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے ان سب ضرورتوں کو پورا کرنے کا بھی وعدہ فرمایا۔اس ضمن میں حضور نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تحریرات وارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کو قیامت تک غلبہ عطا ہونے اور اس غلبہ کے

زمین کے کناروں تک وسیع ہونے اور خالص دلی محبتوں کے نفوس واموال میں برکت عطا ہونے سے متعلق خدائی وعدے پڑھ کر سنائے حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ:۔

''یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں''۔145

غرضیکہ حضور نے اپنے خدام اور اپنی پیاری جماعت کو امید و یقین کا پیغام دیتے ہوئے خدائی وعدوں پر پختہ یقین اور زندہ ایمان دلوں میں پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور نے اپنے سفر مغربی افریقہ کے ایمان افروز واقعات بیان کر کے اور اس کے نتیجہ میں نازل ہونے والی غیر معمولی برکات پر روشنی ڈال کر ان وعدوں کے پورا ہونے کو بہت ہی جلالی انداز میں واضح فرمایا۔ خدائی وعدوں کے پورا ہونے اور ان کے مہتم بالشان عملی ظہور کا یہ تذکرۂ جمیل اس قدر ایمان افروز اور روح پرور تھا کہ ہزاروں ہزار سامعین فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے اور وہ خدا تعالیٰ کے ہر نئے فضل اور انعام کا روح پرور ذکر سن کر وقفہ وقفہ سے بار بار پُر جوش نعرے بلند کرتے رہے۔ اس ولولہ انگیز و پُر اثر خطاب کے بعد حضور نے خدام سے عہد دُہروایا۔ آخر میں حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس اجتماعی دعا کا منظر بھی ایک عجیب روحانی کیفیت سے معمور تھا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اسلام کی سربلندی و غلبہ کے لئے اشکبار نہ ہوا اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو خدا تعالیٰ کی توحید اور عظمت و جلال کے قیام کے لئے مرغِ بسمل کی طرح تڑپ نہ رہا ہو۔ دعا کے بعد حضور نے خدام کو بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ رخصت فرمایا۔ اس طرح یہ خدائی تائید و نصرت پر مشتمل خدام الاحمدیہ کا اٹھائیسواں سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔146

اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

انہی تاریخوں میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا کامیاب سالانہ اجتماع ہوا۔ امسال لجنات اور ناصرات کی تعداد میں نمایاں اضافہ تھا۔ مجموعی تعداد دوران اجتماع قریباً ۴۰۰۰ رہی۔ ۱۴۷ بیرونی مقامات سے ۱۰۶۵ مستورات تشریف لائیں۔ نائیجیریا، غانا، ابوظہبی، عدن اور قطر کی لجنات کی ممبر خواتین کو بھی شامل اجتماع ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس اجتماع کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ اس کے دوسرے

روز (۱۷/اکتوبر) کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں حضرت سیّدہ امّ متین مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے دنیا بھر کی احمدی مستورات کی ترجمانی کرتے ہوئے حضور پُرنور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش فرمایا جس میں سفر افریقہ سے کامیاب مراجعت پر مبارکباد پیش کی۔ اور پھر ربِّ کریم کے ان غیر معمولی افضال کا تذکرہ کیا جو اس کے دوران اور اس کے بعد ظاہر ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا افتتاحی خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے سپاسنامہ کے بعد ایک نہایت روح پرور تقریر فرمائی جس کے شروع میں اپنی قلبی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ آپ بہنوں کی طرح میرا دل اور سینہ اور روح بھی اپنے رب کی حمد سے معمور ہیں۔ ایک مختصر سے وقفہ میں افریقہ کے دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے جن بے شمار رحمتوں اور فضلوں کے جلوے دکھائے ان کا شمار نہیں اور جس پیار کے ساتھ راہنمائی فرمائی اس کی حمد ممکن نہیں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں اور اسی کی حمد وثنا میں اپنی زندگی کے اوقات گذارتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم ہمیشہ ہی اس کی محبت اور پیار کے حقدار اور وارث بنے رہیں۔

حضور نے ان تمہیدی کلمات کے بعد ارشاد فرمایا کہ قرون اُولیٰ کی مسلم مستورات نے اللہ تعالیٰ کے اس پیار کو اس لئے حاصل کیا کہ وہ اپنے رب ودود کی محبت اور اس کے عشق میں فنا تھیں۔ دنیا کی طرف انہیں نہ کوئی توجہ تھی اور نہ کوئی رغبت تھی۔ کئی دنوں کی بچھڑی ہوئی بیوی اپنے خاوند کو گھر میں گھسنے نہیں دیتی تھی اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے۔ وہ کہتی تھی جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے جا چکے ہیں۔ تمہیں میری محبت سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ اپنے اس خاوند کو جس سے ملے ہوئے اسے کئی دن گذر گئے ہوتے تھے اسے جنگ کی آگ میں دھکیل دیتی تھی اور نہیں جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کے خاوند کو شہادت کی خلعت عطا کرے گا یا زندگی کی مسرتیں۔ وہ ایسا کیوں کرتی تھی؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر کسی اور کی محبت کو ترجیح نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس کے دل میں اللہ ہی اللہ تھا اور اللہ تعالیٰ تو بڑا قدر دان ہے۔ وہ ایسی روح اور ایسے دل سے بڑا پیار کرتا تھا۔ انہوں نے اپنے رب کی محبت کو اس لئے پایا کہ وہ ہمیں اس دنیا کی مخلوق نہیں نظر آتی تھیں وہ تو آسمانی حوریں تھیں جو اس زندگی کے دن گن گن کر گذار رہی ہوتی تھیں اس انتظار میں کہ وہ زیادہ ظاہری طور پر زیادہ کھلے طور پر اُخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے دیکھیں۔

اس کے بعد حضور نے قرنِ اوّل کی مسلمان خواتین کی شجاعت اور بسالت کے بعض حیرت انگیز واقعات کا تذکرہ کیا اور اس ضمن میں خاص طور پر حضرت عمر فاروق کے عہد مبارک کے معرکہ دمشق کے دوران ضرار کی بہن خولہ بنت ازور کی بے مثال مردانگی اور جرأت کو خراج تحسین ادا کیا چنانچہ بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا کہ ’’دمشق (دمشق کی فتح جو پورے ملک شام کی فتح کا پیش خیمہ تھی ۱۴ ھجری ۶۳۵ء میں ہوئی [147]) کا محاصرہ تھا۔ رومی بادشاہ نے اہل دمشق کو مدد پہنچانے کے لئے (تعداد صحیح صحیح یاد نہیں) ۱۵ سے ۳۰ ہزار کی فوج بھجوائی۔ یہ کافی بڑی فوج تھی۔ حضرت خالد بن ولید اسلامی فوجی کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے اس فوج کا راستہ روکنے کے لئے ضرار کی سرکردگی میں ایک مختصر سا مسلمانوں کا دستہ بھیجا انہوں نے بجائے راستہ روکنے کے اور حضرت خالد بن ولید کو اطلاع دینے کے کہ اس طرح دشمن کی ایک بڑی فوج آ رہی ہے خود ان سے لڑنے لگ پڑے جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا اور خود ضرار دشمن کی قید میں آ گئے۔ ان کی گرفتاری پر رومیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے لئے دو راستے کھلے ہیں یا تو ہم انہیں قتل کر دیں اور ان کا سر اپنے بادشاہ کے پاس بھیج دیں۔ وہ بڑا خوش ہوگا یا پھر اسے زندہ ہی بادشاہ کے پاس بھیج دیں۔ اگر ہم انہیں زندہ بادشاہ کے پاس بھیج دیں گے تو وہ زیادہ خوش ہوگا کہ ضرار جیسے بہادر اور نڈر انسان کو زندہ پکڑ کر میرے پاس بھیجا ہے۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید کو اس واقعہ کا پتہ لگا تو وہ مزید کمک لے کر وہاں پہنچے۔ یہ جگہ دمشق سے کوئی دس بارہ میل کے فاصلے پر تھی۔ وہ صف آراء ہو کر لڑائی کی تیاری کر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا ایک گھڑ سوار سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا مسلمانوں کی صفوں میں سے نکلا ہے اور ان کے قریب سے اپنا گھوڑا تیز دوڑاتے ہوئے نکل گیا ہے۔ اس نے زرہ پہن رکھی تھی اس کے سر پر پگڑی تھی اور اس نے ایک بڑی شال اپنے منہ پر اس طرح لپیٹی ہوئی تھی کہ اس کی صرف دو آنکھیں نظر آتی تھیں اس کے سر پر خود نہیں تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبا سا نیزہ تھا اور پہلو میں ایک تلوار لٹکی ہوئی تھی اس سوار کے پاس یہی دو ہتھیار تھے۔ وہ بجلی کی طرح حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس سے گذر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے رومیوں کی ایک صف میں گھس گیا اور نیزے کے وار کے ساتھ ایک رومی کو مار گرایا پھر وہ سوار وہاں ٹھہرا نہیں اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا دوسری طرف نکل گیا اور وہاں بھی اپنے نیزے سے ایک رومی کو گرا دیا۔ ادھر خالد اپنی فوج کی صف آرائی میں مصروف تھے انہوں نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ لیکن ان کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کیسا سوار ہے جس نے میرے حکم کا انتظار نہیں کیا اور دشمن پر حملہ آور ہو گیا ہے۔ اتنے

میں جب وہ صف آرائی سے فارغ ہوئے تو اس عرصہ میں یہ سوار خدا جانے کتنے رومیوں کو مار چکا تھا۔ بالآخر حضرت خالدؓ بن ولید نے اس سوار کو آواز دی کہ ٹھہر جاؤ لیکن یہ نہیں رکا۔ چند آدمی اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تمہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ سپہ سالار تمہیں ٹھہرنے کا حکم دے رہا ہے اور تم اس کی طرف توجہ نہیں کر رہے لیکن اس نے سنا اَن سنا کر دیا اور گھوڑے کو ایڑی لگائی اور ایک اور رومی کو قتل کر دیا اور پھر جیسا کہ اس نے قاعدہ بنایا ہوا تھا کہ پہلے ایک حصے پر حملہ آور ہوتا تھا اور پھر دوسرے حصہ پر۔ چنانچہ جب وہ پھر حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس سے گذرتا ہوا دوسرے حصے کی طرف بڑھ رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ اے سوار ٹھہرو! میرا حکم ہے۔ اس نے بڑی مشکل سے گھوڑے کی لگامیں کھینچیں اور گھوڑا کھڑا کیا اور واپس آیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے کہا کہ اس وقت تم نے جو کارنامہ انجام دیا ہے اور ایثار اور فدائیت کا جو شاندار نمونہ دکھایا ہے ہمارے دل تمہاری قدر سے معمور ہو چکے ہیں ہم نے دیکھ لیا ہے کہ تم بڑے بہادر ہو، تم بڑے نڈر ہو، تم بڑے فدائی ہو اور تم اسلام کے لئے اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہو۔ ابھی فوج تیار نہیں ہوئی تھی کہ تم نے جا کر حملہ کر دیا لیکن اب کافی ہو چکا ہے تم ہمارے ساتھ آملو۔ اور اپنا چہرہ تو ذرا دکھاؤ۔ تم ہو کون؟ حضرت خالدؓ بن ولید اس کا جواب سن کر حیران رہ گئے۔ اس سوار نے یہ جواب دیا کہ میں اپنا منہ ننگا نہیں کر سکتی کیونکہ میں ایک مسلمان عورت ہوں۔ میرے اوپر حیا کی نقاب بھی پڑی ہوئی ہے۔ میں نے اپنا سر اسی لئے باندھا ہوا ہے اور میں ضرار کی بہن ہوں دنیا نے اس دل کی قدر کو نہیں پہچانا اور یہ سمجھا کہ اپنے بھائی کی محبت میں اس نے اس طرح مردانہ وار حملہ کیا۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی۔ اس کے دل میں تو یہ جذبہ پیدا ہوا کہ میرا بھائی تو قربان تھا اسلام پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور اس کا ایک خوف طاری تھا رومیوں پر۔ وہ اس کو پکڑ کر لے گئے ہیں اور انہیں یہ ٹرافی یعنی یہ انعام کے طور پر مل گیا ہے یہ اُن کے پاس نہیں رہنا چاہیے۔ یہ ہمیں واپس لینا چاہیے۔ پس یہ تھی مسلمان عورت جو اللہ تعالیٰ کا بے پناہ پیار لیتی تھی۔ 148

اسی تسلسل میں حضور نے جنگ دمشق میں ایک اور مسلم خاتون کی جانثاری اور فدا کاری کا واقعہ اپنی زبان مبارک سے درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا:۔

> ’’اسی جنگ میں ایک نوجوان کی شادی ہوئی۔ ابھی اس نو بیاہتا جوڑے کی خوشیوں کے دو تین دن گذرے تھے کہ خاوند جنگ میں شہید ہو گیا۔ بیوی نے اپنے خاوند کا سوگ منانے کے لئے اپنی آہوں کو بلند نہیں کیا بلکہ اپنے خاوند کی جگہ لینے

کیلئے کھڑی ہوئی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ مسلمان تعداد میں تھوڑے ہیں اور دشمن تعداد میں کہیں تین گنا، کہیں چار گنا کہیں پانچ گنا بلکہ کہیں تو چھ گنا زیادہ تھا اس نے سوچا کہ اگر اسی طرح مسلمان مارے گئے اور ان کی جگہ لینے والا کوئی نہ ہوا تو کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے اپنے خاوند کی شہادت پر نوحہ کرنے کی بجائے اور آہ وفغاں کی آواز بلند کرنے کی بجائے تیر کمان اپنے ہاتھ میں پکڑا اور میدان جنگ میں اتر گئی۔ تین دن کی بیاہتا کم عمر بچی تھی وہ مگر اس کے دل میں ایک جذبہ اور ایک جوش تھا، خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محبت تھی وہ وہاں جا کر دعائیں کرتی ہوگی کہ اے خدا! میں کمزور اور ابھی کل کی دلہن ہوں۔ عمر کے لحاظ سے کم اور جنگ کا مجھے کوئی تجربہ نہیں۔ میں نے تیرے لئے تیر اور کمان کو اٹھایا ہے تُو میرے نشانے میں برکت ڈال۔ یہ تھیں اس وقت کی دعائیں۔ جس وقت وہ تیر کمان لے کر تیراندازوں کی صفوں میں شامل ہوئی (تیراندازوں کی صفیں اور ہوتی تھیں۔ ان کا کام ہی اور تھا۔ جب یہ تیراندازوں کی صفوں میں شامل ہوئی) تو کسی کو کوئی پتہ ہی نہیں تھا کہ ایک عورت ہمارے اندر آ کر شامل ہوگئی ہے کیونکہ اس وقت جنگ ہو رہی تھی۔

اس چند دن کی بیاہتا بیوہ کی دلی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور اس کے پیار کو دیکھا تو اس پر بڑا فضل کیا چنانچہ پہلا تیر جو اس نے چلایا وہ اس پادری پر چلایا جو دمشق کی فصیل کے اوپر بڑی لمبی صلیب لے کر کھڑا تھا اور مسلمانوں کے خلاف رومی سپاہیوں کو جوش دلا رہا تھا۔ چنانچہ اس عورت کا تیر نشانے پر بیٹھا اور وہ پادری صلیب سمیت فصیل پر سے مسلمانوں کی طرف آ گرا۔ جس سے رومیوں کے دل بیٹھ گئے۔ کیونکہ صلیب ان کی گر گئی پادری ان کا مارا گیا۔ پھر ان کا جو سپہ سالار تھا ٹامس وہ ایک دن باہر نکلا اور قریب تھا کہ اس دروازے پر جو مسلمان جرنیل تھا وہ اس پر حملہ کر دے کہ اچانک ایک تیر اس کی آنکھوں میں آ کر لگا اور وہ گر گیا۔ یہ اسی چند دن کی بیاہتا بیوہ کا تیر تھا۔ اسی طرح اس نے اپنی دعاؤں کے زور سے، اپنی محبت کے جوش میں، جو اس کے دل میں سمندر کی طرح موجزن تھی یا اس آگ کے احساس کے نتیجہ میں جو غیر کی محبت کو جھلس دیتا اور صرف اللہ کی محبت سے انسان کا دل معمور ہو جاتا ہے وہ

دعائیں کرتی تھی اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا تھا اور اس سے پیار کرتا تھا۔

یہ تھی مسلمان عورت۔ دو تین دن کی بیاہتا ہے۔ میدان جنگ میں شادی ہوتی ہے خاوند جنگ میں مصروف ہے اور پھر شہید ہو جاتا ہے دنیا کہہ سکتی ہے کہ اس نے دنیا میں اپنی امنگوں کو پورا ہوتے نہیں دیکھا مگر اس نے تو یہ نہیں کہا۔ اس نے تو یہ کہا کہ میں نے اپنے بہشت کو پا لیا۔ میرا خاوند خدا کے قول کے مطابق ابدی حیات کی آغوش میں چلا گیا اور میں اس کے پیچھے پیچھے جاؤں گی۔ خاوند بھی خدا اور رسول کی محبت میں مست اور بیوی بھی خدا کی محبت میں مست اور عشقِ رسول کی آگ میں جل رہی تھی یہ تھی اس زمانے کی مسلمان عورت جس نے خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کیا ایسے ہی تو نہیں اللہ تعالیٰ اپنی محبت دیتا کہ جو مرضی کرتے رہو اور پھر بھی تمہیں اس کی محبت حاصل ہو۔

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان جس طرح مردوں پر تھا اسی طرح عورتوں پر بھی تھا اور جس طرح مردوں نے اس حقیقت کو پہچانا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲) کہ اگر اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اتّباعِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ اسی طرح اس وقت کی عورت نے بھی یہی سمجھا کہ خدا تعالیٰ کا پیار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ انہوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کیا اور آپ کے اسوہ کو اپنایا اور قرآن کریم کے حکم کے مطابق آپ نے جن چیزوں سے روکا ان سے وہ رُکیں اور جن چیزوں کے لینے کی تاکید کی انہیں لے لیا اور پھر انہیں اتنی مضبوطی سے پکڑا کہ دنیا کی ساری ٹیمپٹیشن (Temptation) یعنی دنیا کی طرف جو میلان تھا وہ سب کچھ جل کر خاک ہو گیا۔ وہ خدا کی بندیاں بن گئیں وہ آپس میں پیار کرنے والیاں اور راتوں کو اپنے رب کے ذکر میں مشغول رہنے والیاں تھیں۔ ان کی زبان بھی پاک تھی۔ ان کی زبان پر کوئی لڑائی جھگڑا یا گالی گلوچ نہیں تھی۔ ان کی نگاہیں بھی پاک تھیں، ان کے جسم بھی پاک تھے، ان کے دل بھی پاک اور مطہّر تھے۔ اس تطہیر کے نتیجہ میں اس پاکیزگی کی وجہ

سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیار کو کچھ اس طرح حاصل کیا کہ جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح بشارتیں دیتا تھا جس طرح مَردوں کو دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان پر اسی طرح نازل ہوتے تھے جس طرح مَردوں پر نازل ہوتے تھے۔ جس طرح مرد اور عورت کے دل میں خدا اور رسول کے لئے محبت میں کوئی فرق نہیں تھا اسی طرح اللہ کے پیار میں بھی مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں تھا سارے ہی اس کے عاشق بندے اور بندیاں تھیں۔ سارے ہی اس کی محبت اور رضا کے مستحق اور اس کی رضا کو پانے اور اس کی رحمتوں کے جلوے دیکھنے والے تھے۔ جس طرح مردوں کی دعائیں قبول ہوتی تھیں اسی طرح عورتوں کی دعائیں بھی قبول ہوتی تھیں۔ کیا مخلوق تھی یہ؟ انسان سوچتا ہے اور حیران ہوتا ہے۔ مرد بھی ایسے عورتیں بھی ایسی کہ دنیا نے ہزار کوشش کی مگر ان کی توجہ کو اپنی طرف نہیں پھیر سکی۔ اس لئے کہ جس محبت میں وہ مست تھے اس کو چھوڑنے کے لئے وہ تیار نہیں تھے۔ پس قرونِ اُولیٰ کی مسلمان مستورات نے اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار اور عشق کے جو نمونے دکھائے ہیں پہلی امتوں میں سے کسی گروہ نے وہ نمونے نہیں دکھائے‘‘۔[149]

حضور نے اپنے اس پُر اثر اور ولولہ انگیز تقریر کے دوسرے حصہ میں خواتین احمدیت کو ایک زبردست انتباہ بھی کیا۔ چنانچہ فرمایا:۔

’’اس وقت میں آپ کو ایک تنبیہہ بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے مثلاً ۱۹۴۵ء کا زمانہ لو اور اس وقت امت محمدیہ کے غلبہ کے لئے اور ایک مضبوط جماعت کو قائم کرنے کے لئے اور دلوں کے یقین کو پختہ اور مستحکم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیار کے جو جلوے جماعت احمدیہ کو دکھا رہا تھا وہ زیادہ تر صرف برصغیر پاک و ہند تک محدود تھے۔ شاذ کوئی بیرونی جماعتیں تھیں ان کو بھی دکھاتا تھا لیکن زیادہ تر برصغیر کی جماعتیں تھیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا کے جلوے دیکھتی تھیں۔ اس لئے آپ کا مقابلہ کسی سے نہیں تھا اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کا تھوڑا فضل بھی مل جاتا تھا تو آپ نہ یہ اندازہ کر سکتی تھیں کہ ہمیں جو ملنا تھا وہ ملا یا نہیں ملا اور بڑی خوش ہو جاتی تھیں۔ آپ غیر کو دیکھتی تھیں اور اس کے مقابلے میں خود کو زیادہ خوش

قسمت پاتی تھیں اور جو آپ کو اللہ کا پیار اس سے غیر کو محروم پاتی تھیں تو ایک قسم کا اطمینان ہو جاتا تھا۔ ایک قسم کی سستی واقع ہو جاتی تھی۔ آپ سمجھتیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس سے زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا تھوڑا پیار بھی بہت ہے جسے اللہ تعالیٰ کا تھوڑا سا پیار بھی مل گیا گویا اسے ساری دنیا مل گئی...... بہرحال شروع میں آپ کا کسی کے ساتھ مقابلہ نہیں تھا یعنی پہلی نسل میں کوئی آپ کے مقابلے پر نہیں تھا۔ دوسری نسل میں کمزوری پیدا ہوگئی۔ اب آپ کو جھنجھوڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے رقیب بڑی کثرت سے پیدا کر دئے ہیں یہ افریقہ کی جماعتوں کی عورتیں پیچھے سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئی ہیں ابھی آپ تک نہیں پہنچیں لیکن اگر آپ نے سستی دور نہ کی اور اپنے گھوڑوں کو ایڑی نہ لگائی اور انہیں وہپ (Whip) (چابک) سے تیز نہ کیا تو وہ آپ سے آگے نکل جائیں گی۔ پہلے آپ کے ساتھ آملیں گی اور پھر آپ سے آگے نکل جائیں گی۔

میں اس افریقی بہن کا پہلے ذکر کر چکا ہوں جس نے ۳۵/۳۰ ہزار پونڈ جس کا مطلب یہ ہے کہ چھ سات لاکھ روپیہ خرچ کر کے اجے بوادڈے میں جامع مسجد تعمیر کروائی ہے۔ ہماری یہ احمدی بہن دیگر چندے بھی دیتی ہے ان کے علاوہ ایک مسجد کے لئے چھ سات لاکھ روپیہ خرچ کر دیا۔ میں ذاتی طور پر یہاں ایسی احمدی مستورات کو جانتا ہوں البتہ وہ تھوڑی ہیں گنتی کی چند ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر وہ چاہیں تو ان میں ایک ایک عورت چھ چھ سات سات لاکھ روپے چندہ دے سکتی ہے مگر وہ نہیں دے رہیں افریقہ میں عورتوں نے اتنی رقم چندہ میں دینا شروع کر دی ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ مجموعی طور پر ابھی ان کی تربیت ایسی نہیں ہوئی کہ جتنی مجموعی طور پر آپ کی ہو چکی ہے لیکن ان کی تربیت ہو رہی ہے اور وہ تربیت قبول کرنے کے لئے آپ سے زیادہ سنجیدہ ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے میں اس سے انکار نہیں کرتا۔ ساڑھے تین سال کی ایک بچی اس کو پوری عقل نہیں ہے دو تین گھنٹے جلسے میں اس طرح بیٹھی رہی کہ اس نے اپنی ٹانگ تک نہیں ہلائی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن اس کے دل کے اندر فرشتے نے کہا آرام سے سنجیدگی سے بیٹھو اور برکت حاصل

کرو۔آپ کے دس سال کے بچے بچیاں کیا اس طرح سنجیدگی کے ساتھ عام طور پر بیٹھتے یا بیٹھ سکتے ہیں؟ میرے نزدیک جواب نفی میں ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آپ سے آگے نکل گئیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ انتہائی سنجیدگی سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ وہ آپ سے آگے نکل جائیں جس وقت اللہ کی محبت کے جوش میں ایثار اور قربانی میں خدا کی راہ میں زندگیوں کو فنا کر کے وہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول میں اپنے نفوس کے گھوڑوں کو ایڑیاں لگاتے ہوئے خولہؓ کی طرح بجلی کی مانند آپ سے آگے نکل گئیں تو خدا تعالیٰ انہیں آپ سے زیادہ پیار دے گا۔آپ کی خدا تعالیٰ سے نہ کوئی رشتہ داری ہے اور نہ اجارہ داری تم جتنی اپنے ربّ سے محبت کرو گی اتنے فضل اس سے حاصل کر لو گی۔جتنی اس کی راہ میں قربانیاں دو گی اتنے اس سے انعام حاصل کر لو گی''۔150

اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ

انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ۲۳، ۲۴، ۲۵/ اکتوبر کو دفتر انصار اللہ مرکزیہ کے وسیع احاطہ میں ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں منعقد ہوا۔خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے مرکزی اجتماعات کی طرح اس اجتماع کی حاضری میں بھی گذشتہ سال کی نسبت غیر معمولی اضافہ ہوا۔چنانچہ مشرقی اور مغربی پاکستان کی ۴۶۵ مجالس کے ۹۲۵ نمائندگان، ۱۱۷۷۵/ اراکین اور ۲۱۵۶ زائرین نے شرکت کی۔اس موقع پر فجی سے محمد رمضان صاحب اور مشرقی پاکستان سے مولوی محمد صاحب (امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان) بھی موجود تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا افتتاحی خطاب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے ولولہ انگیز افتتاحی خطاب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معرفت اور بصیرت سے لبریز ارشادات کی روشنی میں بتایا کہ آئندہ نسلوں کی تربیت ہماری عظیم ذمہ داری ہے اور اس کو ادا کرنے کے لئے ایمان کے درج ذیل چار بنیادی تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔۱۔خالص ایمان جس میں دنیا کی کسی قسم کی ملونی نہ ہو۔۲۔جو ہر قسم کے نفاق سے پاک ہو۔۳۔کسی قسم کی بزدلی سے آلودہ نہ ہو۔۴۔اس میں کامل اطاعت کا رنگ پایا جاتا ہو۔

حضرت اقدس نے احباب جماعت کو اس نہایت اہم امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ غلبہ دین کے سلسلہ میں اپنی کوششوں کو ہر لحہ اور ہر آن تیز سے تیز تر کرتے چلے جائیں۔ ہمارا ہر قدم ہمیشہ آگے کی طرف ہی اٹھے نہ کہ پیچھے کی طرف۔ ہمیں قیامت تک یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہر سال خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے اجتماعات میں شریک ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے نیز فرمایا کہ خدام کی تربیت اس اعتبار سے انصار کے ذمہ ہے کہ اکثر و بیشتر خدام انصار کے اپنے بیٹے ہیں اور اسلام نے ہر باپ کو اپنے بیٹے یا بیٹوں کی تربیت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے بعض باپ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ اولاد کی تربیت کے وہ خود ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ یہ ذمہ داری خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی ہے کہ وہ نوجوانوں کی تربیت اور اصلاح کا فریضہ انجام دے۔ حضور نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ خیال ہرگز درست نہیں ہے پہلی اور اصل ذمہ داری تو باپ کی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی تربیت کا ہر طرح خیال رکھے۔ اس لئے انصار اللہ کے رکن ہونے کی حیثیت میں بطور باپ اپنے بیٹوں کی تربیت آپ کی ذمہ داری ہے۔

تربیتِ اولاد کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضور نے مزید فرمایا کہ جو لوگ لمبا عرصہ احمدیت میں رہے ہیں اور انہیں براہ راست تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے آئندہ نسلوں کی تربیت کرنے کا بوجھ زیادہ تر ان پر ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد کے زمانہ میں اسلام کا جو غلبہ انقلابِ عظیم کی صورت میں ظاہر ہوا اس کی جان وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم ہی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تربیت یافتہ تھے بعد میں وہ نئی نسلوں کی اس رنگ میں تربیت کرتے چلے گئے کہ نئی نسلیں بھی غلبہ اسلام کے لئے قربانیاں دیتی چلی گئیں اس کے ثبوت میں حضور نے جنگ یرموک کے موقع پر صحابہ کرامؓ اور ان کے زیر اثر نئی نسلوں کے تربیت یافتہ نوجوانوں کی قربانیوں اور ان کے سنہری کارناموں کا بہت ہی مسحور کن انداز میں ذکر فرمایا اور انصار اللہ کو نئی نسلوں کی تربیت کے ضمن میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف بہت پُر اثر انداز میں توجہ دلائی۔ حضور کی اس روح پرور اور بصیرت افروز تقریر نے جو قریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی احباب پر وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ 151

مرکزی تنظیموں کی طرف سے یادگار استقبالیہ تقریب

۲۹ / اکتوبر ۱۹۷۰ء کو جماعت احمدیہ پاکستان کی مرکزی تنظیموں (صدر انجمن احمدیہ، انجمن احمدیہ تحریک جدید، انجمن احمدیہ وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن، مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ) کی طرف سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے للّٰہی سفر مغربی افریقہ سے کامیاب اور

غیر معمولی برکتوں اور فضلوں سے معمور مراجعت پر ایک نہایت وسیع پیمانہ پر استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔اس تاریخی اور یادگار تقریب کا انعقاد جامعہ احمدیہ کے وسیع وعریض میدان میں ہوا اور اس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جماعت ہائے احمدیہ کے جملہ صوبائی، علاقائی اور تمام ڈویژنوں اور اضلاع کے امراء صاحبان، انصاراللہ کے ناظمین اعلیٰ و زعماء اعلیٰ اور خدام الاحمدیہ کے جملہ قائدین اضلاع خاص طور پر مدعو تھے۔ربوہ کے محلّہ جات کی مجالس اطفال الاحمدیہ کے ایک ایک نمائندہ کو بھی اس میں شریک ہونے کا موقع دیا گیا نیز مجلس انصاراللہ ربوہ اور مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے جملہ اراکین نے بطور میزبان شرکت کی۔

حضور کی حرم حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں تہنیت اور مبارکباد پیش کرنے اور خیر مقدم کرنے کے لئے اسٹیج کے پہلو میں ایک علیحدہ باپردہ شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔مستورات کی اس محفل میں حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، اُمّ متین حضرت سیّدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ، حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ اور خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر خواتینِ مبارکہ نیز لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی عہدیدار اور نمائندہ خواتین تشریف رکھتی تھیں۔

مہمانوں کی نشست کا اہتمام

ہزاروں مہمانوں کو بٹھانے اور انہیں حضور کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر شریک طعام ہونے کی سعادت سے بہرہ ور کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔جامعہ احمدیہ کے وسیع وعریض میدان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار (۴۰۰×۳۰۰) مربع فٹ کے ایک قطعہ کو صاف کرنے اور ٹینکر کی مدد سے اس پر چھڑکاؤ کرنے کے بعد خوبصورت قناتوں، دروازوں، جھنڈیوں، بجلی کی ٹیوبوں اور رنگ برنگ قمقموں سے اسے آراستہ کیا گیا تھا اس وسیع وعریض قطعہ کے مغربی جانب ۳۶ فٹ لمبا اور ۱۸ فٹ چوڑا بہت اونچا اسٹیج تعمیر کیا گیا تا کہ جب حضرت امام عالی مقام اس پر رونق افروز ہوں تو دور بیٹھے ہوئے احباب بھی حضور کی زیارت سے شرفیاب اور شادکام ہوسکیں۔

اس پورے احاطہ میں مہمانوں کو صاف ستھری دریوں پر لمبی لمبی قطاروں میں اس طرح بٹھایا گیا کہ سب کا رخ اسٹیج کی جانب تھا۔ان قطاروں کے درمیان وسیع راستے بنائے گئے تھے تا کہ منتظمین اور معاونین آسانی اور سہولت کے ساتھ آجاسکیں۔اسٹیج کے عین سامنے احاطہ کے مشرقی سرے پر منارۃ المسیح کا ایک خوشنما ماڈل تیار کیا گیا تھا۔جو زمین سے ۳۰ فٹ بلند تھا۔سارا منارہ بجلی کے رنگ برنگ

قمقموں سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔علاوہ ازیں جامعہ احمدیہ کی پوری عمارت، درختوں اور روشوں کے ساتھ ساتھ باڑ کی شکل میں اُگے ہوئے پودوں پر بھی چراغاں کا خصوصی اہتمام تھا اور یہ سارا علاقہ سلیقہ اور نظافت کے ساتھ سجا ہوا تھا۔اس احاطہ کی بڑی آرائشی محراب پر مغربی افریقہ کے ان چھ ممالک (نائیجیریا۔گھانا۔آئیوری کوسٹ۔لائبیریا۔گیمبیا۔سیرالیون) کے نام علیحدہ علیحدہ تختیوں پر لکھ کر آویزاں کئے گئے تھے۔حضور کی معیت میں اسٹیج پر حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر،صدر انجمن احمدیہ، حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ (علالت طبع کے باعث آپ تشریف نہ لا سکے)، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید و صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ، شیخ محمد احمد صاحب مظہر صدر مجلس وقف جدید، مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن، چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، مولوی محمد صاحب امیر مشرقی پاکستان، مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبہ پنجاب اور مولوی محمد عرفان صاحب امیر صوبہ سرحد کے لئے نشستیں مخصوص کی گئی تھیں۔اسٹیج کے نیچے وسیع احاطہ کی ۳۵ قطاروں میں سے پہلی دو قطاریں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ممبران صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن نیز اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ و مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لئے مخصوص تھیں۔باقی تمام دوست ان جگہوں کے علاوہ جہاں چاہیں بیٹھ سکتے تھے۔

حضور کی تشریف آوری

اس روز اہل ربوہ مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرنے کے بعد جوق در جوق جامعہ احمدیہ پہنچنا شروع ہو گئے۔اس وقت سڑکوں پر بے حد رونق تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ پورا شہر اُمڈ آیا ہے۔جملہ احباب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے وسیع وعریض احاطہ بقعہ نور بن کر ایک دلآویز منظر پیش کرنے لگا۔اسی اثناء میں ٹھیک سات بجے شب حضور قصر خلافت سے بذریعہ موٹر کار رونق افروز ہوئے۔جونہی حضور کی کار اسٹیج کے عقبی دروازہ پر آ کر رُکی۔سیّد داؤد احمد صاحب صدر مجلس استقبالیہ نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔حضور ان کی معیّت میں اسٹیج پر تشریف لائے جب حضور اسٹیج کی طرف تشریف لا رہے تھے تو ہزاروں ہزار حاضرین نے پُر جوش نعرے لگا کر حضور کا والہانہ استقبال کیا۔حضور نے اسٹیج پر موجود مرکزی تنظیموں کے نمائندوں اور صوبائی امراء کو شرف مصافحہ بخشا۔پھر احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر انہیں بیٹھنے کی ہدایت فرمائی۔

استقبالیہ تقریب کا آغاز

اسٹیج کے فرش پر حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد استقبالیہ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو جامعہ احمدیہ میں زیرِ تعلیم گھانا کے یوسف یاسن صاحب نے کی۔ بعدۂ جامعہ کے ایک اور طالب علم عبدالحفیظ کھوکھر صاحب نے ''درثمین'' کی نظم ''محمود کی آمین'' کے بعض دعائیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ پہلا شعر یہ تھا۔

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

نظم کے بعد سیّد داؤد احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشاں و پرنسپل جامعہ احمدیہ نے قادیان اور ہندوستان کی دیگر احمدی جماعتوں کا وہ سپاسنامہ سنایا جس میں انہوں نے حضور کی خدمت میں سفر مغربی افریقہ کی نہایت کامیاب و بامراد مراجعت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات محبت و عقیدت کا اظہار کیا تھا۔ اس کے بعد مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے مرکز سلسلہ پاکستان کی مرکزی تنظیموں یعنی صدر انجمن احمدیہ، انجمن احمدیہ تحریک جدید، انجمن احمدیہ وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن، مجلس انصاراللہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا۔ [152]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب

حضور نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں افریقہ میں احمدیہ مشنوں کے قیام اور انتہائی مخلص اور فدائی جماعتوں کے معرض وجود میں آنے اور پھر مغربی افریقہ کے چھ ممالک میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ماتحت رونما ہونے والے غلبہ حق کے نمایاں آثار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ افریقہ میں اب غلبہ اسلام کی صبح صادق نمودار ہو چکی ہے اور سورج افق سماء پر طلوع ہو چکا ہے یہ سورج اس زمانہ میں ہی نصف النہار پر پہنچ کر پوری شان سے چمکے گا اور دنیا کے گوشہ گوشہ کو منور کر دکھائے گا۔ یہ سورج ہمیں گرمی دے رہا ہے اور ہماری زندگیوں میں حرارت پیدا کر رہا ہے چنانچہ ہم غلبہ دین کی شاہراہ پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور بڑھتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا کی ساری اقوام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ جمع ہوں گی۔

حضور نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا جن لوگوں کو دنیا نے حبشی کہہ کر ان سے نفرت کی تھی خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز ان تک پہنچا دی ہے کہ اب دنیا تم سے نفرت نہیں کرے گی

بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل عزت اور احترام کا مقام تم کو ملے گا۔ یہی ہے وہ منادی جو میں نے وہاں کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت وہ اس سے متاثر ہوئے۔ حضور نے گھانا اور نائیجیریا میں Leap Forward Programme کے بروئے کار آنے اور راہ میں پیدا ہونے والی بعض آسانیوں اور سہولتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں تو یہ سوچتا ہوں کہ میں وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑے ''ڈیم'' یا ''بند'' کی اختتامی تقریب کے لئے لے جایا گیا تھا۔ اس بند کا افتتاح عمل میں آ چکا ہے اور دریاؤں میں پانی آ گیا ہے۔ یہ پانی اب آگے ہی آگے بڑھتا اور پھیلتا چلا جائے گا یعنی میرے افریقی بھائی خدا کی راہ میں قربانیاں دیتے ہوئے دنیا کے خطّوں میں پھیل جائیں گے۔ وہ ہمارے پہلو بہ پہلو اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن واحسان کے جلوے قریہ قریہ، محلّہ محلّہ اور گھر گھر لے جائیں گے۔ وہ ہمارے پہلو بہ پہلو آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں گے اور اس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک کہ دینِ حق ساری دنیا میں غالب نہ آ جائے۔

تقریر کے آخر میں حضور نے اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ الٰہی سلسلے سدا بہار پودوں کی مانند ہوتے ہیں جن پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ فرمایا کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اس پر کبھی خزاں نہیں آسکتی۔ تاہم غلبہ دین کے ضمن میں ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں پورا کرنا بہرحال ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے اور پھر خود ہی ہماری کوششوں میں برکت ڈالے تا کہ ہم اپنی زندگیوں میں یہ خوشکن نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آ گیا ہے۔

اپنے محبوب آقا کے ساتھ شریکِ طعام ہونے کا شرف

حضور کے اس بصیرت افروز خطاب کے بعد جو قریباً پون گھنٹہ تک جاری رہا دعوت طعام کا آغاز ہوا۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ ایک منفرد شان کی پُرشکوہ دعوت تھی جو نفاست و نظافت کے پہلو بہ پہلو انتہا درجہ کی سادگی اور دینی اخوّت و مساوات کی آئینہ دار تھی۔ ایک عجیب کیف اور منظر تھا۔ ہزاروں احباب اپنے آقا کی معیت میں کسی قسم کی تفریق یا امتیاز کے بغیر مٹی کے برتنوں میں ایک ہی قسم کا کھانا کھا رہے تھے حتّٰی کہ پانی پینے کے لئے بھی مٹی ہی کے آبخورے مہیا کئے گئے تھے۔ وہ بیک وقت جسمانی اور روحانی دونوں غذاؤں سے بہرہ ور ہو رہے تھے۔ جسمانی غذا وہ کھانا تھا جو اس تاریخی موقع پر سب احباب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور روحانی غذا اسلامی اخوّت و مساوات کا وہ روح پرور عملی

مظاہرہ تھا جو اس موقع پر دیکھنے میں آیا اور جو ایمانوں کو ایک نئی تازگی، قلوب کو ایک نئی جلاء اور روحوں کو ایک نئی بالیدگی سے ہمکنار کرنے کا موجب بنا۔ ایک اندازہ کے مطابق اس وقت کم وبیش چار ہزار افراد کو ایک ہی دستر خوان پر اپنے آقا کے ساتھ شریکِ طعام ہونے کا خصوصی اعزاز حاصل ہوا۔ کھانے کا انتظام اس درجہ مثالی تھا کہ کثیر التعداد احباب کو کمال خاموشی، وقار اور سہولت کے ساتھ بروقت اور حسبِ ضرورت کھانا پہنچتا رہا۔ آخر میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔

استقبالیہ کمیٹی اور اس کے انتظامات

اس تاریخی اور یادگار تقریب کا انتظام مرکزی تنظیموں کی ایک نمائندہ استقبالیہ کمیٹی کے سپرد تھا جس کے صدر اور نگران سید میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و نمائندہ صدر انجمن احمدیہ تھے۔ کمیٹی کے دیگر ممبران کے نام یہ ہیں۔ مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم نائب وکیل التبشیر نمائندہ تحریک جدید۔ مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نمائندہ وقف جدید۔ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نمائندہ فضل عمر فاؤنڈیشن۔ شیخ محبوب عالم صاحب خالد نمائندہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ مرزا خورشید احمد صاحب نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔

سیّد داؤد احمد صاحب نے اس تقریب کے جملہ انتظامات کو پانچ شعبوں میں تقسیم فرمایا اور ان کے حسب ذیل انچارج مقرر کئے۔ ۱۔ مقامِ تقریب جگہ کی تیاری اور آرائش (انچارج پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ) ۲۔ کھانا پکوانے کا انتظام۔ (انچارج صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ) ۳۔ کھانا کھلانے اور میزبانی کے فرائض۔ (انچارج سید محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ) ۴۔ انتظام آب رسانی۔ (انچارج چوہدری منیر احمد صاحب عارف پروفیسر جامعہ احمدیہ) ۵۔ انتظام روشنی۔ (انچارج محمد احمد صاحب انور ایم اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ)۔

ان حضرات نے قریباً چھ صد معاونین کی مدد سے جملہ انتظامات کو نہایت سلیقہ اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ ان کے معاونین میں تعلیم الاسلام کالج، جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پروفیسر صاحبان، اساتذہ کرام ہر سہ ادارہ جات کے طلبہ، مجالس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کے اراکین اور دفاتر کے کارکنان شامل تھے۔ ان سب احباب نے اپنے فرائض منصبی اس ذوق وشوق اور جذبہ

محبت وفدائیت سے سرشار ہوکر انجام دیئے کہ سب لوگ عش عش کر اٹھے۔[153]

غانا میں پہلے احمدیہ میڈیکل سنٹر کا پُرشکوہ افتتاح

نصرت جہاں ریزروفنڈ سکیم کے تحت غانا کے اندرونی علاقہ کماسی میں یکم نومبر ۱۹۷۰ء کو پہلے احمدیہ میڈیکل سنٹر کا پُرشکوہ افتتاح ہوا۔اس افتتاحی تقریب کی روداد بذریعہ کیبل گرام مرکز احمدیت میں پہنچی جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

’’اکرا۔۳ نومبر۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ’’نصرت جہاں سکیم‘‘ کے ماتحت یکم نومبر کو کماسی کے علاقہ میں پہلے احمدیہ میڈیکل سنٹر کا افتتاح عمل میں آیا۔علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف نے اس موقع پر ایک خصوصی دربار منعقد کیا جس میں تین مختلف اسٹیٹس کے تین پیراماؤنٹ چیفس،اعلیٰ سرکاری حکام، علاقہ کی دیگر نامور اور سربرآوردہ شخصیتوں اور قریباً تین ہزار افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر صدارت کے فرائض بی کوائے اسٹیٹ کے پیراماؤنٹ چیف نے ادا فرمائے۔کوکوفو کے پیراماؤنٹ چیف نے جماعت احمدیہ گھانا کے امیر اور مشنری انچارج مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نیز گھانا میں جماعت احمدیہ کے پہلے میڈیکل مشنری بریگیڈیر احمد کو مخاطب کر کے استقبالیہ ایڈریس پڑھا جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ گہری عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے میڈیکل سنٹر کے قیام پر دلی جذباتِ تشکر کا اظہار فرمایا۔انہوں نے اپنی اسٹیٹ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ نانا اوسیئے دوم مرحوم جنہیں انگریزوں نے شاہِ اشانٹی کے ساتھ ملک بدر کر دیا تھا وہ اور ان کے افرادِ خاندان احمدی تھے۔انہوں نے اس امر پر گہرے جذباتِ تشکّر کا اظہار فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہِ نوازش ڈاکٹر بھجوانے کے سلسلہ میں ان کی درخواست کو شرفِ قبول سے نوازا۔ انہوں نے اس امر کا خاص طور پر ذکر کیا کہ جب پچھلے دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ اپنے دورۂ مغربی افریقہ کے سلسلہ میں گھانا تشریف لائے تھے تو آپ نے انہیں ازراہِ شفقت معانقہ کے شرف سے نوازکر ان کی بے حد عزت افزائی فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ’’جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے مجھے معانقہ کا شرف بخشا ہے تو لوگ میرے جسم اور کپڑوں کو چھو چھو کر مجھ سے ہی برکت حاصل کرتے رہے‘‘۔

سپاسنامہ کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے مکرم ڈاکٹر غلام احمد صاحب نے پیراماؤنٹ چیف

اوران کی رعایا کا شکریہ ادا کیا اور یقین دلایا کہ وہ انسانیت کی خدمت کو ہر دوسری چیز پر مقدم رکھنے اور اس طرح ہرممکن تعاون کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔

اس کے بعد پیراماؤنٹ چیف نے ہسپتال کی خوبصورت اور شاندار عمارت کی چابی امیر جماعت احمدیہ گھانا مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر کی خدمت میں پیش کی اور انہوں نے تالے میں چابی گھما کر میڈیکل سنٹر کا افتتاح فرمایا۔ افتتاح عمل میں آنے کے بعد مہمانوں نے گھوم پھر کر میڈیکل سنٹر کی عمارت اندر سے دیکھی اور علاج معالجہ کے انتظامات کا جائزہ لیا۔

اس تاریخی موقع پر شہر میں بہت خوشی منائی گئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پورے شہر میں خوشی کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔عوام نے بہت جوش وخروش اور مسرت کا اظہار کیا۔ وہاں کے روایتی طریق کے مطابق ڈھول پیٹ کر خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ پیراماؤنٹ چیفس نے جو مرصع طلائی زیورات اور تاج پہنے ہوئے تھے اپنے مصاحبوں اور خدام کے جلو میں شریک ہو کر شان وشوکت اور جاہ وحشم کا عجب رنگا رنگ انداز میں مظاہرہ کیا۔

اس پُرشکوہ تقریب میں کوکوفو کی روایتی کونسل کے سیکرٹری نے ہزاروں افراد کے رُوبرو اپنے قبولِ احمدیت کا اعلان کیا۔ان کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرنے پر ان کا اسلامی نام ''عبداللہ'' رکھا گیا۔[154]

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی انگلستان کی مذہبی عالمی کانفرس میں تقریر

امسال جنوبی انگلستان میں ایک عالمی مذہبی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تقریر کے لئے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب صدر بین الاقوامی عدالت کو بھی مدعو کیا گیا۔ برٹش انفارمیشن سروسز کے رسالہ ''آئینہ برطانیہ'' کراچی نے اپنے نومبر ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں حضرت چوہدری صاحب کا فوٹو درج کر کے ''مذہبی عالمی کانفرنس کے ممتاز مقرر'' کے زیرعنوان حسب ذیل مختصر نوٹ شائع کیا:۔

''مذہبوں کی عالمی کانگریس کی سالانہ کانفرنس میں جو اس سال (۱۹۷۰ء) جنوبی انگلستان میں منعقد ہوئی تھی پاکستان کے سرظفر اللہ خاں، صدر بین الاقوامی عدالت بھی ایک ممتاز مقرر تھے انہوں نے کانفرنس میں اس ضرورت پر زور دیا کہ افراد خدا سے صحیح رابطہ قائم کریں نیز واضح فرمایا کہ مساوات کو اسلامی فلسفہ میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے''۔[155]

احمدی خواتین کی طرف سے شاندار دعوتِ عصرانہ

احمدی خواتین کی مرکزی تنظیموں (لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ لجنہ اماء اللہ ربوہ۔ ناصرات الاحمدیہ ربوہ۔) اور تعلیمی اداروں (جامعہ نصرت برائے خواتین۔ نصرت گرلز ہائی سکول۔ نصرت انڈسٹریل سکول برائے خواتین۔ فضل عمر جونیئر ماڈل سکول) کی طرف سے ۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضور کی حرم محترم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے اعزاز میں نہایت وسیع پیمانہ پر دعوت عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس پُرمسرت تقریب کا انعقاد دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے وسیع احاطہ میں ہوا۔

جامعہ احمدیہ کی طرح دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی عمارت اور اس کے احاطہ کو اس موقع پر دلہن کی طرح سجایا گیا۔ دفتر کے صدر دروازہ پر ایک دلکش اور خوبصورت آرائشی گیٹ تھا جس پر سنہری رنگ سے اھلاً وّ سھلاً و مرحبا کے حروف عجب بہار دکھلا رہے تھے۔ روشوں پر سرخ بجری بچھائی گئی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت بیگم صاحبہ کی موٹر کار کیلئے لجنہ ہال تک کا راستہ خوشنما جھنڈیوں اور خیر مقدمی قطعات سے آراستہ تھا۔ ہال اور اس سے ملحق شامیانوں سے تیار شدہ پنڈال بھی قابل دید تھا۔ چراغاں کے لئے ہر طرف بجلی کے رنگا رنگ قمقمے آویزاں تھے۔ لجنہ ہال کے دونوں احاطے اور ان کے باغیچوں کے درخت اور پودے ساری رات مختلف رنگین بلبوں اور ٹیوبوں کی روشنی سے جگمگ جگمگ کرتے رہے۔

مدعوئین اور ان کی نشستوں کا اہتمام

دعوتِ عصرانہ میں احمدی خواتین کی مرکزی تنظیموں کی عہدیداران، تعلیمی اداروں کے سٹاف کی ممبرات بطور میزبان شریک ہوئیں۔ ان کے علاوہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتینِ مبارکہ، مرکزِ احمدیت ربوہ کے ہر محلّہ کی لجنہ کی عہدیداران نیز تعلیمی اداروں کی ہر کلاس کی نمائندہ طالبات اور علی الخصوص مغربی افریقہ کے مجاہدین احمدیت کی بیگمات کو مدعو کیا گیا تھا۔ الغرض مستورات کے ہر طبقہ کی نمائندگی کا خاص اہتمام تھا۔ اس طرح مجموعی طور پر سوا چار سو مستورات کو اس تقریب میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

استقبالیہ تقریب میں شرکت کے لئے ستّر اصحاب کو دعوت دی گئی تھی۔ جن کی نشست کا قد آدم قناتوں سے گھرے ہوئے ایک علیحدہ قطعہ میں انتظام تھا۔ مدعوئین میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کے بعض افراد، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان، وقف جدید کے ناظمین صاحبان، فضل عمر فاؤنڈیشن کے سیکرٹری صاحب، چیئر مین صاحب ٹاؤن کمیٹی ربوہ، مجالس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدرانِ کرام، مردوں کے تعلیمی ادارہ جات کے سربراہان اور مغربی افریقہ کے مجاہدین احمدیت شامل تھے۔ جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ پنجاب بھی خصوصی دعوت پر سرگودھا سے اس تقریب میں شریک ہوئے۔ان سب حضرات کی نشست اور ضیافت کا اہتمام میزبان تنظیموں اور اداروں کی طرف سے سیّد محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ نے کیا اور اس کام میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نوعمر نونہالوں نے ان کا ہاتھ بٹایا۔لاؤڈ سپیکر کے انتظام کو مردوں کے احاطہ تک وسیع کر کے اس امر کا اہتمام کیا گیا تھا کہ پیارے آقا کی تقریر سے وہ بھی مستفید ہوسکیں۔حضور انور ٹھیک چار بجے لجنہ ہال کے عقبی دروازہ سے سرخ گلاب کے پھولوں کے ہار پہنے ہوئے مع حضرت بیگم صاحبہ سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔تمام خواتین احتراماً کھڑی ہوگئیں۔

تقریب کا آغاز

اس مقدس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید (سورۃ الفتح کے آخری رکوع) سے ہوا جو امتیاز بیگم صاحبہ بی اے نے کی۔تلاوت کے بعد امۃ الکریم کوکب صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ایک استقبالیہ نظم پڑھ کر سنائی جس کا پہلا شعر تھا

؎ شکر صد شکر جماعت کا امام آتا ہے　　　للہ الحمد کہ بانیلِ مرام آتا ہے

بعدۂ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ سیکرٹری ناصرات لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے احمدی خواتین کی مذکورہ بالا مرکزی تنظیموں اور تعلیمی اداروں کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا[156] جس میں حضور کے نہایت کامیاب دورۂ مغربی افریقہ، غلبہ حق کے ضمن میں اس کی بے انتہا اہمیت اور اس تعلق میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور عظیم الشان فتوحات کے ظہور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے انتہائی گہرے جذباتِ عقیدت، غلبہ دین کے لئے جذبۂ خدمت و فدائیت اور دلی مسرت کا اظہار کیا گیا تھا۔سپاسنامہ کے جواب میں حضور نے ایک معرکۃ الآراء تقریر ارشاد فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایمان افروز تقریر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے بصیرت افروز خطاب کے آغاز میں بتایا کہ دنیا میں بہت کم ادوار ایسے آئے ہیں کہ جن میں مردوں اور عورتوں کو کسی مطمح نظر کے حصول کے لئے بلاتفریق و امتیاز ایک جیسے اعمال بجا لانے اور ایک جیسی قربانیاں کرنے کی توفیق ملی ہو۔ تاریخ انسانیت میں اسلام کی نشاۃ اولیٰ اور نشاۃِ ثانیہ کے دور کے سوا کہیں یہ نظر نہیں آئے گا کہ مردوں کے پہلو بہ پہلو انہی جیسی قربانی کرنے والی عورتیں بھی پیدا ہوئی ہوں اور وہ قربانیوں کے میدان میں مردوں سے پیچھے نہ رہی ہوں۔

اس تمہید کے بعد حضور نے اسلام کی نشاۃ اولیٰ کے دور میں مخلص اور فدائی مردوں کے پہلو بہ پہلو مخلص اور فدائی عورتوں کی عدیم النظیر قربانیوں کا کسی قدر تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس ضمن میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے دو واقعات کے علاوہ جنگ یرموک (ارضِ شام کا ایک مقام جہاں مجاہدین اسلام نے حضرت خالدؓ بن ولید سیف اللہ کی سرکردگی میں ۱۵ھ/ ۶۳۶ء میں ایک فیصلہ کن جنگ لڑی اور رومیوں کو شکستِ فاش ہوئی اور ان کے قدم اکھڑ گئے) کے موقع پر مسلمان مجاہدین کے پہلو بہ پہلو مسلم خواتین کی بہادری اور شجاعت کے بے مثال کارناموں پر مفصّل روشنی ڈالی اور پھر بتایا کہ تین صدیوں تک نشاۃ اولیٰ کا یہ دور ممتد رہا بعد ازاں دنیا ایک طویل زمانہ کے لئے عورتوں کی قربانیوں کے ان عدیم النظر نمونوں سے خالی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور بے پایاں احسان کے نتیجہ میں اب پھر وہی زمانہ عود کر آیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دور میں احمدی مستورات کو مردوں کے دوش بدوش ایک جیسی قربانی کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جماعت کی جس کی نظیر آج کی دنیا میں نہیں ملتی۔ آدم سے لے کر موجودہ زمانہ تک (امت مسلمہ کی پہلی تین صدیوں کے سوا) دنیا کی کوئی دوسری قوم اس کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس مرحلہ پر حضور نے پاکستان کی احمدی خواتین کو اپنی قربانیوں کے معیار کو مزید بلند کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے افریقہ کی احمدی خواتین کے جذبۂ قربانی و ایثار کی بہت تعریف فرمائی۔ حضور نے اپنے دورۂ مغربی افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے پہلے تو اس دورہ میں وہاں کی ہزاروں ہزار احمدی خواتین اور ہزاروں ہزار بچوں کے ساتھ ملنے، ان کے ساتھ کمال درجہ شفقت اور محبت و پیار کا سلوک فرما کر ان کی روحانی اسیری اور سیرابی کا سامان کرنے کے سلسلہ میں حضرت بیگم صاحبہ کی نہایت درجہ قابل

قدر خدمات کا ذکر فرمایا اور پھر وہاں کی احمدی خواتین کے جذبۂ قربانی وایثار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہاں کی احمدی عورت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلحاظ قربانی وہاں کے احمدی مرد سے پیچھے نہیں ہے بلکہ شاید مالی قربانی کے لحاظ سے مردوں سے آگے ہی ہو۔حضور نے فرمایا میرے علم میں افریقی ممالک کا کوئی اکیلا احمدی مرد ایسا نہیں ہے کہ جس نے بیک وقت پچیس تیس ہزار پونڈ چندہ دیا ہو۔ہاں افریقہ کی ایک احمدی بہن ایسی ضرور ہے جس نے میرے دورۂ افریقہ کے دوران اتنی خطیر رقم بطور چندہ پیش کی اور بڑی بشاشت کے ساتھ پیش کی۔نائیجیریا میں میں نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے ایک ریڈیو سٹیشن قائم کیا جائے۔اس کے لئے میں عورتوں سے اپیل کروں گا کہ وہ مالی قربانیاں پیش کریں۔چنانچہ وہاں کی ایک احمدی بہن نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا اس احمدی بہن نے پچیس تیس ہزار پونڈ بطور چندہ دینے کا وعدہ کیا اور کیا بھی بہت بشاشت کے ساتھ۔وہاں کی احمدی خواتین میں دین کی خاطر قربانی کرنے کا اتنا شوق اور جذبہ پایا جاتا ہے کہ شاید آپ (یعنی پاکستان کی احمدی خواتین) بھی ان کا مقابلہ نہ کرسکیں۔اسی لئے میں نے مغربی افریقہ کے دورہ سے واپس آنے کے بعد ایک خطرہ کا اظہار کیا تھا۔میں نے کہا تھا کہ آپ کو یہاں تربیت کے مواقع حاصل ہیں برخلاف اس کے افریقہ کی احمدی خواتین کو تربیت کے یہ مواقع حاصل نہیں اور اس لحاظ سے وہ یہاں کی احمدی مستورات سے پیچھے ہیں لیکن اگر انہیں بھی تربیت کا یہ موقع مل گیا تو وہ یقیناً آپ سے آگے نکل جائیں گی۔خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے کہ وہ اس سے خواہ وہ قربانی کرے یا نہ کرے ضرور محبت کرے گا۔اس کی نگاہ میں وہی معزز اور پیار کے لائق ہے جو اس کے منشاء کے مطابق عمل کرتا اور اس کی راہ میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرتا ہے۔جس مقام پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے وہ ایسا نہیں کہ آپ خواتین میں سے قربانیوں کے میدان میں جو پیچھے رہ جائیں میں اپنی اس بچی کو زیادہ عزیز رکھوں۔قربانی دینے والا ہی میری توجہ کو زیادہ کھینچے گا اور میری دعاؤں کا مستحق ہوگا۔

حضور نے احمدی خواتین کو اس فرض کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنی اس بے مثال خصوصیت پر کسی قسم کا فخر کرنے کی بجائے عاجزانہ راہیں اختیار کریں اور اپنے عمل سے ثابت کریں کہ آپ فی الواقع اپنے بے حد کرم کرنے والے رب کے شکر گذار ہیں اور شکر گذاری کا ایک نہایت اہم عملی تقاضا یہ ہے کہ آپ نئی نسلوں کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ غلبۂ دین کی ان ذمہ داریوں کو جو آگے چل کر ان

پر پڑنے والی ہیں کماحقہٗ ادا کر سکیں۔اس میں شک نہیں کہ آگے چل کر خدمت دین کا بار آئندہ آنے والوں نے ہی اٹھانا ہے ان کے وقت میں جس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہوگی وہ انہوں نے ہی کرنی ہے لیکن خود قربانی کرنے کے ساتھ ساتھ نئی نسلوں کے ذہنوں کی تربیت اس طرح کرنا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے لگ جائیں اور آئندہ ان کے کندھوں پر جو بوجھ پڑنے والا ہے اسے اٹھانے کے قابل ہو جائیں یہ آپ خواتین کی ذمہ داری ہے۔

اس معرکہ آراء اور بصیرت افروز خطاب کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ خواتین اور مہمان اصحاب شریک ہوئے۔بعد ازاں حضور نے مہمان اصحاب کے درمیان رونق افروز ہو کر انہیں اپنے ساتھ چائے نوش کرنے کا شرف بخشا۔خواتین نے حضرت بیگم صاحبہ کے ساتھ چائے نوش کرنے کی سعادت حاصل کی۔جس کے بعد یہ برکتوں سے معمور تقریب مغرب کے وقت بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔[157]

۱۹۷۰ء کے انتخابات اور جماعت احمدیہ کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈہ

محمد ایوب خان صدر پاکستان نے ایک ملک گیر ایجی ٹیشن کے نتیجہ میں ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو ملک کی باگ ڈور جنرل آغا محمد یحییٰ خان کے حوالے کر دی۔جنہوں نے مارچ ۱۹۷۰ء کے آخر میں ملک بھر میں عام انتخابات اور اس کے قانونی ڈھانچے (Legal Work Order) کا اعلان کر دیا جس سے ملک کے دونوں حصوں میں انتخاب کی زبردست تیاریاں شروع ہو گئیں۔انتخابات ۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو منعقد ہوئے جن کی بنیاد ایک آدمی ایک ووٹ کے اصول پر تھی۔

الیکشن کے دوران جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفانہ بیانات، جھوٹی خبروں اور بے بنیاد پراپیگنڈہ کا گویا سیلاب آ گیا۔اس سلسلہ میں شورش کاشمیری صاحب ایڈیٹر چٹان نے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے خلاف افترا پردازی کی ایک خاص مہم چلائی اور اپنے جھوٹے پراپیگنڈا میں گوئبلز (Goebbels Jozeph) کے کان کاٹ ڈالے مثلاً ایک بار لکھا کہ ''خلیفہ ناصر محمود اپنے مسلک کی رُو سے مسلمانوں کی اجتماعی وحدت کے خلاف ہیں۔وہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع صاحب کی جمعیۃ العلماء اور اس کے رسوخ کو مجروح کرنے کے لئے بھٹو کی خفیہ یقین دہانی پر پیپلز پارٹی کے ''ہمنوا'' ہیں۔چنانچہ انہوں نے اپنے بعض پیروؤں کو

پیپلز پارٹی کے لنگر خانہ میں بھیج دیا ہے اور وہ ’’غیر قادیانی اسلام‘‘ اور اس کے نمائندہ علماء کا زور توڑ نے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

قارئین لحظہ بھر جمعیۃ العلماء ہزاروی کی اس روش پر غور کریں جس پر شاید انہوں نے ابھی تک غور نہیں کیا کہ اس جمعیۃ کے ارکان قادیانی مسئلہ کو چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ یونہی لوگوں کو خوش رکھنے کے لئے کبھی کبھار پکّا راگ چھیڑ دیتے ہیں۔ ان کی تمام سرگرمیاں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور نوابزادہ نصر اللہ خان کے خلاف ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے خلاف ژاژ خائی کا فائدہ بھٹو ہی کو نہیں پہنچتا قادیانی امت کو بھی پہنچتا ہے ربوہ والے خوش ہیں کہ ان کے قوی حریف جمعیۃ العلماء ہزاروی کے ہاتھوں زخم اٹھا رہے ہیں۔ جہاں تک ہزاروی گروپ کی ربوہ پر تنقید کا تعلق ہے وہ ایک وسیع سیلاب کے مقابلہ میں دم توڑتی ہوئی موج بھی نہیں ہے‘‘۔[158]

شورش صاحب اپنے محولہ بالا اس پراپیگنڈہ کے نتیجہ میں اپنوں کے شدید عتاب کا نشانہ بنے جس پر ایک احمدی نوجوان پرویز اختر نے شیخوپورہ سول لائنز سے انہیں خط لکھا کہ:۔

’’آپ کے خلاف کسی قادیانی نے کبھی وہ کلمات استعمال نہیں کئے جو ہزاروی گروپ ملک بھر میں استعمال کر رہا ہے جو کچھ ’’ترجمانِ اسلام‘‘ نے لکھا ہے جس طرح غلام نبی جانباز نے زبان کھولی، جو کچھ ضیاء القاسمی کہہ رہا ہے۔ مفتی محمود نے جگہ بہ جگہ آپ کے متعلق جس طرح بیان کیا۔ مولانا غلام غوث بالکل مسخروں کی طرح بولتے اور ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خود ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ زبردست نقصان جو آپ نے احمدیوں کو پہنچانا چاہا اور جس طرح آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کہا یا لکھا۔ کسی احمدی نے کبھی جواب میں مذکورہ بالا اشخاص کی زبان استعمال کی؟ وہ گندی نظمیں لکھیں جو ’’ترجمان اسلام‘‘ میں چھپتی رہتیں اور چھپ رہی ہیں۔ ’’الفضل‘‘ اور ’’الفرقان‘‘ ربوہ نے کبھی آپ کے متعلق کچھ لکھا؟ اور لکھا تو اس قسم کی زبان استعمال کی جو آپ کے یہ سابق رفقاء استعمال کر رہے ہیں اور اس فن میں استاد ہیں؟ اس کے باوجود آپ احمدیوں کے خلاف ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اپنے دل سے بغض نہیں نکالتے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اب آپ کو اعتراض ہے کہ ہم بھٹو کی ہمنوائی کیوں کر رہے ہیں یا ہمارے لوگ پیپلز پارٹی میں جا رہے ہیں؟ کیا پاکستان کے شہری کی حیثیت سے ہمیں کسی پارٹی میں شامل ہونے کا حق نہیں؟ جب بھٹو

اس نفرت کونہیں مانتے جو آپ لوگ پیدا کرتے اور احمدی اور غیر احمدی کے سوال پر وہ اعتقاد نہیں رکھتے تو آپ ہمارا یہ حق کیوں چھینتے ہیں کہ ہم پیپلز پارٹی میں شامل ہو جائیں؟ آخر ہم نے پاکستان بنانے میں حصہ لیا۔ ریڈ کلف کے سامنے چوہدری ظفر اللہ خاں پیش ہوئے۔ کشمیر کا مقدمہ چوہدری ظفر اللہ خاں نے یو۔ این۔ او میں سالہا سال لڑا۔ اس ملک کی اقتصادیات کو مستحکم کرنے میں ہمارا بہت بڑا حصہ ہے۔ آج بھی حضرت مسیح موعودؑ کے لخت جگر پوتے حضرت ایم ایم احمد صاحب منصوبہ بندی کمیشن کے چیئر مین ہیں۔ پاکستان کی اکانومی کو بڑھانے اور اٹھانے میں ہم نے اپنی تعداد سے کئی سو گنا زیادہ حصہ لیا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جوڑیاں کے مورچے پر کون گیا تھا۔ جہادِ کشمیر کا آغاز کس نے کیا تھا؟ وہ ہستی آج ربوہ کے (قبرستان شہدا) میں آسودۂ خواب نہیں؟ کیا اس کا نام جنرل اختر ملک نہیں اور وہ ستمبر کی جنگ کا ہیرو نہیں تھا؟ (جی ہاں! اُن کے برادر نسبتی غالباً سالے ملک محمد جعفر ایڈووکیٹ ۲۷ جولائی کو پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں (''چٹان'') کیا ملکی سیاست ہی ایسی چیز ہے کہ ہمارے لئے آپ کے نزدیک شجرِ ممنوعہ ہے؟ ہم بھٹو سے نہ ملیں تو ابوالاعلیٰ مودودی سے مل جائیں، جو ہمیں دیکھنا ہی نہیں چاہتا؟ نصر اللہ خان سے مل جائیں جو ہر جلسے میں ہمارے خلاف ٹھونگا مارجاتا اور عطاء اللہ شاہ بخاری کا پروردہ ہے؟ جنرل سرفراز خان کا ساتھ دیں جس نے احمدیت سے اپنی لاتعلقی کو بکمال کرّ وفر پیش کیا؟ حالانکہ احمدیت سے اس کا تعلق ہی نہیں تھا کیا ممتاز دولتانہ پر بھروسہ کریں؟ کیا آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود کا معجزہ نہیں سمجھتے کہ احمدیت کے ان مخالفوں کو وہی غلام غوث اور مفتی محمود لتاڑ اور چتھاڑ رہے ہیں جنہوں نے ۱۹۶۸ء میں ختم نبوت کے مسئلے پر اپنا اسٹیج آپ کی نذر کر دیا؟ پھر آپ رہا ہوئے تو آپ کو اسلام کا ہیرو بنا کر پیش کیا تھا۔

اقبال کا مصرعہ ہے کہ ؎

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

خدا نے احمدیت پر میرے یقین کو اور پکّا کر دیا ہے کہ جو لوگ احمدیت کے خلاف ہیں وہ غلام غوث کے لاؤ لشکر سے پِٹ رہے ہیں۔ ہمارے کعبے کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اس صنم خانے کے برہمنوں سے کرائی ہے''۔[159]

اس طرح بہت سے مخالفانہ بیانات بھی شائع ہوتے رہے۔ مثلاً میاں ممتاز دولتانہ نے مسلم لیگ کی طرف سے بیان دیا کہ:

''وہاڑی ،۲۲جون (نمائندہ جسارت) قادیانیوں کو مسلم لیگ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ کوئی غیر مسلم پارٹی کا رکن بننے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ وہاڑی کی الہلال سوسائٹی کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کونسل مسلم لیگ کے صدر میاں ممتاز دولتانہ نے یہ اعلان کیا...... قادیانیوں کے لئے مسلم لیگ کی رکنیت کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے کونسل مسلم لیگ کے سربراہ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے اور پارٹی کے دستور کے مطابق کوئی غیر مسلم پارٹی کا رکن نہیں بن سکتا''۔ 160

لائل پور کے اخبار ''پاکستانی'' (مورخہ ۲۰ تا ۲۷/اکتوبر ۱۹۷۰ء) نے درج ذیل سراسر جعلی اور فرضی خبر صفحہ اوّل پر نمایاں اور جلی الفاظ میں اور تین شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی:۔

''غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی کے مطابق پیپلز پارٹی ضرور کامیاب ہوگی''

''پیپلز پارٹی کے کل امیدواروں میں سے ۲۵ فیصد امیدوار قادیانی ہیں۔''

''نصرت جہاں فنڈ'' کا بتیس لاکھ روپیہ پیپلز پارٹی کو دینے کا اعلان''

''ربوہ ۱۴/اکتوبر (نمائندہ خصوصی) پاکستان کے مشرقی اور مغربی بازوؤں کے سرکردہ قادیانی حضرات ہوائی جہازوں، کاروں اور بسوں کے ذریعے اپنے کعبہ ربوہ پہنچے۔ جہاں ان کے خلیفہ ناصر نے پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب کروانے کے لئے ایک خصوصی اجلاس بلا رکھا تھا۔ اس اجلاس میں قادیانی مرزائیوں کے خلیفہ نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مسیح موعود جناب غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے کہ دنیا پر صرف اور صرف قادیانی حکومت ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت مسیح موعود کی مذکورہ پیشن گوئی فخر ایشیا اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھوں پوری ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ اکیلے جناب بھٹو نے احمدیت کو فروغ دینے کے لئے دو سالوں میں وہ کام کیا ہے جو ہماری ساری جماعت نصف صدی میں بھی سرانجام نہیں دے سکی۔ آپ نے اپنی ساری تقریر میں بار بار جناب بھٹو کا ذکر کر کے انہیں خراج تحسین ادا کیا اور اپنے حواریوں کو تاکید کی کہ وہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن کو مکمل کرنے کی خاطر پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب کروائیں اور جان تک کی بازی لگا دیں خلیفہ صاحب نے غیر ممالک کے دورہ سے واپس آتے ہی اپنے امریکی اور برطانوی سرپرستوں کی ہدایت کے مطابق ذوالفقار علی بھٹو کی بیگم نصرت بھٹو کے نام پر جو ''نصرت جہاں فنڈ'' قائم کرنے کا اعلان کیا تھا۔ ہمارے

نمائندہ کی اطلاع کے مطابق اس کا سارے کا سارا جمع شدہ بتیس لاکھ روپیہ پیپلز پارٹی کے حوالے کر دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو پیپلز پارٹی کے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے امیدواروں پر خرچ کیا جائے گا۔اس روپیہ میں سے چند لاکھ روپیہ ''الفضل''، ''مساوات''، ''شہاب'' اور ''پاکستان ٹائمز'' کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے تا کہ وہ اس انتخابی مہم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں پیپلز پارٹی کی مدد کر سکیں۔ مرزائیوں کے اس خصوصی اجلاس میں خلیفہ جماعت نے حاضرین کو یہ بھی بتایا کہ پیپلز پارٹی کے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے کل امیدواروں میں سے ۲۵ فیصد امیدواروں کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔''

ضلع جھنگ میں صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کا ''منشور''

۱۔صوبائی اسمبلی حلقہ چنیوٹ کے امیدوار سید الطاف حسین شاہ نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرا منشور اسلام، ختم نبوت اور جمہوریت ہے۔[161]

۲۔شیخ محمد اقبال صاحب امیدوار صوبائی اسمبلی جھنگ نے انٹرویو دیا کہ:۔

''میں قادیانیوں کو کافر سمجھتا ہوں۔ میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے حق میں ہوں۔ اسمبلی میں اسی مقصد کا بل بھی پیش کرنے کی کوشش کروں گا''۔[162]

۳۔مولوی منظور احمد چنیوٹی نے بیان دیا کہ:۔

''میری تو ساری زندگی کا نچوڑ ہی مرزائیت اور مرزائیوں کی مخالفت ہے۔ میں انہیں کافر سمجھتا ہوں کہ دستور میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اگر میں منتخب ہو گیا تو اس مقصد کا بل ضرور پیش کروں گا''۔[163]

نیز کہا:۔

''قادیانی کسی صورت میں بھی یہ نہیں چاہتے کہ انتخاب میں راقم کامیاب ہو جائے۔ میری کامیابی ان کے لئے پیغام موت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری کامیابی یقینی ہے''۔

(مولوی صاحب اس الیکشن میں بری طرح سے ہار گئے تھے۔)

''یہ درست ہے کہ میرے مدمقابل کوئی مرزائی امیدوار نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے مدمقابل پوری امتِ مرزائیت ہے میری فتح امتِ مرزائیت کی شکست اور خدانخواستہ میری شکست مرزائیت کی فتح ہے۔میری فتح وشکست ختم نبوت کے وقار کا مسئلہ ہے''۔[164]

۴۔مہر غلام عباس لالی نے کہا:۔

''مرزائیوں کو اسلام دشمن اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ میں اسمبلی میں جا کر اسی مقصد کا بل بھی پیش کروں گا۔ اگر خداوند تعالیٰ نے میری کوششوں کو بارآور کیا تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہ ہوگی اور میں اسی کو اپنی بخشش کا وسیلہ سمجھوں گا''۔ 165

نیز کہا۔:

''میں حق و باطل کا معرکہ لڑ رہا ہوں۔ میں انتخاب میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ محمد عربی ﷺ کے اعزازِ خاتمیت کا تحفظ کروں''۔ 166

''جماعت اسلامی'' پاکستان کے عزائم، فتاویٰ، جوش وخروش اور بلند بانگ دعاوی

ا۔ مولوی گلزار احمد صاحب مظاہری ناظم اعلیٰ جمیعت اتحاد العلماء نے کہا:۔

''جماعت اسلامی برسر اقتدار آنے پر احمدیہ فرقہ کو اقلیت قرار دے گی''۔ 167

۲۔ جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن نے انتخابات کے ایام میں جھوٹ کے وجوب کا فتویٰ جاری کرتے ہوئے لکھا:۔

''اگر سچ بولنے سے کوئی بڑی خرابی رونما ہو جاتی ہو تو فقہاء نے اس موقع پر جھوٹ بولنے کی آزادی دی ہے۔ حَمْوی نے الاشباہ والنظائر کی شرح میں اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کیا ہے حَمْوی کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹ بولنا تین مواقع پر جائز ہے۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔ جنگ کے اندر۔ بیوی کے سامنے اس کی اصلاح کے پیش نظر۔ اس جھوٹ سے مراد کذب صریح نہیں ہے بلکہ توریہ اور کنایہ سے کام لیا جانا چاہیے۔ یہ قول بھی منقول ہے کہ کسی حق کو زندہ کرنے کے لئے یا کسی ظلم کو رفع کرنے کے لئے بھی کذب مباح ہے بلکہ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ ظلم سے اس کی نجات صرف جھوٹ بولنے ہی سے ہوسکتی ہے تو اس کے لئے کھلا کھلا جھوٹ بول دینا بھی جائز ہے حتّی کہ بعض صورتوں میں تو اس کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہوگا''۔ 168

۳۔ رسالہ ''ایشیاء'' اور انتخاب۔

''۵/اکتوبر ۱۹۷۰ء خالص جہاد اسلامی کا دن ہے یاد رکھنا چاہیے کہ اس وقت اسلام کے لئے جہاد ووٹ میں مضمر ہے۔ آج تیر و تفنگ اور توپ وایٹم بم سے زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز ہتھیار ووٹ کا استعمال ہے۔ کیا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان یہ پسند کرے گا کہ اسلام اور کفر کے درمیان جنگ

جاری ہواور اس کے ہاتھ میں بھری ہوئی بندوق ہواور وہ مع بندوق ایک طرف ہو کر نوافل میں مشغول ہو جائے''۔[169]

۴۔سیّد اسعد گیلانی امیر جماعت اسلامی صوبہ پنجاب و بہاولپور امیدوار قومی اسمبلی حلقہ سرگودھا نے کہا کہ ''ہم ان انتخابات کو جہاد سمجھ کر لڑ رہے ہیں''۔[170]

''کہ اگر جماعت اسلامی برسر اقتدار آ گئی تو وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے گی۔اور ملک میں غیر اسلامی قوانین کا خاتمہ کر دے گی۔سیّد اسعد گیلانی یہاں گلزار صادق میں ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔آپ نے تقریر کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہا کہ جماعت اسلامی قادیانیوں کو غیر مسلم فرقہ سمجھتی ہے اور ان کی جماعت برسر اقتدار آئی تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے گی''۔[171]

۵۔امیر جماعت اسلامی شہر سیالکوٹ مولوی عبدالحمید خان نے کہا:۔

''اب جماعت اسلامی کو برسر اقتدار آنے سے کوئی بھی طاقت نہیں روک سکتی''۔[172]

۶۔مودودی اخبار ''کوہستان'' نے احمدیوں کے خلاف افتراء پردازی کی پُرزور مہم چلاتے ہوئے ایک خبر یہ اختراع کی کہ:۔

''قادیانیوں کی حکومت پیپلز پارٹی کے ذریعہ قائم ہوگی۔احمدیہ جماعت کے رہنما نے مرزا غلام احمد کی پیشگوئی کا اعلان کر دیا......''

......گذشتہ دنوں جماعت احمدیہ کے ایک رہنما نے یہ کہہ کر اپنے حامیوں کو پیپلز پارٹی کے ساتھ تعاون کا حکم دیا تھا کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئی کے مطابق قادیانیوں کی حکومت پیپلز پارٹی کے ذریعہ قائم ہوگی...... جماعت احمدیہ اور پیپلز پارٹی کے درمیان کسی سمجھوتے کے شبہ کو اس سے بھی تقویت پہنچتی ہے کہ پیپلز پارٹی کے ترجمان ایک ہفت روزہ نے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت بعض دوسری جماعتوں پر یہ الزام عائد کرنے کی کوشش کی کہ ان کا قادیانیوں سے معاہدہ طے پا چکا ہے۔اس پروپیگنڈے کا مقصد غالباً یہ تھا کہ خود ان کی جماعت کے ساتھ معاہدے کو خفیہ رکھا جا سکے''۔[173]

اِدھر یہ خبر شائع ہوئی اُدھر جماعت اسلامی کی پراپیگنڈہ مشینری نے کوہستان کے حوالے اسے اشتہار کی شکل میں ملک میں پھیلا دیا۔یہ اشتہار ''جماعت مجاہدین اسلام پاکستان لائل پور'' کے فرضی نام سے شائع کیا گیا۔

۷۔میاں طفیل محمد صاحب نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان نے کہا:۔

''کانگریسی مولوی ہوں یا اشترا کی عناصر۔قادیانی ہوں یا علیحدگی پسند عناصر سب نے مل کر جماعت اسلامی کے خلاف ایک مشترکہ محاذ بنا رکھا ہے جو بالآخر عبرتناک طریقہ پر نا کام ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو اس کی بنائی ہوئی زمین اور مخلوق پر صرف اسی کی فرمانروائی چاہتے ہوں''۔174

۸۔امیر جماعت اسلامی پاکستان مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی نے قوم کے نام ایک خاص اپیل کی کہ:۔

''جو شخص بھی پاکستان کو متحد رکھنا اور یہاں اسلام کو کارفرما دیکھنا چاہتا ہے اس کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ وہ انتخابات میں جماعت اسلامی کے نمائندوں کو ووٹ دے۔یہ اپیل آج ہی مغربی پاکستان کے۱۲۲ اہم شہروں کے باشندوں تک فلائنگ کلب کے کرایہ پر حاصل شدہ طیارہ کے ذریعے پہنچائی جارہی ہے''۔175

۹۔اخبار''ندائے ملت''لاہور میں پبلسٹی کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

''کاروان رواں دواں

وہ مقدس مقصد جس کے لئے حضرت مجددؒ (حضرت شیخ احمد سرہندیؒ) نے اسیری میں دعائیں کیں۔وہ نصب العین جس کے لئے تحریک مجاہدین کے شہداء نے خون دیا۔وہ تمنائے بیتاب جس کے لئے تحریک خلافت موجزن رہی۔وہ مدعائے ملّت جس نے اقبال کو سوز وسازِ رومی اور ذکر وفکرِ رازی دیا۔وہ آرزوئے مسلم جس کے لئے قائداعظم کی سرکردگی میں تشکیل پاکستان ہوئی اُسی کے حصول کے لئے آج جماعت اسلامی جدوجہد کررہی ہے۔یہ ایک ہی کاروان نظام اسلامی ہے جو برسوں سے مرحلہ بہ مرحلہ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے!۔آپ بھی اس کاروانِ رواں دواں میں شامل ہو جائیے۔(اور) اپنا ووٹ جماعت اسلامی کے حق میں استعمال کیجئے۔

(شعبہ نشرواشاعت جماعت اسلامی پاکستان) جماعت اسلامی کا انتخابی نشان''ترازو''۔176

۱۰۔لاہور ۶ دسمبر۔مولوی ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان نے ایک پریس انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:۔

''اللہ نے چاہا تو جماعت کے نمائندے انتخابات میں بڑی تعداد میں کامیاب ہوں گے اور جہاں تک ہار کا سوال ہے وہ سوشلسٹ جماعتوں ہی کا مقدر ہے۔مولانا نے کہا کہ ماضی قریب میں

اللہ تعالیٰ کی تائید سے جماعت اسلامی کی اہمیت اور مرکزیت میں روز بروز تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ ان حالات میں جماعت کے ہارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''۔[177]

۱۱۔ انگریزی اخبار ''ڈان'' نے مودودی صاحب کی اپنی جماعت کی کامیابی کے متعلق پُر امیدی کی خبر یوں دی:

مودودی صاحب جماعت اسلامی کی واضح کامیابی کے متعلق پُر امید ہیں

لاہور، ٦، دسمبر۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، جماعت اسلامی کے راہنما، نے آج اس اعتماد کا اظہار کیا کہ جماعت (اسلامی) کے نامزدگان رائے شماری میں واضح کامیابی حاصل کریں گے جبکہ سوشلسٹ نظریہ رکھنے والوں کی قسمت میں مکمل ناکامی لکھی جا چکی ہے۔

ملک میں عام انتخابات سے ایک رات قبل پریس کو دیئے گئے بیان میں مولانا مودودی نے کہا کہ خدا کے فضل سے (اس کی) جماعت طاقت پکڑ رہی ہے اور اس کا اثر روز بروز بڑھ رہا ہے۔ موجودہ صورتحال میں اس کی ہار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جماعت اسلامی کے راہنما نے اپنی پارٹی کے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ اپنے منشور پر کلیۃً عمل درآمد کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت (اسلامی) اگر واضح اکثریت حاصل نہ بھی کرے تب بھی اس کا ہر ایک منتخب نمائندہ منشور کے ایک ایک لفظ پر سنجیدگی سے عمل درآمد کی بھرپور کوشش کرے گا۔ اس وقت جماعت کی موجودگی باقی بہت سے گروہوں اور پارٹیوں کی نسبت زیادہ موثر ثابت ہوگی جب وہ ذاتی مقاصد کے حصول کی خاطر قومی مسائل کو پسِ پشت ڈال رہے ہوں گے۔[178]

پیپلز پارٹی کے خلاف کفر کے فتوے

پیپلز پارٹی کی مقبولیت کو دیکھ کر روایتی سیاستدان اور رجعت پسند مولوی خوفزدہ ہو گئے۔ سرمایہ دار اور جاگیردار بھی پی پی پی کے منشور سے خوفزدہ تھے۔ سیاست کا انداز بدل رہا تھا۔ چنانچہ اِن قوتوں نے آخری حربے کے طور پر پی پی پی کے خلاف کفر کے فتوے صادر کرا دیئے۔ تین سو سے زائد علماء نے فتویٰ جاری کیا کہ جو شخص پی پی پی کو ووٹ دے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں اسلام اور سوشلزم کی نظریاتی کشمکش میں عوام نے اسلامی سوشلزم کے حق میں فیصلہ دیا۔ پاکستان کے ترقی پسند دانشوروں، ادیبوں، صحافیوں اور شاعروں نے بھی پی پی پی کا ساتھ دیا۔ پی پی پی نے نظریاتی معرکہ جیت لیا۔ مذہبی جماعتوں خاص طور پر جماعت اسلامی کو بڑا

سیٹ بیک ہوا جو قومی اسمبلی کی صرف چار نشستیں اور کل ووٹوں کا ۹۷ء۵ فیصد حاصل کر سکی جبکہ پی پی پی نے کفر کے فتووں کے باوجود قومی اسمبلی کی ۸۱ نشستیں اور ۸۹ء۳۸ فیصد ووٹ حاصل کئے۔ 179

انتخابات میں عبرتناک شکست

جناب مودودی صاحب کی ’’جماعت اسلامی‘‘ کو اپنی تمام تر کوششوں اور حربوں کے غیر اسلامی، غیر اخلاقی بلکہ غیر انسانی ہتھکنڈوں کے استعمال کے باوجود ایسی عبرتناک شکست ہوئی کہ اس نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا (انتخابی نتائج الیکشن ۱۹۷۰ء۔ قومی اسمبلی میں نمائندوں کی کل تعداد ۳۱۳۔ کل نشستیں جن کے لئے انتخاب ہوا ۲۹۰۔ کامیاب امیدوار۔ عوامی لیگ ۱۵۱۔ پیپلز پارٹی ۸۱۔ جماعت اسلامی ۴۔ مسلم لیگ قیوم گروپ ۹۔ کونسل مسلم لیگ ۷۔ جمعیۃ العلماء پاکستان ۷۔ آزاد ۱۶۔ جمعیۃ العلماء اسلام ہزاروی گروپ ۷۔ نیشنل عوامی پارٹی ولی گروپ ۶۔ کنونشن مسلم لیگ ۲۔ جمہوری پارٹی ۱۔ مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ×۔ جماعت اسلامی کے کامیاب ۴ نمائندوں میں سے دو کا تعلق سندھ سے تھا اور باقی دو پنجاب اور سرحد سے تعلق رکھتے تھے)۔ 180

مودودی صاحب پاکستان میں صرف اس لئے آئے تھے کہ وہ اپنی پارٹی کی سلطنت قائم کر سکیں۔ اسی نصب العین کے لئے انکی ساری جدوجہد ہے۔ ۵۳ء کے فسادات پنجاب میں انہوں نے جو کردار ادا کیا تھا اس کا مقصد بھی یہی تھا اسی لئے انہوں نے اُن دنوں نہایت اشتعال انگیز کتابچہ ’’قادیانی مسئلہ‘‘ شائع کیا تھا۔

مودودی صاحب کے جواب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ’’قادیانی مسئلہ کا جواب‘‘ شائع ہوا تھا جس میں مودودی صاحب کی خطرناک سکیم کو طشت از بام کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی نے نہایت واضح الفاظ میں اعلان فرما دیا تھا کہ خواہ کچھ ہو جائے مودودی صاحب کی پارٹی اپنے اس مقصد میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گی۔ حضور کے الفاظ یہ ہیں:

’’مولانا مودودی کے اتباع کی حکومت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً نہیں بنے گی۔‘‘ 181

جماعت اسلامی کی شکست پر شورش کاشمیری کا تبصرہ

’’جماعت اسلامی‘‘ کے نقیب خصوصی شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان نے جناب مودودی صاحب کے نام ایک کھلے مکتوب میں لکھا:۔

’’مخدومی مولانا، سلام مسنون۔ نتائج کے بعد دماغ میں سوالات کا ایک ہجوم ہے ابھی خود انہیں

چھانٹ رہا ہوں جو بچ رہے عرض کروں گا۔ ہم نئی پود سے غافل تھے نتیجۃً اس نے ہمیں مسترد کر دیا ہے اور اگر صورت حال کا ہم ٹھیک ٹھیک اندازہ نہ کر سکے تو اس ویرانے میں کہاں تک اذان دے سکتے ہیں؟

فی الحال ایک ہی خلش ہے اور یہ خلش میرے دماغ میں بہت دنوں سے ہے شاید میں نے ایک رقعہ پہلے بھی آپ کو لکھا تھا کہ جس چیز کا نام حق ہے تاریخ میں کب اور کہاں کامیاب ہوا؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب اس پر مصائب بیت گئے اور اس کے داعی باقی نہ رہے تو ان کی سرگذشت قلم نے محفوظ کر لی اور ہم نے اس تذکرہ کو تاریخ بنا دیا۔

کیا ہم لوگ اندھیروں میں چراغ جلانے کے لئے رہ گئے ہیں اور روشنیاں صرف ان کے لئے ہیں جو اندھیروں میں پیدا ہوئے اور اندھیروں میں پروان چڑھے اور جن کا حسب ونسب اندھیروں میں ملتا ہے۔ والسلام۔ المخلص۔ شورش کاشمیری‘‘ [182]

جناب شورش کاشمیری صاحب نے اپنے رسالہ چٹان کے ادارتی نوٹوں میں عوامی لیگ اور پیپلز پارٹی کی بے نظیر کامیابی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

ا۔ پیپلز پارٹی کو جو کامیابی ہوئی ہے وہ اس کی توقع سے کہیں بڑھ کر ہوئی ہے ہم اس کے خوبصورت وعدوں کی شدت کا اندازہ کرتے ہوئے بھی یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اتنی نشستیں لے جائیں گے۔ بہرحال ہمیں اعتراف کرنا چاہیے اور اس میں کسی اینچ پینچ کی ضرورت نہیں کہ عوام کی بہت بڑی اکثریت نے ہمارے خلاف فیصلہ دیا ہے ہم ہار گئے اور وہ لوگ جیت گئے جو ہمارے نزدیک کسی لحاظ سے بھی اس جیت کا استحقاق نہیں رکھتے تھے...... ہم ہار گئے بلا شبہ بھٹو جیت گئے لاریب یہ کہنا غلط ہوگا کہ دھاندلیاں ہوئی ہیں اس قسم کے معمولی واقعات ہر الیکشن میں ہوتے رہے ہیں اور کسی جگہ کبھی ان سے خلاصی نہیں ہوئی لیکن صورت حال اس سے مختلف نہیں جو ہم نے بیان کی کہ بھٹو کو عوام نے پورے اعتماد سے جتوایا ہے اور وہ عوام کی معرفت جیتے ہیں...... ہم اپنے دل کی اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتے کہ پنجابی عوام کے اس فیصلہ سے ہمیں سخت قلق ہوا ہے...... بہرحال ہم بھٹو کو نہیں پنجاب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ اس نے ایک اور فاتح کا خیر مقدم کیا ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی، نصر اللہ خان، جاوید اقبال، طفیل محمد، اصغر خان، محمد حسین چٹھہ شاید اسی سزا کے مستحق تھے جو انہیں دی گئی ہے! زندہ دلانِ پنجاب پائندہ باد!! اسلام کے نام پر کتنی جماعتیں تھیں؟ ہم جماعت اسلامی میں شامل نہیں۔ لیکن حق کسی جماعت میں شامل نہ ہونے کے باعث ناحق نہیں ہو جاتا۔ اندھوں کے سوا کوئی باضمیر انسان انکار نہیں

کر سکتا کہ جماعت اسلامی ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے خلاف اسلام طاقتوں کا فکری محاذ پر سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور لگاتار کیا۔ اس کی قیمت بھی ادا کی۔ بہت بڑی قیمت! لیکن جب درخت پک کر تیار ہو گیا تو اس کا پھل کھانے کے لئے کئی اسلام پسند پیدا ہو گئے۔ جمعیت العلماء اسلام (ہزاروی) کی بات دوسری ہے وہ جماعت اسلامی کے مقابلے میں دو یا تین نشستیں زیادہ لے گئی۔ یعنی جماعت اسلامی کی چار نشستیں ہیں، اس کی سات۔ لیکن ہزاروی جمعیت نئی پود کو فکر نہیں دے سکتی اور نہ ان طاقتوں کے فہم ہی کا ملکہ رکھتی ہے جو پاکستان میں اشتراکیت کی نیو رکھنے میں کل تک اسے استعمال کرتی رہی ہیں۔ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ مجاہد ہیں مفکر نہیں اور فکر ان کے بس کا روگ بھی نہیں۔ ماضی میں زندگی بسر کرنے والوں کا ایک گروہ ہے اور بس!

اسلام پسندوں کے متعلق مختصراً جو بات کہی جا سکتی ہے، صرف اتنی ہے کہ اسلام پسند آپس میں لڑتے رہے، اسلام (مراد جماعت اسلامی کے امیدوار۔ ناقل) ہار گیا۔ ان کی اس اسلام دوستی پر ہم اسلام پسندوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے اور اس دن کے منتظر ہیں کہ ان علماء میں سے کون، کب اور کہاں جبین نیاز کا سجدۂ ارادت لے کر جاتا ہے؟ 183

ماہنامہ ''تعلیم القرآن'' راولپنڈی کے فاضل مدیر ''شیخ القرآن'' مولوی غلام اللہ خان نے لکھا:۔

''جماعت کے سادہ لوح افراد جھوٹے پروپیگنڈے کی وجہ سے اس قدر دھوکے میں تھے کہ وہ اس جماعت کو ملک کی سب سے قوی سیاسی جماعت سمجھے بیٹھے تھے۔ امیر جماعت مودودی صاحب بھی اپنے مداحوں اور درباری ادیبوں کے لٹریچر سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ بھی ابوالاعلیٰ کنیت کے پورے غرور کا شکار ہو چکے تھے۔ اسی لئے عین ۷ دسمبر انتخاب کے دن انہوں نے اخبارات میں یہ بیان دیا ''سوشلسٹوں کو ہم عبرتناک شکست دیں گے۔ سوشلسٹوں کا قبرستان پاکستان ہو گا۔ میری جماعت ملک میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گی وغیرہ وغیرہ (دیکھئے ۷ دسمبر کے اخبارات) اتنے میں سوشلزم کا ایک سیلاب آیا کہ وقت کا یہ فرعون جو کبھی کسی حق بات کی طرف نہ جھکتا تھا فرعونِ بنی اسرائیل کی طرح اس سیلاب میں بہہ گیا''۔ 184۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پورے ملک میں صرف چار امیدوار کامیاب ہوئے۔

امیر صوبہ پنجاب و بہاولپور کا عجیب و غریب تجزیہ

جماعت اسلامی صوبہ پنجاب و بہاولپور کے امیر جناب سیّد اسعد گیلانی نے انتخابات کا یہ دلچسپ

مگر عجیب وغریب تجزیہ کیا کہ:۔

’’۲۳ سال میں پہلے عام انتخابات ۷دسمبر ۱۹۷۰ء کو ہوگئے اور ان کے خلافِ توقع نتائج پر جیتنے اور ہارنے والے دونوں حیرانی کا شکار ہیں نہ جیتنے والوں کو یہ توقع تھی کہ وہ یوں جیتیں گے اور نہ ہارنے والوں کو یہ توقع تھی کہ وہ اس طرح ہاریں گے دونوں کے نزدیک یہ ایک ایسا حادثہ ہے جس کی توجیہہ مختلف انداز میں کی جارہی ہے......

یہ بات جو بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ ۲۳ سال تک بحران میں مبتلا قوم کے پہلے انتخابات میں دونوں بازوؤں میں درحقیقت دو منظّم ترین اقلیتوں نے انتخاب جیتا ہے۔مغربی حصے میں قادیانی اقلیت نے اور مشرقی حصے میں ہندو اقلیت نے۔اور دونوں بازوؤں میں ان کا رول یکساں رہا ہے۔یہ دونوں اقلیتیں ان انتخابات میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت شریک ہوئیں اور اپنے وسیع ذرائع اور وسائل، اپنی پختہ منصوبہ بندی اور اپنی انتھک محنت سے منتشر اسلام پسند جماعتوں کو فرداً فرداً شکست دینے میں کامیاب ہوئیں......مسلمانوں کی ان مخصوص طرز کی جماعتوں کے ذریعہ انہوں نے اپنے کام کے بے شمار آدمی اسمبلیوں میں پہنچالئے ہیں......مغربی حصے میں ۲۲ لاکھ سے زائد قادیانی اقلیت اپنے سارے وسائل کے ساتھ پیپلز پارٹی کی رضاکار تنظیم بن گئی اور اس اقلیت نے جس جانفشانی، محنت، ایثار وقربانی، والہانہ انہاک، سازش، جوڑ توڑ اور شرافت واخلاق کے ہر معیار کو پھاند کر پیپلز پارٹی کے لئے کام کیا اس پر مغربی حصے کا ہر شہری چشم دید گواہ ہے‘‘۔185

ملکی انتخابات اور اس کے نتائج پر حقیقت افروز تبصرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۲۵دسمبر ۱۹۷۰ء کے خطبہ جمعہ میں پاکستان کے انتخابات اور اس کے حیرت انگیز نتائج پر حقیقت افروز تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (آل عمران:۱۰۴) میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی ہی حسین اور وسیع تعلیم دی ہے اور اگر امت مسلمہ اس پر عمل کرے اور یہی خدا اور اس کا رسول چاہتے ہیں تو پھر ایک ایسی حسین فضا اور معاشرہ پیدا ہوتا ہے جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ’’اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ‘‘ بھائی بھائی میں اختلاف ہوتا ہے۔میاں بیوی میں اختلاف ہوتا ہے۔ماں بیٹی میں اختلاف ہوتا ہے۔باپ بیٹے میں اختلاف ہوتا

ہے۔خدا تعالیٰ نے اپنی ہر خلق میں اپنی ایک شان ظاہر کی ہے۔کثرتِ اختلاف انسانی وحدتِ خالقِ انسانی ثابت کرتی ہے۔

......پس حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عادتوں کے لحاظ سے بھی اختلاف پیدا ہوگا اور بعض لوگوں کو میرے بعض احکام اور حدیثیں ملیں گی اور بعض کو دوسری ملیں گی۔ یہ جو فقہی اختلافات ہیں یہ زیادہ تر اسی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔لیکن اس اختلاف کے نتیجہ میں امت میں زحمت نہیں ظاہر ہونی چاہیے بلکہ رحمت ظاہر ہونی چاہیے اور وہ رحمت تبھی ظاہر ہوسکتی ہے کہ سارے مسلمان متحد اور ایک جان ہو جائیں اور خدا اور اس کے رسول کے عاشق، فدائی اور جاں نثار بن جائیں۔ یہ ایک بڑا عجیب سبق ہے جو امت محمدیہ کو اختلافات کے بدنتائج سے بچنے کے لئے دیا گیا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا نہ شروع کر دینا، ایک دوسرے کے اموال کو اپنے اوپر جائز نہ قرار دے دینا۔خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔تم ایک فتویٰ دے کر ناجائز کو جائز قرار نہیں دے سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اور میرا رسول ان کی عزتوں کے محافظ ہیں۔تم اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے کسی کی بےعزتی نہ کرنا۔

اب پچھلے الیکشن کے دنوں میں بدزبانی نے کسی کو نہیں چھوڑا اُن لوگوں پر بھی حملے کئے گئے جو بطور امیدوار کھڑے ہوئے تھے اور ان کی بیویوں اور بچوں کو بھی بدزبانی کا نشانہ بنایا گیا۔ہم دکھ میں پڑے رہتے تھے اور دعائیں کرتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرفِ انسانی کا حسین پیغام لائے تھے۔آپ نے عزتِ نفسِ انسانی کو قائم کیا تھا۔لیکن لوگ اس کو بھول گئے اور ایک دوسرے کو گالیاں دینی شروع کر دیں، اتہام لگانے شروع کر دیئے، وہ باتیں کہنی شروع کیں کہ ایک مسلمان کے منہ سے تو کیا ایک شریف غیر مسلم انسان کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتیں، ہمارے پاس سوائے دعا کے اور کوئی چارہ نہ تھا اللہ تعالیٰ سے جتنی توفیق ملی دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔

اس وقت انتخابات کا جو نتیجہ نکلا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ قوم ایک حد تک سیاست کے آخری مقصد کے حصول کے لئے قدم اٹھا چکی ہے ۔الیکشن ہوئے ، پھر مارشل لاء کے قانونی فریم ورک کے مطابق کانسٹی ٹیوشن یعنی دستور بنے گا۔ پھر ہمارے صدر صاحب اگر دیکھیں گے کہ قوم میں فساد نہیں پیدا ہوتا یا قوم کی یک جہتی اور اتحاد کے خلاف نہیں تو وہ اس کو منظور کریں گے پھر سیاسی حقوق کا انتقال ہوگا۔ پھر اسمبلیاں بنیں گی جنہیں لیجسلیچر کہتے ہیں اور پھر یہ اسمبلیاں قوانین وضع کریں گی اور مختلف پارٹیاں جو حکومت بنائیں گی وہ اپنے اپنے پروگرام کے مطابق سکیمیں سوچیں گی اور قوانین بنائیں گی ۔ بہر حال یہ تو ایک لمبا عمل ہے البتہ ایک قدم عوام کے سیاسی حقوق کو قائم کرنے کی طرف اٹھایا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز پرانے تجربہ کار سیاستدانوں کی نظر سے اوجھل تھی اور جس کے نتیجہ میں انہیں شکست اٹھانی پڑی وہ یہ تھی کہ پچھلے ۲۳ سال میں (جو پارٹیشن یعنی تقسیم ملک کے بعد ہماری قوم نے گذارے ہیں) ہر سال ووٹروں کا ایک نیا گروہ ووٹروں کی لسٹ میں شامل ہوتا تھا۔ ہر سال ۲۰ سال سے ۲۱ سال کی عمر کو پانے والا ووٹروں کی لسٹ میں آجاتا تھا۔اس قسم کے ۲۳ نئے گروہ ووٹروں کی فہرست میں شامل ہوئے لیکن اس ۲۳ سال کے عرصہ میں ایک دفعہ بھی ان کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقعہ نہیں ملا کیونکہ عام رائے دہی کے اصول پر اس سے پہلے انتخاب نہیں ہوئے ۔

اب یہ ۲۳ سال کا جو مجموعی گروہ ووٹروں کے حقوق حاصل کرنے والا اور ووٹروں کی فہرست میں داخل ہونے والا ہے یہ تھوڑا نہیں ہے میرے عام اندازے کے مطابق ووٹروں کا ۴۰ فیصد ایسا ہے جو اس ۲۳ سال میں ووٹ دینے کی عمر کو پہنچ کر ووٹر بنا اور جس نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ اپنی رائے کا اظہار کیا ہے ۔ یہ ایک بڑی طاقت ہے جیسا کہ پہلے سیاستدانوں نے ان کو حقوق کی ادائیگی میں چھوڑ دیا تھا۔ اور ان کی طرف توجہ نہیں کی گئی تھی اسی طرح اب بھی انہوں نے ان کی نبض پر اپنی انگلیاں نہیں رکھیں ۔ ان کو پتہ نہیں تھا یہ اس بات کو بھولے ہوئے تھے کہ اس ۲۳ سال کے عرصہ میں سیاست کے اندر ایک ایسا گروہ آگیا ہے (جو میرے اندازے کے مطابق

۴۰ فیصد ہے) جسے ووٹ دینے کا پہلی دفعہ موقعہ ملا۔

چنانچہ سیاستدان پرانی ڈگر پر چل رہے تھے مگر اس نئے گروہ نے جسے میرے نزدیک Young Pakistan (ینگ پاکستان) یعنی نوجوان پاکستان کہنا چاہیے، اس نوجوان پاکستان نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ مذہبی اختلافات کے نتیجہ میں کسی کو لڑنے نہیں دیں گے۔ یہ ایک بڑا ہی عظیم فیصلہ ہے جو نوجوان پاکستان نے دیا ہے کوئی پندرہ بیس قومی اسمبلی کے امیدواروں کو احمدی کہہ کر ان کی مخالفت کی گئی۔ مگر ان میں سے ایک نے بھی شکست نہیں کھائی۔

یہ فیصلہ تھا اس نوجوان پاکستان کا کہ تم مذہب میں الجھا کر ہمارے جائز حقوق سے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہو۔ ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ اسلام نے ہمارے جو حقوق قائم کئے ہیں وہ ہمیں ملنے چاہئیں اور اب پہلے کی طرح کوئی مذہبی اختلاف اس راستے میں حائل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں پانچ احمدی کامیاب ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔ جو ہمارے سب سے زیادہ مخالف تھے۔ میں ان کا نام نہیں لیتا۔ انہوں نے ہماری مخالفت میں بڑا زور لگایا تھا۔ انہوں نے مذہب کے نام پر، اسلام کے نام پر فتنہ وفساد کی ایک آگ بھڑکا دی تھی۔ انہوں نے دکان بڑی سجائی تھی۔ بہت سارے لوگ اس دکان کو، اس Show window (شو ونڈو) کو دیکھ کر سمجھتے تھے کہ اب پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ کئی احمدی دوست میرے پاس بڑے گھبرائے ہوئے آتے تھے مگر میں ان کو سمجھاتا تھا کہ کیا ہو جائے گا؟ ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ پنجاب میں ان سارے لوگوں میں سے ہارے ہوئے اور ایک جیتے ہوئے کے ووٹ ملا کر چورانوے ہزار بنتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہمارے پانچ جیتنے والے دوستوں میں سے تین نے ایک لاکھ سے زائد ووٹ لئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کیونکہ جماعت احمدیہ کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ تو تعلق اتحاد نہیں رکھتی۔ کسی ایک پارٹی کے ساتھ ہمارا الحاق نہیں ہو سکتا تھا۔ ہمارے خلاف جھوٹ بھی بولے گئے۔ یہ سب کچھ کہا گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ بعض جگہ احمدیوں نے کہا کہ ہمارا کنونشن لیگ کے ساتھ تعلق ہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے تم ان کو

ووٹ دو۔خواہ یہ ہاریں یا جیتیں،اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔بعض قیوم لیگ سے تعلق رکھنے والے آئے۔ وہ ہمارے ساتھ تعلق رکھتے تھے ہماری جماعت کا خیال رکھتے تھے۔شریف آدمیوں سے یہ دنیا بسی ہوئی ہے وہاں مقامی جماعت احمدیہ نے کہا کہ ہم ان کو ووٹ دینا چاہتے ہیں۔ہم نے کہا ٹھیک ہے سیاست میں تو کوئی حکم نہیں چلے گا۔ تمہارے ساتھ تعلق رکھتے تھے،تم اگر ان کو ووٹ دینا چاہتے ہو تو ان کو ووٹ دے دو اسی طرح بہت سارے آزاد ممبر آئے،ان کا ہمارے ساتھ تعلق تھا نہ پیپلز پارٹی نے ان کو ٹکٹ دیا تھا اور نہ کسی اور پارٹی نے ان کو ٹکٹ دیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی آئے۔ہم نے کہا ٹھیک ہے مقامی جماعتیں اگر تمہارے ساتھ ہیں تو وہ تمہیں ووٹ دیں گی۔

پس احمدیوں کے ووٹ مختلف سیاسی پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو پارٹی زیادہ صاحب فراست نکلی،اس نے اپنے تدبر سے احمدیوں سے زیادہ خدمت لے لی۔ یہ بھی اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ہمارا کسی ایک پارٹی کے ساتھ الحاق ہے۔

غرض جو پارٹی اس وقت سب سے زیادہ کامیاب ہوئی ہے اور جس نے ہم سے سب سے زیادہ خدمت لی ہے اور ووٹ لئے ہیں اس کے متعلق دوسروں کا خیال ہے(میرا جو خیال ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔ مجھے بعض رپورٹیں لاہور سے آئی ہیں کہ اب)وہ کہتے ہیں کہ یہ(پیپلز پارٹی والے)اس واسطے جیت گئے کہ پندرہ لاکھ احمدی ووٹر ان کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ ہم نے کبھی مردم شماری نہیں کرائی اس واسطے کہہ نہیں سکتے کہ پندرہ لاکھ احمدی ووٹر تھے۔لیکن احمدی اور احمدیوں کے دوست اور تعلق رکھنے والے ووٹر جو اس پارٹی کو ملے وہ میرے اندازے کے مطابق پندرہ لاکھ نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔

ان مہینوں میں جو پیچھے گزرے ہیں لوگوں میں جوش بھی تھا غلط باتیں بھی ہو رہی تھیں اور اس عہد کو توڑا بھی جا رہا تھا جو خدا نے اپنے بندوں یا امت مسلمہ سے لیا تھا کہ دیکھو! معمولی معمولی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے سیاسی،معاشرتی اور اقتصادی حقوق سے محروم نہ کرنا۔ ورنہ اس کے نتیجہ میں رحمت نہیں پیدا ہو گی۔ میرے

پاس جو لوگ آتے تھے میں ان کو سمجھاتا تھا کہ دیکھو! ہم ایک غریب جماعت ہیں۔ دنیوی لحاظ سے ایک بے سہارا جماعت، ایک ایسی جماعت کہ جو ہزار کے مقابلے میں اگر ایک پتھر پھینکنے کی طاقت رکھتی ہے تو وہ بھی نہیں پھینک سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پتھر کا جواب پتھر سے نہیں دینا۔ اگر کروڑ گالیاں بھی ہمیں دی جاتی ہیں تو اگر کوئی نوجوان جوش میں آ کر ایک گالی اس کروڑ کے مقابلہ میں دینا چاہتا ہے تو اس کے دماغ میں یہ بات مسلط ہو جاتی ہے کہ ہمارے امام اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا ’’گالیاں سن کر دعا دو‘‘۔ اس کی زبان پر ایک بات آتی ہے۔ وہیں رک جاتی ہے وہ اسے مونہہ سے نہیں نکالتا۔

ان تمام حالات کے باوجود، ۸۰ سالہ گالیوں اور ۸۰ سالہ کفر کے فتووں نے نہ ہمارے چہروں سے مسکراہٹیں چھینیں اور نہ ہم سے قوتِ احسان کو چھینا۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے اور مسکراتے ہوئے اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ کوئی شخص خواہ وہ ساری عمر گالیاں دیتا رہا۔ جب بھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر آیا تو خالی ہاتھ واپس نہیں گیا۔ یہ قوتِ احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ یہ اس کا بڑا فضل ہے انسان خود اس قوت کو پیدا نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ نے قوتِ احسان کو پیدا کیا ہے۔ غرض جو آدمی آتا ہے اگر اس کا کام جائز ہو تو کر دیا جاتا ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ دو دن پہلے اس نے ہمیں نہایت گندی گالیاں دی تھیں اور اسی طرح اس نے ساری عمر گالیاں دینے میں گذار دی اور ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ ناجائز طور پر احمدیوں کو نقصان پہنچانے میں اگر کامیاب بھی ہو گیا تو کوئی بات نہیں دنیوی لحاظ سے ابتلاء بھی آتا ہے ہم یہ نہیں دیکھتے صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو وہ ہم سے تعلق رکھنے والا ہے یا ہماری مخالفت کرنے والا ہے اس کو ہم خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے۔ ہم اس کی مدد کرتے ہیں۔

پس اس قسم کی ۸۰ سالہ مخالفت جو اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری نہیں تھی اس کے نتیجہ میں بھی نہ ہماری مسکراہٹیں چھینی گئیں اور نہ ہم سے قوتِ احسان

چھینی گئی۔اب جس آدمی کے ساتھ آپ پیار کا اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں یا جس کے ساتھ آپ ہمدردی اور غمخواری کرتے ہیں، وقت پر اس کے کام آتے ہیں۔مصیبت کے وقت اس کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔تو وہ سمجھتا ہے کہ اعتقاداً ہم ایک نہیں لیکن ہمارے دل ایک ہی قسم کی حرکت کر رہے ہیں۔اس طرح وہ دو نہیں، ایک ہو جاتے ہیں۔جس وقت ایسے وقت آتے ہیں تو اگر وہ دلیر ہیں اور اگر ان کے حالات اس کی اجازت دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں۔جدھر تم جاؤ گے اُدھر ہم جائیں گے۔لیکن اگر ان کے حالات اجازت نہ دیں تو وہ ہمارے کان میں آ کر کہتے ہیں تم فکر نہ کرو۔ہم جائیں گے تو اس راستے سے مگر ووٹ تمہیں دیں گے۔پس ہماری قوتِ احسان اور ہمارے پیار اور ہماری محبت کے نتیجہ میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔اس لئے صرف احمدی ووٹ نہیں بلکہ جس حلقے میں بھی جدھر احمدی گیا وہ اپنے ساتھ دُگنے تگنے ووٹ لے کر گیا۔

بعض عقلمندوں کو الیکشن سے پہلے یہ نکتہ سمجھ آ گیا تھا۔ چنانچہ گجرات سے ہمارے ایک دوست آئے۔وہ احمدی نہیں تھے۔کہنے لگے کہ آپ میری مدد کریں۔وہ خود ہی کہنے لگے کہ میرے حلقہ انتخاب میں سات ہزار احمدی ووٹ ہے اور میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ۲۵۔۳۰ ہزار ووٹ آپ کے ہیں۔جدھر یہ سات ہزار ووٹ جائے گا اُدھر ہی یہ ۲۵۔۳۰ ہزار ووٹ بھی ساتھ جائے گا۔اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد کریں۔میں بہت خوش ہوا۔میں نے اس سے کہا میں اس لئے خوش ہوں کہ جو چیز بہت سے لوگوں کے سامنے نہیں آئی اور وہ سوچتے نہیں، وہ تمہارے دماغ میں آ گئی ہے۔خیر اللہ تعالیٰ نے وہاں کی جماعت کو اس کے لئے کام کرنے کی توفیق دی اور وہ انتخاب میں کامیاب ہو گیا حالانکہ اس کا بڑا سخت مقابلہ تھا۔ایک بڑا ہی ظالم قسم کا آدمی اس کے خلاف کھڑا تھا جو لوگوں کے حقوق مارنے والا تھا اور اس نے بڑی دھمکیاں دیں (احمدیوں کو نہیں۔احمدی تو دھمکی کی پرواہ ہی نہیں کرتے) اور دوسرے ووٹروں کو اس نے بہت ستایا، بہت کچھ کیا، لیکن کامیاب نہیں ہو سکا۔غرض احمدیوں کے شامل ہونے سے اللہ تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو طبیب اپنے مریض کے لئے دعا نہیں کرتا وہ بڑا ظالم ہے تو جو ووٹر احمدی ہے، جس کے حق میں اس نے ووٹ ڈالنا ہے اگر وہ اس کے حق میں دعا نہیں کر رہا تو وہ بھی ظالم ہے کیونکہ اصل چیز تو دعا ہے۔اس کے فضل کے بغیر تو کچھ نہیں ہوسکتا۔

کئی ناسمجھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو دعا کا فلسفہ ہی نہیں آتا۔ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ میری مدد کریں۔میرے آپ کے ساتھ بہت تعلقات ہیں۔ میں نے کہا بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ٹھیک ہے تم نے جماعت سے تعلقات بھی رکھے ہوں گے لیکن اب ہم وعدہ کر چکے ہیں۔تم دیر بعد آئے ہو۔ ورنہ اگر تم پہلے آجاتے تو تمہاری مدد کر دیتے۔ وہ کہنے لگا کہ اچھا اگر اس سے مدد کا وعدہ کر دیا ہے تو میرے لئے دعا کریں۔ میں نے کہا دعا اور عمل اکٹھے چلیں گے۔آپس میں ان کا تصادم کیسے ہوسکتا ہے؟ لیکن چونکہ وہ دعا کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے، اسلام کی روح سے واقف نہیں ہوتے اس لئے اس قسم کے خیالات دماغ میں آتے ہیں اوران کا اظہار کر جاتے ہیں۔

پس جہاں احمدی کا ووٹ جائے گا وہاں احمدی کی دعائیں بھی اسی راستے پر چل رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کریں گی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسی ناممکن باتیں ممکن بنا دی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جو لوگ ہماری مخالفت کرتے رہے، ناجائز طور پر ہمیں تنگ کرتے رہے، ڈراتے دھمکاتے رہے۔ ان کے متعلق میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ ان کو شکست ہو اور میں ان کی شکست کے لئے دعائیں بھی کرتا تھا۔ چنانچہ جب ان کے خلاف کھڑے ہونے والوں سے جماعتوں نے وعدہ بھی کرلیا لیکن جب میں کہوں تم زور لگاؤ کہ اس قسم کے کسی شخص کو کامیاب نہیں ہونا چاہیے تو دوست کہیں کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو بڑا مضبوط ہے۔ یہ تو بڑے اثر ورسوخ والا ہے اس نے تو بڑے بڑے قاتل اور خونخوار قسم کے ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے فلاں جگہ تو اعلان کر دیا ہے کہ جو انہیں ووٹ نہیں دے گا اسے وہ شوٹ کر دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ باتیں صحیح تھیں یا غلط، بہرحال لوگ مجھے اگر ایسی باتیں سناتے رہتے تھے۔ لیکن ان کا پتہ ہی نہیں لگا کہاں گئے؟ اس واسطے کہ اصل کامیابی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کسی کو ابتلاء اور امتحان میں ڈالتا ہے اور اسے دنیوی کامیابی دے دیتا ہے یعنی دنیا کی ہر کامیابی اللہ تعالیٰ کا فضل اور برکت اور رحمت شمار نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ یعنی کبھی انعام اور اصطفاء کے طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ کبھی ابتلاء کے طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ پس جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے، ہمیں بھی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے۔ لیکن اس میں بھی ہمارے لئے رحمت پوشیدہ ہوتی ہے البتہ جو انعام اصطفیٰ کے طور پر یعنی اپنی محبت اور قرب کے اظہار کے طور پر وہ جماعت احمدیہ پر نازل کرتا اور ان سے پیار کرتا ہے اس کا تو شمار ہی کوئی نہیں! اس لئے بہت الحمدللہ پڑھو۔ اور اپنے رب کے حضور گرو اور اس سے کہو کہ ہم تیرے ناچیز بندے ہیں۔ تیرے فضلوں کا شمار نہیں ہے۔ ہماری زبانیں، ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ شکر ادا کرنا چاہے تو شکر ادا نہیں کرسکتا اور یہ دعا بھی کرو کہ اے اللہ! تو نے اپنے بندوں کے لئے بہتری کے کچھ سامان پیدا کرنے شروع کئے ہیں۔ وہ مظلوم اور محروم جو ہر طرف سے دھتکارے ہوئے اور ذلیل سمجھے جانے والے اور حقیر کہلانے والے جنہیں لوگ عوام کہتے ہیں۔ یہ تیرے بندے اب اپنی عزت کے راستے پر قدم اٹھانے لگ گئے ہیں۔ تُو ایسی تدبیر کر آسمانوں سے اور ایسا حکم نازل کر کہ یہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائیں اور وہ حسین معاشرہ جو اسلام کا معاشرہ ہے، جو دنیا کی کسی اور قوم کے دماغ میں بھی نہیں آسکتا تھا وہ معاشرہ قائم ہو جائے اور ہر مظلوم ظلم سے نجات اور چھٹکارا حاصل کرے اور ہر محروم کو خواہ وہ مانگے یا مانگنے سے بھی محروم ہو اس کے حقوق اسے مل جائیں، اقتصادی بھی اور عزتِ نفس کے لحاظ سے بھی''۔ 186

ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب کے قادیان سے متعلق تاثرات

جرمنی کے نامور نومسلم احمدی محقق و فاضل ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی صاحب نے اس سال

زیارت قادیان کا شرف حاصل کیا (زیارت قادیان دارالامان کے بعد آپ نے جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کی اور پھر حرمین شریفین کی زیارت اور عمرہ بجالانے کا شرف حاصل کیا) واپسی پر آپ نے جماعت احمدیہ جرمنی کے ماہوار رسالہ دی اسلام (Der Islam) میں ایک اداریہ بعنوان ''قادیان'' سپرد اشاعت فرمایا جس میں مرکز احمدیت سے متعلق اپنے ایمان افروز تاثرات قلمبند فرمائے۔اس اداریہ کے ضروری حصے کا ترجمہ جناب مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ جرمنی کے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

''قادیان پہنچنے کے فوراً بعد ہی میں نے وضو کیا اور مجھے بیت الدعا میں جانے کا موقع دیا گیا۔ وہاں پر کچھ اور ہی کیفیت پیدا ہوگئی۔ایک عجیب غیر متوقع کیفیت۔ہاں اس چھوٹے سے کمرے میں۔ جس میں حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنی زندگی کے کتنے ہی گھنٹے، کتنے ہی دن اور کتنے ہی مہینے دعاؤں، ذکر الٰہی اور خدائے قادر و توانا اور واحد و یگانہ کی دلی عبادت میں گذارے تھے۔

یکا یک نہایت امن وسکون اور خاموشی کے ساتھ۔میری بیقراری زائل ہوگئی۔آنِ واحد میں میری ہیجانی کیفیات تھم گئیں۔اور میری روح سکون، طمانیت اور ناقابل بیان خوشی سے بھر گئی۔کسی قسم کا نہ غصہ نہ اشتعال بلکہ خاموشی اور محبت بھرا سکون۔

میں نہیں جانتا کہ میں کتنی دیر اس کمرے میں رہا۔کیونکہ غالباً دیر تک مجھے نہ کسی نے آواز دی اور نہ ہی مجھے ہٹایا۔تھوڑی دیر کے لئے وقت کی رفتار کے اندازے کا مجھے قطعاً احساس نہ رہا اور اپنے گردو پیش کی مادی دنیا کو میں پوری طرح بھول گیا۔

مجھے یہاں پر اپنے قیام کے بقیہ ایام میں یہ معلوم ہوا کہ یہ لمحات جو مجھے یہاں گذارنے کی فرصت ملی درحقیقت تمام جماعت کا اپنے دور دراز سے آنے والے بھائی کے لئے محبت اور پیار کا ایک حسین تحفہ تھا ورنہ درحقیقت یہ کمرہ دن اور رات کے تمام لمحات میں دو دو بلکہ تین تین دعا کرنے والے افراد سے پُر رہتا ہے جو باری باری یہاں آکر دعا میں روحانی تسکین اور ایمانی تر و تازگی تلاش کرتے اور پاتے ہیں۔

قادیان میں میرے (تین روزہ) قیام کے دوران ایک اور مقام جس کی طرف میرے قدم بار بار بے اختیار چل پڑتے تھے۔وہ بہشتی مقبرہ تھا۔جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اوّلین صحابہ مدفون ہیں۔میں نے یہاں پر کئی گھنٹے گذارے۔۲۲ دسمبر ۱۹۷۰ء کو بعد دوپہر میں ایک مرتبہ پھر اس پُرسکون مقام پر گیا کیونکہ مجھے علم تھا کہ اگلے روز کی صبح کو میری یہاں سے واپسی ہے۔

اب یہاں پر مجھے ایک اور واقعہ درپیش آیا جس نے مجھے پاتال تک ہلا دیا۔حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اور اولین اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک مزاروں پر دعا کے بعد میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے والدین کو جو وہاں سے قریب ہی آرام کی ابدی نیند سو رہے ہیں۔ان کے فرزند کا آخری سلام پہنچانے اور اپنی طرف سے الوداع کہنے کے لئے ان کے مزار پر حاضر ہوا۔میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھے۔محترم چوہدری صاحب موصوف کی والدہ کی قبر کے سامنے کھڑے ہوئے ابھی مجھے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ یکا یک میں نے اپنے دل میں شدید ہیجان خیز رقّت کے جذبات کو محسوس کیا۔ایک ایسی کیفیت جس سے اب تک میں ناآشنا تھا۔میری آنکھوں سے ایک نہ تھمنے والا آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا اسی لمحہ میں نے اپنی بند آنکھوں سے دیکھا۔(آپ اسے خواب کہہ لیجئے۔اس کا نام واہمہ یا تصور رکھ لیجئے۔آپ جو چاہیں اس کا نام رکھیں لیکن میرے لئے ایسا ہی حقیقی تھا جیسے یہ کاغذ جس پر اس وقت میرا قلم چل رہا ہے) کہ قبر کے سامنے زمین پر ایک دھبہ سا نمودار ہوا ہے جیسے گیلی جگہ ہو۔زمین کا یہ چھوٹا سا گول ٹکڑا پلیٹ کے برابر دھنستا ہوا معلوم اور محسوس ہوا۔اس سوراخ میں سے پانی نکلا جو پہلے کیچڑ سا تھا پھر چند لمحوں میں ہی یہ صاف، شفاف ٹھنڈے اور شیریں پانی کا چشمہ بن کر ابل پڑا۔اس نادر چشمے کے پانی کے کھولنے کا زیر وبم ایسے ہی تھا جیسے قلبِ انسانی کی حرکت۔

میں نے جو کچھ اس لمحہ میں پایا اسے حیطۂ تحریر میں نہیں لاسکتا۔میری ہستی کو ہلا کے رکھ دیا گیا۔میرے دل میں اضطراب اور خوشی کے ملے جلے جذبات تھے۔میری آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک نہ تھمنے والا سیلاب رواں تھا۔

تب میں نے جان لیا۔ہاں میں نے پورے یقین کے ساتھ جان لیا کہ یہ سرزمین بے پناہ طاقت اور لازوال قوت کا عظیم سرچشمہ ہے‘‘۔[187]

جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۰ء

اس سال ربوہ میں سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۷۰ء کو منعقد ہوا۔یہ جلسہ نہایت پُرشکوہ اور خدائی افضال و انعامات کا آئینہ دار تھا جس میں شمع احمدیت کے کم وبیش ایک لاکھ پروانے شامل ہوئے۔خدائی وعدوں کے بموجب اللہ تعالیٰ کی تیار کی ہوئی اقوام شرق و غرب میں سے جو احباب تشریف لائے ان میں امریکہ، انگلستان، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، مغربی جرمنی، زیمبیا، کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ،

نائیجیریا، عدن، سعودی عرب، ابوظہبی، ایران، جزائر فجی، بھارت اور متعدد دوسرے ممالک شامل تھے۔شامل جلسہ ہونے والوں میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب صدر بین الاقوامی عدالتِ انصاف (ہالینڈ)، ڈاکٹر محمد عبدالہادی صاحب کیوسی (اٹلی) اور الحاج ابوبکر ایڈو گبے کوکوئی رکن مجلس عاملہ جماعت احمدیہ (نائیجیریا)، عبدالخالق صاحب مہتہ (یوگنڈا)، میجر ڈاکٹر محمد خان صاحب (عدن)، دلاور خان صاحب (ابوظہبی) اور اے۔ایس خان صاحب (فجی) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔قادیان دارالامان سے ۱۵۹ درویش چوہدری سعید احمد صاحب کی سرکردگی میں بصورت قافلہ تشریف لائے۔علاوہ ازیں ۵۰ کے قریب احباب بھارت کے مختلف حصوں سے شامل جلسہ ہوئے۔

یہ عظیم الشان جلسہ مسجد اقصیٰ سے متصل میدان میں ہوا۔یہ پہلا موقع تھا جس میں سامعین کے لئے سٹیڈیم کی طرز پر گیلریاں بھی بنائی گئی تھیں۔

اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے تینوں مرکزی لنگروں میں ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ کھانا تیار ہونے اور مہدی معہود کے معزز مہمانوں میں بسہولت تقسیم ہونے کا نیا ریکارڈ قائم ہوا۔چنانچہ اس دفعہ لنگر خانوں کے تیار کردہ کھانا کھانے والوں کی ایک وقت کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۶۸۰۹۵ تھی۔جبکہ گذشتہ سال یہ تعداد ۶۴۰۶۹ تھی اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے روزانہ ہی بروقت کھانا تیار ہونے اور تقسیم کرنے کا نہایت وسیع اور تسلی بخش انتظام تھا۔اس سال پہلی بار دارالرحمت غربی کے لنگر خانہ میں روٹی پکانے والی ۱۰ نئی مشینیں نصب کی گئیں جن کی وجہ سے بہت سہولت رہی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا کارکنان سے اہم خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۷۰ء کو سوا چار بجے شام جلسہ سالانہ کے دفتر میں تشریف لا کر مختلف شعبہ جات کے ناظمین کو شرف مصافحہ بخشا اور پھر جلسہ کے ڈیڑھ ہزار کارکنان کو نہایت اہم خطاب سے نوازا۔حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا جلسہ سالانہ بھی ایک بے مثال جلسہ ہے۔دنیا میں کہیں بھی اس قسم کا جلسہ منعقد نہیں ہوتا اور نہ اس قسم کا اجتماع ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس حسین اور بابرکت اجتماع کی بنیاد رکھی ہے اور وہ محض اپنے فضل سے بے شمار اور بے حساب فضل، رحمت، نعمت اور برکت جلسہ کے ایام میں جماعت پر کرتا ہے۔حضور انور نے کارکنان کو ان ایام میں دعا کی طرف توجہ دلائی۔نیز فرمایا کہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کبھی غفلت نہ کریں اور پوری طرح چوکس اور بیدار رہیں۔حضور نے فرمایا کہ جلسہ کی برکات سے

متمتع ہونے کے لئے تدبیر اور دعا دونوں کو ان کے کمال تک پہنچانا ضروری ہے۔اس کے علاوہ حضور انور نے تمام کارکنان کو نصیحت فرمائی کہ اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہوتے ہیں اسلئے ان کی ہر لحاظ سے خدمت کی جائے اور ان کی ضروریات کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔ 188

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس مبارک اجتماع سے چار بار خطاب فرمایا۔حضور کے زندگی بخش اور روح پرور کلمات پوری جماعت کے ایمانوں کو ایک نئی قوت، ان کے قلوب واذہان کو ایک نئی جلا، ان کی روحوں کو ایک نئی بالیدگی اور خدمت دین کے عزائم اور حوصلوں کو نئی بلندیوں سے ہمکنار کرنے کا باعث بنا اور جلسہ سالانہ کے روحانی فوائد سے متمتع ہونے کے بیش بہا مواقع میسر آئے۔کوئی ساعت بھی تو ایسی نہ تھی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے تہی ہو۔ ہر طرف آسمانی برکتوں اور فضلوں کی گویا بارش ہو رہی تھی اور اس مبارک جلسہ میں شامل ہر احمدی سجدات شکر بجالاتے ہوئے زبان حال سے پکار رہا تھا۔

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات — دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات
ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات — بد اندیشوں کو تو نے کر دیا مات
ہر اک بگڑی ہوئی تو نے بنا دی — **فسبحان الّذی اخزی الاعادی**

حضور انور کا افتتاحی خطاب

خلیفہ راشد، نافلۂ موعود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے بصیرت افروز افتتاحی خطاب کے شروع میں فرمایا کہ عزیز از جان بھائیو! بہنوں اور بچو! ہمارے محبوب ومقصود رب کریم کے آپ پر ہزاروں سلام ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آنے کی غرض بھی اور اس جلسہ کی غرض بھی یہ بتائی ہے کہ ایسا سامان پیدا ہو کہ دلوں سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے اور خدائے واحد و یگانہ سے ذاتی محبت اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک والہانہ عشق دلوں میں پیدا ہو جائے۔

اس تمہید کے بعد حضور نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ ہر نعمت و برکت اور رحمت جو ہمیں حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حسن واحسان ہی کے جلوے ہیں یہ اللہ ہے جس پر ہر احمدی کو ایمان لانا چاہیے۔۸۰ سال سے ساری دنیا اکٹھی ہو کر ہماری مخالفت پر تُلی ہوئی ہے۔۸۰ سال ہوئے خدا تعالیٰ کے حکم سے اکیلی آواز ایک چھوٹے سے غیر معروف گاؤں سے بلند ہوئی تو اس کو خاموش کرنے

کے لئے ساری دنیا اکٹھی ہوگئی مگر ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر بھی اس آواز کو خاموش نہیں کر سکیں۔ازاں بعد فرمایا کہ میرے جیسا عاجز انسان جب افریقہ کے دورے پر گیا اور واپس آیا تو وہاں کے ایک پیراماؤنٹ چیف نے مجھے لکھا کہ آپ نے مجھ سے معانقہ کیا تھا جب لوگوں کو پتہ لگا کہ آپ نے مجھ سے معانقہ کیا ہے تو وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے میرے جسم کے ساتھ اپنے جسم مَلے اور میرے جسم کو چوما اور اس طرح انہوں نے برکت لینے کی کوشش کی۔لیکن میں تو جانتا ہوں کہ مجھ میں کوئی خوبی نہیں البتہ میں اس یقین پر بھی قائم ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو برکتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل لائے ہیں ان کی کوئی مثال نہیں۔آپؑ کو جو بشارتیں اور وعدے دیئے گئے کہ جہاں تیرے کامل متبع رہیں گے ان کے در و دیوار میں بھی برکت ڈال دی جائے گی یہاں تک کہ جس چیز کو وہ ہاتھ لگائیں گے اس کو بھی بابرکت بنا دیا جائے گا۔وہ سچ ہیں۔

یہ وعدے اور یہ بشارتیں ہمیں ملی ہیں ان وعدوں اور بشارتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر کامل یقین پیدا کرنے کے لئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک طرف حُسن کے اور دوسری طرف احسان کے جلوے دیکھنے کے لئے آپ لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں''۔

آخر میں حضور نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عاجزانہ راہوں کو مضبوطی سے پکڑو۔صراطِ مستقیم پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ۔عاجزانہ طور پر اس کے حضور جھکو اور اس سے دعائیں کرتے رہو۔ہر ایک کی بھلائی چاہو۔کسی سے دشمنی نہ کرو خواہ وہ ساری عمر تم سے دشمنی کرتا رہا ہو۔معاف کرنے کی عادت ڈالو۔خدا کے بندوں سے پیار کرو جو مظلوم ہیں ان کے ظلم دور کرنے کی جہاں تک تمہیں طاقت ہے کوشش کرو۔جو حقوق سے محروم ہیں ان کے حقوق دلانے کی سعی کرو۔خدا کے ہو جاؤ۔اس کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھ کر اپنی زندگی کے دن گذارو۔اللہ تعالیٰ تمہیں وہ کچھ دے گا کہ قیامت تک تمہاری نسلیں تم پر فخر کریں گی۔189

مستورات سے خطاب

۲۷ دسمبر کو حضور نے احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ سے خطاب کرتے ہوئے بتایا:۔

''ایک تصویر تو عورت کی وہ تھی کہ مرد کی دھتکاری ہوئی انسانیت اس امر کی طرف جھکتی بھی تھی اور اس سے بیزار بھی تھی۔مذہب اس کی حفاظت کے لئے عملاً تیار نہ تھا۔بتوں پر اکثر اسی کی قربانی کی جاتی تھی۔پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عورت

کے ایک محسن کی حیثیت سے اس دنیا میں مبعوث ہوئے اور حضور نے اس بدصورت اور بھیانک تصویر کو بدل کر رکھ دیا اور اس کی جگہ خدا کی پیدا کردہ عورت کو اس شکل میں جس شکل میں خدا نے اس کو پیدا کیا تھا ظاہر فرمایا۔ عورت کے دل میں اور اس کی فطرت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو پیدا کیا ہے۔ مال و دولت سے دنیا محبت کرتی ہے۔ لیکن خدا نے عورت کو جس فطرت صحیحہ پر مرد کے پہلو بہ پہلو پیدا کیا اور کھڑا کیا ہے وہ فطرت جب روشن ہوگی اور منور ہوگی تو اس مال و دولت کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے پرے کر دے گی اور خدا اور رسول کے مقابلہ میں مال کی کچھ پرواہ نہ کرے گی۔

یہ وہ تصویر ہے جو عورت کے محسن اعظم نے دنیا کے سامنے عورت کی پیش کی ہے وہ اپنے فرائض کو تو ادا کرتی ہے لیکن باپ سے بھی زیادہ، بھائی سے بھی زیادہ، بیٹے سے بھی زیادہ، اپنے خاوند سے بھی زیادہ وہ اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والی ہے"۔

اس ضمن میں حضور نے خدا اور اس کے رسول سے پیار کرنے والی مسلمان عورتوں کی چند مثالیں بیان فرمائیں۔ بعدازاں ارشاد فرمایا:۔

"دنیا کی عارضی محبتوں اور جھوٹے پیاروں اور ان بیوفا دولتوں کی طرف نہ دیکھو بلکہ جیسا کہ خدا اور اس کے رسول نے کہا ہے ایک آگ اپنے دل میں لگاؤ۔ محبت کا ایک شعلہ فروزاں کرو وہ شعلہ جو تمہارے جسم اور تمہارے دل اور تمہارے سینے اور تمہاری روح کو منور کر دے"۔ 190

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا دوسرے روز کا خطاب

اسی روز حضور نے مَردوں کے جلسہ گاہ میں ایک بصیرت افروز اور معرکۃ الآراء تقریر فرمائی۔ جس میں سال کے دوران نازل ہونے والی نعمتوں اور فضلوں کا ایمان افروز انداز میں تذکرہ فرمایا۔ جس کے شروع میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہونے والے جماعتی لٹریچر کی تفصیل بیان فرمائی اور اسے خریدنے کی تحریک کی۔ اور پھر فرمایا کہ اسلام نے غرباء کے جو حقوق قائم کئے ہیں انہیں اجتماعی رنگ میں ادا کرنے کے لئے امسال مرکز سلسلہ ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقف جدید کی طرف سے ۱۱۹۳ خاندانوں کے ۵۲۲۵ افراد کی بصورت گندم وغیرہ ۱۵۴،۶۸۹ روپیہ کی امداد کی گئی۔ غرباء کی

مدد کرنے کی یہ ایک مثال ہے جو ہم نے قائم کی ہے۔ یہ تو تھی غرباء کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کی ایک کوشش ۔ جہاں تک غرباء کے بچوں کی تعلیم کا سوال ہے میں تمام غریب احمدی والدین کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کے بچے واقعی ذہین ہیں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہیں تو وہ مجھے اطلاع دیں میں ان کی پڑھائی کا ذمہ لیتا ہوں ۔ انشاء اللہ ان کے تمام اخراجات کا انتظام کروں گا اور کسی بچے کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی میں یہ امر بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جن غرباء کے بچے ذہین نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم میں ترقی کرنے والا دماغ نہیں دیا انہیں اپنے اور جماعت کے پیسوں کو ان کی تعلیم پر ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ جس لائن کے لئے وہ موزوں ہوں اس میں انہیں ڈال دینا چاہیے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک تحریک میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خواہش کو پورا کرنے کے لئے جماعت کے سامنے یہ رکھی تھی کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ۸۰-۹۰ فیصدی جماعتوں نے اس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے حال ہی میں ملک میں جو انتخابات ہوئے ہیں ان میں پاکستان کی نوجوان نسل نے بھی میری اس سکیم کو جو میں نے کئی برس پہلے جاری کی تھی پورا کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور اپنی اس خواہش کا اظہار کر دیا ہے کہ پاکستان کا نظامِ حکومت ایسا ہونا چاہیے جس میں کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہم تو اپنے ملک میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو عملی صورت میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ اگر بعض مخالفین کے قول کے مطابق ہم میں اتنی طاقت ہے کہ پیپلز پارٹی کو ہم نے کامیاب کرا دیا ہے تو پھر انہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ یقیناً ہم میں اتنی طاقت بھی ہوگی کہ ہم اس ملک میں اسلام کی تعلیم کو رائج کرنے اور قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ جو لوگ غلط الزام لگا کر اور مذہب کا نعرہ لگا کر غریبوں کو ان کے جائز اسلامی حقوق سے محروم رکھنا چاہتے ہیں وہ ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے۔ اسلام نے آج سے ۱۴ سو سال پہلے غریب کے جو حقوق قائم کئے تھے انہیں اپنے عمل سے قائم کرنا چاہیے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلام خطرے میں ہے ہم کہتے ہیں کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے کسی ملک میں بھی اسلام خطرے میں نہیں ہے البتہ اسلام کے علاوہ باقی ہر مذہب ضرور خطرے میں ہے۔

عیسائیت خطرے میں ہے، یہودیت خطرے میں ہے، بدھ مت خطرے میں ہے، ہندو مذہب خطرے میں ہے کیونکہ اسلام کو اخوت ومحبت اور مساوات کا جو ہتھیار دیا ہے وہ قلوب کو گھائل کرنے والا ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی اور مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔انسانی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ نفرت محبت کے مقابلہ میں کبھی جیت نہیں سکتی۔ ہمارے ہاتھوں میں اسلام کا یہی پیغام ہے اس لئے بالآخر اسلام ہی کامیاب ہوگا یہ خدا کی تقدیر ہے جو بہرحال پوری ہوکر رہے گی۔

اس کے بعد حضور نے اللہ تعالیٰ کے ان افضال کا ذکر فرمایا جو تحریک جدید، وقف جدید اور فضل عمر فاؤنڈیشن کے ذریعہ اس سال خدا کی پاک جماعت پر ہوئے۔آخر میں حضور نے مختلف اہم جماعتی تحریکات مثلاً وقف عارضی، تعلیم القرآن، وقف بعد ریٹائرمنٹ اور تعلیم القرآن کی مرکزی کلاس کی طرف مخلصین جماعت کو مؤثر رنگ میں توجہ دلائی۔[191]

حضور انور کا اختتامی خطاب

۲۸ دسمبر کو حضور کی ایک نہایت پُرشوکت اور ولولہ انگیز تقریر ملّت واحدہ کے موضوع پر ہوئی۔ حضور نے رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر غیر محدود اور ازلی ابدی فیض رسانی کا نہایت دلنشین انداز میں تذکرہ کرنے کے بعد قرآنی آیت لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصّف:۱۰) اور اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:۴) کی روشنی میں نہایت تفصیل سے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی کہ آپ کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان وحدتِ اجتماعی کی شکل اختیار کریں گے اور ایک قوم بن جائیں گے اس عظیم الشان وعدہ کی تکمیل آنحضرت ﷺ کی نشأۃ ثانیہ میں مہدی موعود کے ذریعہ مقدر ہے جیسا کہ بزرگانِ سلف نے بھی اپنی کتابوں میں بصراحت لکھا ہے تکمیل اشاعت دین آخری زمانہ میں مقدر تھی جو اس امر کا ثبوت ہے کہ قیامت تک فیوض محمدی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاریہ ہے جو اس آخری زمانہ میں آنحضورؐ کے فرزند جلیل کے ذریعہ مشرق ومغرب کی قوموں تک اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے اور سعید الفطرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھ رہے ہیں اور اس طرح ملّت واحدہ کی راہ ہموار ہو رہی ہے اور اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔

حضور انور نے خطاب جاری رکھتے ہوئے قلوب انسانی کی تسخیر اور ملّتِ واحدہ کے قیام کے

درج ذیل تین عظیم الشان وسائل پر دلنشیں انداز میں روشنی ڈالی۔ ا۔ شرف انسانی۔۲۔ مساوات انسانی۔۳۔ تحفظ حقوقِ انسانی۔ حضور نے قرآن مجید، احادیث نبویہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور تاریخ اسلام کی روشنی میں ان تینوں وسائل کی انقلاب انگیز تاثیرات کو شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا۔ اور نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ واضح فرمایا کہ ساری دنیا کے دل ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے ہیں اور جیتنے بھی ہیں روحانی ہتھیاروں سے، اخلاقی ہتھیاروں سے، احسان کے ہتھیاروں سے، کیونکہ انہی ہتھیاروں سے دل جیتے جا سکتے ہیں اور ملّتِ واحدہ کا قیام عمل میں آ سکتا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے اپنے دورۂ مغربی افریقہ کے بعض نہایت ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تسخیر قلوب کے انہی وسائل کا پیغام لے کر مغربی افریقہ گیا تھا۔ ان وسائل کے بروئے کار آنے کے نتیجہ میں وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انسانوں کے دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے جا رہے ہیں اور ایک بڑا خوشکن انقلاب رونما ہو رہا ہے جن لوگوں کے دل جیتے جا چکے ہیں اتنا عشق ہے ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرزند جلیل سے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ پھر حق کی اشاعت اور اعلان میں وہ اتنے دلیر ہیں کہ شہروں کی گلیوں میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ خدا کا مسیح جس کے آنے کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ آ گیا ہے۔ پھر حضرت مصلح موعود سے بھی انہیں بڑا پیار ہے وہ حضرت مصلح موعود سے اس وجہ سے پیار کرتے ہیں کہ آپ ہی کے ذریعہ اسلام کا پیغام ان تک پہنچا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کو احسان کو انہوں نے پہچانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت شان کا عرفان حاصل کیا اور آنحضور ﷺ کے حسن واحسان کے جلوے انہیں دیکھنے نصیب ہوئے۔

اس کے بعد حضور نے مغربی افریقہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت ظاہر ہونے والے نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے نصرت جہاں ریزروفنڈ کے ماتحت جاری آگے بڑھو (Leap Forward) پروگرام اور اس کی کامیابیوں کی تفصیلات بیان فرمائیں اور پھر سامعین کو یہ عظیم الشان خوشخبری سنائی کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے گیمبیا کے سابق گورنر جنرل سر فرمان احمد سنگھاٹے کے ذریعہ اس عظیم بشارت کے ابتدائی ظہور سے ہمیں شاد کام فرمایا تھا کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور لمبا عرصہ دعائیں کرنے کے بعد حضور علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے حضورؑ کے مستعملہ کپڑے کا ایک ٹکڑا عطا کئے جانے کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ وہ

کپڑا انہیں بھجوایا گیا اور انہوں نے بحمد اللہ تعالیٰ اس سے برکت حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک اور نشان ظاہر فرمایا ہے ایک موجودہ سربراہ مملکت جو اپنے ملک میں بے حد مقبول ہیں اور ان کی قوم انہیں باپ کہہ کر پکارتی ہے ان کے بیٹے نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور احسانوں کی آئینہ دار اس خوشخبری کو سن کر سامعین میں زبردست خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی اور جلسہ گاہ پُر جوش نعروں سے گونج اٹھا۔

اپنے بصیرت افروز اور معرکہ آراء خطاب کے آخر میں حضور نے نہایت ولولہ انگیز پیرایہ میں فرمایا کہ آسمانوں پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور خدائی تقدیر حرکت میں آچکی ہے کہ بادشاہ بھی اور اُمراء بھی، متوسط طبقہ کے لوگ بھی اور غریب و مسکین اور یتیم بھی جماعت میں داخل ہو کر اخوت کی برادری میں شامل ہوتے اور محبت کی رسی میں بندھ کر ایک ہوتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امت واحدہ کے قیام کا جو وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا ہوگا۔ امراء اور مملکتوں کے سربراہ بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوں گے اور غریب بھائی کو بھائی کی حیثیت سے گلے لگا لیں گے۔ نہ کوئی بادشاہ رہے گا اور نہ کوئی فقیر، سارے ہی اپنے آقا و مطاع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں غلام بن کر رہیں گے اور ایک حسین معاشرہ پیدا کر کے ایسی زندگی گذاریں گے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتیں انہیں حاصل ہوں گی۔ فتنہ و فساد مٹ جائے گا۔ بھائی بھائی پر ظلم نہیں کرے گا بلکہ اس کی خاطر قربانی دے رہا ہوگا۔ الغرض وہ ایک حسین معاشرہ ہوگا جس میں سب ہی اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اس کے شکر گذار بندوں کی حیثیت سے ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب آسمانی فیصلہ میں سالانہ جلسہ کے روحانی فوائد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ

> ''ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی''۔ [192]

حضرت اقدس علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں مولانا ابوالعطاء صاحب صدر مجلس

کارپردازنے ۲۷ دسمبر کے پہلے اجلاس عام میں ان مخلصین احمدیت کے نام پڑھ کر سنائے جنہوں نے ۱۹۷۰ء کے دوران انتقال کیا اور قادیان یا ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے اور تحریک فرمائی کہ وہ اپنے ان مرحوم بھائیوں اور بزرگوں کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کرتے رہیں۔

اس بابرکت جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی عالمگیر زبانوں کا عظیم الشان جلسہ مسجد مبارک میں منعقد ہوا جس میں ہزاروں احباب نے اوّل تا آخر مختلف ممالک کے احمدی بھائیوں کی پُر جوش تقاریر سنیں اور فضا بار بار تکبیر کے نعروں سے گونجتی رہی۔ فاضل مقررین میں ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی اور الحاج ابوبکر کوکوئی صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جناب کیوسی صاحب نے اپنی پُر کیف تقریر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کا ترجمہ جرمن، اٹالین اور اسپرنٹو زبان میں سنایا۔ اس یادگار اور عالمی نمائندگی کے حامل اجلاس کی صدارت کے فرائض ابتداء میں چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اور پھر چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ نے ادا کئے۔ یہ ایمان افروز اجلاس دو گھنٹے تک جاری رہا۔[193]

جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء اور رسالہ ''ایشیاء''

اس کامیاب مبارک اجتماع پر جماعت اسلامی پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ ''ایشیا'' (لاہور) نے حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا:۔

''ربوہ میں قادیانی کانفرنس تمام ہوگئی اور اخبارات میں اس کی ایک مختصر سی خبر بھی آ گئی لیکن روزنامہ ندائے ملت کے نمائندہ خصوصی نے اطلاع دی ہے کہ خبر رساں ایجنسیوں نے اس کانفرنس کی جو خبریں اخبارات کو مہیا کی ہیں ان میں قادیانی سربراہ کی یہ بات بالکل گول کر گئی ہیں کہ قادیانی جماعت نے پنجاب اور سندھ کے صوبوں میں پیپلز پارٹی کی بھرپور حمایت کی ہے اور سرحد و مشرقی پاکستان میں دوسری دو جماعتوں پر اپنا ہاتھ رکھا ہے۔ اس اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت نے قومی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں ملک گیر پیمانے پر کتنی سرگرمی دکھائی ہے اور اس سرگرمی کی حیران کن کامیابی پر اس کے اکابرین کتنے مسرور نظر آ رہے ہیں''۔[194] درحقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس جلسہ کے موقع پر جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ الفضل کے رپورٹر کے الفاظ میں یہ تھا ''بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ احمدیوں نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دے کر گویا کمیونزم کی تائید کی ہے

حالانکہ ہمارا تو سارا لٹریچر ہی کمیونزم کے خلاف بھرا پڑا ہے نہ جانے کس احمق نے انہیں بتایا ہے کہ ہم نے اشتراکیت کے حق میں ووٹ دیئے ہیں یا یہ کہ ہم نے جن لوگوں کو ووٹ دیئے ہیں وہ کمیونسٹ ہیں۔ احمدیوں نے پیپلز پارٹی کو بھی ووٹ دیئے ہیں اور بعض دیگر پارٹیوں کو بھی ووٹ دیئے ہیں‘‘۔195 (اس کا مفصل تذکرہ حضور انور کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ء کے متن میں آ چکا ہے)۔

حوالہ جات

(صفحہ۱ تا۲۶۸)

1 ملفوظات جلد اول صفحہ۳۹۳، الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء صفحہ۴ کالم۳

2 الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ۳

3 الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ۶

4 الفضل ۴ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ۳-۴

5 الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ۷

6 الفضل ۳ر اپریل ۱۹۶۷ء صفحہ۸، ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء صفحہ۱

7 الفضل ۲۱ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ۱

8 الفضل ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ۳

9 الفضل ۲۰ جون ۱۹۷۰ء صفحہ۱

10 الفضل ۲۶ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ۵ تا۷

11 الفضل ۲۰ و۲۸ جنوری ۱۹۷۰ء

12 الفضل ۴ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ۱۲

13 الفضل ۳ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱ و۸

14 الہام ۱۸۹۱ء، ازالہ اوہام صفحہ۶۳۵ حصہ دوم مطبوعہ ذوالحج ۱۳۰۸۔ جولائی ۱۸۹۱ء مطبع ریاض ہند امرتسر

15 تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد ا صفحہ۴۸۸ مرتّبہ حضرت سیّدہ اُمّ متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ایڈیشن دوم ۲۰۰۹ء

16 ماہنامہ مصباح ربوہ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ۲۸

17 تاریخ احمدیہ سرحد صفحہ۲۱-۲۹ مرتّبہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی امیر جماعت احمدیہ سرحد۔ منظور عام پریس پشاور ۱۹۵۹ء۔ تاریخ احمدیت جلد سوم طبع دوم صفحہ۲۲۹ تا۲۳۱ اشاعت دسمبر ۱۹۶۰ء۔ حیات بشیر صفحہ۵۱، ۵۲۔ مرتّبہ مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ۔ اشاعت اگست ۱۹۶۴ء۔ الفضل ۳ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱ و۸

18 تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین۔ کمپیوٹر کوڈ ۳۶ صفحہ۲

19 الفضل ۲۰ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ۱، ۲۵ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ۱۲

20 الفضل ۲۵ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ۱

21 الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ۸

22 الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

23 روزنامہ ندائے ملت لاہور ۱۷ مارچ ۱۹۷۰ء بحوالہ الفرقان ۱۹۷۰ء

24 ہفتہ وار چٹان لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۶

25 روزنامہ ندائے ملت لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء بحوالہ الفرقان ربوہ اپریل ۱۹۷۰ء

26 الفضل ۷ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

27 الفضل مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۴، ۶

28 الفضل ۲۲ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

29 الفضل ۲۹، ۳۱ مارچ وکیم تا ۴/اپریل و ۲۲/اپریل ۱۹۷۰ء نیز ۱۷-۱۹۷۰ء کے میزانیے صدر انجمن احمدیہ۔تحریک جدید۔
وقف جدید

30 رسالہ تحریک جدید ربوہ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۷ تا ۱۹

31 ملاحظہ ہو کتاب المزھر صفحہ ۱۵ جزاوّل مطبوعہ مصر جمادی الآخرہ ۱۲۸۲ ھجری ۱۸۶۵ء بحوالہ الفضل ۲۸ /اپریل ۱۹۷۰ء
صفحہ ۳ تا ۵

32 الفضل ۹ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۳-۴

33 الفضل ۷ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱-۸

34 الفضل ۱۲ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

35 الفضل ۱۴ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱-۸

36 الفضل ۸، ۱۲، ۱۵، ۱۶، ۱۷ /اپریل ۱۹۷۰ء

37 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۳۹

38 الفضل ۱۵۔۱۶۔۲۶ /اپریل ۱۹۷۰ء

39 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۲۱

40 الفضل ۱۷ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔الفضل ۲ /مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔الفضل ۹ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ تا ۷ تقریر کا اردو ترجمہ

41 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۳۲

42 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۳۳

43 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۳۳

44 الفضل ۲۱ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔الفضل ۴ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۔الفضل ۷ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۲

45 مفصّل متن کے لئے ملاحظہ ہو الفضل ۱۴ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳-۴

46 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۴۰

47 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۴۰

48 الفضل ۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۲
49 الفضل ۲۱۔۲۲ / اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ ۳۰ / اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱ متن تقریر۔ ۱۳ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۔۴
50 الفضل ۱۴ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۲
51 الفضل ۱۵ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۔۵
52 الفضل ۲۵ / اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ الفضل یکم مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ الفضل ۱۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳
53 الفضل ۱۳ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
54 الفضل ۲۶ / اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۔۴
55 الفضل ۱۹ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۔۴
56 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۶۰ تا ۶۶
57 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۶۹
58 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۶۹
59 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۷۰
60 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۷۰
61 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۷۲
62 الفضل ۲۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۴
63 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۷۷
64 الفضل ۳، ۵ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ الفضل ۲۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۔۵
65 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۸۳
66 الفضل ۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
67 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۸۶ تا ۸۸
68 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۸۹
69 الفضل ۲۷ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۲۔۵
70 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۸۹، ۹۳۔ الفضل ۸ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
71 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۹۴، ۹۵۔ الفضل ۲۸ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۵، ۶
72 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۹۶
73 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۹۷، ۹۸
74 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۹۹
75 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۶

76 الفضل ۱۳ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ الفضل ۲ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۳-۴

77 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴

78 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۱۱۴

79 ماہنامہ خالد اکتوبر ۱۹۷۰ء دورہ مغربی افریقہ نمبر صفحہ ۱۱۶ تا ۱۲۰

80 الفضل ۱۵ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ الفضل ۱۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ الفضل ۴۔۵۔۱۳ جون ۱۹۷۰ء

81 الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

82 الفضل ۱۷ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱-۸

83 الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳-۶

84 الفضل ۲۷ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔ رسالہ لاہور ۸ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

85 الفضل ۹ را کتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

86 الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۷-۸۔ جماعت احمدیہ انگلستان کے وعدوں کی فہرستیں الفضل ۶۔۱۰۔۱۳۔ ۱۶ تا ۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء میں شائع شدہ ہیں

87 الفضل ۵،۶ مئی ۱۹۷۱ء

88 رسالہ تحریک جدید ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲۷

89 اخبار احمدیہ لندن ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۷،۸

90 اس خطاب کا مکمل متن مشعل راہ جلد دوم صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۷ پر شائع شدہ ہے

91 الفضل ۱۳ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۸۔ الفضل ۱۸ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

92 الفضل ۹ را کتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ تا ۱۰

93 الفضل ۱۹ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

94 الفضل ۱۳ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

95 الفضل ۱۱و۱۲ جون ۱۹۷۰ء

96 سنڈے ٹائمز (نائیجیریا) ۱۲ را پریل ۱۹۷۰ء

97 ڈیلی ٹائمز لیگوس (نائیجیریا) ۱۴ را پریل ۱۹۷۰ء صفحہ اوّل

98 ڈیلی ٹائمز لیگوس (نائیجیریا) ۱۴ را پریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۲

99 مارننگ پوسٹ لیگوس (نائیجیریا) ۱۸ را پریل ۱۹۷۰ء

100 ڈیلی ٹائمز لیگوس (نائیجیریا) ۱۵ را پریل ۱۹۷۰ء

101 ڈیلی ٹائمز لیگوس (نائیجیریا) ۱۷ را پریل ۱۹۷۰ء

102 سنڈے پوسٹ لیگوس (نائیجیریا) ۱۹ را پریل ۱۹۷۰ء

103 ڈیلی گرافک اکرا (غانا) ۷؍اپریل ۱۹۷۰ء

104 دی اِیکو (غانا) ۱۲؍اپریل ۱۹۷۰ء

105 ڈیلی گرافک اکرا (غانا) ۲۰؍اپریل ۱۹۷۰ء

106 دی گھانین ٹائمز (غانا) ۲۰؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ اوّل

107 ڈیلی گرافک اکرا (غانا) ۲۲؍اپریل ۱۹۷۰ء

108 دی پائنیر (غانا) ۲۲؍اپریل ۱۹۷۰ء

109 دی پائنیر (غانا) ۲۲؍اپریل ۱۹۷۰ء

110 چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دوران سفر بھجوائے ہوئے تراشوں سے مرتبہ نوٹ مشمولہ ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۳۵-۴۷

111 الفضل ۲۰ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ تا ۵

112 الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۳، ۱۴۔ اس خطبہ کا مکمل متن خطبات ناصر جلد سوم صفحہ ۱۰۹ تا ۱۴۵ پر شائع شدہ ہے۔

113 الفضل ۱۸ جون تا ۱۳ نومبر ۱۹۷۰ء میں اُن احباب کی فہرستیں شائع ہوئیں جن کو السابقون الاولون میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا

114 الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

115 الفضل ۱۷ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

116 الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۲-۳۔ ایضاً خطبات ناصر جلد سوم صفحہ ۱۴۷ تا ۱۶۸

117 الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

118 ''تعارف وتاریخ حدیقۃ المبشرین'' مرتبہ جناب عبدالمغنی زاہد صاحب و محمود احمد صاحب اشرف

119 ریکارڈ وکالت دیوان تحریک جدید

120 ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت

121 ریکارڈ مجلس نصرت جہاں ۱۹۷۰ء

122 ریکارڈ مجلس نصرت جہاں ۱۹۸۵ء

123 ریکارڈ مجلس نصرت جہاں ۲۰۱۴ء

124 الفضل انٹرنیشنل ۱۵ تا ۲۱؍اپریل ۱۹۹۴ء صفحہ ۳، ۴

125 الفضل ۷ جنوری ۱۹۹۰ء صفحہ ۶

126 الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۶

127 الفضل ۷ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

128 الفضل ۲۰؍اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۴ و ۷

129 خطبہ کا مکمل متن خطبات ناصر جلد سوم صفحہ ۱۹۷ تا ۲۲۲ پر شائع شدہ ہے
130 الفضل ۱۹؍ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۴
131 مکتوب بنام مؤلّف
132 اصحابِ احمد جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۱۳ مولّفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے
133 الفضل ۳۰ جون ۔۴، ۵، ۱۶، ۱۹، ۲۳، ۳۱ جولائی ۔ ۷، ۲۳، ۲۹؍ اگست ۔ ۳، ۴، ۱۰، ۲۰، ۳۰ ستمبر ۔ ۱، ۲، ۱۱، ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۷۰ء
134 الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ ۔ ۴
135 ہفت روزہ اخبار لاہور ۴ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۶
136 بلیک برن ٹائمز (انگلستان) ۱۴؍ اگست ۱۹۷۰ء بحوالہ رسالہ ''لاہور'' سالنامہ نمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۱
137 الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴، ۲ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
138 الفضل ۴؍ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
139 الفضل ۷؍ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
140 الفضل ۲ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
141 الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳، ۴
142 ''احمدی ڈاکٹروں سے بصیرت افروز خطاب'' صفحہ ۲ تا ۳۲ ناشر محمد اسماعیل صاحب منیر واقف زندگی سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ
143 الفضل ۸؍ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱، ۸
144 کتاب البریہ صفحہ ۱۵۴ حاشیہ
145 انوار الاسلام صفحہ ۲۱
146 الفضل ۱۸، ۲۰، ۲۱؍ اکتوبر ۱۹۷۰ء ۔ رسالہ خالد نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲۲ تا ۲۷ ۔ ۴۶
147 الفاروق صفحہ ۱۰۵ مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور تالیف ۲۰۰۱ء
148 فتوح الشام مترجم حکیم شبیر احمد انصاری صفحہ ۸۵ تا ۸۷
149 الفضل ۲۱؍ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳، ۴ ۔ ماہنامہ مصباح دسمبر ۱۹۷۰ء جنوری ۱۹۷۱ء سالنامہ صفحہ ۷ تا ۱۴
150 ماہنامہ مصباح دسمبر ۱۹۷۰ء و جنوری ۱۹۷۱ء سالنامہ صفحہ ۱۸ تا ۲۰
151 الفضل ۲۵ و ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۷۰ء
152 متن کے لئے ملاحظہ ہو الفضل ۶ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳، ۴
153 الفضل ۳ و ۴ نومبر ۱۹۷۰ء
154 الفضل ۷ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
155 الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

156 متن کیلئے ملاحظہ ہو ماہنامہ مصباح دسمبر ۱۹۷۰ء وجنوری ۱۹۷۱ء سالنامہ صفحہ ۳۴ تا ۳۶

157 الفضل ۲۳۔۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء

158 ہفت روزہ چٹان لاہور ۳۰ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

159 ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ لاہور ۳/ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۶-۲۰

160 روزنامہ ’’جسارت‘‘ لاہور ۲۳ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۷

161 ہفت روزہ ’’اداکار‘‘ لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

162 ہفت روزہ ’’اداکار‘‘ لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

163 ہفت روزہ ’’اداکار‘‘ لاہور ۲۷ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

164 لولاک ۱۴ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ بحوالہ ’’الفرقان‘‘ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۵

165 ہفت روزہ ’’بےلاگ‘‘ چنیوٹ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

166 ہفت روزہ ’’بےلاگ‘‘ چنیوٹ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲

167 روزنامہ ’’ندائے ملت‘‘ لاہور ۱۰ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

168 رسالہ ’’ترجمان القرآن‘‘ لاہور جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۵۲

169 ہفت روزہ ایشیاء لاہور ۲/ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۱۔ زیرعنوان ’’۵/ اکتوبر کے انتخابات‘‘

170 روزنامہ کوہستان مورخہ ۷/ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶

171 روزنامہ کوہستان مورخہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

172 اخبار ’’مشرق‘‘ لاہور ۱۱ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲

173 اخبار کوہستان لاہور ۱۵ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴-۵

174 روزنامہ ’’کوہستان‘‘ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

175 ’’مشرق‘‘ یکم دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

176 روزنامہ ندائے ملت مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

177 روزنامہ ندائے ملت لاہور ۷ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

178 روزنامہ ڈان، ۷ دسمبر ۱۹۷۰ صفحہ ۱۲

179 روزنامہ نوائے وقت ۱۸ مارچ ۲۰۱۳ صفحہ ۱۴

180 ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۴ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

181 قادیانی مسئلہ کا جواب صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ ستمبر ۱۹۵۳ء

182 ہفت روزہ ایشیاء لاہور ۳ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۴

183 ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۴ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

184 ماہنامہ ’’تعلیم القرآن‘‘ راولپنڈی جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۷ بحوالہ الفرقان فروری مارچ ۱۹۷۱ء صفحہ ۸۷

185 ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ لاہور ۲۲ فروری ۱۹۷۱ء صفحہ ۹

186 الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۴ تا ۶

187 الفضل ۷ فروری ۱۹۷۱ء صفحہ ۳۔۴

188 الفضل ۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۔۸

189 الفضل ۵ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۱ تا ۸

190 الفضل ۷ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۵

191 الفضل ۷ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۱، ۸

192 آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲ تالیف دسمبر ۱۸۹۱ء مطبع ریاض ہند امرتسر بحوالہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲۔ الفضل ۸ تا ۱۲ جنوری ۱۹۷۱ء

193 الفضل یکم تا ۱۴ جنوری ۱۹۷۱ء۔ کتاب جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ ۴۳ تا ۵۸ ناشر نظارت اشاعت لٹریچر وتصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ۔ تاریخ طبع ۵ جون ۱۹۷۶ء

194 رسالہ ’’ایشیا‘‘ لاہور ۳ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۶

195 الفضل ۷ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۸

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابۂ کرام کا انتقال

مہدئ دوراں سیّدنا حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو جلیل القدر صحابہ اس سال اس عالم فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے، ان کا تذکرہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حضرت مولوی نظام الدین صاحب آف چک ۳۵ جنوبی سرگودھا

پیدائش: ۱۸۸۰ء بیعت: یکم دسمبر ۱۹۰۴ء وفات: ۳، ۴ جنوری ۱۹۷۰ء

آپ ۱۹۰۴ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۹۰ سال تھی۔ آپ صحابہ کا پورا نمونہ اور رنگ اپنے اندر رکھتے تھے۔ تلاوت قرآن کریم کرتے ہوئے جھوم اٹھتے تھے اور سننے والوں میں وجد کی کیفیت پیدا کرتے تھے۔ عاشق قرآن کریم، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عاشق مسیح موعود علیہ السلام اور عاشق احمدیت تھے۔ آپ صدق وثبات عزم واستقامت اور تبتل وانقطاع کا پیکر تھے۔ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۷۰ء کو بعد از نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا اور قبر تیار ہونے پر محترم چوہدری فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم نے دعا کرائی۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا (پروفیسر عطاء اللہ صاحب) اور دو لڑکیاں یادگار چھوڑیں۔[1]

حضرت محمد عبد اللہ ایرانی صاحب

وفات: ۵ فروری ۱۹۷۰ء

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ مورخہ ۵ فروری ۱۹۷۰ء کو بوقت نماز مغرب وفات پا گئے۔ آپ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ہم جماعت تھے۔ مورخہ ۶ فروری بعد نماز جمعہ آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔[2]

اولاد: حمید اللہ صاحب، برکت اللہ بھٹی صاحب، صابرہ حمیدہ صاحبہ زوجہ اشتیاق احمد صاحب، امۃ الرشید صاحبہ زوجہ گلزار احمد صاحب، بشارت بانو صاحبہ زوجہ چوہدری سلیم احمد انجم صاحب۔

حضرت محمد صادق صاحب فاروقی آف بھٹے کلاں متصل شہر سیالکوٹ

ولادت: مئی ۱۸۹۵ء پیدائشی احمدی وفات: ۸/۷ مارچ ۱۹۷۰ء

آپ حضرت منشی نیاز علی فاروقی صاحب کے بیٹے تھے۔ بہت نیک، مخلص، سلسلہ کے فدائی اور خاموش طبع بزرگ تھے۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی آپ کا خاص وصف تھا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکتوبر ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ تشریف لائے تو آپ اس وقت پرائمری میں پڑھتے تھے اس موقع پر دیگر افراد خاندان کے ساتھ سیالکوٹ حاضر ہوئے اور پہلی بار زیارت سے مشرّف ہوئے۔ ایک عرصہ دراز تک پولیس کے محکمہ میں تفتیش کے کام پر متعین رہے۔ آپ اپنے ہمعصروں میں بہترین کارکن تسلیم کئے جاتے تھے۔ ان کی محکمانہ قابلیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ امتحان دیئے بغیر پہلے ہیڈ کانسٹیبل اور پھر اسسٹنٹ انسپکٹر بنا دیئے گئے اور بے شمار تعریفی سرٹیفکیٹ مختلف النوع مقدمات میں انہوں نے حاصل کئے۔ آپ کو مذہب سے گہرا شغف اور لگاؤ تھا جہاں جہاں رہے اس علاقہ کے احمدی احباب سے رابطہ قائم رکھا۔ کئی مواقع پر مخالفِ احمدیت افسران سے واسطہ پڑا مگر انہوں نے ہمیشہ احمدیت کے وقار اور عزت کو برقرار رکھا۔ جماعت کے سالانہ جلسوں میں ذوق وشوق سے شامل ہونا ان کی خصوصیات میں سے تھا۔ قادیان کی محبت کا جذبہ اس حد تک تھا کہ جب تھانہ امرتسر میں متعین ہوئے تو فرمانے لگے کہ اب تو میں سمجھتا ہوں کہ قادیان میں ہوں۔ چنانچہ مکان کرائے پر لے کر اہل وعیال کو قادیان رکھا اور پھر دارالبرکات شرقی میں اپنا مکان بنوا لیا۔ سالہا سال تک جماعت احمدیہ قصور کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری مال رہے اور اپنے فرائض کو نہایت شوق، دلچسپی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۸ مارچ کو بعد از نماز عصر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ بعد میں بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ نے دعا کرائی۔[3]

اولاد: حکیم محمد اسلم فاروقی صاحب۔ سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ وطبیہ کالج ربوہ، ناصرہ جمال صاحبہ اہلیہ چوہدری جمال احمد صاحب بہاولنگر، محمد ہادی نسیم فاروقی صاحب آفس سپرنٹنڈنٹ آرڈیننس ڈپو واہ

حضرت مرزا صالح علی صاحب

ولادت: ۱۸۹۷ء [4] پیدائشی احمدی وفات: ۱۰ مارچ ۱۹۷۰ء

آپ حضرت مرزا صفدر علی بیگ صاحب (مالیر کوٹلہ) کے صاحبزادے تھے جن کا نام ۱۸۹۲ء کے تاریخی جلسہ سالانہ کی فہرست میں نمبر ۳۰۵ کے تحت آئینہ کمالاتِ اسلام کے ضمیمہ صفحہ ۱۶ پر درج ہے۔ نیز آپ کو خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا جنازہ آپ کے فرزندان ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء کی شام کو کراچی سے ربوہ لائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کی تعمیل میں مولانا ابوالعطاء صاحب نے مغرب کے بعد نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ بعد میں بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے دعا کرائی۔

اولاد: خورشید عطا صاحبہ اہلیہ مرزا عبدالحق صاحب کراچی، مرزا صادق علی صاحب، مرزا لیاقت علی صاحب، مرزا ارشاد علی صاحب، مرزا سعید احمد صاحب، مرزا ہارون علی صاحب۔ [5]

حضرت عالم بی بی صاحبہ

ولادت: ۱۸۸۵ء بیعت: ۱۹۰۷ء وفات: یکم مئی ۱۹۷۰ء

حضرت عالم بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت شیخ نیاز محمد صاحب بڑی ملنسار نہایت نیک دل خاتون تھیں۔ غریب پروری آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اکثر صدقہ و خیرات کرتی رہتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار تھیں۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک نشان تھیں۔ مرحومہ کے خسر میاں محمد بخش صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس بٹالہ تھے۔ پنڈت لیکھرام کے مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی لی گئی تو میاں محمد بخش صاحب اس موقع پر موجود تھے۔ اس موقع پر حضور نے فرمایا ''میاں صاحب! آپ تو اس طرح مخالفت کرتے ہیں مگر آپ کی اولاد میرے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو جائے گی۔'' [6]

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ میاں محمد بخش صاحب کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت میاں نیاز محمد خاں صاحب ۱۹۰۷ء میں قادیان آئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ عالم بی بی صاحبہ حضرت میاں

نیاز محمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔محترمہ عالم بی بی صاحبہ کے ننھیال اور ددھیال کے بزرگ مہاراجہ کشمیر کے مظالم سے تنگ آ کر پنجاب آ گئے تھے اور تلونڈی راہ والی ضلع گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کی۔انہوں نے تلونڈی میں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔حضرت محترمہ عالم بی بی صاحبہ نے حضرت اماں جان اور حضرت ام ناصر صاحبہ اور حضرت امۃ الحیٔ صاحبہ کی زیرنگرانی قرآن شریف کا ترجمہ سیکھا اور ان سے دینی تعلیم حاصل کی۔آپ کو قادیان کے محلّہ دارالبرکات میں لجنہ کی صدر رہنے کی توفیق ملی۔آپ نے ۱/۵ کی وصیت کی ہوئی تھی۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

اولاد: مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں چار بیٹے بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام احمد صاحب، مکرم حافظ بشیر احمد صاحب، مکرم منیر احمد صاحب اور مکرم خلیل احمد صاحب اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔آپ کی ایک بیٹی سیدہ فرخندہ اختر شاہ صاحبہ (پرنسپل نصرت جہاں کالج) حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کی اہلیہ تھیں۔[7]

حضرت مولوی سیف اللہ صاحب چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ

ولادت: قریباً ۱۸۷۰ء بیعت: ۱۹۰۴ء وفات: ۱۷ جون ۱۹۷۰ء

دعوت الی اللہ، عبادت، شب بیداری، غرباء کی ہمدردی اور عوام الناس کی خیرخواہی آپ کے خاص اوصاف تھے۔چالیس سال کی عمر میں چوہدری اللہ دتہ صاحب مرحوم کے پاس جن کا کنواں گاؤں سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔روزانہ جا کر قرآن مجید باترجمہ پڑھا اور پھر ساری عمر نہایت شوق ومحبت سے درس دیتے رہے۔قیام بالعموم خدا کے گھر میں ہی رکھتے۔عبادت ان کی غذا تھی۔رات نفل پڑھتے گذارتے جب نیند غلبہ کرتی سو جاتے پھر اُٹھ کر نماز میں کھڑے ہو جاتے۔دین کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے جب بھی کسی نے ظلم کیا مظلوم کی مدد کرتے۔گو ظالم مولوی صاحب مرحوم کا بھی دشمن ہو جاتا۔لیکن آپ کا توکل اللہ تعالیٰ پر تھا۔بالآخر ظالم نامراد رہتا تھا۔تعلق باللہ اتنا تھا کہ بعض دفعہ آئندہ حالات کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ آپ کو اطلاع دے دیتا۔ایک دفعہ دو احمدی دوست یونین کونسل کے دو حلقوں میں کھڑے ہوئے۔مولوی صاحب مرحوم سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی گئی۔دعا کے بعد فرمانے لگے انشاء اللہ دونوں کامیاب ہو جاویں گے۔مگر ایک ممبر کامیاب ہوا اور دوسرا ناکام ہو گیا۔مولوی صاحب مرحوم پریشان ہو کر کہنے لگے۔کوئی دھوکہ ہوا ہے۔

رٹ کی درخواست دائر کی گئی ۔فریق مخالف کا انتخاب ناجائز قرار پایا اور دوبارہ الیکشن ہوا اور خدا کے فضل سے وہی احمدی جو پہلے ناکام ہوا تھا ممبر ہو گیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب مرحوم کی رؤیا کو سچا کر دکھایا۔مرحوم اسلام اور احمدیت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔[8]

حضرت ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب ڈنگوی ۔میڈیکل ہال قادیان

ولادت: قریباً ۱۸۸۷ء بیعت: جون ۱۹۰۲ء [9] وفات: ۲۹ جون ۱۹۷۰ء

آپ بچپن ہی میں ڈنگہ ضلع گجرات سے قادیان آ گئے تھے یہیں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پائی۔ پہلے نور ہسپتال میں ایک لمبا عرصہ خدمات سرانجام دیں پھر قادیان میں عرصہ دراز تک خود اپنا مطب کیا اور ایک کامیاب معالج کی حیثیت سے بہت نام پیدا کیا اور اس حیثیت میں مخلوقِ خدا کو بہت فیض پہنچایا۔ قیامِ پاکستان کے بعد سرگودھا میں رہائش اختیار کی اور یہاں بھی مخلوق خدا کی خدمت سرانجام دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی اور لوگ علاج کی غرض سے دور دور سے آپ کے پاس کھنچے چلے آتے تھے۔آپ نہایت مخلص وفدائی احمدی،عبادت گذار اور دعا گو بزرگ تھے۔ذکر الٰہی آپ کی روح کی غذا تھی۔زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی۔

آپ کو نظام الوصیت سے وابستگی اور تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہدین میں شمولیت کا شرف بھی حاصل تھا۔[10]

حضرت بھائی محمود احمد صاحب کے قلم سے زمانہ مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق بعض روایات درج ذیل کی جاتی ہیں۔

''ایک دفعہ امساک باراں سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔کئی دوست چاہتے تھے کہ حضور کی خدمت میں نماز استسقاء کے واسطے عرض کی جائے۔ چنانچہ ایک دوست نے نماز استسقاء کے واسطے عرض کی۔حضور نے ارشاد فرمایا۔اچھا کل، جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔چنانچہ دوسرے روز بارش کا سلسلہ شروع ہوا جو متواتر سات دن لگا تار رہا۔حتیٰ کہ لوگ تنگ آ گئے کہ الٰہی بارش کو بند کر۔

کرم دین بھیں کے مقدمہ کے دوران میں ایک دفعہ حضور بوقتِ سحری قادیان دارالامان سے گورداسپور تاریخ کے واسطے روانہ ہوئے۔تین یکے تھے۔ایک یکہ پر حکیم فضل دین صاحب مرحوم۔ آپ کے ہمراہ جو دوست سوار تھے ان کا نام مجھے یاد نہیں۔دوسرے یکہ میں حضور اور آپ کے ہمراہ

حافظ حامد علی صاحب اور تیسرے یکہ میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔حضور کے یکہ کے ہمراہ ہم چار پانچ کس تھے جب کلّو سوہل اور بھڑ کے درمیان پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ نماز پڑھ لیں چنانچہ سب نے وضو کیا اور سنتیں ادا کیں۔ بعد از فراغت سنت حضور نے ارشاد فرمایا کہ حکیم فضل دین صاحب مرحوم کو کہیں کہ نماز پڑھائیں۔عرض کی گئی کہ حضور ان کا یکہ آگے نکل گیا ہے حضور خاموش ہو رہے۔ ہمراہی کسی دوست نے عرض کی کہ حضور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا یکہ پیچھے آرہا ہے ان میں سے کوئی نماز پڑھا دے گا۔ چنانچہ پھر حضور خاموش رہے۔خاکسار کے پاس چادر تھی میں نے چادر آگے بچھا دی۔ چنانچہ حضور نے نماز پڑھائی۔ جب حضور نے سلام پھیرا تو مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کا یکہ بھی آ پہنچا۔ مجھے صرف ایک ہمراہی دوست مسیح اللہ صاحب مرحوم محلّہ دارالرحمت کا نام یاد ہے باقی دوستوں کے نام یاد نہیں ہیں۔حضور کے رکوع وسجود اور تشہد قدرے لمبے تھے۔آواز آپ کی دھیمی رقّت وگداز سے پُر تھی۔لیکچر سیالکوٹ کے موقع پر خاکسار اور میرے جماعتی محمد الدین جہلمی نے مشورہ کیا کہ چند یوم کی رخصت لے کر سیالکوٹ پیدل چلیں۔ چنانچہ ہم دونوں قادیان دارالامان سے پہلے روانہ ہوئے۔ بٹالہ پہنچ کر میرے ہمراہی نے کہا میں تو حضور علیہ السلام کی گاڑی پر جو کہ حضور کے واسطے ریزرو کی ہوئی ہے سیالکوٹ چلا جاؤں گا۔خاکسار نے عرض کی یہ ناممکن ہے چنانچہ وہ خاکسار سے الگ ہو کر سٹیشن پر چلا گیا اور خاکسار پا پیادہ ڈیرہ بابا نانک کو روانہ ہو گیا۔ بوقت ظہر ڈیرہ بابا نانک نماز پڑھ کر بیٹھا ہی تھا میں نے دیکھا کہ میرا ہمراہی بھی یکہ پر بیٹھا ہوا آرہا ہے میں جلدی سے شہر کے بازار سے ہو کر راستہ کا پتہ کر کے آگے نکل گیا۔ چنانچہ دریا پر پہنچ کر ہم اکٹھے ہو گئے۔دریا سے چار پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک بڑا گاؤں تھا۔ جو عین سیالکوٹ کی سڑک پر واقع ہے۔شام کا وقت ہو گیا۔ایک مسجد میں گئے۔ چنانچہ نمازی جمع ہو گئے۔ جب تکبیر ہونے لگی تو میرے ہمراہی نے کہا نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔ یہ پڑھ لیں تو بعد میں ہم پڑھ لیں گے۔ چنانچہ ایک آدمی سن رہا تھا اس نے کہا کہ نماز پڑھ کر تمہاری خبر لیں گے۔اس پر پھر میرے ہمراہی نے اصرار کیا میں نے کہا کہ فساد کی جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ رات بسر کر لیں گے۔ چنانچہ اس گاؤں سے دوسری طرف قبرستان تھا جو فاصلہ پر تھا اور اس میں مسجد بھی تھی وہاں رات بسر کی اور رات کے دو بجے وہاں سے روانہ ہو کر گیارہ بجے سیالکوٹ پہنچے۔

جب لیکچر ختم ہوا تو سیّد حامد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ چار پٹھان ہیں جو کہ سوائے پشتو کے کوئی اور زبان نہیں جانتے۔ رستے کا واقف ان کے ساتھ جائے تو بہتر ہوگا۔ خاکسار نے عرض کی کہ بندہ حاضر ہے۔ چنانچہ ہم پانچوں عصر کے وقت چل کر رات پسرور آ گئے۔ چونکہ حضرت اقدس علیہ السلام نے سیالکوٹ سے دوسرے یوم چل کر رات بٹالہ قیام فرمانا تھا اس لئے میں نے موقعہ غنیمت سمجھ کر یہ نیت کر لی کہ جس طرح ہو سکے دوستوں کی رفاقت کا فائدہ اٹھا کر حضرت اقدس علیہ السلام کو بٹالہ جا ملیں گے۔ چنانچہ رات کے دو بجے پسرور سے چل کر ہم سب رات کے وقت ڈیرہ بابا نانک پہنچے۔ میں نے دوستوں کو کھانا کھلا کر تیار کر لیا کہ چلو حضرت اقدس علیہ السلام بٹالہ میں ہیں چنانچہ پھر رات کو چل کر قریب نہر کے تھوڑا قیام کیا مگر مجھے نیند نہ آتی تھی کیونکہ حضور کا اشتیاق دل میں جوش مار رہا تھا کہ جس طرح ہو سکے حضور کو بٹالہ میں ملیں۔ چنانچہ بار بار اصرار کر کے میں نے ہمراہی دوستوں کو اٹھا دیا۔ جب بٹالہ پہنچ کر سرائے میں گئے تو معلوم ہوا کہ حضور قادیان تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت مجھے نہایت صدمہ ہوا۔ ہم سب شہر کو گئے اور ہمراہی دوستوں کو کھانا کھلایا۔ جب شہر سے نکل کر قادیان کا رخ کیا جہاں سے قادیان کی سڑک رخ کرتی ہے تو حضور علیہ السلام کے یکے کھڑے تھے ...... اس وقت ہماری خوشی کا جو حال تھا وہ محتاج بیان نہیں۔ چنانچہ ہم سب پاپیادہ حضور کے ہمراہ قادیان پہنچے۔ میرے ہمراہی دوستوں کے نام یہ تھے۔ غلام رسول صاحب (دکان کرتے ہیں)، محمد الیاس، عبدالغفار خاں، عبداللہ خاں۔ یہ دوست ایک ہاتھ سے معذور تھے۔ انہوں نے ہی باغ میں چور کو پکڑا تھا''۔ [11]

مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے آپ کی وفات پر ایک مضمون میں لکھا کہ مجھے اپنے قادیان کے ابتدائی ایام سے حضرت بھائی صاحب موصوف کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے ہم مدرسہ احمدیہ میں پڑھتے تھے بیمار ہونے پر دوا لینے کے لئے ہسپتال جاتے تو اکثر حضرت بھائی صاحب کے ذریعہ دوا ملتی۔ زخموں کی مرہم پٹی آپ کرتے۔ آپ ہر چھوٹے بڑے سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور ہنستے ہنساتے زخم اور پھوڑے پھنسیوں پر پٹی لگا دیا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے۔ دوا بناتے وقت، نسخہ لکھتے وقت، زخم کو چیرتے وقت ''اللہ شافی'' کا ورد آپ کی زبان پر ہوتا تھا۔

جب انہوں نے اپنا علیحدہ شفاخانہ کھولا تو وہ بھی مرجع خلائق بن گیا۔ وہاں سے قیمتی دوائیں بھی رعائتی قیمت پر ملتی تھیں اس پر بھائی صاحب کی مرنجان مرنج طبیعت اور نہایت شگفتہ گفتگو مزید براں

تھیں۔نتیجہ یہ تھا کہ قادیان کے اکثر لوگ اسی شفاخانہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ہندو اور سکھ بھی بکثرت آتے تھے۔دیہات سے آنے والے مردوں اور عورتوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ان کی دکان بڑے بازار کے شمال میں ریتی چھلہ کے پاس آخری دکان تھی۔ جب ادھر سے گذر ہوتا تو متعدد لوگ انتظار میں بیٹھے نظر آتے۔اور یہ بھی دکھائی دیتا کہ حضرت بھائی صاحب اور ان کے متعدد کارکن نہایت مستعدی سے نسخے لکھنے اور دوائیں تیار کرنے میں منہمک ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفاء بھی رکھی تھی۔حضرت بھائی صاحب امیروں اور غریبوں کی طرف یکساں توجہ دیتے تھے بلکہ میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ان کی توجہ غریبوں اور بالخصوص بوڑھی اور دیہاتی عورتوں کے علاج کی طرف خاص طور پر زیادہ ہوتی تھی۔دیہات میں جا کر بھی مریضوں کو دیکھتے تھے۔سارے علاقہ میں ان کی نیک شہرت تھی۔ہمارے مشاہدہ میں حکیموں میں سے حضرت مولوی قطب الدین صاحب مرحوم اور ایلوپیتھی علاج کرنے والوں میں حضرت بھائی محمود احمد صاحب کا ذکر کر رہا ہوں ان کا خاص طریق یہ تھا کہ ان کی زبان پر تسبیح وتحمید کا ورد جاری رہتا تھا وہ کام بھی کرتے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بھی مشغول رہتے تھے۔نماز باجماعت کے بڑے پابند تھے۔گھڑی جیب میں ہوتی تھی۔جونہی نماز کا وقت ہوا سب کام کاج چھوڑ کر مسجد کا رخ کرتے تھے۔اپنی دکان میں ہوتے تو وہاں کی قریبی مسجد میں نماز باجماعت ادا فرماتے اور اپنے محلّہ یعنی دارالرحمت میں ہوتے تو محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتے۔ جمعہ کے لئے عام طور پر ان کی جگہ جامع مسجد کی صفِ اوّل میں ہوتی تھی۔عبادت کا پورا التزام کرنے کے باوجود طبیعت میں نہایت تواضع اور انکساری تھی۔سوائے دینی غیرت کے مواقع کے ان کی طبیعت میں تیزی نہیں آتی تھی۔بچوں سے بہت انس تھا۔راہ گذرتے ہوئے بھی کھیلنے والے بچوں اور بچیوں سے پیار کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی فراخی بھی عطا فرمائی تھی اور طبیعت میں جود وسخا بھی رکھی تھی۔سلسلہ کے علانیہ چندوں میں بھی شریک ہوتے تھے اور غرباء و مستحقین کی مخفی امداد بھی ان کا شعار تھا۔

تقسیم ملک کے بعد حضرت بھائی صاحب کا مطب سرگودھا میں منتقل ہو گیا۔شروع میں قادیان کی جدائی سے بہت زیادہ غمگین رہا کرتے تھے تاہم اپنے کام اور بنی نوع انسان کی خدمت میں ہمہ تن مصروف تھے۔ چند ہی دنوں میں ان کے شفاخانہ میں وہی صورت حال پیدا ہو گئی جو قادیان میں تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت بھائی محمود احمد صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔احمدیت کا ایک

صحیح نمونہ تھے۔دست در کار و دل با یار کی ایک بہترین مثال تھے۔[12]

اولاد: ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب (سرگودھا)، ودود احمد صاحب (مقیم لندن)، آمنہ خاتون صاحبہ، فاطمہ خاتون صاحبہ، صالحہ خاتون صاحبہ، صفیہ خاتون صاحبہ، سعیدہ خاتون صاحبہ

آپ کی اہلیہ اور آپ کی سب اولاد تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہدین میں شامل ہے۔[13]

حضرت ملک شادے خان صاحب

پیدائش:۱۸۸۰ء دستی بیعت:۱۹۰۴ء وفات:۱۱جولائی ۱۹۷۰ء

آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ہجرت سے قبل محلّہ دارالرحمت قادیان میں رہائش پذیر تھے۔آپ اپنی بیعت کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''میں ایک دفعہ میاں جمال الدین مرحوم کے ساتھ قادیان میں آیا۔اور مسجد مبارک میں جب ہم آئے تو نماز ظہر کا وقت تھا۔تو حضرت صاحب نماز کے لئے جب تشریف لائے تو میں نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا۔میرے کانوں میں مُرکیاں پڑی ہوئی تھیں۔تو حضور نے فرمایا کہ یہ مُرکیاں کیسی ہیں۔مسلمان تو نہیں ڈالتے۔میاں جمال الدین نے کہا حضور دیہاتی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔کیونکہ ایسے مسائل سے کچھ خبر نہیں ہوتی۔فرمایا۔اِن کو کانوں سے اتار دو۔تو میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے بھی کہا کہ جلدی اتار دو۔کیونکہ حضرت صاحب نے حکم فرمایا ہے۔میں نے اُسی وقت اتار دیں۔جب نماز عصر کے وقت نماز پڑھنے کے لئے آیا تو حضور نے فرمایا کہ اب مسلمان معلوم ہوتا ہے۔اُس کے بعد میں نے بیعت کر لی۔''[14]

آپ ۱۱جولائی ۱۹۷۰ء کو سیالکوٹ شہر میں وفات پا گئے۔اسی دن شام کو بذریعہ ٹرک نعش کو ربوہ پہنچایا گیا۔مورخہ ۱۲جولائی کو بعد از نماز فجر مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے نماز جنازہ پڑھائی اور قطعہ صحابہ میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا نے ہی دعا کروائی۔[15]

اولاد: عبدالحمید صابر بھٹی صاحب، عبدالرشید بھٹی صاحب، عبدالعزیز بھٹی صاحب، عبد اللطیف بھٹی صاحب، صفیہ بی بی صاحبہ، ثریا بی بی صاحبہ، نسیم اختر صاحبہ

حضرت صابرہ بی بی صاحبہ

پیدائش: ۱۸۸۶ء بیعت:۱۹۰۵ء[16] وفات:۱۷جولائی ۱۹۷۰ء

مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات میں سے تھیں۔خدا،اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب قرآن کریم سے خاص محبت تھی۔خدمت خلق کا بہت شوق رکھتی تھیں۔مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۷۰ء کو بعمر ۸۵ سال وفات پا گئیں۔مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۷۰ء کو بعد از نماز عصر مسجد مبارک سے ملحقہ میدان میں مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔اس کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ صحابہ میں تدفین عمل میں آئی۔[17]

اولاد: قریشی محمد عبداللہ صاحب،قریشی عطاءاللہ صاحب

حضرت خواجہ عبدالقیوم صاحب بی اے بی ٹی سیالکوٹی

ولادت: قریباً ۱۸۹۴ء بیعت: ۱۹۰۴ء وفات: ۲۲ جولائی ۱۹۷۰ء

آپ ایک لمبا عرصہ تک بلوچستان کے مختلف علاقوں میں ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کے فرائض انجام دیتے رہے۔ریٹائر ہونے کے بعد ہجرت کر کے ربوہ میں رہائش پذیر ہوئے۔آپ کے ایک فرزند میجر منیر احمد صاحب ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ پاک و ہند میں شہید ہو گئے۔قبل ازیں ایک فرزند جمیل احمد صاحب عین جوانی افریقہ میں وفات پا گئے لیکن آپ نے مومنانہ شان سے صبر و ثبات کا بہترین نمونہ دکھلایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص درّثمین فارسی کا مطالعہ آپ کو بہت مرغوب تھا۔

آپ بہت خوش رو و بلند قامت، بلند حوصلہ، زندہ دل اور علم دوست بزرگ تھے۔گو آپ شاعر نہ تھے مگر سخن شناس ضرور تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار اکثر ورد زبان رہتے۔آپ گھر سے نکلتے تو بڑے وقار سے اور پورے لباس میں ہی نکلتے۔راہ میں ملنے والے احباب سے بڑے خلوص اور محبت سے ملتے۔[18]

اولاد: مرحوم نے تین لڑکے (سلیم احمد صاحب، میجر محمد طیّب صاحب اور عبدالسلام صاحب) اور چار لڑکیاں اور کثیر تعداد میں آگے ان کی اولاد اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔[19]

حضرت چوہدری مراد بخش صاحب لدھیانوی

ولادت: ۱۸۹۰ء قریباً بیعت: ۱۹۰۵ء وفات: یکم اگست ۱۹۷۰ء

نہایت ہی سادہ مزاج، کم گو اور گوشہ نشین تھے۔آپ کے سب غیر احمدی رشتہ داروں نے جو قریباً

ایک ہزار تھے آپ کی مخالفت اور بائیکاٹ میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر آپ ایک مضبوط چٹان کی طرح احمدیت پر ڈٹے رہے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دی۔آپ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب کے سمدھی تھے۔[20]

حضرت مولوی حیات محمد صاحب دھیر کے کلاں ضلع گجرات

ولادت: قریباً ۱۸۸۵ء بیعت: ۱۹۰۴ء وفات:۲۳/اگست ۱۹۷۰ء

نہایت درجہ فدائی، دعا گو اور صاحب رؤیا بزرگ تھے۔تقریباً ۳۵ سال تک مسجد احمدیہ دہلی دروازہ لاہور کے نقیب کے فرائض نہایت کامیابی سے بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ریٹائر ہو کر اپنے آبائی گاؤں میں آ گئے اور تقریباً ۲۰ سال تک جماعت کی تربیت و خدمت میں مصروف رہے۔ پانچوں نمازیں نہایت باقاعدگی کے ساتھ پڑھاتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے چشمدید واقعات سنا سنا کر احباب جماعت کے ایمان تازہ کرتے۔[21]

آپ کے داماد مکرم نذر محمد نذیر صاحب گولیکی رقمطراز ہیں کہ:۔

''حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جو سلسلہ کے نامور عالم اور بزرگ تھے ان کی نیک صحبت اور تبلیغ سے آپ احمدیت میں داخل ہوئے۔احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے حقیقی بھائیوں کی طرف سے بہت تکالیف اٹھانا پڑیں لیکن مرحوم بہت صابر اور شاکر انسان تھے۔شروع سے ہی عبادت گذار اور دعا گو تھے۔شدت کی گرمی میں پورے روزے رکھ کر گندم کی کٹائی اور گہائی کا کام نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرتے۔حتی الامکان نماز باجماعت ادا کرتے۔نماز تہجد اور نماز اشراق کی بھی پابندی کرتے اور یہ سلسلہ جب تک صحت رہی جاری رہا۔......مرحوم نے تقریباً ۳۵ سال مسجد احمدیہ دہلی دروازہ لاہور میں بطور نقیب اور خادم کے گذارے اور مسجد دہلی دروازہ لاہور ایک لحاظ سے مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ملک کے گوشہ گوشہ سے احمدی احباب وہاں آ کر ٹھہرتے۔ان کے طعام قیام کے انتظام میں مرحوم نہایت مخلصانہ طریقہ سے حصہ لیتے تھے۔احباب کی امانتیں، چندوں کی وصولی، اجلاس کی اطلاع، عیدین کے موقع پر انتظام، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی آمد کے موقع پر انتظام، دعوتوں کی اطلاع وغیرہ ان سب کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔مرحوم کو حضرت قریشی محمد حسین صاحب مرحوم مفرح عنبری والے، حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب، حضرت چوہدری اسد

اللہ خان صاحب، محترم شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائی کورٹ اور دیگر نائب امراء کے ساتھ ان کے اپنے دور میں بڑی دیانتداری اور وفاداری کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا......

دلی دروازہ لاہور کے محلّہ کے غیر احمدی بھی مرحوم کی نیک عادات اور حسن سلوک سے متاثر تھے۔ جماعتی کاموں کے سلسلے میں لاہور کے تمام دور دور کے حلقہ جات مثلاً مغلپورہ، ماڈل ٹاؤن، اچھرہ، مسلم ٹاؤن، لاہور چھاؤنی، بادامی باغ وغیرہ تک جانا پڑتا تھا۔ اکثر پیدل چل کر شام کو اپنے کام کو سرانجام دے کر واپس مسجد میں پہنچ جایا کرتے تھے۔

عیدین کے موقعہ پر منٹو پارک میں رات ہی رات میں خوش اسلوبی سے انتظام فرماتے اور عیدین کے دن بھی شام تک سامان وغیرہ واپس لانے اور کرایہ کے سامان کو جمع کرانے میں مشغول رہتے۔ کھانے وغیرہ کی ہرگز پروانہ کرتے۔ مرحوم کی یہ کوشش ہوتی کہ پیٹ زیادہ کبھی نہ بھرے اور یہ عاجز ذاتی طور پر گواہ ہے کہ مرحوم نے ساری زندگی میں شاید ہی پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔ فرماتے زیادہ کھانے سے رات کو تہجد میں نیند آتی ہے اور نفس سوار ہو جاتا ہے......

لاہور میں ملازمت کے دوران ایک دفعہ مرحوم قادیان تشریف لے گئے واپسی پر حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ مولوی صاحب جاتے ہوئے کچھ کاغذات جو اشتہار یا پمفلٹ کی صورت میں تھے لاہور لیتے جائیں۔ مرحوم نے دیکھا کہ گاڑی کا وقت قریب ہے اور کاغذات ابھی تیار نہیں ہوئے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا ''حضور گاڑی ملنی مشکل ہے کام بہت باقی ہے اور وقت ہو گیا ہے۔ حضور فرمانے لگے ''مولوی صاحب گاڑی پر بٹھانا ہمارا کام ہے آپ فکر نہ کریں''۔ جب کاغذات تیار ہوئے تو گاڑی کا وقت گذر چکا تھا اور دیر ہو گئی تھی۔ لیکن مرحوم فرماتے کہ میں اسٹیشن کی طرف چل پڑا۔ جب اسٹیشن پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ گاڑی ابھی آئی ہی نہیں انجن راستے میں فیل ہو گیا ہے۔ سبحان اللہ پیارے آقا کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اللہ تعالیٰ نے کیسے پورے کئے''۔ [22]

اولاد: فاطمہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مبارک احمد صاحب مرحوم ابن شیخ احمد صاحب درویش قادیان)، عائشہ بی بی صاحبہ مرحومہ (اہلیہ چوہدری غلام حیدر صاحب چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ)، رسول بیگم صاحبہ (اہلیہ چوہدری نذر محمد صاحب نذیر گولیکی)، مبارک احمد صاحب (وفات بعمر ۱۴ سال)۔ [23]

حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب آف کاٹھ گڑھ ہوشیار پور

پیدائش: ۱۸۸۷ء بیعت: ۱۹۰۴ء وفات: ۲۶/اکتوبر ۱۹۷۰ء

حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے معروف گاؤں کاٹھ گڑھ میں مکرم چوہدری رحمت خاں صاحب کے ہاں ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد کی پہلی اولاد تھے۔ آپ کے علاوہ تین اور بیٹے بھی تھے۔ دوسرے بیٹے کا نام غلام رسول خاں اور تیسرے کا نام عبدالحمید خاں تھا۔ آخری بیٹا جس کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ وہ کسی وجہ سے گھر سے چلا گیا اور بعد میں کوئی رابطہ نہ رہا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا چرچا پنجاب کے دیہات میں عام ہونے لگا تو کاٹھ گڑھ کے حضرت سید محمد علی شاہ صاحب حضور کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لے گئے۔ اور بیعت کر کے کاٹھ گڑھ کے پہلے احمدی ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ جب یہ بیعت کر کے اپنے گاؤں واپس لوٹے تو انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور جب گاؤں کے رئیس چوہدری غلام احمد صاحب کو ان کے احمدی ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت سید محمد علی شاہ صاحب کو حکم دیا کہ یا تو احمدیت سے انکار کر دیں ورنہ گاؤں چھوڑ کر چلے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس نیک بندہ نے محض خدا تعالیٰ کی خاطر گاؤں چھوڑنے کو ترجیح دی اور اپنا ایمان سلامت رکھا۔ بعد میں جب گاؤں کے رئیس چوہدری غلام احمد صاحب پر احمدیت کی صداقت ظاہر ہوگئی تو حضرت سید محمد علی شاہ صاحب کو ڈھونڈ کر عزت کے ساتھ گاؤں لائے اور وہ کاٹھ گڑھ میں مقیم ہوئے اور ان کے ذریعہ احمدیت گاؤں میں پھیلنے لگی۔

حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب کو بھی ۱۹۰۴ء میں قادیان جا کر ۱۷ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی توفیق ملی۔ آپ کاٹھ گڑھ کے ابتدائی احمدیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ کچھ دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہونے کے بعد جانے کی اجازت حضور سے چاہی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ آپ ابھی چھوٹے ہیں کچھ عرصہ مزید قادیان میں ٹھہریں تا کہ آپ کو ہمارے دعاوی اور عقائد کا بخوبی علم ہو جائے۔ اس پر آپ مزید اڑھائی تین ماہ تک قادیان میں مقیم رہ کر حضور کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے آپ کو جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس طرح آپ کو صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اپنے خاندان میں سے اکیلے احمدی ہوئے۔ بعد میں آپ کے دو بھائی مکرم غلام رسول خاں

صاحب اور مکرم عبدالحمید خاں صاحب کو احمدیت کی نعمت ملی۔ تاہم ان کے والد مکرم چوہدری رحمت خاں صاحب کو بیعت کی توفیق نہ ملی۔

آپ کے اکلوتے بیٹے مکرم چوہدری غلام اللہ خاں صاحب (پیدائش ۱۹۰۹ء) کی روایت ہے کہ محترم والد صاحب نے بتایا کہ جب مکرم عبدالکریم صاحب آف حیدرآباد دکن کو ۱۹۰۷ء میں قادیان میں کتے نے کاٹ لیا تھا اور انہیں علاج کے لئے بورڈنگ ہاؤس سے الگ ایک کمرہ میں رکھا گیا۔ اس موقع پر مجھے بھی چند دن ڈیوٹی دینے کا موقع ملا۔

حضرت چوہدری غلام محمد خاں صاحب بعد میں بسلسلہ ملازمت لاہور تشریف لے گئے اور ایک لمبا عرصہ سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں کام کیا۔ قیام پاکستان سے قبل بہت سے احمدی احباب روزگار کے سلسلہ میں لاہور آتے رہے آپ ان کو روزگار حاصل کرنے میں حتی المقدور تعاون کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے وقت آپ نے سکول کے پرنسپل صاحب سے خصوصی اجازت حاصل کر لی کہ ہندوستان سے آنے والے مہاجرین چھٹیوں کے ایام میں سکول میں رہ سکیں۔ اس سہولت سے بہت سے احمدی احباب نے استفادہ کیا۔

آپ کو طب کے شعبہ سے بھی شغف تھا۔ اس لئے عام ضرورت کی دیسی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ ادویات اپنے پاس رکھتے تھے اور غرباء کو مفت تقسیم کرتے تھے۔ آپ جوانی سے ہی عبادت گزار اور سلسلہ کی کوئی نہ کوئی کتاب اپنے پاس رکھتے اور اس کا مطالعہ کرتے تھے بلکہ بعض کتب آپ کے سرہانے کی طرف الماری میں ہوتی تھیں جو ہاتھ کی پہنچ میں ہوتی تھیں۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کو زرعی زمین ہڑپہ ضلع ساہیوال میں الاٹ ہوئی۔ وہاں کچھ عرصہ مقیم رہنے کے بعد ربوہ تشریف لے آئے اور اپنے بیٹے مکرم چوہدری غلام اللہ خاں صاحب کے پاس مقیم ہوئے۔ ان کا گھر مسجد ناصر محلّہ دارالرحمت غربی کے سامنے محراب کی طرف تھا۔ آپ خود بھی بروقت نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور اپنے پوتوں کو بھی تلقین فرماتے۔ قیام ربوہ کے دوران اپنے عزیز و اقارب کی خیر خیریت معلوم کرنے کے لئے جاتے اور خاص طور پر بیمار کی عیادت اپنے پر فرض کر لیتے اور باوجود بڑی عمر کے دور دراز محلوں میں بھی جاتے رہتے۔ جلسہ سالانہ اور اجتماعات میں شرکت فرماتے اور تمام دن انہماک سے پروگرام سنتے۔ آخری تقریب جس میں آپ کو شرکت کا موقع ملا وہ انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ۱۹۷۰ء تھا۔ آپ درمیانے دن ہونے والی دعوت میں بھی شریک

ہوئے۔اسی رات نماز تہجد کے وقت آپ دماغ کی شریان پھٹ جانے سے بیہوش ہو گئے۔اس موقع پر مکرم رانا کرامت احمد خاں صاحب کمپوڈر فضل عمر ہسپتال ابن حضرت منشی برکت علی خاں صاحب سابق وکیل المال تحریک جدید نے بیماری کے دوران خدمت کی توفیق پائی۔آپ اسی بیماری میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آپ کی وفات ۲۶/اکتوبر ۱۹۷۰ء کو ہوئی۔وفات کے وقت عمر ۸۳ سال تھی۔اگلے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مسجد مبارک میں بعد نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی اور تمام عزیزوں سے تعزیت کی۔آپ کی تدفین امانتاً قبرستان عام میں ہوئی۔بعد میں وصیت کی تکمیل کے بعد تدفین بہشتی مقبرہ قطعہ نمبر ۱۰ اصحابہ میں ہوئی۔

آپ مجلس انتخاب خلافت کمیٹی کے ممبر تھے۔تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۹ میں صفحہ نمبر ۱۹۰ پر سیریل نمبر ۱۹۶ پر اس طرح درج ہے۔غلام محمد صاحب کاٹھ گڑھی ہڑپہ منٹگمری۔

اولاد: آپ کی اولاد آپ کے اکلوتے بیٹے مکرم چوہدری غلام اللہ خاں صاحب تھے وہ ۱۹۰۹ء میں کاٹھ گڑھ میں پیدا ہوئے۔آپ روزگار کے سلسلہ میں لاہور اور لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں رہائش پذیر رہے بعد میں ربوہ شفٹ ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے انہیں اپنا ذاتی ٹریکٹر ڈرائیور رکھ لیا۔انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث پیار سے باباجی کہہ کر بلاتے تھے اور ان پر حضور نے بہت شفقتیں فرمائیں۔انہیں ذاتی ٹریکٹر ڈرائیور کے طور پر ایک لمبا عرصہ خدمت کا موقع ملا۔ان دنوں حضور کی زرعی اراضی احمد نگر نزد ربوہ اور نصرت آباد چک نمبر ۵۴ جنوبی ضلع سرگودھا میں تھی۔وہاں سے فارغ ہوئے تو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے انہیں اپنے ہاں ٹریکٹر ڈرائیور رکھ لیا اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی بہت شفقتیں فرمائیں۔آپ کی وفات ۱۹/اکتوبر ۱۹۸۳ء کو ہوئی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔[24]

حضرت حافظ مراد بخش صاحب

ولادت: ۱۸۸۴ء بیعت: ۱۹۰۳ء وفات: ۳ نومبر ۱۹۷۰ء

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر ۱۹۰۳ء میں بیعت کی اور پھر اس عہد کو ایسا نبھایا جیسا اس کا حق تھا۔نماز روزہ کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔اطاعت اور

خدمت دین کے جذبہ سے سرشار تھے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے عاشق تھے۔کلام اللہ کا پڑھنا اور اور پڑھانا آپ کی روحانی غذا تھی۔آپ ۱۹۵۴ء میں واہ کینٹ تشریف لائے اور پھر تادم آخر واہ کینٹ میں ہی مقیم رہے۔آپ جماعت احمدیہ واہ کینٹ کے صدر بھی رہے۔آپ کی کوششوں سے واہ کینٹ میں احمدیہ لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔[25]

حضرت ڈاکٹر حافظ عبدالجلیل خانصاحب شاہجہانپوری

ولادت:قریباً ۱۸۹۱ء بیعت ۱۹۰۴ء وفات: یکم دسمبر ۱۹۷۰ء [26]

آپ ایک لمبا عرصہ اندرون موچی دروازہ لاہور میں میڈیکل پریکٹس کرتے رہے اور اس پیشہ میں خدمت خلق اور غرباء سے خاص ہمدردی آپ کا طرۂ امتیاز رہا۔آپ نے خودنوشت حالات میں لکھا ہے کہ میرے والد صاحب کا نام حافظ قدرت اللہ خان تھا۔پولیس میں سب انسپکٹر کے عہدہ پر متعین تھے مگر چونکہ بہت نیک طبیعت تھے اس لئے رشوت کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے۔ادھر افسران بالا چاہتے تھے کہ ان کی نقدی وغیرہ سے خدمت کی جائے۔یہ حالات دیکھ کر انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا تھا۔شاہجہانپور میں حضرت حافظ مختار احمد صاحب کے ساتھ ان کے بہت تعلقات تھے۔حافظ صاحب انہیں زبانی بھی تبلیغ کرتے تھے اور کتابوں کے ذریعہ بھی۔

ہماری والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارے والد جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھتے تھے تو اکثر آبدیدہ ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ میں غریب آدمی ہوں۔روپیہ پیسہ سے سلسلہ کی خدمت نہیں کرسکتا۔دل چاہتا ہے کہ اگر کوئی میرے بچوں کو خرید لے تو میں وہ روپیہ حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دوں اور حضور اشاعتِ دین میں خرچ کرلیں۔

۱۹۰۰ء میں وہ معہ اہل وعیال ہجرت کر کے قادیان آگئے تھے اور بیعت کر کے سلسلہ کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔حضور نے انہیں لنگر خانہ کے لئے اردگرد کے دیہات سے ایندھن خرید کر لانے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔میں حضرت صاحب کے گھر میں ہی رہتا تھا۔جب حضرت صاحب کا وصال ہوا تو میری عمر اس وقت پندرہ سال کی تھی اور آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا۔نویں جماعت میں پڑھتا تھا کہ والد صاحب فوت ہوگئے اور میں تعلیم چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔محترم ڈاکٹر عبداللہ صاحب نومسلم سے میں نے بہت حد تک کمپوڈری کا کام سیکھ لیا تھا۔کچھ عرصہ کے بعد حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین

صاحب مجھے اپنے ساتھ لاہور لائے اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے پاس چھوڑ گئے۔ چند دن میں نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے مکان پر گذارے اور پھر ریلوے میں ملازمت اختیار کر لی۔ فارغ اوقات میں ڈاکٹر صاحب کی ڈسپنسری پر کام بھی کرتا رہا۔ یہ عرصہ کوئی آٹھ دس ماہ کا ہی ہوگا اس کے بعد میں نے ۱۹۱۸ء میں یہیں موچی دروازہ کے اندر ہی اپنی الگ ڈسپنسری کھول لی تھی مگر پہلے چند سال لال کھوہ کے پاس دکان تھی۔ بعدازاں ۱۹۲۲ء سے موجودہ دکان میں کام کر رہا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل جب ۱۹۱۲ء میں لاہور تشریف لائے تو آپ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی حافظ قرآن بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور! ایک چھوٹا سا حافظ ہے۔ فرمایا۔ اسے بلاؤ۔ جب میں حاضر ہوا تو حضور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ خدا تمہیں برکت دے گا۔ پھر فرمایا۔ نماز پڑھاؤ۔ چنانچہ تین دن حضور نے میرے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ ان ایام میں مجھے بیس پارے یاد تھے۔ بعدازاں میں نے سارا قرآن یاد کر لیا (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل جب واپس قادیان تشریف لے گئے تو آپ کی والدہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے لاہور میں جا کر یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ تمہارے لڑکے نے قرآن یاد کر لیا ہے) اور غالباً ایک مرتبہ اختلاف سے قبل احمدیہ بلڈنگس میں اور پھر دہلی دروازہ میں حضرت میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور کی بیٹھک میں اور پھر مسجد کی تکمیل کے بعد اس میں کئی سال تک نماز تراویح پڑھاتا رہا۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی یہاں مبلّغ تھے۔ ان کی غیر حاضری میں نمازیں بھی میں ہی پڑھاتا تھا۔ میں نے حضرت مولوی صاحب سے قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھا تھا۔

حضرت حافظ صاحب کی تین روایات درج ذیل ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

۱۔ جب میں حضرت صاحب کے گھر میں رہتا تھا تو کئی مرتبہ میں نے دیکھا۔ حضرت پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ موم بتی، قلم دوات، کاغذ بھی ساتھ پڑے ہیں۔ حضرت اٹھتے اور کاغذ پر کچھ لکھ کر پھر لیٹ جاتے۔ اس وقت تو پتہ نہیں لگتا تھا کہ کیا لکھتے ہیں مگر بعد میں پتہ لگا کہ تازہ الہامات لکھتے تھے۔

۲۔ مجھے متعدد مرتبہ اندرونِ خانہ سے مہمانوں کے لئے حضرت صاحب کے کھانے میں سے تبرک لانے کا موقعہ ملا۔ مجھے یاد ہے لاہور میں ایک دوست منشی تاج الدین صاحب ریلوے اکاؤنٹنٹ تھے۔ محلّہ کوٹھیداراں لاہور میں ان کی رہائش تھی۔ انہوں نے بھی کئی مرتبہ قادیان میں مجھ سے فرمائش کی کہ میں انہیں حضور کے کھانے کا تبرک لا کر دوں۔ چنانچہ میں نے انہیں اور ان کے ساتھیوں

کو پس خوردہ لا کر دیا۔

۳۔۱۹۰۳ء میں جب حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب قادیان تشریف لائے تو میں بھی ان کی ملاقات کے لئے مہمان خانہ گیا۔ اس وقت تیسری یا چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ وہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ مجھے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دو چار منٹ کے بعد فارغ ہو کر مجھ سے پوچھا کہ صاحبزادے کیا کام کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا پڑھتا ہوں۔ فرمایا۔ کتنے بھائی ہو؟ والد کیا کام کرتے ہیں؟ وغیرہ۔ اس قسم کے چند سوالات کئے پھر میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ جاؤ! خدا تمہیں برکت دے گا۔

اولاد: عبدالکریم صاحب، آمنہ صاحبہ، صادقہ صاحبہ، مبارکہ صاحبہ، خورشیدہ صاحبہ، نفیسہ صاحبہ[27]

۱۹۷۰ء میں وفات پانے والے مخلصین جماعت

اس سال صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کے متعدد ممتاز مخلصین جماعت نے وفات پائی جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

الف دین صاحب آف کوٹلی آزاد کشمیر

وفات: یکم جنوری ۱۹۷۰ء

کوٹلی آزاد کشمیر کی مشہور کھوکھر فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا نام فہرست نومبایعین میں الفضل (قادیان) ۴ فروری ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۱۰ پر درج ہے۔[28] نرم دل اور صائب الرائے تھے۔ کوٹلی میں مخالفین سے بڑے معرکے ہوتے رہے آپ ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے۔ آپ کے دوسرے بھائی علم الدین عرائض نویس نے بھی آپ کے زیر اثر احمدیت قبول کر لی۔[29]

قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی

وفات: ۲ جنوری ۱۹۷۰ء

سلسلہ کے ممتاز عالم، فدائی اور مناظر مکرم قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی مربی سلسلہ احمدیہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء نے موضع علی پور تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں مزروعہ اراضی حاصل کی تھی۔ جسے بعد میں فروخت کر دیا گیا۔ مکرم قریشی صاحب مرحوم اور آپ کے آباء ضلع ملتان میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے ملتانی کہلائے۔ بچپن ہی میں آپ کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ اس لئے آپ اپنے ماموں مکرم حکیم فیروز دین صاحب مرحوم کی سرپرستی میں آ گئے۔ محترم قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی پرائمری پاس کر کے مدرسہ احمدیہ میں ۱۹۱۹ء میں داخل ہوئے۔ آپ محلّہ دارالرحمت قادیان میں مکرم حکیم فیروز دین صاحب کے ہاں قیام رکھتے تھے۔ طالب علمی کے زمانہ میں بھی آپ خوب حاضر جواب واقع ہوئے تھے۔ اس لئے بعض آپ کے کلاس فیلو فلاسفر کے نام سے پکارتے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ نے مولوی فاضل پاس کیا اور مرکز قادیان کی طرف سے ہندوستان کے مختلف علاقوں آگرہ، لکھنؤ، دہلی اور احمد آباد میں بطور مربی جماعت احمدیہ تربیتی و دینی اور اصلاحی خدمات جلیلہ

سرانجام دیں۔ جہاں آپ نے مختلف کامیاب مناظرے بھی کئے۔۱۵ نومبر ۱۹۳۹ء کو کاٹھیاواڑ عین جوانی کی عمر میں آپ ایک ہوٹل میں تبلیغ ہی کے سلسلے میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے مخالف نے آپ کے پیٹ میں چاقو سے وار کیا جس سے گہرا زخم آیا۔آپ نے اسی حالت میں پولیس تھانہ میں پہنچ کر (جو اتفاقاً پاس ہی تھا) رپورٹ درج کروائی۔گو آپ اس زخم سے صحت یاب تو ہو گئے مگر زیادہ خون خارج ہونے کی وجہ سے آخر دم تک کمزوری رہی اور سردی کے ایام میں بعض دفعہ پٹھوں میں شدید قسم کی کمزوری لاحق ہو جاتی تھی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی ہمت اور عزم عطا فرمایا تھا۔کئی دفعہ دیکھا کہ آپ بیماری کی حالت ہی میں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے آتے تھے اور مسجد میں کافی دیر تک دوستوں سے مختلف دینی مسائل کے بارہ میں گفتگو فرماتے تھے۔اپنے تبلیغی حالات سنا کر دوستوں کو قیمتی نصائح فرماتے۔

آپ کی دو نصیحتیں بہت انمول ہیں۔

اوّل:۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغی گفتگو میں سوائے اشد ضرورت کے مناظرانہ پہلو اختیار نہیں کرنا چاہیے۔دوٹوک بات کرنے سے وقتی طور پر آپ مخالف کا منہ تو بند کر دیں گے مگر اس کے ساتھ تبلیغ کا سلسلہ بھی بند ہو جائے گا۔اس لئے ہمیشہ دلکش رنگ میں نصیحت اور ہمدردی کے طور پر تبلیغ کرنی چاہیے۔اور گفتگو کے آخر میں مسئلہ کا کچھ حصہ باقی رکھ لیں اور نہایت ادب سے کہیں کہ مسئلہ کے اس حصہ پر دوسرے وقت میں بات کریں گے تا کہ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہ سکے اور مخالف سوچ کر مسئلہ کی تہ تک پہنچ جائے۔اور آپ کو بھی مزید مطالعہ کا موقع مل جائے گا۔

دوم:۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ مبلغ کے پاس ہر وقت ایک نوٹ بک ہونی چاہیے اور اسے مطالعہ کثرت سے کرنا چاہیے۔مطالعہ کے وقت جو مناسب حوالہ پڑھے نوٹ بک میں اس وقت درج کرے اور بوقت تبلیغ اور تقریر اسے استعمال کرے۔اس طرح اس کا علم بھی بڑھے گا اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکے گا۔30

سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

وفات:۱۸ جنوری ۱۹۷۰ء

آپ کی عمر قریباً ۸۷ سال تھی۔آپ ایک راسخ العقیدہ اسماعیلی خاندان میں پیدا ہوئیں جو کہ عام

اسلامی نماز کو ایک بدعت خیال کرتے ہیں اور اس کی بجائے اپنی مخصوص قسم کی عبادت پر عامل ہوتے ہیں۔مگر بچپن میں آپ کو ایک ایسی نماز اور دیگر اسلامی ارکان کی دلدادہ خاتون کی صحبت حاصل ہوئی کہ وہ باوجود ماں باپ کی مخالفت کے خود نماز پنجوقتہ کی گرویدہ ہوگئیں۔آپ کی اس عادت کو چھڑانے کے لئے آپ کے والد صاحب نے ایک ایسے خاندان میں نہایت کم عمری میں ہی آپ کی شادی کر دی جس کے بارہ میں ان کو یہ امید تھی کہ نماز کی محبت کو ان کے دل سے نکال سکیں گے۔مگر تقدیر الٰہی کا یہ انوکھا کرشمہ ہوا کہ آپ کے شوہر محترم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب بھی بعد میں نماز پنجوقتہ کے علاوہ نماز تسبیح اور کثرت نوافل و تہجد میں پوری طرح مستغرق ہو گئے۔اپنے محترم شوہر کی طرح آپ کو بھی تبلیغ احمدیت کی ہر وقت دھن لگی رہتی تھی۔بلا تکلف ہر قسم کی مجالس اور صحبتوں میں احمدیت کا ذکر و چرچا کرتیں۔آپ کی شخصیت میں اتنا جذب اور انداز گفتگو میں اتنا اخلاص تھا کہ جو کوئی ایک دفعہ مختصر سی مدت کے لئے بھی آپ سے ملتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔نہایت خلیق و شفیق اور ہمدرد و فیاض اور حاجت مندوں کی حسب مقدرت امداد کرنے والی اور دین کی خدمت اور احمدیت کی اشاعت کے لئے ہر دم جستجو کرنے والی تھیں۔آپ اپنے خاندان میں مٹھی ماں کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔آپ کی ایک ممتاز خصوصیت مہمان نوازی تھی۔محترم سیٹھ صاحب کے دوستوں کی بڑے انہماک سے مہمان نوازی کرتیں۔جمعہ کے دن تو یہ معمول تھا کہ مہمانوں کے کھانا کھانے کے بعد ہی گھر والے خود کھاتے۔ چائے کا وقت ہوتا تو چائے بھجواتیں۔

آپ ہر ایک کے دکھ درد میں شامل ہونا فرض عین سمجھتیں۔دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی اور دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتیں۔ہر ایک سے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے ملتیں۔طبیعت میں بڑی خاکساری تھی۔خدا تعالیٰ نے ظاہری دولت سے بھی نوازا تھا لیکن اس کی وجہ سے دل میں کبر وغرور نام کو نہ تھا۔خدا نے جو کچھ دیا تھا اس کو دین کی اشاعت اور بنی نوع انسان کی بہبود پر صرف کرنا میاں بیوی دونوں کو بہت مرغوب تھا۔آپ کے شوہر مکرم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب عبادت گزار اور خدا کی یاد میں محو رہنے والے تھے اسی طرح آپ بھی بڑی عبادت گزار خاتون تھیں۔ہمیشہ دست با کار دل بایار والا معاملہ تھا۔ہر کام میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی پیش نظر رہتی۔خدا نے بڑا پاکیزہ دل دیا ہوا تھا۔بدظنی نام کو نہ تھی۔دعاؤں میں شغف تھا۔ہر ایک کے لئے توجہ اور ذوق شوق سے دعائیں کرتیں۔آپ نے اپنے بہنوئی مکرم حبیب اللہ خان صاحب کی شادی خود ہی کروائی کیونکہ آپ

کا کوئی عزیز اس وقت حیدر آباد میں نہ تھا۔خود ہی آپ کی طرف سے سامان تیار کروایا اور ہر طرح آپ کے آرام کا خیال رکھا۔[31]

عبدالرشید صاحب بنگوی ابن مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب

وفات:۲۳جنوری ۱۹۷۰ء

آپ ۳۳ سال کی عین جوانی کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔آپ نہایت ہونہار اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے نوجوان تھے۔لاہور کی جماعت میں مختلف حیثیتوں سے جماعت اور خدام الاحمدیہ میں کام کرنے کا موقع ملا۔آپ مجلّہ ''فاروق'' خدام الاحمدیہ کے مینیجر بھی رہے۔مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہ شفقت بعد نماز ظہر نماز جنازہ پڑھائی۔عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے دعا کروائی۔[32]

چوہدری لئیق احمد صاحب کھوکھر ایم۔اے

وفات: ۵فروری ۱۹۷۰ء

جماعت احمدیہ انگلستان کے مخلص احمدی نوجوان مکرم چوہدری لئیق احمد کھوکھر ایم اے ابن مکرم میجر چوہدری غلام محمد صاحب کھوکھر مورخہ ۵فروری ۱۹۷۰ءکو انگلستان میں وفات پا گئے۔وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۸ سال تھی۔مرحوم محترم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی کے بھانجے اور داماد تھے۔بہت نیک، مخلص اور سلسلہ کے کاموں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔طبیعت بہت ہنس مکھ پائی تھی۔ہر ایک سے بہت خندہ پیشانی سے ملتے اور سب ہی ان سے ملکر مسرور ہوتے۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری خالدِ احمدیت آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''محترم چوہدری لئیق احمد صاحب کھوکھر ایم۔اے مرحوم سلسلہ احمدیہ کے لئے فدائی تھے۔انہیں پاکستان کے علاوہ زیادہ تر وقت مشرقی افریقہ میں گذارنے کا موقعہ ملا ہے۔اب گذشتہ تھوڑے عرصہ سے وہ انگلستان چلے گئے تھے۔کتب دینیہ قرآن مجید اور تصنیفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھنے کا خاص شوق تھا۔بہت عمدہ اور سلجھی ہوئی بات کرتے تھے۔صوفی مشرب نوجوان تھے۔اپنے بچوں کی انہوں نے عمدہ تربیت کی تھی۔ان میں تبلیغی روح پیدا کر دی تھی......وہ میرے بیٹے عزیزم عطاء الکریم صاحب شاہد کے ہم زلف تھے۔جماعتی تعارف کے علاوہ رشتہ داری کے لحاظ سے بھی میں ان کو جانتا

ہوں ۔ انہیں جماعت اور خلافت کے نظام سے والہانہ وابستگی تھی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے عاشقانہ انداز میں تعلق تھا۔ حضور کی ہر تحریک پر پوری طرح عمل پیرا ہونا اپنی سعادت یقین کرتے تھے ۔ نہایت دعا گو اور صاحب رؤیا نوجوان تھے‘‘۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کئے گئے ۔33

مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ کتب فروخت کرنے، لٹریچر تقسیم کرنے اور کسی نہ کسی رنگ میں دینی ماحول پیدا کر لینے کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ تبلیغ کی نیت سے اپنے ساتھی یورپین اور دوسرے غیر مسلم اساتذہ اور اپنے افسروں کے لئے کوئی نہ کوئی تقریب یا دعوت کی صورت پیدا کر لیتے ۔ پھر کبھی قرآن کریم کا تحفہ دیا جا رہا ہے اور کبھی کوئی اور مناسب لٹریچر پیش کر رہے ہیں ۔ ۱۹۶۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر رخصت لے کر پاکستان کا بحری سفر اختیار کیا راستے میں جہاز کے یورپین کمانڈر سے رابطہ پیدا کر کے ایک چائے پارٹی کا انتظام کیا اسے قرآن کریم کا انگریزی نسخہ پیش کیا اور ایک برجستہ تقریر انگریزی زبان میں اسلام کی خوبیوں پر کی ۔ کمانڈر بہت متاثر ہوا اور اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ سالہا سال سے میں اپنی بحری سروس میں اکثر اسلامی ممالک کے کناروں تک گھوما ہوں ۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک مسلمان نے مجھے اسلام کے مذہب سے روشناس کرانے کی کوشش کی ہے اور ایسا قیمتی تحفہ مجھے دیا ہے ۔

مرحوم باجماعت نماز ادا کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے ۔ مکرم بشیر احمد رفیق امام مسجد لندن ان کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک دن خاکسار سارا دن ان کے ساتھ رہا۔ شام کو اجازت لیکر ہوٹل آیا۔ تھوڑی دیر بعد لئیق احمد صاحب مرحوم بمع اپنے صاحبزادہ کے آ گئے اور فرمانے لگے کہ میں نے سوچا باجماعت نماز پڑھ لی جائے ۔ اس غرض سے یہاں آیا ہوں ۔ گویا پانچ چھ میل کا سفر شام کی سردی میں محض اس غرض کے لئے طے کیا۔

مرحوم کی وفات سے دو ماہ قبل رمضان میں نوافل اور دعاؤں پر غیر معمولی توجہ تھی ۔ غالباً انہی ایام میں اپنی وفات اور نیک انجام سے بھی آگاہ ہو گئے تھے ۔ کیونکہ بعد میں ان کی نوٹ بک میں سرخ روشنائی سے لکھا ہوا یہ فقرہ درج پایا گیا ۔

I am happy to go but i feel i am
not worthy of as glorious an end.

کہ میں تو جانے پر خوش ہوں مگر سوچتا ہوں کہ اتنے پر شوکت انجام کے میں کہاں لائق

ہوں ۔مرحوم کی میت کو ربوہ لایا گیا۔مورخہ ۱۱فروری ۱۹۷۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے جنازہ مسجد مبارک کے باہر پڑھایا اور بعدازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی ۔[34]

مرزا اعظم بیگ صاحب کلانوری ٹھیکیدار ریلوے

وفات: ۱۸فروری ۱۹۷۰ء

کلانور (ضلع گورداسپور) جہاں شہنشاہ جلال الدین اکبر ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا آپ کا مولد ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مرزا رسول بیگ صاحب (وفات ستمبر ۱۹۱۷ء) کے فرزند حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب (وفات ۲۸/اپریل ۱۹۰۰ء) اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب (غیر مبائع) کے بھتیجے اور حضرت سیّد ناصر شاہ صاحب کے داماد تھے۔

بڑی پُر وقار اور وجیہہ شخصیت کے مالک تھے۔کردار میں مضبوطی اور پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زبردست ایمان تھا۔نہایت متوازن جسامت چہرے سے رعب ٹپکتا لیکن طبیعت میں اتنی ہی نرمی، ملائمت اور انکساری تھی۔ آپ کی گفتگو زیادہ تر قرآن پاک اور دنیاوی علوم کے موضوع پر ہوتی۔ زراعت اور اس کے سائنسی پہلوؤں سے آپ کو خاص دلچسپی تھی گو آپ نے کالج کی تعلیم حاصل تو نہ کی تھی لیکن بلا کی ذہانت پائی تھی اور مطالعہ کا بہت شوق تھا اس لئے دنیاوی علوم میں بھی بہت ملکہ رکھتے تھے۔مختلف رسالوں اور کتابوں سے سائنس کے مضامین پڑھتے اور پھر فرماتے اس اصول (یا ایجاد) کو تو قرآن شریف نے سینکڑوں سال پہلے پیش کر دیا تھا۔

حیاتیات،نفسیات، معاشیات وغیرہ پر ان کے متعدد مضامین الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم کو تمام جدید علوم کا سرچشمہ ثابت کرنے سے کبھی نہ تھکتے تھے۔آواز بہت اچھی پائی تھی دنیا کی چمک دمک یا کسی کے بڑے سے بڑے عہدے سے ذرا بھر بھی مرعوب ہونے کا ان کے خمیر میں مادہ نہ تھا۔ایک بار جماعت کی سندھ میں زمینوں کے مینیجر رہے۔اس سلسلہ میں کئی اعلیٰ افسران کو ملنا پڑتا بے دھڑک ان کے پاس پہنچ جاتے۔ادب کو ملحوظ رکھتے نیز معاملات سلجھانے اور کام کروانے کے اسلوب سے بہت واقف تھے لیکن حق بات کے خلاف گورنر تک سے بھی دبنا انہیں آتا نہ تھا اور انہی اوصاف کی بنا پر کامیاب رہے۔ بزرگوں اور دین کے سچے خادموں کا ادب اور احترام ان کی گھٹی میں

پڑا ہوا تھا۔قادیان سے ہجرت کرتے وقت اپنے بیٹے مرزا اقبال احمد صاحب کو درویشی کے لئے پیش کر دیا۔مہمان نوازی ان کا طرّ ہ امتیاز تھا۔دعاؤں میں غیر معمولی شغف تھا۔ بلا ناغہ تہجد پڑھتے۔ خشوع وخضوع سے دعائیں کرتے تھے۔ایک دفعہ جلسہ سالانہ کی آخری دعا میں اتنا روئے کہ دعا ختم ہونے کے بعد بھی آنکھوں پر رومال رکھے دیر تک بیٹھے رہے۔جلسہ گاہ تقریباً خالی ہو گیا تو خاموشی سے اٹھے اور نظر جھکائے ہوئے باہر آ گئے۔آخری دنوں میں آپ حیدر آباد (سندھ) میں مقیم تھے۔[35]

قاری محمد یٰسین خاں صاحب

وفات: ۱۸مارچ ۱۹۷۰ء

آپ سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص بزرگ تھے جو ۱۹۳۱ء میں تحریری بیعت کر کے شامل احمدیت ہوئے اور ٹبورا، ٹانگا اور بالآخر انگلستان میں تادم واپسیں جماعتی خدمات بجالانے میں سرگرم عمل رہے اور اپنی اولاد میں بھی خدمت دین کے گہرے نقوش قائم کر کے نئی نسل کے لئے بھی مشعل راہ بن گئے۔

مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ کے قلم سے آپ جیسے نیک خصلت اور فرشتہ سیرت خادم دین کے مفصل حالات الفضل ۱۸مارچ ۱۹۹۰ء صفحہ ۴-۵ پر شائع شدہ ہیں جس کے جستہ جستہ اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

’’محترم قاری صاحب بال (Bal) ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔دس مئی ۱۹۱۰ء کو پیدا ہوئے۔مجھ سے پانچ ماہ عمر میں بڑے تھے۔۱۹۲۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد لائل پور (اب فیصل آباد) زرعی کالج میں داخل ہوئے اور گریجویٹ ہوئے اور فیصل آباد میں ہی اسلامیہ سکول میں بطور ٹیچر ایک سال تک ملازمت کی۔اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد ۱۹۳۰ء میں ایسٹ افریقہ چلے آئے ان دنوں امیگریشن کی کوئی خاص پابندیاں نہ تھیں آسانی سے آنا جانا تھا۔

ایک احمدی وٹرنری ڈاکٹر غالباً ڈاکٹر محمد رمضان صاحب تھے جو بعد میں لمبا عرصہ زنجبار ملازمت کے سلسلہ میں مقیم رہے دورانِ سفر ایسٹ افریقہ آئے ہوئے تھے ان سے محترم قاری صاحب کی ملاقات ہوئی۔جوانی کے عالم میں دورانِ سفر محترم ڈاکٹر صاحب نے ان کی پرہیز گاری، نیکی اور دینی قدروں کو دیکھا تو انہوں نے ان کا احمدیت سے تعارف کرایا۔اور مطالعہ کے لئے کوئی کتاب بھی دی۔ جوانی میں ہی تہجد کے بھی رسیا تھے۔ابتدائی تعارف اور دعوت الی اللہ اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ استخارہ

بھی شروع کیا اور احمدیت کے بارے میں دعا کرتے رہے۔

اس دوران خواب میں ایک رات انہوں نے ایک آیت قرآنی کسی کو تلاوت کرتے ہوئے سنا اور بیعت کر لی۔ یہ ۱۹۳۱ء کی بات ہے یہ تحریری بیعت تھی۔ خاکسار ۱۹۳۵ء میں ٹبورا میں تھا۔ ٹبورا میں ان دنوں کچھ اور احمدی بھی تھے ان سے ملنا جلنا ان کا رہا اور مزید تقویت انہیں ملی۔

دعوت الی اللہ کی جدوجہد اور ابتداء میں سواحیلی زبان سیکھنے میں خاکسار ان سے مدد لیتا رہا۔ ٹبورا میں ان دنوں ایک عرب نوجوان ناجم بن سالم نے بھی بیعت کر لی تھی۔ یہ دونوں دوست خاکسار کی تقریروں، خطبات کے ترجمان کے طور پر مدد کرتے رہے۔ اردو میں درس، تقریر، خطبہ کا ترجمہ محترم قاری صاحب کرتے اور جب عربی میں درس یا خطبہ دیتا تو ناجم بن سالم سواحیلی میں ترجمہ کرتے۔ کئی ماہ یہ سلسلہ جاری رہا۔

۱۹۳۶ء میں محترم قاری صاحب واپس انڈیا گئے اور اپنے عزیزوں میں عزیزہ رشیدہ بیگم صاحبہ سے شادی کر کے پہلے قادیان گئے اور خاکسار سے واقفیت اور تعلق کی بناء پر قادیان میں ہمارے ہی گھر ٹھہرے۔ خاکسار کی والدہ اور بہنوں نے اس شریف زادی جو نئی نئی بیاہی گئی تھیں کا خاص خیال رکھا۔ اور پھر امام جماعت احمدیہ (الثانی) کی ملاقات وزیارت سے مشرف ہو کر دستی بیعت بھی کر لی۔ اور پھر سیدھے مشرقی افریقہ واپس ٹبورا پہنچ گئے۔ خاکسار ان دنوں ٹبورا میں اکیلا تھا۔ خاکسار کی اہلیہ مبارکہ بیگم بھی ان دنوں قادیان تھیں۔ ان سے بھی تعارف ہوا۔ اور مشرقی افریقہ جانے والی خاتون کا خاص خیال رکھا۔ مشرقی افریقہ میں خاکسار کی اہلیہ چار سال بعد آئیں۔ ٹبورا کے قیام کے عرصہ میں محترم قاری صاحب اور ان کی اہلیہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے خاکسار کے کھانے کا خاص اہتمام رکھا۔ اور لگاتار لمبا عرصہ رکھا۔ ان کے اس احسان اور مدارات کا خاکسار پر ہمیشہ گہرا اثر رہا............

(بعدازاں ۱۹۴۰ء میں) محترم قاری صاحب کی اہلیہ فوت ہوگئی تھیں اب ان کی شادی کی فکر تھی۔ جوان تھے۔ صحت مند تھے۔ دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ مکرم بابو غلام احمد صاحب نیروبی میں وہ خود اوران کے بیٹے نے حال ہی میں احمدیت قبول کی اور جلد جلد اپنے اخلاص میں ترقی کی۔ ان کی ایک بیٹی عزیزہ حفیظ بیگم کے بارہ میں خاکسار نے بابو صاحب کو تحریک کی۔ خدا تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ رضامند ہو گئے۔ اور ہمارے عزیز بھائی قاری محمد یٰسین صاحب کی اس نیک بخت بیٹی سے شادی ہوگئی۔ ہر لحاظ سے بہت ہی برکت والی شادی ثابت ہوئی۔ محترم قاری صاحب کی

کایا ہی پلٹ گئی۔ خوشحالی سے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح نوازا۔ ملازمت میں ترقی پر ترقی ہوتی گئی۔ پھر بعد میں نیروبی ریلوے کے محکمہ میں ان کی تبدیلی ہوگئی۔ ان دنوں سارے ایسٹ افریقہ کی ریلوے کا محکمہ ایک ہی تھا۔ اس بیوی سے اللہ تعالیٰ نے قاری صاحب کو سات بیٹے دیئے۔ ساتوں ہی خدمت دین میں ہمہ تن اپنے اپنے انداز میں مصروف ہیں اور فدائی ہیں دو بیٹیاں دیں جو بفضلِ خدا شادی شدہ ہیں۔ سب بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے خوشحالی کی نعمت سے حصہ وافر دیا ہے۔ کوئی بیرسٹر ہے کوئی انجینئر ہے کوئی ڈاکٹر ہے۔ ایک بیٹا جلنگھم (UK) کا آجکل پریذیڈنٹ جماعت ہے۔ دوسرا بیٹا برمنگھم جماعت کا پریذیڈنٹ ہے۔ عزیز الیاس خاں بیرسٹر ہیں وہ کینیا میں بیرسٹری کے بعد مجسٹریٹ بھی رہے ہیں۔ کئی رنگوں میں قانونی خدمت کا موقع انہیں جماعت کے لئے ملتا رہتا ہے۔

مشرقی افریقہ کے ملکوں کی آزادی کے بعد ۱۹۶۴ء میں قاری صاحب انگلستان چلے گئے اور جلنگھم (کینٹ کے علاقے) انگلستان میں آکر آباد ہوگئے۔

قرآن کریم سے قاری صاحب کو خاص عشق تھا۔ اپنی طرف سے بہت ترتیل سے اور خاص لَے سے پڑھتے۔ دراصل ان کی قرأت اور لگا تار تلاوت اور مختلف اوقات میں قرآن کریم کی آیتوں کا تذکرہ کرنے کے باعث ہی انہیں ٹانگائی جماعت نے قاری کہنا شروع کر دیا تھا۔ پھر تو یہ مستقل طور پر قاری ہی بن گئے اور ہمیشہ قاری صاحب۔ قاری محمد یٰسین صاحب کے خطابات سے ہی یاد کئے جاتے اگرچہ باقاعدہ قاریوں کی طرح قاری نہ تھے۔

جب تک قاری صاحب زندہ رہے اور صحت سے رہے بالخصوص جلنگھم میں ان کا دستور رہا کہ صبح کی نماز کے بعد باری باری بچوں سے تلاوت کراتے اور پھر اس حصہ کا ترجمہ وتشریح اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق کرتے۔ اور یہ چھوٹا سا گھر جو باجماعت نماز اور درس قرآن کے لئے وقف تھا خدا تعالیٰ نے پھر وہ وقت بھی دکھایا کہ جلنگھم میں ایک بڑا مشن ہاؤس خریدا گیا جس کا نام ناصر ہال ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کا افتتاح فرمایا۔ جن عزیزوں، دوستوں کی کوشش سے یہ ہال حاصل کیا گیا ان میں ایک محترم قاری صاحب بھی تھے۔ یہ ناصر ہال جماعت کی غیر معمولی تقویت کا باعث ہوا۔ بہت سی برکتوں کا موجب ہوا۔ اور جلنگھم میں مشرقی افریقہ سے آنے والوں کا ایک مرکز بن گیا۔

آپ جماعت جلنگھم کے ۱۹۶۵ء میں پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ غالباً سب سے پہلے اس جماعت کے پریذیڈنٹ تھے اپنے گھر میں اور عزیزوں میں قرآن کریم کی ہدایات واحکام کی تلقین ان

کا خصوصی مؤقف تھا۔ حتی المقدور بچوں اور اہل کو سنت پر عمل کرنے کی ترغیب ہر وقت جاری رکھتے۔ موصی تھے۔ ۱/۸ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ ہر تحریک میں حصہ لیتے۔ تنگی و فراخی میں کبھی بھی مالی قربانی کے فریضہ سے غفلت نہیں کی۔ 36

میاں محمد اسماعیل صاحب

وفات: ۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء

محترم میاں محمد اسماعیل مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۰ء کو بعمر ۸۰ سال وفات پا گئے۔ آپ موضع دھرگ میانہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار گاؤں کے اولین احمدیوں میں سے تھا۔ آپ گاؤں کے پڑھے لکھے اور معزز گھرانے کے فرد تھے۔ آپ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب بھٹی آف فتوکے کی دعوت پر ۱۹۳۴ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لے گئے اور وہاں ۲۹ دسمبر ۱۹۳۴ء کو حضرت مصلح موعود کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آغوش احمدیت میں آنے کے بعد آپ کو ایک ہی لگن تھی یعنی تبلیغ اسلام۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مساعی کو نوازتے ہوئے بیشتر مقامات پر جماعتیں قائم فرمائیں اور متعدد افراد نے قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ آپ کے استقلال اور استقامت کو دیکھ کر گھر کے دیگر افراد بھی شجر احمدیت سے لاتعلق نہ رہ سکے۔ اواخر عمر میں گاؤں کے احمدی بچوں کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی توفیق ملی۔ آپ جب نماز باجماعت کی غرض سے گھر سے نکلتے تو گھر سے مسجد تک تمام احباب اور بچوں کو فرداً فرداً پکارتے جاتے کہ آؤ نماز کے لئے چلیں۔ آپ کو طب یونانی میں بھی خاصی دلچسپی تھی۔ اس لئے اپنے گاؤں اور گردونواح میں بحیثیت طبیب خاصے مقبول تھے۔ اس طرح آپ کو تبلیغ کا موقع بھی فراہم ہو جاتا۔ مرحوم ایک متقی دعا گو، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ آپ بہت ملنسار متواضع اور منکسر المزاج بزرگ تھے۔ آپ تادم زیست جماعت احمدیہ دھرگ میانہ کے سیکرٹری مال اور امام الصلوٰۃ رہے۔ 37

سرور محمد بشیر صاحب (امریکہ)

وفات: ۹/ اپریل ۱۹۷۰ء

سرور محمد بشیر صاحب امریکہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ۱۹۷۰ء میں ربوہ تشریف لائے اور ۹/ اپریل ۱۹۷۰ء کو دریائے چناب میں نہاتے ہوئے ڈوب گئے۔ آپ کی نماز جنازہ قاضی

محمد نذیر صاحب لائلپوری نے پڑھائی۔مرحوم پچاس کی دہائی میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔انتہائی ناموافق حالات میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں صراط مستقیم پر قائم رکھا۔امریکہ میں اپنے مذہبی جوش کی وجہ سے اپنوں اور غیروں کے حلقوں میں کافی معروف تھے۔اپنی جیب سے اخبارات میں احمدیت کے متعلق اعلان چھپوائے۔انفرادی تبلیغ کا آپ کو بے حد شوق تھا۔بڑے بڑے گتوں پر تبلیغی امور تحریر کر کے بازاروں اور پارکوں میں گھومتے اور لوگوں کی توجہ اسلام کی حسین تعلیم کی طرف مبذول کرواتے۔جب آپ ربوہ تشریف لائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشادات کی روشنی میں ان کا سلیبس تیار کیا گیا اور تین مبلغین کو مختلف مضامین پڑھانے پر متعین کر دیا گیا۔آپ یوں تو ہر شخص سے نہایت محبت اور اخلاص سے ملتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے تو انہیں عشق تھا۔آپ اس چیز کا اظہار فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ بار بار حضور سے ملاقات کروں اس کے بغیر میری تشنگی دور نہیں ہوتی۔جب حضور سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو حضور نے فرمایا کہ آج کل تو طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں دو چار روز بعد انہیں بلاؤں گا وہ انشاء اللہ خوش ہو جائیں گے۔چنانچہ اس کے بعد حضور نے آپ کو یاد فرمایا اور جب وہ حضور سے ملاقات کر کے دفتر میں آئے تو بہت خوش تھے۔[38]

الحاج مرزا معظم بیگ صاحب آف کوئٹہ

وفات: ۲۱/اپریل ۱۹۷۰ء

اصل وطن دھرم سالہ ضلع کانگڑہ تھا۔۱۹۱۲ء میں آپ بغرضِ تعلیم قادیان آ گئے۔بطور کلرک ۱۹۱۴ء میں ترقی اسلام دفتر میں جس کے انچارج حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب تھے،کام کیا۔ازاں بعد حضرت مصلح موعود کی تحریک پر فوج میں بھرتی ہوئے۔۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۰ء تک دوسری جنگ عظیم میں شامل ہو کر عراق،بغداد،عرب میں رہے۔۱۹۲۱ء میں واپس قادیان آ کر دفتر امور عامہ اور دفتر ناظر اعلیٰ میں خدمت انجام دی۔۱۹۲۲ء میں بسلسلہ ملازمت گلگت چلے گئے اور ۲۵ سال تک وہاں ملازمت کی۔پارٹیشن کے بعد آپ کوئٹہ آ گئے۔قیام کوئٹہ کے دوران بطور سیکرٹری ضیافت خدمت انجام دی۔ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو اپنے آپ کو سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔۱۴ جنوری ۱۹۵۶ء کو نائب افسر لنگر خانہ ربوہ مقرر ہوئے اور ۳۰/اپریل ۱۹۵۶ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۶۰ء تک افسر لنگر خانہ کے فرائض انجام دیئے۔آپ کو تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہونے کا شرف حاصل تھا۔[39]

مولوی فخر الدین صاحب مالاباری درویش قادیان

وفات: یکم مئی ۱۹۷۰ء

آپ علاقہ مالابار کے ایک متمول تاجر گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔عالم جوانی میں احمدیت قبول کی۔آپ صوبہ کیرالہ کے سب سے پہلے موصی تھے۔۱۹۴۷ء میں جولوگ اپنا سب کچھ گنوا کر قادیان آئے تھے انہیں جو مکان احمدی بھائیوں کے الاٹ ہوئے تھے ہر ایک مکان میں کتابوں اور اخباروں کا خاصہ سٹاک موجود تھا۔چند ایک لوگوں نے تو یہ خیال کر کے کہ یہ ان کی مذہبی کتابیں ہیں بے ادبی نہ ہو۔نظارت امور عامہ سے رابطہ کر کے سارا اسٹاک جماعت احمدیہ کے حوالہ کر دیا۔مگر بعض مجبور افراد نے اپنی ضروریات کے لئے اس سٹاک کو جوان کے گھروں میں موجود تھا ردی میں بیچنا شروع کر دیا۔اس صورت حال میں باہمی مشورہ سے یہ امر اس طرح حل پذیر ہوا کہ جماعت کی طرف سے بھی اور چند ایک وہ درویش جو کتابوں کی تجارت کا کاروبار کرتے تھے وہ غیر مسلم افراد سے سلسلہ کی کتابوں کا سٹاک بازار میں ردّی کاغذ کی قیمت سے کچھ زیادہ دے کر خریدنا شروع کر دیں۔اس طرح کتابوں کا سٹاک ضائع ہونے سے بچ جائے۔اس سکیم کے تحت جن بھائیوں کو کتابیں ردی میں خریدنے کی اجازت دی گئی ان میں فخر الدین صاحب مالاباری بھی تھے۔آپ نے ایک بڑا ذخیرہ علم کا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محفوظ کر لیا۔[40]

۱۹۵۰ء میں ہندوستان سے کچھ خاندان قادیان بلوائے گئے تھے اور پاکستان سے بھی درویشان کے اہل وعیال منگوانے کا کام جاری تھا اور مزید درویشان کی شادیاں بھی ہندوستان کی جماعتوں میں ہوگئی تھیں۔اور صدر انجمن احمدیہ پر اخراجات کا بار بڑھ گیا تھا۔اور اس وقت کا بجٹ آمد ان سب اخراجات کا متحمل نہیں رہا تھا۔اس لئے حضور انور کی اجازت سے درویشان میں یہ تحریک کی گئی تھی کہ جو افراد اپنا گزارہ خود کوئی کام کر کے چلا سکتے ہوں وہ اپنے گزارہ کا بار انجمن کے بجٹ سے ہلکا کر دیں۔اس پر ۵۰۔۶۰ درویش اس قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ان میں مکرم فخر الدین صاحب بھی تھے۔آپ ایک عرصہ تک خود محنت کر کے اپنا گزارہ چلاتے رہے تا آنکہ ایک حادثہ میں آپ کے کولہے کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا اور چلنے پھرنے سے آپ ایک حد تک معذور ہو گئے۔[41]

آپ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر میں مفوضہ فرائض نہایت محنت اور خوش دلی سے سرانجام

دیتے رہے۔آپ نے درویشی کا ابتدائی زمانہ بڑے صبر واستقلال اور خندہ پیشانی سے گزارا۔آپ نے ۱۹۷۰ء میں بعمر ۸۰ سال وفات پائی۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔[42]

خواجہ ظہور الدین صاحب بٹ آف گوجر خاں (راولپنڈی)

تاریخ وفات: ۲مئی ۱۹۷۰ء

آپ مکرم میجر منیر احمد شہید (۱۹۶۵ء) کے سسر تھے۔محترم خواجہ صاحب خدام سلسلہ کے لئے خصوصاً بہت مہمان نواز شخصیت تھے۔کتب سلسلہ احمدیہ کے عالم اور اپنے حلقہ اثر میں پیغام حق پہنچانے میں مصروف رہتے تھے۔مرکز سے کتب اور رسالے منگوا کر صدہا کی تعداد میں تقسیم کرواتے۔ محترم خواجہ صاحب باوجود ضعف اور عوارض کے مغرب اور صبح کی نمازوں میں مع اپنے عزیز پوتوں اور نواسوں کے مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھتے تھے۔وقف عارضی کے سلسلہ میں جو احباب تشریف لاتے رہے ان سے خدام کے علاوہ خواتین کو بھی ترجمہ قرآن مجید پڑھانے کا انتظام کیا۔اپنی جماعت کے مردوں اور خواتین کی طرف چندوں کا بقایا نہ رہنے دیتے تھے۔اپنی بیگم صاحبہ کو بھی تربیت دی ہوئی تھی۔جو کہ باقاعدگی سے ہفتہ وار خواتین کا اجلاس کرتیں اور چندے جمع کر کے مرکز میں بھجواتیں۔ ایک بار قریبی گاؤں سے ایک مخلص احمدی نوجوان جس کو والدین نے گھر سے نکالا ہوا تھا اپنی شادی کے سلسلہ میں امداد کے لئے آیا تو خواجہ صاحب نے خود بھی اس کی امداد کی اور جماعت سے بھی کافی امداد کروائی۔اس کے علاوہ اور بھی کئی احباب امداد حاصل کرنے کے لئے آتے مگر آپ کسی کو خالی واپس نہ کرتے۔محترمی خواجہ صاحب کی طبیعت بہت نرم اور حلیم تھی۔جماعت کے احباب آپ کی ہر ایک تحریک اور حکم کو خوشی سے مانتے تھے۔وکلاء آپ کو دیوانی کا قابل وکیل جانتے تھے۔ہر جمعہ کو تمام جماعت کو بٹھا کر نماز کا ترجمہ باری باری سنتے اور غلطیوں کی اصلاح کرتے پھر کسی ایک تربیتی مضمون پر تقریر بھی کرتے۔آپ کی ان سرگرمیوں سے آپ کے تبلیغی جوش کا بھی پتہ چلتا ہے۔خدام اور اطفال کی دینی تعلیم کا امتحان لیتے قابل اطفال کو انعام دلاتے تا کہ حوصلہ افزائی ہو۔ان امتحانوں میں اپنے پوتوں اور نواسوں کو بھی برابر شامل رکھتے۔اپنے عزیز داماد میجر منیر صاحب کی شہادت پر خود بھی صبر کا عمدہ نمونہ دکھایا اور اپنی بیٹی کو بھی ہمت دلاتے رہے۔وفات سے دو سال قبل آپ کو وصیت کرنے کی بھی توفیق ملی۔[43]

مولوی مسیح الدین خان صاحب

وفات: ۶ مئی ۱۹۷۰ء

آپ حافظ نور محمد صاحب مرید حضرت پیر کوٹھہ شریف سیّد امیرؒ کے فرزند اکبر تھے۔۱۹۱۰ء میں حضرت فرزند علی خاں صاحب کے ذریعہ فیروز پور میں احمدیت قبول کی۔زندگی کا بیشتر حصہ خیبر ایجنسی اور کرم ایجنسی میں گذارا جہاں آپ ٹیچر اور عرضی نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔عالم باعمل اور دعا گو بزرگ تھے۔پیغام حق پہنچانے کا بڑا شوق تھا۔آپ کے چھوٹے بھائی خان شمس الدین خان صاحب (امیر جماعت احمدیہ پشاور) آپ ہی کے زیرِ اثر سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کر کے ۱۹۲۷ء میں داخل احمدیت ہوئے۔[44]

عبدالرشید غوری صاحب آف گوکھووال

وفات: ۷ا مئی ۱۹۷۰ء

مکرم ناصر رشید فاروقی صاحب اپنے والد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''آپ نے حضرت مصلح موعود کے دور میں اپنے بڑے بھائی ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم (مرحوم) سے دو سال بعد بیعت کی۔آپ اپنی والدہ محترمہ رحمت بی بی صاحبہ اور بڑے بھائی سمیت گھر بدر کر دیئے گئے۔مگر آپ نے احمدیت کی دولتِ بے بہا لے کر دنیا میں مفلسی اور تنگدستی کو نہایت خندہ پیشانی سے قبول کر لیا۔

اُن دنوں میں آپ کی عمر صرف ۱۷ سال تھی۔اپنی والدہ سے بہت محبت کرتے۔والد بچپن میں فوت ہو چکے تھے۔تایا جان ان کو تعلیم کی تکمیل کے لئے ترغیب دیتے۔لیکن ابا جان بیمار اور متفکّر ماں کے دامن سے لپٹے رہتے۔ان کی خدمت کو ہی زندگی کا نصب العین جانا۔یہاں تک کہ مروجہ دنیاوی تعلیم بھی حاصل نہ کر سکے۔میلوں ٹھیلوں کے رسیا ہوئے۔ڈھول تماشے دیکھتے اور دوسرے نوجوانوں کی طرح مذہب سے دور ہو گئے ......مگر جونہی احمدیت کی گھنی چھاؤں میں آئے تو کایا ہی پلٹ گئی۔اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ قادیان کی مبارک بستی میں تشریف لے گئے۔حضرت مصلح موعود کی صحبت میں رہے اور پارس ہو گئے۔ہر قسم کی دنیاوی لذتوں کو خیر باد کہہ دیا۔پانچ وقت کی نماز شروع کی اور زندگی کے آخری سانسوں تک ادا کرتے رہے۔ہر طرح کی دنیاوی مصلحتوں کو ترک کیا اور وہی بات

کہی جس کو حق جانا اور قرآن و حدیث کی رو سے درست گردانا اور پھر اس پر ڈٹ گئے۔قرآن کریم کی تلاوت بلا ناغہ فرماتے رہے۔تفسیر صغیر کے شروع میں خاص خاص حوالے نوٹ فرماتے جاتے تھے۔ جو آج بھی ہمارے پاس ان کے ذکر کا موجب ہیں۔آپ ایک تہجد گذار بزرگ تھے۔راتوں کو اکثر خدا کے حضور گھنٹوں کھڑے رہتے اور احمدیت کے فروغ اور اولاد کی ترقی و خوشحالی کے لئے دعائیں فرماتے۔

آپ نہ صرف عبادت گذار بزرگ تھے بلکہ نظام سلسلہ کے سخت پابند تھے۔کئی دفعہ سائیکل پر ربوہ جلسہ میں شرکت کیلئے گئے۔اپنے امام کے حکم کے منتظر رہتے۔جب آپ نے قادیان سے ہجرت کر کے گوجرانوالہ شہر میں عارضی طور پر قیام کیا پھر فیصل آباد تبدیلی ہونے پر وہاں منتقل ہوگئے۔آپ کی تبدیلی ایمپلائمنٹ ایکسچینج میں ہوگئی۔

۱۹۲۳ء میں جب شدھی کا ریلہ آیا اور جس میں بڑے بڑے سورماؤں کے قدم لڑکھڑا گئے تو اس وقت حضرت مصلح موعود نے اس چیلنج کا منہ توڑ جواب دیا۔اور آپ کی ایک آواز پر جو ہزاروں مجاہدینِ احمدیت میدانِ کارزار میں کود پڑے۔محترم ابا جان بھی انہی میں سے ایک تھے۔حضرت امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''ایک زمانے میں یعنی ۱۹۲۳ء میں مجھے آپ کے والد صاحب مرحوم کے ساتھ شدھی کے علاقے میں کام کرنے کا اتفاق ہوا۔وہ بہت مخلص تھے۔محترم محمد شفیع اسلم صاحب مرحوم (خاکسار کے تایاجان۔ناقل) اور آپ کے والد صاحب اکٹھے شدھی کے علاقے میں کام کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان دونوں کی روایات کے مطابق چلنے کی آپ کو توفیق دے اور آپ کا کارساز ہو۔آمین'' [45]

سلسلہ سے والہانہ لگاؤ،امام کی آواز پر لبیک اور اپنا تن من دھن لٹانے کے لئے تیار رہنا۔تحریک احمدیت کی جزئیات سب انہوں نے اپنی اولاد میں منتقل کر دیں۔

آپ ایک صاحب رؤیا وکشوف بزرگ تھے۔مسجد احمدیہ گوکھووال میں ایک عرصہ تک اعتکاف فرماتے رہے۔مقبول الدعا تھے۔خواب کی تعبیر خوب فرماتے۔آپ کی روحانیت آپ کے کردار سے ہویدا تھی۔باوجود افلاس و مفلسی کے گاؤں میں سب لوگ آپ کی عزت کرتے۔خودداری، وضع داری اور شرافت کا پیکر تھے۔احمدی غیر احمدی سب آپ سے دعا کی درخواست کرتے اور فیض یاب ہوتے۔اکثر گھرانوں کی دائمی رنجشیں آپ کی دعاؤں سے ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئیں۔اولاد سے محروم

کئی گھرانے محض آپ کی دعاؤں سے ثمر بار ہوئے۔الحمد للہ۔مگر خود راضی برضا صابر وشا کر تھے۔ اوائل عمر میں ہی آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی تھی۔جس کی وجہ سے آپ کی صحت پر کافی اثر پڑا تھا۔مگر ہمیشہ خدا کا شکرادا کرتے رہے۔والدہ محترمہ اکثر فرماتیں کہ اپنے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فراخیٔ رزق سے نوازے۔تو آپ سن کر مسکرا دیتے اور فرماتے کہ میرا اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے......پھر فرمایا اللہ سے تو توبہ اور بخشش جیسی عظیم نعمتیں حاصل کرنی چاہئیں۔تم دیکھنا کہ ہماری اولاد کتنی خوشحال ہوتی ہے عزت اور شہرت پائے گی۔میں ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ناصر اور نثار بہت بڑے آفیسر بنیں گے......اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو ہر نعمت سے نوازا۔

آپ نے تمام باقی زندگی تقریباً ۲۰ سال گوکھووال چک نمبر ۱۲۱ میں گذاردی۔آخری دنوں میں بہت زیادہ کمزور ہوگئے۔مگر آپ کے وصال کے لمحات بھی نہایت کیف آگیں تھے ایک ماہ قبل آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بھائی کو،سسرال والوں کو اور دیگر رشتہ داروں کو خطوط لکھے کہ میں اب جانے والا ہوں اس لئے جو مجھ سے تمہارے ساتھ زیادتیاں ہوئیں مجھے معاف کردیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی معاف کردے۔حالانکہ آپ اس عرصہ میں شدید بیمار نہ ہوئے تاہم والدہ سمجھ گئیں کہ وقتِ آخر ہے آپ کی چارپائی کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئیں اور خدمت کا حق ادا کردیا اور تب ایک دن اپنے پاس بیٹھی ہوئی ہماری والدہ سے فرمانے لگے کہ ’’مقبول مَیں نے تمہیں معاف کیا تم بھی معاف کردینا‘‘ والدہ کی آواز بھرّا گئی۔جواب دیا اللہ آپ کو صحت دے ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں۔آپ نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو اور تب آپ نے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھا اور آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔گوکھووال کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔[46]

حضرت کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد صاحب ساکن چک چھور مغلیاں

وفات: ۳جون ۱۹۷۰ء

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں بذریعہ خط بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔بہت نیک صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دعا گو بزرگ تھے۔ایک طویل عرصہ تک مقامی انصار اللہ کے زعیم اور صدر موصیان رہے۔کچھ عرصہ سیکرٹری اصلاح وارشاد اور امام الصلوٰۃ کا فریضہ بھی

ادا کیا۔ تمام گاؤں میں ایک پُر وقار اور معزز شخصیت تصور کئے جاتے تھے۔ غرباء پروری اور مسکین نوازی ان کا طرّہ امتیاز تھا۔ اپنی زندگی میں ہی اپنی جائیداد کا حساب کر کے ۱/۹ حصہ وصیت ادا کر دیا۔ تحریک جدید کی پانچ ہزاری فوج میں بھی شامل تھے۔ آپ کی تدفین ۴ جون کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ آپ نے اپنے پیچھے چار لڑکیاں اور چار لڑکے چھوڑے۔ دو بیٹے چوہدری ناصر احمد صاحب سینئر اوورہالنگ انجینئر کراچی اور منصور احمد صاحب گوجرانوالہ اور ایک بیٹے منور احمد انگلستان میں مقیم ہیں۔ 47

حضرت شیخ عبدالغفور صاحب مرحوم آف گجرات

ولادت: یکم جون ۱۹۰۱ء وفات: ۱۲ جون ۱۹۷۰ء

آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے والد صاحب حضرت رحیم بخش صاحب اور دادا حضرت شیخ الٰہی بخش صاحب مالک فرم قدیمی کتب خانہ آف گجرات دونوں ہی بیک وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے تھے۔ آپ کی انتھک کوششوں کے طفیل ضلع گجرات کے کئی دیہات میں احمدیت کا نور پہنچا۔ حضرت شیخ عبدالغفور صاحب اپنے دادا جان کے ہمراہ ۱۹۰۶ء میں قادیان پہنچے۔ حضور علیہ السلام سے آپ نے مصافحہ کا شرف حاصل کیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں نذرانہ بھی پیش کیا جو آپ نے قبول فرمالیا اور آپ کی پشت پر اپنا دست مبارک بھی پھیرا۔ ۱۹۱۲ء میں حصول تعلیم کی غرض سے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی چھٹی جماعت میں داخل ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور کی خدمت میں اس شخص نے جو آپ کو اپنے ہمراہ لے کر گیا تھا ایک رقعہ پیش کیا جو آپ کے والد صاحب نے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔ حضور نے رقعہ پڑھ کر دریافت فرمایا لڑکا کہاں ہے۔ ان صاحب نے آپ کی طرف اشارہ کر دیا تو آپ نے کمال محبت سے اپنا دست مبارک لمبا کر کے آپ کو اپنی طرف کھینچا اور دیر تک آپ کی کمر پر دست شفقت پھیرتے رہے۔

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بھی نہایت درجہ محبت تھی۔ اکثر حضور کو جبکہ حضور نماز سے فارغ ہو کر محراب میں تشریف رکھتے تو آپ پیچھے بیٹھ کر پشت مبارک کو دبایا کرتے تھے۔ آخر یہاں تک محبت نے ترقی کی کہ آپ نے حضور کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود

علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے آپ کی کمر پر دست شفقت پھیرنے کا ذکر کر کے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضور بھی اپنا دست مبارک آپ کی پشت پر پھیریں تا کہ آپ بجا طور پر فخر کر سکیں کہ تین پیشواؤں کا دست شفقت آپ پر پھرا ہوا ہے۔ چند دنوں کے بعد ایک رات بذریعہ خواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آپ کو ملے اور بڑی دیر تک حضور اپنا دست مبارک آپ کی کمر پر پھیرتے رہے۔ چنانچہ صبح ہی آپ نے حضور کی خدمت اقدس میں اطلاع دے دی۔

آپ نہایت دیندار، متقی، پرہیزگار اور ایک متوکل انسان تھے۔ والد صاحب کا سایہ جلد سر سے اٹھ گیا لیکن آپ نے اپنی والدہ اور بھائیوں کی خوب خدمت کی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور شہدائے سلسلہ کیلئے خاص دعائیں کیا کرتے تھے اور دوسروں کو تلقین بھی کرتے تھے۔ چندہ کی ادائیگی کیلئے خاص طور پر اولاد کو تحریک کیا کرتے تھے۔ آپ جوانی کے ایام میں سیکرٹری تعلیم تھے۔ کئی دیہات میں جلسے کرواتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب گجرات تشریف لائے تو آپ کے جوش وولولہ خدمت کو دیکھ کر فرمایا ’’ہمیں ایسے ہی جوانوں کی ضرورت ہے‘‘۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو اپنے گھر پر ٹھہرانے کا شرف حاصل کرتے تھے۔ خود بھی دعائیں کرتے اور ان سے بھی کرواتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی آخری سخت علالت کا اعلان جب ریڈیو پر ہوا تو آپ نے عشاء کی نماز میں حضور کی صحت یابی کے لئے کثرت سے دعا فرمائی۔ صبح اہل خانہ کو فرمانے لگے کہ جب میں رکوع میں گیا تو ایک سیکنڈ کے لئے میرا تعلق اس دنیا سے منقطع ہو گیا اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی شبیہہ مبارک میرے سامنے آ گئی۔ میں نے اپنے آپ کو جھنجھوڑا......تو دوسرے رکوع میں پھر وہی نظارہ دیکھا اور اپنے گھر والوں کو بتایا کہ اب خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ہوں گے۔ اور اپنے ایک دوست چوہدری علی احمد آف گلانوالہ کو بھی آپ نے اپنی یہ خواب سنا دی۔

آپ دل کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ ۱۲ جون ۱۹۷۰ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ ۱۳ جون کو آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں تدفین عمل میں آئی۔ بعد تدفین مکرم کیپٹن محمد سعید صاحب نے دعا کرائی۔ 48

قریشہ سلطانہ بیگم صاحبہ بیگم الحاج حضرت ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب محقق دہلوی

وفات: ۱۲ جون ۱۹۷۰ء بعمر ۷۲ سال 49

خان بہادر ڈپٹی غلام نبی صاحب رئیس میرٹھ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی پوتی تھیں۔۱۹۱۴ء میں صحابی حضرت ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب محقق دہلوی سے بیاہی گئیں اور انہی کے پاک نمونہ اور مؤثر تبلیغ کی بدولت نعمت احمدیت نصیب ہوئی جس کے بعد آپ پُر جوش داعیہ الی اللہ بن گئیں۔ دہلی میں ۱۸/اپریل ۱۹۲۷ء کو لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا تو آپ کو سیکرٹری مال کا عہدہ سونپا گیا۔50 آپ حضرت مصلح موعود کی ۱۹۲۸ء کی تحریک ''جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے سلسلہ میں ۱۹۴۶ء تک جلسوں کا دہلی میں خصوصی اہتمام فرماتی رہیں۔ یہ جلسے سینٹ فرانسس گرلز ہائی سکول دریا گنج میں منعقد ہوتے تھے۔ان جلسوں کی صدارت مسز آصف علی، مسز کھرے اور بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو وغیرہ بااثر خواتین نے کی۔

مکرمہ سیدہ نسیم سعید صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ بیگم شفیع کا مسلم لیگ سے ۱۹۳۸ء سے قریبی تعلق تھا کیونکہ ڈاکٹر سید شفیع احمد کے قریبی دوست مسلم لیگ کے آفس سیکرٹری سید شمس الحسن تھے۔بیلماراں عابد منزل میں ڈاکٹر سید شفیع احمد کا گھر تیسری منزل پر تھا۔دوسری منزل میں مختلف دفاتر تھے وہاں ایک دفتر خالی ہوا تو ڈاکٹر سید شفیع احمد نے اپنے دوست سید شمس الحسن صاحب سے کہا کہ قائداعظم مسلم لیگ کے لئے ایک دفتر چاہتے ہیں آپ فوراً اس دفتر میں آجائیں (اس سے پہلے مسلم لیگ کا کوئی باقاعدہ دفتر نہیں تھا مختلف بڑے لوگوں کے گھر میٹنگ ہوتی تھی) چنانچہ یہ دفتر فوراً لے لیا گیا۔

بیگم شفیع صاحبہ چائے اور پان بنا کر نیچے دفتر میں نوکر کے ذریعہ بھجوا دیتیں۔کئی دفعہ مسلم لیگ کا فنڈ ختم ہو جاتا۔دفتر کا کرایہ دینے کے لئے رقم نہ ہوتی اور مالک مکان تقاضا کرتا تو ڈاکٹر سید شفیع احمد گھر میں پیغام بھیجتے کہ اتنی رقم بھیج دیں۔سیکرٹری صاحب فنڈ جمع ہونے پر یہ رقم واپس کر دیتے۔ایک دفعہ میرے بھائی، والد صاحب کے ساتھ مسلم لیگ کے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک ہندو قرقی لے آیا۔ہوا یہ کہ مسلم لیگ کے ایک اجلاس عام کے لئے ایک ہندو ٹھیکیدار سے قناتیں، چھولداریاں اور فرنیچر منگوایا تھا۔کچھ عرصہ تقاضے کے باوجود وہ بل کی وصولی نہ کر سکا چنانچہ دہلی کی دیوانی عدالت سے قرقی لے آیا۔اس نے سیکرٹری صاحب کو قرقی دکھائی۔سید شمس الحسن صاحب کے پاس ادائیگی کے لئے کوئی رقم نہ تھی۔ چنانچہ ٹھیکیدار نے دفتری سامان اٹھانا شروع کر دیا۔یہ دیکھ کر ڈاکٹر سید شفیع احمد نے اسے روکا اور فوراً اپنے گھر پیغام بھجوایا۔بیگم شفیع نے مطلوبہ رقم بھیجی جس سے فرنیچر والے کا بل ادا کیا گیا۔51

اپنے شوہر کی وفات (۳۰/اکتوبر ۱۹۴۱ء) کے دو سال بعد آپ نے ہفت روزہ اخبار ’’دستکاری‘‘ از سرِ نو جاری کر کے مسلم خواتین کے حقوق کے بارے میں پُر زور آواز بلند کرنا شروع کی۔ ۱۰ مئی ۱۹۴۲ء کو لجنہ اماء اللہ دہلی کا جلسہ سالانہ آپ کی زیر صدارت ہوا۔[52]

مارچ ۱۹۵۴ء میں اخبار ’’الفضل‘‘ سے مارشل لاء کی پابندی ختم ہوئی تو لاہور کے ہر پریس نے اسے چھاپنے سے انکار کر دیا تو آپ کی غیرت و جرأت ایمانی سے یہ مسئلہ حل ہوا اور جماعت کا یہ ترجمان آپ کے پریس میں طبع ہونے لگا۔

آپ کو ۱۹۶۷ء تک لاہور کی لجنہ اماء اللہ انارکلی و نیلا گنبد کی صدارت کے فرائض کامیابی سے بجا لانے کی سعادت ملی۔[53]

سلسلہ احمدیہ اور مسلم انڈیا دونوں کی تاریخ میں منفرد صحافی خاتون تھیں جو متحدہ ہندوستان اور پھر پاکستان میں مسلم خواتین کی قریباً تیس سال تک بے لوث خدمات بجالاتی رہیں۔ آپ سیاسی حلقوں میں ’’بیگم شفیع‘‘ کے نام سے ایک جانی پہچانی شخصیت تھیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے شعبہ خواتین کا اضافہ ہوا تو قائداعظم محمد علی جناح (ولادت ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء وفات ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء) نے مسلم لیگ بیلماراں دہلی کے شعبہ خواتین کا نگران آپ کو مقرر فرمایا۔ شملہ کانفرنس (وائسرئے گل لاج۔ ۲۵ جون تا ۲۷ جون ۱۹۴۵ء) میں پریس انفارمیشن بیورو کی طرف سے آپ کو خاتون نامہ نگار کے کاغذات اسناد دیئے گئے۔ برطانوی ہند کی تاریخ میں ۴۶-۱۹۴۵ء کے مرکزی اور صوبائی انتخابات کو فیصلہ کن اور غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں مسلم لیگ کو واضح فتح حاصل ہوئی اور قیام پاکستان کی منزل یقینی نظر آنے لگی۔ ان انتخابات میں جہاں پورے ملک کی احمدی خواتین نے آل انڈیا مسلم لیگ کو کامیاب کرنے کی بھرپور مساعی کیں وہیں آپ نے بھی اپنے اخبار ’’دستکاری‘‘ اور اپنی مسلم لیگی کارکنات کے ذریعہ اس مہم میں پُر جوش حصہ لیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ نے کل پاکستان انجمن مہاجر خواتین کے صدر کی حیثیت سے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ آپ مسلمان رضا کار سوشل خواتین کے ایک وفد کے ساتھ مشرقی پنجاب میں مسلمان لڑکیوں کی بازیابی کے لئے بھی تشریف لے گئیں۔ سینکڑوں لڑکیاں آپ کی کوشش سے برآمد کی گئیں اور سینکڑوں کی بازیابی میں آپ کا تعاون شامل تھا۔ اس عظیم کارنامہ پر گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر (۱۸۹۹-۱۹۵۸ء) نے آپ کو سند خوشنودی سے نوازا۔

۸؍اپریل ۱۹۵۰ء کو دہلی میں مشہور لیاقت نہرو معاہدہ ہوا۔ معاہدہ کی تفصیلات طے کرنے کے لئے وزیراعظم پاکستان ۲؍اپریل کو دہلی تشریف لے گئے۔ اس موقع پر مسلم اخبار نویسوں کا جو وفد پاکستان سے دہلی گیا آپ بھی اس کی ممبر تھیں۔ ۱۹۶۶ء میں کامن ویلتھ پریس کانفرنس پاکستان میں منعقد ہوئی جس کی صدارت محمد ایوب خاں صدر پاکستان نے کی۔ اس کانفرنس کے مندوبین میں آپ بھی شامل تھیں۔

آپ پنجاب مسلم لیگ شعبہ خواتین کی نائب صدر اور مغربی پاکستان کونسل اور پنجاب ریڈکراس ایسوسی ایشن کی مجلس قائمہ (Standing Committee) کی رکن تھیں۔ پاکستان میں حقوق نسواں کی کوئی ابتدائی تاریخ آپ کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں قرار پاسکتی۔

پاکستان کے نامور محقق وادیب جناب زاہد حسین انجم ''انسائیکلو پیڈیا قائداعظم'' میں ''شفیع احمد بیگم'' کے زیرعنوان تحریر فرماتے ہیں:۔

''شفیع احمد بیگم: ہفت روزہ اخبار دستکاری (دہلی) کی مدیرہ، ان کے شوہر ڈاکٹر سید شفیع احمد دہلوی ایک عرصہ تک مولانا ظفر علی خان اور عبدالمجید سالک مرحوم کے ہمعصر اور خواجہ حسن نظامی کے ساتھی رہے۔

۱۹۴۱ء میں اپنے شوہر کے انتقال پر دستکاری کی ادارت سنبھالی۔ قائداعظم جیسے عظیم رہنما کی قیادت میں اس وقت دہلی میں مسلم لیگ کی بڑی سرگرمیاں جاری تھیں اور بیگم شفیع احمد نے بھی اپنے اخبار کی تمام سرگرمیاں مسلم لیگ اور تحریک پاکستان سے وابستہ کر دیں۔ چنانچہ ہمیشہ دستکاری اخبار کا دفتر اوپر کی منزل اور آل انڈیا مسلم لیگ کا دفتر نچلی منزل میں رہا۔ وہ زنانہ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی رکن بھی تھیں اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا سوال بھی اٹھاتی رہیں۔ قومی سطح پر بیگم شاہنواز، بیگم شائستہ اکرام اللہ مسلم لیگ کی طرف سے مسز پنڈت اور مسز سروجنی نائیڈو کانگریس کی طرف سے عورتوں کی نمائندگی کرتی تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں جب سر اسٹیفورڈ کرپس نے ہندوستان کا دورہ کیا اور شملہ کانفرنس بلائی تو بیگم شفیع نے عورتوں کی سیاسی نمائندگی کا سوال اٹھایا اور سر اسٹیفورڈ کرپس سے کئی سوالات کئے جن کا جواب سر کرپس نے اپنے ہاتھ سے تحریری طور پر ان کے دلائل اور جذبے سے متاثر ہو کر دیا۔ ان کے سوالات و جوابات کی پوری رپورٹ ڈان میں شائع ہوئی تھی جو اس زمانے میں دہلی سے نکلتا تھا۔

تحریک پاکستان جب اپنے انتہائی اہم دور سے گزر رہی تھی خصوصاً جون ۱۹۴۷ء میں قائداعظم نے مسلم اخبار والوں کی ایک پریس کانفرنس بلائی جن میں اخبار نویسوں کو کانگریس کے زیر تلے پراپیگنڈے کا مقابلہ کرنے اوراس کا پوری طرح جواب دینے کے لئے انتہائی قیمتی ہدایات دیں۔اس وقت بیگم شفیع کی کوششوں کو سراہتے ہوئے فرمایا اپنے خیالات کا اظہار اور کوشش کرتی رہئے جب تک کامیابی نہیں ہوتی، قیام پاکستان کے بعد بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان آئیں۔ابھی اخبار دوبارہ جاری کر کے اسے محکم کرنے کی جدوجہد ہو رہی تھی کہ مدد مدد کی ایک اور صدا بلند ہوئی اور یہ صدا تھی مغویہ عورتوں کی۔

وہ مسلمان رضا کار سوشل خواتین کا وفد لے کر مشرقی پنجاب کے اندرونی حصوں میں مسلمان لڑکیوں کی بازیابی کے لئے گئیں تو جو روح فرسا اور المناک داستانیں انہوں نے سنیں ان کے بارے میں بھارتی وزیراعظم کو بتایا، بازیابی کے ساتھ ساتھ مہاجر خواتین کے حقوق کی حفاظت کی اور کل پاکستان انجمن مہاجر خواتین قائم کی،جس کی صدر وہ مقرر ہوئیں۔۱۹۵۰ء میں مسلم صحافیوں کے وفد کے ہمراہ بھارت گئیں۔صحافی وفد کی پاکستان واپسی پر وفد کے لیڈر پر بعض باتوں کے لئے تنقید کی جس کی بنا پر انہیں نیوز پیپرز ایڈیٹرز کانفرنس کی اسٹینڈنگ کمیٹی سے نکال دیا گیا۔

۱۹۵۱ء سے ان کی زیادہ تر کوشش اور تمنا رہی کہ اخبار کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتی چلی جائیں۔بیگم شفیع احمد کی کوششیں آخر کار ثمر لے آئیں اور عورتوں کو ملازمتوں میں لیا جانے لگا۔

۱۹۶۷ء میں دستکاری لاہور سے اسلام آباد لے آئیں اور اسلام آباد دارالحکومت سے پہلا نکلنے والا پرچہ انہی کا تھا۔وہ ایک زبردست مذہبی خاتون تھیں۔جون ۱۹۴۷ء میں قائداعظم نے دہلی میں مسلمان ایڈیٹروں سے خطاب کیا وہ برقع میں تھیں''۔[54]

آپ کی وفات پر پاکستان کے وقیع اور با اثر پریس نے آپ کی سماجی اور صحافتی خدمات کو زبردست خراج تحسین ادا کیا۔اخبارات کے طویل شذرات اور مضامین کے نمونۂ صرف چند جلی عنوانات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔''تحریک نسواں کی صف اوّل کی بے باک خاتون صحافی بیگم شفیع احمد''۔[55]

۲۔''وہ زندگی بھر تحریک نسواں کی علمبردار رہیں ان کی تحریروں نے دوسروں کو تازہ عزم دیا''۔[56]

۳۔[57] "A fearless journalist who fought for women's rights"

۴۔ [58] "Begum Shafi - A Fearless Journalist"

۵۔ ’’بیگم شفیع ایک بے باک صحافی خاتون تھیں‘‘ ’’ان کی تحریر عورتوں کے حقوق کی زبان تھی‘‘ ۔[59]

۶۔ ’’بیگم شفیع احمد جنہوں نے تیس سال تک صحافی و سماجی کارکن کی حیثیت سے خواتین اور پاکستان کی خدمت کی‘‘ ۔[60]

۷۔ ’’بیگم شفیع نے خواتین کے حقوق کے لئے مقدور بھر جدوجہد کی‘‘ ’’بیگم شفیع بے باک صحافت کی علمبردار تھیں‘‘ ۔[61]

۸۔ ’’بیگم شفیع ایک بے باک خاتون صحافی تھیں‘‘ ۔[62]

۹۔ ’’وہ زندگی بھر مسلم خواتین اور مسلم صحافت کی خدمت میں مصروف رہیں‘‘ ۔[63]

۱۰۔ ’’ہمارے یہاں عورتوں کو سفیر اور وزیر بننے کا موقعہ ان کی جدوجہد کے نتیجے میں ملا‘‘ ۔ ’’بیگم شفیع نے شملہ کانفرنس میں عورتوں کی سیاسی نمائندگی کا سوال اٹھایا‘‘ ۔[64]

کارکنان تحریک پاکستان کے ادارے نے ۹ دسمبر ۲۰۰۷ء کو ایک خاص تقریب میں بیگم شفیع کی ملیّ وقومی خدمات کے اعتراف میں انہیں گولڈ میڈل دیا گیا جو اُن کی بیٹی پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ نے وصول کیا۔

محترمہ سلطانہ بیگم صاحبہ کے مفصّل حالات، سیاسی زندگی اور اخبارات کے تراشوں کے عکس کے لئے ملاحظہ ہو ’’سوانح بیگم شفیع‘‘ از سیدہ نسیم سعید صاحبہ۔ ناشر لجنہ اماء اللہ لاہور۔ اشاعت جون ۱۹۹۶ء‘‘۔

اولاد: سید برکات احمد صاحب، سید حسنات احمد صاحب، سید مبشرات احمد صاحب، سید حمید احمد صاحب، سیدہ نسیم سعید صاحبہ، سیدہ رضیہ سمیع صاحبہ

گیانی مرزا واحد حسین صاحب (سابق شیر سنگھ) مربی سلسلہ احمدیہ

وفات: ۲ جولائی ۱۹۷۰ء

آپ سلسلہ احمدیہ کے نہایت مخلص، فدائی، دیرینہ خادم اور پنجابی کے مثالی مقرر تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ’’میرا نام مرزا واحد حسین ہے میرے والد صاحب کا نام مرزا حسین بیگ صاحب ہے اصل وطن کلانور ضلع گورداسپور ہے بعض وجوہات کی بناء پر کچھ عرصہ تک میں سکھوں میں رہا اور سکھ

مذہب کی تعلیم حاصل کی۔گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیاں اور سکھ تاریخ یعنی سورج پرکاش، پنتھ پرکاش، گور بلاس وغیرہ کتابیں درسًا ترنتارن میں پڑھیں۔

میری عمر قریباً ۱۴ سال تھی اور میں آٹھویں جماعت میں امرتسر مشن ہائی سکول میں پڑھتا تھا کہ سکھوں میں جا کر شامل ہو گیا اور گھر والوں کو اس کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔اکالی تحریک کے شروع ایام میں جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے سابق مہر سنگھ نے مجھے تبلیغ کی اور میں نے احمدیت قبول کر لی۔مرزا احمد بیگ صاحب جو اُن دنوں امرتسر میں بنک کے بڑے افسر لگے ہوئے تھے نے میری بیعت کا خط لکھا۔غالبًا ۱۹۲۸ء کا یہ واقعہ ہے۔اس کے بعد مَیں قادیان آ گیا اور سلسلہ نے میری خدمات سکھوں میں تبلیغ کے لئے حاصل کر لیں۔میری طبیعت میں مزاح اور ظرافت کا پہلو نمایاں ہے۔اس وجہ سے میری طرز تبلیغ ہمیشہ منفردانہ رہی ہے یعنی دورانِ تقریر و تبلیغ ہمیشہ دلائل کو میں نے ایسا رنگ دیا ہے کہ سننے والا اثر قبول کرنے کے ساتھ ساتھ خوش بھی رہے اسی وجہ سے سلسلہ نے میرے طرز تکلّم اور میری تبلیغی جدوجہد کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور میرے ساتھ ہمیشہ عمدہ سلوک کیا ہے۔

میں نے دوران ملازمت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت سے علاقوں کا دورہ کیا اور کئی معرکے سر کئے۔اور جہاں کہیں بھی گیا ہر مجلس اور ہر جلسہ پر چھا گیا۔یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعاؤں اور ان کے دورِ خلافت کی برکات ہیں ورنہ من آنم کہ من دانم"۔(اس نوٹ کے بعد بطور نمونہ بعض تبلیغی واقعات و مشاہدات درج ہیں جو بہت ایمان افروز ہیں)[65]

نظارت دیوان (صدر انجمن احمدیہ پاکستان) کے ریکارڈ کے مطابق آپ ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے اور جولائی ۱۹۲۹ء میں "مبلّغ اچھوت قوم" کی حیثیت سے میدان دعوت وارشاد میں قدم رکھا۔ یکم جولائی کو قادیان کے جلسہ عام میں آپ کی پہلی تقریر بعد نماز مغرب حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی زیر صدارت ہوئی جس میں آپ نے سکھ لٹریچر کے حوالوں سے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے پر تقریر فرمائی۔[66] اکتوبر ۱۹۲۹ء میں آپ نے چک نمبر ۵۶۵ ضلع لائل پور میں لیکچر دیا۔[67]

ان ابتدائی سرگرمیوں کے بعد آپ ایک کامیاب مبلّغ کی حیثیت سے جلد جلد ترقی کرنے لگے اور ایک صاحب طرز پنجاب مقرر کے طور پر آپ کی دھوم مچ گئی۔آپ کو برصغیر پاک و ہند کے کونے

کو نے تک پیغام حق پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔صدہا کامیاب مناظرے کئے اور بے شمار لیکچر دیئے۔مناظرہ اور خطابت دونوں میں آپ کا ایک مخصوص اور منفرد انداز تھا۔اور عوام کی نفسیات کے آپ خوب ماہر تھے۔اسی لئے اپنوں اور بیگانوں میں آپ کو بے پناہ مقبولیت حاصل تھی اور سبھی آپ کے دلچسپ، پُرلطف اور پُر اثر لیکچر سننے کے لئے دور دور سے کھنچے چلے آتے تھے۔آپ باغ و بہار شخصیت کے حامل تھے نہایت خوش طبع اور زندہ دل!!۔طبیعت بہت شگفتہ پائی تھی اور اپنی حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی سے پوری مجلس کو کشتِ زعفران بنا دینے کی قدرتی صلاحیت رکھتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کو عیسائیت کے مطالعہ کا شوق ہوا۔پوری بائبل کا بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا۔چنانچہ اس پر آپ کو بڑا عبور حاصل تھا اور بہت سے حوالہ جات ازبر تھے۔68

حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان نے ۱۷نومبر ۱۹۳۶ء کو آپ کی سروس بک میں یہ ریمارکس قلمبند فرمائے۔’’گیانی واحد حسین صاحب اچھے مبلغین میں سے ہیں۔سکھوں اور ہندوؤں کے مذہب سے اچھی واقفیت ہے طرزِ بیان ان کا دل لبھانے والا ہے۔ احمدیہ جماعتوں میں اور غیروں میں ان کی تقریروں کا خاص اثر اور قبولیت ہے تبلیغ کا شوق رکھتے ہیں مطالعہ کا بھی انہیں خاص شوق ہے......احکام کی اطاعت میں مجھے انہوں نے کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا اور میں ان کے کام سے ہمیشہ خوش رہا ہوں‘‘۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود نے مجلس مشاورت ۱۹۵۲ء میں ارشاد فرمایا:۔

> ’’ہمارے مبلغ جو ہندوؤں اور سکھوں میں کام کرتے ہیں ان کو کتابوں کا شوق ہے معلوم نہیں کہ شوق ان کے دلوں میں کس طرح پیدا ہوا۔چنانچہ مہاشہ فضل حسین صاحب کے پاس بڑا کافی لٹریچر موجود ہے مہاشہ محمد عمر صاحب کے پاس بھی کئی کتابیں ہیں۔گیانی عباد اللہ صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب کے پاس بھی کتابیں ہیں۔مگر مولویوں کو اس کا کوئی شوق نہیں۔میرے خیال میں اگر ان چاروں کی کتابیں جمع کی جائیں تو اتنی کتابیں سو مولوی کے پاس بھی نہیں نکلیں گی۔بلکہ شاید ان سے آدھی بھی نہیں ملیں گی‘‘۔69

مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ احمدیہ کو ۱۹۳۴ء سے ۱۹۷۰ء تک یعنی ۳۶ سال کے سفروں میں گیانی صاحب مرحوم سے رفاقت حاصل رہی جو ایک ریکارڈ ہے۔آپ نے گیانی

صاحب کی وفات پر اپنے تاثرات درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائے:۔

''گیانی صاحب مرحوم کے اندر جو مخفی جوہر تھا احمدیت کے نور سے وہ نکھرتا چلا گیا۔سکھ مذہب کا بھرپور مطالعہ رکھتے تھے۔مشہور سکھ گیانیوں سے آپ نے کئی کامیاب مناظرے کئے اور اپنی قابلیت اور حسن بیان کا لوہا منوانے کے ساتھ ساتھ اسلام اور احمدیت کی صداقت کا پرچم لہراتے رہے۔تقریر میں خدا تعالیٰ نے مرحوم کو ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ان کا مخصوص انداز بیان ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔مکرم مولوی نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ کے الفاظ میں مرحوم اپنے فن کے بادشاہ تھے۔میٹھی اور رسیلی پنجابی زبان میں تقریر کرتے تھے سلجھا ہوا اور غیر بناوٹی لہجہ۔آواز میں ترنم اور موزوں اتار چڑھاؤ موقعہ اور محل کے مطابق ظرافت سے آراستہ وعظ سننے میں لوگ ایسا محو ہوتے تھے کہ گھنٹوں بیٹھے نہیں اکتاتے تھے۔ہجرت کے بعد ان کا میلان بدل گیا سکھ اور ہندو جا چکے تھے۔گیانی صاحب مرحوم نے حالات کے مطابق اپنے آپ کو ایسا ڈھالا کہ سکھوں اور ہندوؤں سے متعلق مضامین پر لیکچر دینے والا شخص صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام،وفات مسیح،سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم،اسلامی معاشرہ، حقوق والدین اور تربیت اولاد غرض جملہ مضامین پر ایسے دلآویز طریقہ سے بولنے لگا کہ دوسروں کے مقابلہ میں لوگ اسے سننا زیادہ پسند کرتے تھے۔صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کرتے ہوئے بڑے مؤثر فطرتی دلائل دینے کے بعد آخر میں اپنے خاص دردانگیز لہجہ میں بالعموم یہ کہا کرتے لوگو میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جس نے زمین و آسمان بنائے یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ وہی مسیح موعود ہے جس کی ساری دنیا کو انتظار تھی۔اس کو مان لینا بڑی سعادت ہے اور نہ ماننا بڑی محرومی ہے۔......دو تین سال سے مرحوم بڑے رازدارانہ انداز میں فرمایا کرتے تھے''یار دیا لگڑھی مینوں جا پڑا اے میں ہن چھیتی مر جانا ایں''اور خاکسار ان کے خیالات کا رخ موڑنے کی کوشش کرتا۔ایک مرتبہ احمد خان صاحب ڈرائیور(اصلاح وارشاد مقامی)کو مخاطب کر کے فرمانے لگے میں جب مر گیا تو میری قبر سڑک کے قریب ہی ہوگی۔سڑک پر گذرتے آتے جاتے موٹر کا ہارن ضرور بجایا کرنا میں سمجھ جایا کروں گا کہ ہماری پارٹی جا رہی ہے اور آج سچ مچ یہ خوش مزاج اور خوش گفتار مجاہد سڑک کے پاس ہی منوں مٹی کے نیچے سو رہا ہے۔موٹر کے ہارن کی آواز سنے یا نہ سنے اسے ہزاروں انسانوں کی دعائیں ضرور پہنچ رہی ہوں گی جن کے دلوں میں وہ جوش ایمان پیدا کیا کرتا تھا۔

مرحوم نے اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلانے میں بے مثال کارنامہ انجام دیا ہے۔فرمایا کرتے تھے

بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے مجھے جو کچھ بھی کرنا پڑا کروں گا۔ان کے مستقبل کا محل اگر مجھے اپنی ہڈیوں پر بھی بنانا پڑا تو ضرور بناؤں گا۔اولاد کو اچھے مقام پر پہنچانے کا ان کا یہ عزم خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا۔افسوس وہ خود نہیں رہے مگر ان کی یہ خواہش خدا تعالیٰ نے پوری کر دی کہ ان کی اولاد کا محل تیار ہو چکا ہے قریباً ساری کی ساری اولاد اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور سب کا مستقبل خدا تعالیٰ کے فضل سے درخشاں ہے۔'' [70]

آپ کے بہت سے قیمتی اور محققانہ مضامین ریویو آف ریلیجنز (اردو)، بدر قادیان اور الفرقان ربوہ کی زینت ہیں۔

تصانیف:۔ ا۔گلدستۂ مہدی (منظوم پنجابی) (پبلشر شیخ محمد عنایت اللہ مینجر نصیر بک ایجنسی قادیان آفتاب برقی پریس امرتسر باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا)

۲۔''پرگنہ بٹالہ کا گروشری نہہ کلنک اوتار مرزا مہدی ہوگا'' (سکھ قوم کے پرانے سیوک سردار عبدالرحمٰن (سابق مہر سنگھ) بی۔اے نے خالصہ قوم کے فائدہ کے لئے پیش کیا اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش پرنٹر چھپا)

۳۔گوروگوبندسنگھ کے بچوں کا قتل۔

۴۔سکھوں اور مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات

۵۔تحریک احمدیت کا سکھوں پر اثر

۶۔ست پرچارک

۷۔سکھ مذہب اور کیس

۸۔سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (گورمکھی)

۹۔کلجگ کا اوتار [71]

ان تصانیف کے علاوہ آپ کے قلم سے ''ریویو آف ریلیجنز'' اردو قادیان میں متعدد تحقیقی مقالہ جات شائع ہوئے۔

ا۔ بابانانک صاحب مسلمان ولی اللہ تھے۔[72]

۲۔ گوروگوبندسنگھ صاحب کے بچوں کا قتل [73] (بعدازاں کتابی صورت میں شائع ہوا)

۳۔ حضرت بابانانک صاحب [74]

۴۔ سری گوروتیغ بہادر صاحب کا قتل [75]
۵۔ دس گوروصاحبان کے نام [76]

میاں رحمت اللہ صاحب

وفات: ۱۹جولائی ۱۹۷۰ء

میاں رحمت اللہ صاحب مرحوم دہڑھ چک نمبر ۲۹ ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔آپ ۱۹۲۳ء میں نوجوانی کی عمر میں احمدی ہوئے۔آپ نے چوہدری علم دین صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔جوکہ چوہدری احمد مختار صاحب سابق امیر کراچی کے سگے چچا تھے۔میاں رحمت اللہ صاحب مرحوم کے والد میاں محمد عبداللہ صاحب قریباً ۱۹۲۱ء میں عیسائی سے مسلمان ہوئے تھے اور میاں رحمت اللہ صاحب ساتھ ہی مسلمان ہو گئے۔آپ نے نیکی میں اتنی ترقی کی کہ سارا گاؤں عزت کرتا تھا اسی وجہ سے آپ کی وفات پر احمدیوں کے علاوہ گاؤں کے اکثر لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔آپ نے جوانی میں قرآن کریم پڑھا۔گاؤں کے اکثر لوگوں نے آپ سے قرآن کریم پڑھا۔آپ کی آواز بہت سریلی تھی اور قرآن کریم بلند آواز سے پڑھتے تھے۔آپ جماعت کے امام الصلوٰۃ بھی رہے۔مالی حالت کچھ کمزور تھی اس کے باوجود تمام جماعتی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔چندسال سیکرٹری مال کا کام بھی کیا۔نماز اور دوسرے جماعتی کاموں کے لئے احباب جماعت کو گھروں میں جا کر ان سے ملتے تھے۔مرحوم نے مورخہ ۱۹جولائی ۱۹۷۰ء کو بعمر تقریباً ۷۰ سال وفات پائی۔[77]

سلیمہ بانو نجمہ صاحبہ اہلیہ علی محمد صاحب انبالوی

وفات: ۲۱جولائی ۱۹۷۰ء

آپ حضرت حشمت اللہ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابن حضرت نعمت اللہ خان صاحب کی صاحبزادی تھیں۔آپ کی والدہ حضرت منشی رحیم الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔مکرمہ سلیمہ بانو صاحبہ کی شادی علی محمد صاحب انبالوی ابن بابو محمد بخش صاحب سابق مینیجر ضیاء الاسلام پریس سے ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔آپ کا وجود صفات عالیہ کا مرقع تھا۔ بہت دعائیں کرنے والی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ پر قربان ہو جانے والی روح رکھتی تھیں۔نہایت ذہین،

صائب الرائے تھیں۔آپ کورویائے صالحہ بکثرت ہوتی تھیں۔آپ کو ہمیشہ یہ فکر رہتی تھی کہ آپ کی اولاد دیندار اور نیک ہو۔آپ کے بیٹے اقبال احمد نجم صاحب نے جب وقف کرنے کے ارادہ کا اظہار اپنے والد صاحب کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ سوچ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کمزوری دکھاؤ کیونکہ یہ مشکل کام ہے۔اس وقت سلیمہ بانو صاحبہ کو اپنے شوہر کی یہ بات پسند نہ آئی اور اپنے بیٹے کو کہا کہ نیکی کا خیال پیدا ہو تو دیر نہیں کرنی چاہئیے۔فوراً وقف زندگی کا فارم پُر کردو۔ایسا کہتے ہوئے آپ نے ذرا بھر یہ خیال نہ کیا کہ بڑا لڑکا ہے۔مالی پوزیشن مستحکم کرنے کے لئے اس کی مدد کی ضرورت ہوگی۔بلکہ آپ کو اپنے مولا پر کامل توکل اور بھروسہ تھا اور یہ تڑپ تھی کہ آپ کی اولاد بھی دین کے کام آئے۔

آپ کا سلوک احمدی غیر احمدی اور خصوصاً ہمسائیوں سے بہت اچھا تھا۔آپ چھوٹے بچوں کو غریب مستورات کے گھروں میں بھیج کر یہ ہدایت فرماتیں کہ صرف دیکھ آؤ کہ ان کے گھر میں کچھ پکا ہے یا نہیں اور کوئی بات نہ کرنا۔چنانچہ بچے خاموشی سے آکر رپورٹ کر دیا کرتے تھے۔آپ انہیں کھانا بھجواتیں کسی کے پاس کپڑے نہ ہوتے تو کپڑے بھجواتیں۔کوئی اچھی چیز پکاتیں تو ہمسایہ گھر میں ضرور بھجواتیں۔آپ کی دو لڑکیاں چھوٹی عمر میں فوت ہوگئیں۔آپ نے یہ صدمات بھی بڑے حوصلے سے برداشت کئے اور جب آپ کے لگاتار چار لڑکیاں ہوئیں تو ایک کم تربیت یافتہ عورت نے طنزاً کہہ دیا کہ لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں تو آپ کو بہت تکلیف ہوئی اور کہا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کی دَین پر راضی ہیں اور اس سے کوئی شکوہ نہیں کرتے۔آپ کی ایک بیٹی نعیمہ فوت ہوگئیں تو اس کی وفات کے بعد خدا نے ایک اور بیٹی سے نوازا تو بعض توہم پرست غیر احمدی عورتوں نے کہا کہ ’’نعیمہ‘‘ نام منحوس ہے اس کا نام نعیمہ نہ رکھنا آپ نے توہم پرستی کے خلاف چلتے ہوئے اور ایک خواب کی بناء پر اس بیٹی کا نام نعیمہ بشریٰ ہی رکھا۔آپ کے دل میں تبلیغ اسلام واحمدیت کی بہت تڑپ تھی۔دعا کرتی تھیں کہ اسلام واحمدیت کا غلبہ جلد ہو اور آپ کی اولاد کا بھی اس میں حصہ ہو۔آپ کے دل میں خلافت کی بڑی قدر ومنزلت تھی اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر خود چلنے اور اپنی اولاد کو چلانے کی ایک تڑپ تھی۔آپ کو سلسلہ کے لٹریچر سے بڑا لگاؤ تھا۔تلاوت قرآن کریم بلا ناغہ کرتیں اور کتب اور اخبارات کا مطالعہ بھی کرتیں۔آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ہزاروں اشعار زبانی یاد تھے۔ایک دفعہ بیماری کے دوران ہسپتال میں داخل کرنے کے بارہ میں کہا گیا تو ناپسند فرمایا اور کہا وہاں پر رشوت لے کر داخل کرتے ہیں۔رشوت لینے اور دینے والا ایک جیسا ہوتا ہے۔میں اس ہسپتال میں داخل نہیں

ہوں گی ۔ گھر میں ہی رہ کر علاج کرواؤں گی ۔ چنانچہ یہ منظور تھا کہ ڈاکٹر کو گھر بلانے کی جتنی فیس ہو دی جائے مگر قال اللہ وقال الرسول کے برخلاف یہ برداشت نہیں کر سکتی تھیں کہ رشوت دے کر کوئی کام کروایا جائے ۔ آپ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء کو وفات پا گئیں ۔ مورخہ ۲۲ جولائی کو محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اصلاح وارشاد نے بعد از نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی اور قبر کی تیاری پر حضرت صوفی غلام محمد صاحب ایڈیشنل ناظر بیت المال نے دعا کروائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی ۔ 78

چوہدری غلام احمد صاحب آف سعد اللہ پور

ولادت: ۱۹۰۸ء وفات: ۲۳ جولائی ۱۹۷۰ء

آپ ۱۹۰۸ء میں موضع سعد اللہ پور (ضلع گجرات حال ضلع منڈی بہاؤ الدین) کے ایک معزز زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے آباء واجداد اپنے زہد وتقویٰ کی بدولت اپنے گاؤں میں ممتاز تھے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر عام علماء کی طرح آپ کے والد حضرت مولوی غوث محمد صاحب نے بھی احمدیت کی مخالفت کی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایک رویاء کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت آپ پر منکشف کی ۔ آپ نے قادیان جا کر حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی ۔ واپس گاؤں پہنچے تو وہی لوگ جو آپ کے معتقد وشیدا تھے جانی دشمن بن گئے اور آپ سے قطع تعلق کر لیا ۔ مگر آپ کے صدق واستقلال میں ذرا لغزش نہ آئی ۔ حالانکہ اس علاقہ میں جو اکا دُکا احمدی ہوتے وہ بعض اوقات مخالفت کے طوفان سے گھبرا کر اور مرکز کی محبت کی خاطر قادیان آباد ہو جاتے ۔ لیکن آپ نے مخالفت کے پہاڑ سے ٹکر لی تا کہ اس علاقہ میں احمدیت کا چشمہ پھوٹے ۔ مصائب اور تکالیف کے اس دور میں مولوی غوث محمد صاحب کے بیوی بچوں نے بھی کمال استقلال کا نمونہ دکھایا ۔ آپ کی پامردی جلد ہی رنگ لائی اور گاؤں کے چند ذی اثر آدمی آپ کے ذریعہ احمدی ہو گئے ۔ چوہدری غلام احمد صاحب مرحوم نے اپنے والد کی روحانی قوت برداشت واستقلال سے وافر حصہ پایا تھا ۔ آپ شروع ہی سے احکام شرعی کے پابند اور احمدیت کے داعی تھے ۔ آپ گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے ۔ ان میں سے دو باتیں شروع سے ہی آپ میں منفرد تھیں یعنی گالی گلوچ اور جھوٹ سے پرہیز ۔ آپ کے بچوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ آپ نے نہ تو کبھی غصہ میں اور نہ ہی کبھی پیار سے کوئی نازیبا لفظ منہ سے نکالا ۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کی ذہنیت عطا فرمائی تھی۔ پرائمری کا امتحان اپنے گاؤں سے وظیفہ کے ساتھ پاس کیا۔تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کیا۔میٹرک کے بعد ملازمت کے سلسلہ میں آپ مختلف مقامات پر رہے لیکن عمر کا بیشتر حصہ کراچی میں گزارا۔مگر جس طرح آپ کی بے داغ جوانی زہد وتقویٰ کا نادر نمونہ تھی اسی طرح آپ کی ملازمت نیک نیتی، دیانت داری اور فرض شناسی کی عظیم مثال تھی۔اس زمانہ میں جبکہ رشوت کا بازار ہر طرف گرم تھا اور پولیس کچہری، ریلوے وغیرہ محکمے اس سلسلہ میں بہت بدنام تھے۔ چوہدری صاحب کی ذات اس لعنت سے کلیۃً مبرا اور پاک تھی۔ تنگی اور تنگ دستی کے اوقات بھی دیکھے لیکن ہمیشہ رزق حلال پر تکیہ کیا۔لوگوں کی ہمیشہ بے لوث خدمت کرتے اگر کوئی شخص کسی کام میں امداد کی خاطر آپ کو ہمراہ لے جاتا تو کوشش کرتے کہ اس پر بوجھ نہ بنیں اور بیشتر اس کا کرایہ وغیرہ بھی اپنی جیب سے دیتے۔اس امانت اور بے لوث خدمت کا نتیجہ ہی تھا کہ کراچی ریلوے کے معمولی قلی سے بڑے بڑے افسر تک آپ کو جانتے اور آپ کی قدر کرتے تھے۔ بڑی خندہ پیشانی سے ملتے اور ہمیشہ مسکرا کر بات کرتے۔آپ محکمہ ریلوے سے ریٹائر ہوئے۔ریلوے کے نچلے درجہ کے ملازمین آپ کے پاس آتے۔آپ ان کی بات سنتے اور ان کے محکمانہ کام بڑی توجہ اور انہاک سے سرانجام دیتے۔بغیر کسی معاوضہ یا لالچ کے لوگوں کی درخواستیں لکھتے اور پھر ان کی پیروی بھی خود ہی کرتے۔آپ کی وفات پر کئی افراد نے کہا کہ وہ چوہدری صاحب کے احسانات زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتے۔

آپ ہر سال کراچی سے جلسہ سالانہ پر جانے والے احباب کے لئے چناب ایکسپریس میں ایک یا دو بوگیاں زائد لگوانے کا انتظام کرتے۔اس دور کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے مطابق کارکنوں کو ہڑتال سے باز رکھا۔محکمہ ریلوے کی طرف سے آپ کو طویل خدمات کے صلہ میں ایک سند خوشنودی اور ایک نقرئی تمغہ دیا گیا۔۱۹۶۱ء کی مردم شماری میں اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر آپ کو حکومت کی طرف سے سند خوشنودی عطا کی گئی اور ایک طلائی تمغہ بھی ملا۔

سال ۱۹۶۹ء میں اپنے گاؤں میں آ کر رہے۔یہ پورا عرصہ آپ نے تبلیغ دین میں گزارا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریک مبارک پر قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے پر خاص زور دیتے۔ آپ نماز فجر کے بعد بلا ناغہ درس قرآن کریم دیتے۔ناشتہ کے بعد گاؤں کے بچوں اور بچیوں کو قرآن

کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھاتے۔ جہاں بھی بیٹھتے احمدی اور غیر احمدی حضرات کا ایک گروہ آپ کے گرد بیٹھا ہوتا۔اور آپ علوم دینیہ اور مسائل سلسلہ انہیں بتا رہے ہوتے۔آپ نے پانچ ماہ کے قیام میں اپنے گاؤں کے ماحول کو بالکل دینی رنگ دے دیا۔آپ حلقہ محمود آباد کراچی کے پریذیڈنٹ بھی رہے۔آپ کے بڑے بھائی جماعت احمدیہ سعد اللہ پور کے پریذیڈنٹ بھی رہے۔ چوہدری غلام احمد صاحب کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ 79

پیراماؤنٹ چیف آنریبل الحاج المامی سوری آف سیرالیون

وفات: یکم اگست ۱۹۷۰ء بعمر ۱۱۹ سال

آپ مدت سے احمدیت کے ہمدرد اور مداح تھے مگر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۹۴۸ء میں عطا فرمائی۔ دین کی خدمت اور قربانیوں کی وجہ سے آپ سیرالیون میں احمدیہ مشن کے ایک مضبوط ستون بن گئے۔مشن کی ابتداء میں اس کی گرانقدر مالی امداد کی توفیق بھی پائی۔سیرالیون میں جماعت کے صدر بھی رہے اور دس سال تک اس منصب پر فائز رہ کر احمدیت کی خدمت سرانجام دی۔

آپ نہایت دیندار، متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت بارعب شخصیت اور وجود عطا فرمایا تھا۔قد لمبا اور طبیعت پُرسکون تھی۔ بڑے ملنسار، خوش اخلاق اور مہمان نواز بزرگ تھے جو شخص بھی آپ سے ملتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔تین بار حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔سلسلہ احمدیہ اور خلافتِ احمدیہ کے ساتھ بے حد محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ان کا ایک لڑکا محمد کونٹے ربوہ میں ان کے ذاتی خرچ پر لمبا عرصہ تعلیم پاتا رہا۔آپ نے ربوہ کی مسجد مبارک کی تعمیر کے لئے بھی پچاس پونڈ چندہ ادا کیا تھا۔احمدی مبلغین کو بڑے پیار اور محبت سے ملتے تھے۔سیرالیون میں آپ کا بڑا اثر ورسوخ تھا ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت و دانائی اور معاملات سلجھانے کا ملکہ عطا فرمایا تھا چنانچہ آپ نے اس خداداد ملکہ کو دین کی خدمت میں استعمال کیا۔مشن کی بہت مدد کی۔احمدیہ مدارس کی تعمیر میں آپ نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کیا اور بڑھ چڑھ کر چندہ بھی پیش کیا۔آپ نے بوشہر میں احمدیہ مشن کے قیام اور مسجد کی تعمیر کے لئے ایک بڑا قطعۂ زمین وہاں کے پیراماؤنٹ چیف سے دلوایا۔اس زمین کے حصول میں بے حد مشکلات حائل تھیں۔شہر کے عیسائی لوگ اور مشنری اس بات کے سخت مخالف تھے۔

انہوں نے شہر کے پیراماؤنٹ چیف کے خوب کان بھرے ہوئے تھے۔آپ اس مخالف چیف کو حکمت و دانائی سے سمجھانے اور زمین حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔زمین کے حصول کے بعد جب احمدیہ مسجد کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو مخالفوں نے پھر شور مچانا شروع کر دیا اور عیسائی پادریوں نے پھر چیف کو اکسایا کہ احمدیہ مشن والوں کو شہر کے قریب مسجد بنانے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔اس پر پھر آپ مشن کی مدد کے لئے آگے آئے اور دانائی سے فتح یاب ہوئے۔آپ جب اس معاملہ کو حل کرنے کے لئے اپنی ریاست سے بو تشریف لائے تو آپ نے ملکی رواج کے مطابق شہر کے مخالف چیف کو تحفہ پیش کیا اور محبت واحترام سے بات کی اور اسے سمجھایا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پھر پانسہ پلٹ گیا اور جماعت کو شہر کے قریب مسجد کی تعمیر کی اجازت دینے پر پیراماؤنٹ چیف راضی ہوگیا اور عیسائیوں کی مخالفت رائیگاں گئی۔[80]

مرزا عبدالحمید صاحب

وفات: ۵/اگست ۱۹۷۰ء

آپ قادیان کے مغل برلاس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۱۷ء میں باقاعدہ ملازمت اختیار کی۔ آپ کو قادیان کے قدیمی رسائل تشحیذ الاذہان، ریویو آف ریلجنز (اردو)، الفضل اور مصباح کے اوّلین کارکن ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جہاں آپ نے حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل مرحوم کی زیرنگرانی کم وبیش ۲۱ سال تک کام کیا ازاں بعد ۱۹۳۸ء میں نظارت بیت المال میں تبدیل ہوئے جہاں قریباً ۲۸ سال تک مفوّضہ فرائض محنت اور خلوص سے سرانجام دینے کے بعد پنشن یاب ہوگئے۔ چند ماہ بعد آپ کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھی کام کرنے کا موقعہ ملا اس طرح آپ کو پچاس سال تک سلسلہ کی خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ نے ۷۰ سال کی عمر میں لندن میں وفات پائی اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔[81]

قریشی غلام احمد صاحب ریٹائرڈ مختار عام صدر انجمن احمدیہ پاکستان

وفات: ۵/اگست ۱۹۷۰ء

آپ حضرت قریشی محمد شفیع صاحب بھیروی کے بیٹے تھے جنہیں ۳۱۳ اصحابِ کبار میں شامل

ہونے 82 اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے بھانجا ہونے کا شرف حاصل تھا۔آپ ۱۹۶۷ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زیرِ ہدایت مختار عام صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی حیثیت سے زندگی کے آخری لمحات تک سلسلہ احمدیہ کی خدمات بجا لاتے رہے اور اپنے دفتر میں ہی کام کرتے ہوئے حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کیا۔

منشی غلام محمد صاحب آف ہجکہ

تاریخ وفات: ۳،۴ ستمبر ۱۹۷۰ء کی درمیانی شب

آپ نہایت دعا گو اور صاحب کشف انسان تھے۔سونے سے قبل سورۃ الملک اور دیگر قرآنی سورتیں بڑی خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے۔آپ بڑے پرانے اور مخلص احمدی موصی تھے۔آپ نے ۱۹۰۰ء میں ایک جلد ساز کے پاس آئینہ کمالات اسلام پڑی دیکھی۔آپ نے کتاب پڑھی تو اس کی عبارت آپ کو بہت اعلیٰ معلوم ہوئی اور دل سے احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو مان لیا۔نیز یہی کتاب ایک امام مسجد حافظ عبدالہادی صاحب کو سنائی تو وہ بھی سن سن کر روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب کی قادیان جا کر ضرور زیارت کرنی ہے۔چونکہ ان دنوں پیری مریدی پر زور تھا جس کو آپ پسند نہیں کرتے تھے اس لئے آپ نے بیعت نہ کی لیکن نمازیں احمدیوں کے ساتھ ہی ادا کرتے تھے۔بعض بزرگوں کے سمجھانے پر خلافت اولیٰ کے زمانہ میں بیعت کی۔آپ عربی،فارسی اور اردو کے بڑے عالم تھے اور اکثر عربی اور فارسی کے مقولے پڑھا کرتے تھے۔قرآن کریم سے خاص لگاؤ تھا۔جہاں سے بھی قرآن شریف کے پڑھنے کی آواز آتی وہاں جا کر قرآن کریم سننے کے لئے بیٹھ جاتے اور اکثر حفاظ سے قرآن کریم سنتے رہتے۔سارا سارا دن مطالعہ میں مصروف رہتے اور آخری چند سالوں میں تفسیر صغیر سارا دن پڑھتے رہتے۔نظر کی کمزوری کے باوجود تفسیر صغیر کا مطالعہ آخری دم تک نہ چھوڑا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی اولاد کے ساتھ دلی لگاؤ اور محبت تھی۔ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر ربوہ تشریف لائے تو بس کے اترتے ہی کسی نے بتایا کہ کافی فاصلے پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جا رہے ہیں۔ضعیف العمر ہونے کے باوجود وہاں سے دوڑ پڑے اور حضرت میاں صاحب سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔قادیان اور ربوہ میں تقریباً ہر جلسہ پر تشریف لاتے اور علماء سلسلہ کی تقاریر سن کر لطف اٹھاتے۔تقسیم ملک سے قبل رمضان شریف کا مہینہ قادیان جا کر گذارتے چنانچہ تقسیم ملک کے وقت بھی رمضان شریف گذارنے کے لئے قادیان گئے

ہوئے تھے۔تحریک ملکانہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے مطابق شریک ہوئے تھے۔وفات کے وقت اپنے گاؤں ہجکہ میں امانتاً دفن کیا گیا۔اگلے سال وفات کی ہی تاریخوں میں آپ کا تابوت بروز جمعۃ المبارک ربوہ لایا گیا۔نماز جمعہ کے بعد مولانا نذیر احمد مبشر صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔[83]

ملک نادر خاں صاحب افسر مال کیمبل پور (اٹک)

وفات: ۶ستمبر ۱۹۷۰ء

آپ کیمبل پور کے معزز احمدی شہری تھے۔احمدی اور غیر احمدی دونوں ہی مرحوم کی بہت عزت کرتے تھے۔اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ نے مسجد احمدیہ کی تعمیر اپنی نگرانی میں کروائی اور بہت جانی و مالی امداد اور قربانی کی۔آپ بیماری کی حالت میں بھی دن بھر مسجد کی تعمیر کی نگرانی کیلئے مسجد میں لیٹے یا بیٹھے رہتے تھے۔

بہت زندہ دل اور مخیّر انسان تھے۔سلسلہ کی خدمت ونگہبانی اور ہر فردِ جماعت کی سلامتی کا پورا خیال رکھتے۔چندوں میں نمایاں حصہ لیتے۔احمدیت کے لئے مرحوم کے دل میں خاص جوش اور ولولہ تھا۔تنِ تنہا ہر شر اور فساد کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہتے تھے۔آپ کے بیٹوں میں سب سے بڑے بیٹے ملک منیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کیمبل پور ہیں۔[84]

چوہدری اللہ بخش صاحب

وفات: ۲۰ستمبر ۱۹۷۰ء

چوہدری اللہ بخش صاحب کے والد حضرت میاں رحمت اللہ صاحب آرائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔آپ میں شروع سے ہی قرآن شریف سے لگاؤ اور احمدیت سے محبت کا جذبہ پایا جاتا تھا۔خلافت سے والہانہ عشق ومحبت رکھتے تھے۔آپ موصی تھے۔آپ شروع سے ہی ہر مرکزی تحریک میں حسب توفیق حصہ لیتے تھے۔تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔آپ اپنے خاندان کے بچوں کی تربیت واصلاح میں کوشاں رہتے تھے۔جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے جب کبھی جماعت کی طرف سے کوئی خدمت آپ کے سپرد کی گئی ذاتی کاروبار چھوڑ کر اس خدمت کو سرانجام دیتے۔آپ غریبوں اور مسکینوں کی خدمت بھی حسب توفیق کرتے تھے اور مہمان

نواز اور ہمدرد دل رکھتے تھے۔کوشش کرتے کہ پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں ادا ہوں۔اس کے علاوہ مرحوم تہجد گزار اور دعاؤں میں مشغول رہتے تھے۔آپ نے مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۰ء کو وفات پائی۔[85]

حبیب بیگم صاحبہ

وفات: ۱۱/اکتوبر ۱۹۷۰ء

مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی حضرت ڈاکٹر فیض قادر صاحب آف فیض اللہ چک کی منجھلی صاحبزادی تھیں۔آپ پیدائشی احمدی اور موصیہ تھیں۔آپ بہت ملنسار خاموش طبع صابروشاکر اور مخیّر خاتون تھیں۔سلسلہ احمدیہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد اخلاص رکھتی تھیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔زندگی میں جو بھی تکلیف آئی اسے بہت صبر سے برداشت کیا اور رضا بالقضاء کا بہت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔آپ ملک بشیر الحق صاحب کی والدہ اور حضرت حاجی نصیر الحق صاحب (آف لاہور) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہلیہ تھیں۔آپ نے ۱۱/اکتوبر ۱۹۷۰ء کو وفات پائی۔آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔[86]

زینب بی بی صاحبہ

وفات: ۳۰/اکتوبر ۱۹۷۰ء

محترمہ زینب بی بی صاحبہ حضرت چوہدری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت احمدیہ پاک پٹن کی اہلیہ تھیں۔آپ نے ۱۹۰۹ء میں بیعت کی۔مرحومہ لجنہ پاک پٹن کی ایک لمبے عرصہ تک صدر رہیں۔دوران بیماری بھی آپ اپنے مکان پر مستورات کو بلا کر ان کو دین کے متعلق ہدایات دیا کرتی تھیں۔آپ نے مورخہ ۳۰/اکتوبر ۱۹۷۰ء کو وفات پائی۔آپ موصیہ تھیں اور ۱۹۱۵ء میں نظام وصیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔آپ نے ۹۲ سال عمر پائی۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔[87]

بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب درویش (عرف بابا سرپیڑ)

وفات: ۸ دسمبر ۱۹۷۰ء

محترم حکیم چوہدری بدرالدین عامل بھٹہ صاحب بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب درویش سے متعلق رقمطراز ہیں:

’’آپ کے بیٹے مستری محمد احمد صاحب ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو قادیان میں درویشوں میں ٹھہرے تھے ابتدائی طور پر یہ پروگرام تھا کہ ہر دو ماہ بعد افراد بدل جایا کریں گے مگر بعد میں دونوں حکومتوں کے درمیان بعض قانونی الجھنوں کے باعث ایسا کرنا ممکن نہ رہا اور قادیان میں رہ رہے افراد میں سے اکثریت کو تاحیات قادیان میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اشد مجبور افراد کے متبادل کچھ پاکستان سے تین قافلوں میں آ گئے جن کی تعداد ۶ تھی اور کچھ ہندوستان کی جماعتوں سے متبادل تعداد میسر آ جانے کے باعث قریباً ۱۳۸ افراد کو واپس بھجوا دینا پڑا۔ مستری محمد احمد صاحب بھی واپس جانے والوں کی فہرست میں سے تھے۔ ۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ کے والد صاحب بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب آپ کے متبادل کے طور پر قادیان پہنچ گئے اس لئے اسی کنوائے میں انہیں واپس بھجوا دیا گیا۔

بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب کو میں نے پہلی دفعہ ۱۹۴۵ء کے اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر دیکھا تھا اس اجتماع پر ایک نوجوان جو غالباً ضلع لائل پور (حال فیصل آباد) سے آئے ہوئے تھے اس نوجوان نے کلائی پکڑنے میں اوّل انعام حاصل کیا تھا۔ اس نوجوان سے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ نے بھی شوقیہ کلائی پکڑائی تھی۔ بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب بھی اس اجتماع میں آئے ہوئے تھے انہوں نے اس نوجوان کو کہا کہ میں آپ کے ساتھ ڈنڈا پکڑنے کا شوقیہ مقابلہ کرنے کو تیار ہوں (ڈنڈا پکڑنا اس طرح ہوتا ہے کہ دونوں فریق ایک لاٹھی کو اپنے پاؤں میں دبا کر آمنے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک فریق لاٹھی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتا ہے اور دوسرا فریق چھڑاتا ہے) اس نوجوان نے ہاں کر دی مقابلہ شروع ہوا سب دیکھنے والے حیران تھے کہ ایک مضبوط پہلوان نما نوجوان اور دوسری طرف ایک نحیف جسم کا معمر بزرگ بھلا دیکھیں مقابلہ کیسے ہوتا ہے۔ مقابلہ کی جگہ پر ایک ہجوم ہو گیا۔ نوجوان نے کہا بزرگو آپ پہلے پکڑیں بابا جی نے لاٹھی کو درمیان سے پکڑ لیا نوجوان نے چھڑانے کی کوشش کی نہ چھڑا سکا بابا جی نے کہا پھر کوشش کر دیکھو۔ جب اس نے دوبارہ بابا جی کی کلائی پکڑی تو بابا جی نے بلند آواز سے کہا کہ یہ کہاں چھوٹے گی اس کو تو تالے لگ گئے ہیں۔ واقعی کوشش بسیار کے باوجود وہ نوجوان بابا جی کا ہاتھ نہ چھڑا سکا۔ سب حاضرین بڑے محظوظ ہوئے۔

بابا جی ایک ماہر حداد (لوہار) تھے اور گرم کام کرتے کرتے انہیں دوران سر کا عارضہ لاحق ہو گیا ہوا تھا۔ سر پر ایک پٹکا ہر وقت مضبوطی سے باندھے رہتے تھے اسی وجہ سے عرف عام میں آپ کو بابا سر پیڑ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس عمر کے جو بزرگ قادیان آئے تھے ان کے سپرد کوئی معین ڈیوٹی نہیں تھی۔ اپنی مرضی سے بعض بزرگ کوئی کام اپنے لئے پسند کر لیتے تھے اور وہ کرتے رہتے تھے۔ بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنے لئے خود بہشتی مقبرہ میں قبور کی صفائی کا کام پسند کیا تھا اور بڑی باقاعدگی سے اس کام میں لگے رہتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے بہشتی مقبرہ میں ہی پہرہ داران والے کمرہ میں رہائش رکھ لی تھی۔ ۱۹۶۵ء میں آپ بہشتی مقبرہ میں ہی رات کو رہتے تھے۔ صبح شام تھوڑی دیر کیلئے شہر آتے اور لنگر خانہ سے کھانا کھا کر پھر بہشتی مقبرہ چلے جاتے انہی ایام میں مکرم چوہدری محمد احمد صاحب کی ڈیوٹی بہشتی مقبرہ کے پمپ پر لگ گئی اور آپ راتوں کو اکثر پمپ چالو یا بند کرنے بہشتی مقبرہ جاتے رہتے تھے ایک روز مکرم چوہدری محمد احمد صاحب صبح فجر کی نماز کے بعد چائے کی دوکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے عامل صاحب آج تو میں بمشکل بچا ہوں قریب تھا کہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے۔ میں نے سبب پوچھا تو بتایا کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ آجکل بابا محمد اسمٰعیل صاحب بہشتی مقبرہ میں رات کو رہتے ہیں۔ میں حسب معمول رات ساڑھے تین بجے پمپ چالو کرنے گیا اس وقت چاند غروب کے قریب تھا اور روشنی مدھم پڑ چکی تھی۔ میں اپنے دھیان سے جا رہا تھا کہ اچانک قبروں کے درمیان سے کوئی شخص اٹھ کھڑا ہو گیا...... بال بکھرے ہوئے۔ میں ایک دم ڈر اور سہم کر کھڑا ہو گیا میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ قریب تھا کہ میں گر جاؤں میرا جسم پسینہ سے شرابور تھا۔ (یوں بھی گرمیوں کے دن تھے) اچانک بابا جی کی آواز آئی محمد احمد ہے؟ یہ مانوس آواز سن کر میری جان میں جان آئی اور میں پمپ پر جا کر نماز پڑھنے والے چبوترہ پر ہی فجر کی اذان تک لیٹا رہا۔

بابا جی عزم اور ارادہ کے پکے تھے اور اپنے کاموں میں مستعد۔ بیمار تو آپ شروع ہی سے تھے، دوران سر تھا، پھر بڑھاپے سے مزید کمزوری ہو گئی اور آپ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔ اس لئے آپ کو بہشتی مقبرہ سے لا کر حضرت نواب صاحب والے شہر والے مکان کی نچلی منزل میں رکھا گیا جہاں اور بھی تین چار بزرگ رہتے تھے اس جگہ دو درویش بھی ڈیوٹی پر حاضر رہتے تھے ایک دن کو ایک رات کو جوان بزرگوں کو لنگر سے کھانا اور ہسپتال سے دوائی لا کر دیتے رہتے تھے۔ علاج ہوتا رہا بیماری اور کمزوری روز بروز بڑھتی چلی گئی اور آخر وہ دن آن پہنچا جس دن بابا جی کا سفر آخرت مقرر اور طے شدہ

تھا۔آپ ۸دسمبر ۱۹۷۰ء کوسرائے فانی کو چھوڑ کر خداتعالیٰ کی جنتوں کی طرف پرواز کر گئے۔مورخہ ۹دسمبرکوآپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔''[88]

حکیم سراج دین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور

وفات: ۱۲دسمبر ۱۹۷۰ء

آپ لاہور کے قدیم اور مخلص غیّور احمدی بزرگوں میں سے تھے۔ بہت نیک، دعا گو، مخیّر اور اپنے علاقہ میں دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے بڑے اثر ورسوخ کے مالک تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں بہت شفا رکھی تھی۔دور دور سے مریض آتے اور شفایاب ہوکر جاتے۔حضرت سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ کی آخری علالت میں بالخصوص خدمت کرنے کا موقعہ ملا جس پر حضرت مصلح موعود نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔حضرت مصلح موعود سے آپ کو بے حد عقیدت تھی۔ بھاٹی دروازہ لاہور کے سیکرٹری امور عامہ بھی رہے۔آپ کوتحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔[89]

حضرت حکیم سیّد خلیل احمد صاحب مونگھیری

وفات: ۱۳دسمبر ۱۹۷۰ء

آپ کے والد مولانا واعظ علی صاحب مسلسؔل، غالبؔ کے ہمعصر اور صاحب دیوان شاعر تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۷۲ء میں ہوئی،علم طب لکھنؤ سے حاصل کیا۔۶-۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط لکھا مگر زیارت نہ کر سکے۔خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام ہی سے آپ فریضہ دعوت وارشاد میں سرگرم عمل ہوگئے اوراپنی پُر جوش تبلیغی مہمات کے سلسلہ میں بہار، بنگال،سی پی،یوپی،مدراس،میسور،بمبئی اور پنجاب میں پیغام حق پہنچایا۔جلسہ سالانہ قادیان کے فاضل مقررین میں سے تھے۔۱۹۵۱ء میں حضرت مصلح موعود کے حکم پرآپ ناظر تعلیم وتربیت قادیان کے عہدہ پر فائز ہوئے اور ۱۹۶۲ء تک یہ خدمت بجالاتے رہے بعدازاں پاکستان تشریف لے آئے۔کراچی میں انتقال کیا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپردخاک کئے گئے۔آپ کوحضرت خانصاحب ذوالفقارعلی خاں صاحب سے دامادی کا شرف حاصل تھا۔

تصانیف:۔مباحثہ مونگھیر (حصہ اوّل۔دوم۔سوم)۔احسانات مسیح موعود میں سے کچھ۔اسرار

نہانی۔ثنائی چکر۔برقِ آسمانی۔کلیاتِ خلیل۔[90]

اولاد:

سید شکیل احمد صاحب منیر واقف زندگی سابق انچارج آسٹریلیا مشن، سید جمیل احمد صاحب، نزہت آراء بیگم صاحبہ اہلیہ ایم اے حفیظ (حال مقیم کینیڈا)، رشید احمد صاحب مرحوم، سید محمد جمیل صاحب سیکرٹری وقفِ نو حلقہ ''النور'' کراچی، سید منور احمد صاحب نوری حال مقیم لنڈن، سعادت آراء بیگم صاحبہ اہلیہ خالد حمیدی صاحب کراچی، مظفر احمد صاحب ظفر (حال مقیم امریکہ)، قدسیہ نسرین صاحبہ اہلیہ محمد احمد صاحب حال مقیم لنڈن

حوالہ جات

(صفحہ ۲۷۷ تا ۳۳۴)

1 الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
2 الفضل ۲۵ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۱
3 الفضل ۱۳ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۸ و ۳۱ مارچ ۱۹۷۰ء
4 ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ
5 الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۸۔ ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۵۱
6 رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۱۲۲
7 الفضل ۳ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۸۔ ۱۶ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
8 الفضل ۱۴ راکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
9 الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۲ء صفحہ ۳
10 الفضل یکم جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۸۔ کتاب ''تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہدین'' نمبر شمار ۳۰۱۱ کمپیوٹر کوڈ ۲۸۶۸ صفحہ ۱۵۲
11 رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۸۰ تا ۸۲ غیر مطبوعہ بیان مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۳۹ء
12 الفضل ۲۴ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۵۔ مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۴۔ الفضل یکم و ۱۸ راگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۵۔ الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
13 تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہدین۔ نمبر شمار ۳۰۱۲ تا ۳۰۱۹ کمپیوٹر کوڈ ۲۸۶۹ تا ۲۸۷۶۔ صفحہ ۱۵۲
14 رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۷ صفحہ ۱۶۹
15 الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۷
16 ریکارڈ بہشتی مقبرہ
17 الفضل ربوہ ۲۵ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
18 الفضل ربوہ مورخہ ۴ راگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
19 الفضل ۲۴ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
20 الفضل ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
21 الفضل ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶
22 الفضل ۲ راکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

23 فہرست مرتبہ نذر محمد صاحب نذیر گولیکی یکم دسمبر۱۹۹۲ء

24 ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت

25 الفضل۲۶نومبر۱۹۷۰ءصفحہ۶

26 ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ۔آپ کے ایک بیان کے مطابق آپ کی ولادت کا سال۱۸۹۳ءمتعین ہوتا ہے

27 لاہور ’’تاریخ احمدیت‘‘ صفحہ ۲۷۰ تا ۲۷۳ تلخیص مؤلف شیخ عبدالقادر سابق سوداگرمل۔ طابع و ناشر شیخ عبدالشکور مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور۔ تاریخ اشاعت ۲۰فروری ۱۹۶۶ء

28 الفضل قادیان۴فروری۱۹۲۷ءصفحہ۱۰

29 ’’تاریخ احمدیت جموں وکشمیر‘‘ مؤلفہ محمد اسداللہ قریشی صاحب مربی سلسلہ صفحہ۱۶۳۔اشاعت مارچ ۱۹۷۳ء۔الفضل ۲۸/اپریل۱۹۷۰ءصفحہ۵

30 الفضل۳۰جنوری۱۹۷۰ءصفحہ۵

31 الفضل مورخہ۲۸جنوری۱۹۷۰ءصفحہ۱۲، یکم فروری۱۹۷۰ءصفحہ۵

32 الفضل۳۱جنوری۱۹۷۰ءصفحہ۵

33 الفضل۱۰فروری۱۹۷۰ءصفحہ۸۔۱۳فروری۱۹۷۰ءصفحہ۸۔۴مارچ۱۹۷۰ءصفحہ۵

34 الفضل۱۴/اپریل۱۹۷۰ءصفحہ۵

35 اصحاب احمد جلد اوّل صفحہ۸۲-۸۳ مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے اشاعت ۱۹۵۱ء۔ الفضل ۱۷جون ۱۹۷۰ءصفحہ۵

36 الفضل۱۸مارچ۱۹۹۰ءصفحہ۴-۵

37 الفضل۱۱جون۱۹۷۰ءصفحہ۵

38 الفضل۱۵/اپریل۱۹۷۰ءصفحہ۵

39 الفضل۲۴/اپریل۔ ۹مئی۔ ۱۵ستمبر۱۹۷۰ء۔ رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان بابت سال ۵۶-۱۹۵۵ء صفحہ۵۲۔۵۹-۱۹۵۸ءصفحہ۱۶۰۔۶۱-۱۹۶۰ءصفحہ۴۷۔تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین ،نمبر شمار۴۶۹۴ کمپیوٹر کوڈ ۹۷۴۴ صفحہ۲۳۶ مرتبہ چوہدری برکت علی خاں قادیانی شائع کردہ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

40 ہفت روزہ بدر قادیان درویشان قادیان نمبر۲۰۱۱صفحہ۸۷

41 وہ پھول جو مرجھا گئے، حصہ دوئم صفحہ۲۲۳،۲۲۴، ۲۲۵

42 الفرقان درویشان نمبر۱۹۶۳ءصفحہ۹۰۔روزنامہ الفضل۹مئی۱۹۷۰ءصفحہ۸

43 الفضل۱۶جولائی۱۹۷۰ءصفحہ۵

44 تاریخ احمدیہ سرحد صفحہ۲۱۰-۲۱۱ مؤلفہ حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی صاحب آف مردان مطبع منظور عام پریس پشاور۔ ایضاً الفضل۲۲مئی۱۹۷۰ءصفحہ۹

45 خط محررہ ۱۵ نومبر ۱۹۷۷ء بنام ناصر رشید فاروقی
46 الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۸۱ء۔صفحہ ۴
47 الفضل ۷۔۲۸ جون ۱۹۷۰ء۔تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین نمبر شمار ۲۴۱۲ کمپیوٹر کوڈ ۲۲۸۸ صفحہ ۱۲۱ شائع کردہ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
48 الفضل ربوہ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
49 الفضل ۱۶ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
50 تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل صفحہ ۲۲۵ مرتبہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ حرم حضرت مصلح موعود۔ناشر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اشاعت دسمبر ۱۹۷۰ء
51 اماں کی عظمتوں کو سلام سوانح بیگم شفیع از سیدہ نسیم سعید صاحبہ صفحہ ۵۹،۶۰
52 الفضل ۲۸ مئی ۱۹۴۲ء صفحہ ۶
53 الفضل ۱۶ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
54 انسائیکلوپیڈیا قائداعظم صفحہ ۳۹۹۔۴۰۰۔ناشر مقبول اکیڈیمی طبع اوّل ۱۹۹۷ء
55 روزنامہ امن کراچی ۱۵ جون ۱۹۷۰ء
56 روزنامہ جنگ کراچی ۱۶ جون ۱۹۷۰ء
57 روزنامہ نیوز ۱۸ جون ۱۹۷۰ء
58 روزنامہ ٹائمز پاکستان ۱۲ جولائی ۱۹۷۰ء
59 روزنامہ امروز ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء
60 روزنامہ مشرق ۱۵ جولائی ۱۹۷۰ء
61 روزنامہ کوہستان راولپنڈی ۱۷ جولائی ۱۹۷۰ء
62 روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۹ جولائی ۱۹۷۰ء
63 اخبار جہاں کراچی ۲۴۔۲۹ جولائی ۱۹۷۰ء
64 اخبار خواتین یکم تا ۷/اگست ۱۹۷۰ء
65 برہان ہدایت جلد اوّل مؤلفہ ابوظفر عبدالرحمٰن مبشر صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶۔اشاعت ۴ نومبر ۱۹۶۷ء۔ایضاً برہان ہدایت جلد دوم صفحہ ۲۱۷ و ۲۱۸۔اشاعت دسمبر ۱۹۷۹ء
66 الفضل ۵ جولائی ۱۹۲۹ء صفحہ ۱
67 الفضل ۲۵/اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۹
68 الفضل ۴ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
69 رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۷

70 الفضل ۴ و ۵ ستمبر ۱۹۷۰ء

71 رسالہ ’’واذ الصحف نشرت‘‘ صفحہ ۴۷ مرتبہ میاں عبدالعظیم صاحب درویش قادیان مطبوعہ ربوہ

72 ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۳۹ء صفحہ ۲۱

73 ریویو آف ریلیجنز جون ۱۹۳۹ء صفحہ ۵۲

74 ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۸۹

75 ریویو آف ریلیجنز فروری ۱۹۴۰ء صفحہ ۴۶، اپریل ۱۹۴۰ء صفحہ ۴۰

76 ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۷۔ جون صفحہ ۲

77 الفضل یکم نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

78 الفضل ۵ ؍ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

79 الفضل ۳۰ ؍ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۵۔ الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۷۱ء صفحہ ۵ و ۱۴ مارچ ۱۹۷۱ء صفحہ ۵

80 الفضل ۲۸ ؍ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

81 الفضل ۸۔ ۱۹ ؍ اگست ۱۹۷۰ء

82 ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۲۸ فہرست نمبر ۲۵۱ تالیف جنوری ۱۸۹۷ء۔ الفضل ۷ ؍ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

83 الفضل ربوہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

84 الفضل ۲۷ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

85 الفضل ۱۴ ؍ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

86 ۲۴ ؍ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۹

87 الفضل ۷ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶

88 ہفت روزہ بدر قادیان ۸ جون ۲۰۰۴ء صفحہ ۱۱

89 الفضل ۱۶ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴۔ لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۶۰۶ مؤلفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل ناشر شیخ عبدالشکور مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین، نمبر شمار ۱۹۲۰ کمپیوٹر کوڈ ۱۸۱۳ صفحہ ۹۶

90 الفضل ۲۲ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸۔ الفضل ۱۱، ۱۲ فروری ۱۹۷۱ء۔ رسالہ ’’واذ الصحف نُشرت‘‘ صفحہ ۱۵ مؤلفہ میاں عبدالعظیم صاحب درویش قادیان

۱۹۷۰ء کے متفرق اہم واقعات

نکاح اور شادی

۱۔ ۲۲ فروری ۱۹۷۰ء کو امۃ الصبور صاحبہ بنت پیر معین الدین صاحب اور وحید احمد صاحب ابن پیر صلاح الدین صاحب کی شادی ہوئی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسی روز ان کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔[1]

۲۔ ۲۲ مارچ ۱۹۷۰ء کو حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ان کا نکاح حضور انور نے ۲ جنوری ۱۹۷۰ء کو چوہدری خلیل احمد خاں صاحب ابن چوہدری محمد اکرم خاں صاحب آف حیدر آباد سندھ سے پڑھا تھا۔[2]

۳۔ ۲۷ مارچ ۱۹۷۰ء کو حضور نے مرزا منصور احمد صاحب (حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ کے سگے بھانجے) ابن میاں شریف احمد صاحب آف راولپنڈی کا نکاح فرحت حفیظ صاحبہ بنت شیخ عبدالقادر صاحب کے ہمراہ پڑھا۔[3]

۴۔ ۴ دسمبر ۱۹۷۰ء کو صاحبزادی نصرت جہاں صاحبہ بنت نواب مسعود احمد خاں صاحب اور سید محمود احمد صاحب ابن ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ حضور انور نے اسی روز خطبہ جمعہ سے قبل نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔[4]

ولادت

۱۔ شازیہ محمود صاحبہ بنت نواب محمود احمد خاں صاحب (تاریخ ولادت ۱۶ جنوری ۱۹۷۰ء)[5]

۲۔ مرزا نصیر احسان احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔اے (تاریخ ولادت ۲۹ مئی ۱۹۷۰ء)[6]

۳۔ مرزا ناصر انعام احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔اے (تاریخ ولادت ۲۹ مئی ۱۹۷۰ء)[7]

۴۔ امۃ النور صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب (تاریخ ولادت ۲۶/۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء)[8]

۵۔ مرزا رضوان احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب (تاریخ ولادت ۷نومبر ۱۹۷۰ء)[9]

۶۔ ملک طلحہ احمد صاحب ابن ملک فاروق عمر صاحب کھوکھر (تاریخ ولادت ۱۷دسمبر ۱۹۷۰ء)[10]

نمایاں اعزازات

اس سال پاکستان اور نائیجیریا میں بعض احمدی نوجوانوں اور خواتین کو علمی، عملی اور سائنسی میدان میں متعدد کامیابیاں نصیب ہوئیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ ۱۲جنوری ۱۹۷۰ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی ٹیم نے پنجاب یونیورسٹی باسکٹ بال چیمپئن شپ کے فائنل مقابلہ میں گارڈن کالج راولپنڈی کے مقابل انتہائی شاندار کھیل کا مظاہرہ کر کے چیمپین شپ کا خصوصی اعزاز حاصل کیا اور ٹرافی جیت لی۔ اس کے ایک ہفتہ بعد کالج نے سرگودھا بورڈ باسکٹ بال چیمپین شپ بھی جیت لی۔ اس طرح بورڈ اور یونیورسٹی دونوں میں اسے خصوصی اعزاز حاصل ہوگیا۔[11]

۲۔ ڈائریکٹریٹ جنرل پاکستان پوسٹ آفس کی طرف سے ایک کُل پاکستان انعامی مقابلہ ’’انسانی تاریخ میں ڈاکخانے کا کردار‘‘ کے موضوع پر تین زبانوں میں مقابلہ مضمون نویسی ہوا جس میں تعلیم الاسلام کالج کے طالبعلم منور احمد انیس صاحب کا انگریزی مضمون اوّل قرار دیا گیا۔[12]

۳۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان کے مباحثہ انگریزی منعقدہ ۲مارچ ۱۹۷۰ء میں جامعہ نصرت ربوہ کی دو طالبات عفت خالق صاحبہ اور لبنیٰ سعید صاحبہ بالترتیب اوّل اور دوم قرار دی گئیں۔[13]

۴۔ عالیہ عطا صاحبہ (بنت کیپٹن عطاء اللہ صاحب کھوکھر مردان) نے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا کے تحت ہونے والے امتحان میں پری انجینئرنگ گروپ میں ۱۰۰۰/۶۴۷ نمبر حاصل کر کے بورڈ میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔[14]

۵۔ ملک خالد محمود صاحب (ابن ملک علی محمد صاحب) نشتر کالج ملتان سیکنڈ پروفیشنل ایم بی بی ایس کے امتحان میں یونیورسٹی بھر میں اوّل آئے۔[15]

۶۔ انتصار احمد صاحب عباسی (ابن افتخار احمد صاحب عباسی وحدت کالونی لاہور) بی فارمیسی

کے سال آخر کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل (طلائی تمغہ) کے مستحق قرار پائے۔[16]

۷۔ مرزا ناصر احمد صاحب (ابن مرزا آفتاب احمد صاحب سول کوارٹرز پشاور) نے پشاور یونیورسٹی سے ایگریکلچر کا امتحان ۴۵۰/۳۲۵ نمبر لے کر اعلیٰ فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے کے علاوہ نیا ریکارڈ قائم کیا۔[17]

۸۔ اس سال تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ نے گذشتہ روایات سے بڑھ کر کھیل کے میدان میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں اور مدرسہ کی نیک نامی میں چار چاند لگا دیئے۔ چنانچہ اس کی باسکٹ بال ٹیم نے ضلع بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے کے بعد ڈویژن کا فائنل میچ جیت کر ڈویژنل چیمپین شپ بھی حاصل کر لی۔ ازاں بعد سرگودھا بورڈ کے زیر انتظام منعقد ہونے والے انٹر ڈویژنل میچوں میں تمام ٹیموں کو شکست دے کر باسکٹ بال میں چیمپین شپ جیت لی اور اسے ڈویژنل انسپکٹر صاحب سرگودھا ڈویژن نے بایں الفاظ خراج تحسین پیش کیا کہ ''ربوہ کی باسکٹ بال ٹیم تو قومی شہرت حاصل کر چکی ہے''۔[18]

۹۔ جماعت احمدیہ نائیجیریا کے سرگرم رکن ڈاکٹر فتاحی گیوا لیکچرار ابادان یونیورسٹی کو عالمی ادارہ موسمیات (World Meteorological Organisation) کی طرف سے ریسرچ کے اوّل انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ یہ انعام جو ایک خاص سند اور ۳۳۳ پونڈ کے نقد عطیہ پر مشتمل تھا۔ اس ادارے کی طرف سے دیئے جانے والے سلسلہ انعامات کا سب سے پہلا انعام تھا۔ یہ انعامات ہر چار سال کے بعد اس سائنسدان کو دیئے جاتے ہیں جس نے موسمیات کی سائنس میں تحقیق پر خاص امتیاز حاصل کیا ہو۔[19]

۱۰۔ امسال ۱۹۷۰ء میں مکرم سلیم احمد خان صاحب نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بی۔ایس۔سی انجینیئرنگ یونیورسٹی مغلپورہ (لاہور) کے سول ڈیپارٹمنٹ کے فائنل ایئر میں پانچویں پوزیشن حاصل کر کے دو گولڈ میڈل حاصل کئے۔[20]

۱۱۔ ڈاکٹر رشید الدین خان (ابن حضرت نواب اکبر یار جنگ صاحب) پروفیسر صدر شعبہ سیاسیات اور ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنس عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد (انڈیا) کو صدر جمہوریہ ہند نے انڈین پارلیمنٹ کی راجیہ سبھا (ایوان بالا) کا ممبر نامزد کیا۔ ڈاکٹر صاحب سابق مملکت حیدرآباد کے

ایک ممتاز اور معروف احمدی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔اس کے علاوہ موصوف ہندوستان کے مختلف علمی اور تحقیقاتی اداروں،انجمنوں اور یونیورسٹیوں سے مختلف حیثیتوں میں تعلق رکھتے ہیں۔ ایک اہم اعزاز جو آپ کو حاصل ہوا وہ ان کا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے چوبیسویں اجلاس کے لئے حکومت ہند کے دور میں اسپیشل ایڈوائزر کم ممبر کی حیثیت میں انتخاب تھا۔ڈاکٹر رشید الدین خان کے بڑے بھائی جناب غلام احمد خان صاحب آندھرا ہائی کورٹ کے سینئیر اور سپریم کورٹ آف انڈیا کے ایڈووکیٹ رہے ہیں۔21

ایک دعوت عصرانہ

۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء کو ۴ بجے شام قصرِ خلافت میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ظفر اللہ الیاس صاحب آف نائیجیریا نیز جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تمام غیر ملکی طلباء اور غیر مما لک سے انہی دنوں مرکز سلسلہ میں واپس تشریف لانے والے مبلغین کرام کو شرف ملاقات اور دعوت عصرانہ سے نوازا۔ اس دعوت میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر ،سیّد داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ، قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح وارشاد، مولانا ابوالعطاء صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد بھی شریک تھے۔تقریب کے اختتام پر حضور نے دعا کرائی، تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور غیر ملکی طلباء سے فرداً فرداً حالات بھی دریافت فرمائے۔22

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان

جماعت ہائے احمدیہ مشرقی پاکستان کا انچاسواں سالانہ جلسہ ۴ بخشی بازار روڈ ڈھاکہ میں مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک سے یکم مارچ ۱۹۷۰ء بروز اتوار تک منعقد ہوا۔ یہ سہ روزہ جلسہ نئی زیر تعمیر مسجد کی وسیع وعریض چھت کے نیچے منعقد ہوا۔مشرقی پاکستان کے ہر علاقہ سے تقریباً ۷۰ جماعتوں کے ایک ہزار کے قریب نمائندے جلسہ میں شریک ہوئے۔ان کے علاوہ مقامی طور پر کثرت سے احباب جماعت اور غیر از جماعت احباب جلسہ کی فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہ شفقت مرکز سے محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح وارشاد اور مولانا سلطان محمود صاحب انور کو جلسہ میں شرکت کے لئے بھجوایا۔ مقامی جماعت نے بڑی گرم جوشی سے مقامی ہوائی اڈے پر ان معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔جلسہ کے

دوران ان کے نہایت پر مغز اور ایمان افروز خطبات کے علاوہ مشرقی پاکستان میں مصروف عمل مربیان سلسلہ و دیگر اہل علم حضرات نے مختلف اہم موضوعات پر نہایت مفید و مؤثر تقاریر فرمائیں۔ ہر اجلاس بھرپور حاضری و کامیابی سے ہمکنار رہا۔ دوران جلسہ سات افراد نے بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ کے آسمانی نظام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔[23]

جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ مشرقی پاکستان کا جلسہ سالانہ

مورخہ ۶، ۷، ۸ مارچ جماعت احمدیہ بڑیہ کا اکیاونواں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔اس کی صدارت مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان نے کی۔اس جلسہ میں مکرم راجہ نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری اور مولانا سلطان محمود صاحب انور نے تقاریر کیں۔جلسہ کے دوسرے روز مستورات کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ناصرات نے مقالے پڑھ کر سنائے اور مستورات نے تقاریر کیں۔[24]

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

۸ مارچ ۱۹۷۰ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ ملک حبیب الرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے سالانہ رپورٹ میں سکول کی تعلیم دینیات و تاریخ کی امتیازی خصوصیت اجاگر کرنے کے علاوہ اس کی بعض تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں اور ان کے نہایت خوشکن نتائج پر روشنی ڈالی۔ رپورٹ کے بعد چوہدری اصغر علی صاحب ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز سرگودھا ڈویژن نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''نصابی اور نیم نصابی سرگرمیوں میں اس سکول کی کامیابیاں فی الحقیقت قابل مبارک باد ہیں مجھے یہ اظہار کرتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ یہ مدرسہ اس ڈویژن کے ہائی سکولوں میں ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے قدرتی طور پر اصلاح اور ترقی کی گنجائش ابھی کافی حد تک باقی ہے...... مجھے پوری امید ہے کہ صورت حالات مستقبل میں مزید بہتر ہوتی چلی جائے گی اور موجودہ ہیڈ ماسٹر ملک حبیب الرحمٰن صاحب کی راہنمائی میں یہ سکول خوب سے خوب تر ہوتا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک صاحب موصوف جیسے تجربہ کے حامل رئیس مدرسہ کا ہونا اس سکول کے مستقبل کے لئے ایک نیک فال ہے''۔[25]

لندن ٹائمز کی اسلام کے خلاف بہتان طرازی

انگلستان کے مشہور روزنامہ ''ٹائمز'' کی ۱۴مارچ ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں اسلامی تعلیمات پر ایک نہایت گندا حملہ کیا گیا جس میں لکھا گیا کہ نعوذ باللہ ''قرآن کی رُو سے انسان کے بطن سے خدا پیدا ہو گا''۔

محترم مرزا مبارک احمد صاحب جو اس وقت وکیل التبشیر تھے، نے اس پر تحریر فرمایا کہ:۔

''اس قسم کی باتوں کو اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مسلمان تو بہرحال جانتے ہی ہیں کہ اسلام پر یہ بہتان ہے۔ بلکہ عیسائی پادری بھی اچھی طرح سے واقف ہیں کہ یہ عقیدہ نہ قرآن میں پایا جاتا ہے اور نہ کسی حدیث میں اس کا نشان ملتا ہے۔ قرآن شریف نے تو غیر مبہم اور نہایت واضح الفاظ میں اس مکروہ تصور کی تردید فرمائی ہے چنانچہ فرماتا ہے قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ یعنی ہم ہر زمانہ کے مسلمان کو حکم دیتے ہیں کہ تو دوسرے لوگوں سے کہتا چلا جا کہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ وہ ہستی ہے جس کے سب محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور اس کی صفات میں اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں۔''

امام مسجد لنڈن محترم بشیر احمد صاحب رفیق نے اخبار کے ایڈیٹر سے اس نوٹ کے خلاف احتجاج کیا۔ نیز انگلستان میں مقیم تمام مسلمان سفراء اور اخباری نمائندگان کو بھی اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اسلام کے خلاف لکھی جانے والی ایسی فضول اور دور از کار باتوں کا نوٹس لیں۔ لنڈن ٹائمز جیسے موقر اخبار میں ایسے بہتان کی اشاعت نہایت قابل افسوس امر ہے۔ اس جگہ اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ عیسائی پادری اپنی ان کوششوں میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اور انہیں مونہہ کی کھانی پڑے گی۔[26]

ایک احمدی نوجوان کی قابلِ تقلید خدمت خلق

۲۹/اپریل ۱۹۷۰ء کی رات کو شیخوپورہ کے محلّہ رسول نگر میں انٹر کالج شیخوپورہ کے لیکچرار محمد اشرف صاحب کے مکان پر ڈکیتی کی ہولناک واردات ہوئی۔ ڈاکوؤں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے تمام محلّہ میں سنسنی پھیلا دی۔ لوگ خوف و ہراس کی وجہ سے اپنے اپنے مکانوں میں دبک گئے۔

ڈاکوؤں نے انتہائی دیدہ دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے محلّہ کے جس مکان سے اہل خانہ کی مدد کی گئی ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا جس کی بناء پر پروفیسر بھٹی صاحب کے ہمسایہ محمد لطیف صاحب پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی جس کے نتیجہ میں کافی تعداد میں چھرے ان کے سینے، پیٹ اور بازوؤں میں پیوست ہو گئے۔ اس کے علاوہ محمد لطیف صاحب کی بیوی مسرّت، ان کی چار سالہ بچی ممتاز اختر اور بھاوج زبیدہ بی بی صاحبہ بھی چھرے لگنے سے زخمی ہوگئیں۔ اس سانحہ کا سب سے دردناک پہلو زبیدہ بی بی صاحبہ کی تین سالہ بچی بشریٰ کی ہلاکت تھی جو فائرنگ کی آواز سے خوفزدہ ہو کر کمرے میں داخل ہو رہی تھی کہ ڈاکوؤں کی گولیوں کی زد میں آکر لقمہ اجل بن گئی۔ [27]

اس دردناک حادثہ کی اطلاع جونہی شیخوپورہ کے ایک احمدی نوجوان چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ثانی (ابن چوہدری مہتاب دین صاحب۔ آپ ان دنوں ایل ایل بی کے طالبعلم تھے۔) [28] کو ہوئی تو آپ فوراً جائے واردات پر پہنچے اور تمام زخمیوں کو اپنی کار میں ڈال کر سول ہسپتال پہنچا دیا اس بروقت امداد کی وجہ سے صرف ایک جان ضائع ہوئی ورنہ اندیشہ تھا کہ باقی زخمی بھی کہیں دم نہ توڑ دیتے۔ اس کے بعد چوہدری صاحب پولیس سٹیشن پہنچے اور سپاہیوں کو ساتھ لے کر ڈاکوؤں کا تعاقب کیا۔ ڈاکو سڑک پار کر رہے تھے کہ ان کی کار پہنچ گئی۔ پولیس نے ڈاکوؤں کو للکارا تو ڈاکو رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کے ایک ساتھی کو پولیس نے قابو کر لیا۔ تلاشی لینے پر اس سے پستول اور بندوق برآمد ہوئی اور پھر اس کی نشاندہی پر پولیس نے باقی ڈاکوؤں کا سراغ بھی لگا لیا اور گرفتاریاں شروع کر دیں۔

ایس پی شیخوپورہ اور عوام نے چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کی شجاعت اور جذبۂ خدمت خلق پر خراج تحسین پیش کیا اور ایس پی صاحب نے پولیس کے ساتھ تعاون پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔

جو مظلوم خاندان زخمی ہوا اگرچہ احمدی نہیں تھا لیکن جماعت احمدیہ شیخوپورہ نے اس کی مالی امداد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ [29]

گورونانک جی کا اسلام اور مسلمانوں سے تعلق

نومبر ۱۹۶۹ء میں سکھ دنیا نے گورونانک جی کا پانصد سالہ جنم دنیا بھر میں بڑی دھوم دھام اور شان وشوکت سے منایا۔ اس موقعہ پر نظارت اصلاح وارشاد ربوہ نے ایک کتاب ’’گورونانک جی کا فلسفہ

توحید‘‘ کے نام پر شائع کی جو گیانی عباداللہ صاحب کی تصنیف ہے۔سرسہ (Sirsa) ضلع حصار (بھارت) کے ایک سکھ ودوان سردار گورمیت سنگھ جی ایڈووکیٹ نے جو خود بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں اس پر تبصرہ کیا جو انبالہ چھاؤنی کے ماہوار رسالہ ’’گورونانک اُولیش‘‘ کے مئی ۱۹۷۰ء کے پرچہ میں شائع ہوا۔آپ لکھتے ہیں:

’’گورونانک جی کے پانصد سالہ جنم دن منانے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ ہر ایک مصنّف نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق ان کی زندگی کے الگ الگ پہلو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔گورو صاحب کا مسلمانوں سے اور اسلام سے ایک خاص تعلق تھا اور یہی وجہ ہے کہ جب گورو جی کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے ان کی نعش پر یہ کہہ کر اپنا حق جتلایا کہ گورو صاحب ان کے ایک بزرگ تھے۔

گورو صاحب اخوت اور مساوات کے اپاسک تھے اور تمام مذاہب کے ماننے والے ان کا احترام کرتے تھے اور انہیں اپنا ایک بزرگ تصور کرتے تھے۔ایک شاعر کا بیان ہے کہ

گورو نانک شاہ فقیر
ہندو کا گورو مسلمان کا پیر

سیاسی حالات نے پلٹا کھایا اور سکھ اور مسلمان مذہبی طور پر ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہوئے بھی سماجک اور سیاسی طور پر ایک دوسرے سے بہت دور ہو گئے۔لیکن مسلمانوں کے دلوں میں گورونانک جی کی کتنی عزت ہے اس کا ثبوت نومبر ۱۹۶۹ء میں ننکانہ صاحب میں گورو صاحب کے جنم کے دن کے وقت ملا۔مسلمانوں نے گوردوارے کے اندر آ کر گورو صاحب کو شردھانجلی بھینٹ کی اور مسلمانوں نے جنم دن سے متعلق نکالے گئے جلوس میں شامل ہو کر اور اپنے مکانوں کی چھتوں پر بیٹھ کر پھولوں کی بارش کی۔

اس موقعہ پر نظارت اصلاح وارشاد (صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ) نے گیانی عباد اللہ صاحب کی مصنفہ ایک کتاب شائع کی۔گیانی جی لاہور ریڈیو سے پروگرام پنجابی دربار میں گوربانی اور اس کی تفسیر اور سکھ تاریخ پر مضامین پیش کرتے ہیں۔آپ کا یہ پروگرام بہت سنا جاتا ہے اور پسند کیا جاتا ہے اور بہت سے لوگ تو بلاناغہ روزانہ ہی سنتے ہیں۔

گورونانک جی کے زمانہ کے مسلمانوں کی طرح گیانی جی نے بھی اپنی کتاب ’’گورونانک جی کا فلسفہ توحید‘‘ میں گورو جی کو ایک مسلمان پیر اور اسلام کا مبلّغ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔کتاب کے

صفحہ اوّل پر ہی یہ لکھا ہے کہ

بتایا گیا اس کو الہام میں
کہ پائے گا تو مجھ کو اسلام میں

میرے خیال میں ہمیں اس پر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیے کہ گورو صاحب کا مشن کسی ایک مذہب یا قوم تک محدود نہ تھا بلکہ سب کے لئے یکساں تھا۔ گورو صاحب کے پرچار کا یہ خاص ڈھنگ تھا کہ وہ ہر ایک کو اس کے مذہب کے اصول کے مطابق ہی سچائی سمجھاتے تھے جس کی وجہ سے ہر شخص انہیں اپنے مذہب کا ہی مبلّغ خیال کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر لوہلن اور ڈاکٹر میکلیٹڈ ایسے عیسائی وِدوان بھی انہیں عیسائی دھرم سے تعلق رکھنے والا بزرگ سمجھتے تھے۔

مختلف مذاہب کے موازنہ کا شوق رکھنے والوں کے لئے گیانی عباداللہ صاحب کی یہ کتاب دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی۔ اس کے پہلے حصہ میں یہودی، عیسائی، ویدک دھرم، سناتن دھرم اور آریہ سماج نیز پارسی مذہب میں خدا تعالیٰ کا جو تصور (Conception of God) ہے اسے بیان کر کے گورو جی کے فلسفہ سے اس کا موازنہ کیا گیا ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام مذہب ہی تمام مذاہب کے مقابلہ میں گورو جی کے فلسفہ کے قریب ہے۔ اس کتاب کے باقی دو حصوں میں پوجا، نماز، قیامت، جنت اور شیطان وغیرہ سے متعلق اسلام اور گورونانک جی کے خیالات پیش کئے گئے ہیں۔

یہ کتاب اردو میں ہے اور مہتمم صاحب نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ ضلع جھنگ پاکستان نے شائع کی ہے''۔ 30

نواب بہادر یار جنگ مرحوم پر معلومات افروز مقالہ

مسلمانان ہند کے ممتاز مسلم لیڈر قائداعظم کے دستِ راست اور انجمن اتحاد المسلمین کے صدر نواب بہادر یار جنگ (ولادت ۱۹۰۵ء وفات ۲۵ جون ۱۹۴۴ء) کے جماعت احمدیہ سے گہرے روابط و مراسم کا تذکرہ تاریخ احمدیت جلد نہم (صفحہ ۴۳-۴۹) میں گذر چکا ہے اس ضمن میں نواب صاحب کے سفر قادیان (مارچ ۱۹۴۰ء) اور ان کے تاثرات بھی بتائے جا چکے ہیں۔ اس سال مجلس اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ کے قدیم ترین احمدی رکن اور نواب بہادر یار جنگ کے سرگرم رفیق کار سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آبادی نے نواب صاحب مرحوم کی زندگی، سیرت نیز ان کی ملّی خدمات اور

کارناموں پر ایک مبسوط اور معلومات افروز مقالہ سپردِ قلم فرمایا جو ۵ مئی ۱۹۷۰ء کی شام کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے خصوصی اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا جس کی صدارت قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے (کینٹب) پرنسپل نے کی۔

سیٹھ صاحب نے اپنے پُر مغز مقالہ میں بتایا کہ ’’ان کی زندگی دکن کے مسلمانوں کی قومی تاریخ کا سب سے زیادہ دلکش اور زریں باب ہے۔ ان کی قومی وملّی خدمات ان کے روشن اور درخشندہ کارنامے ہیں۔ ان کے کارناموں کو اس نظر سے دیکھنا کہ یہ کسی فرد واحد کی ذات سے متعلق تھے شاید صحیح نقطۂ نظر نہ ہو۔ ان میں ایک نیم مردہ قوم کا شعور بیدار ہوتا نظر آتا تھا اور صداقت وخلوص، جرأت و بیبا کی ،عزم وولولہ، ایثار وقربانی ایسا معلوم ہوتا تھا پھر سے زندہ ہو گئے ہیں۔ ایک مسلسل تڑپ، ایک پیہم کوشش، ایک لگاتار تگ ودَو، ایک لگن یا غالب کے الفاظ میں ایک جذبۂ بے اختیار تھا جو بہادر یار جنگ کی مختصر زندگی کے ہر پہلو میں جاری وساری دکھائی دیتا تھا اور اسی جذبۂ بے اختیار کی جھلکیاں ان کے کارناموں میں نظر آتی ہیں۔

نواب بہادر یار جنگ کو فن خطابت میں جو یدِ طولیٰ حاصل تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے صاحبِ مقالہ نے ان کی تقریروں کے چیدہ چیدہ اقتباسات پیش کر کے ثابت کیا کہ وہ ایک سحر طراز اور جادو بیان مقرر تھے اور سامعین ان کی سحر بیانی سے اس قدر متاثر ہوتے کہ ان کے ایک اشارہ پر قومی وملی مفاد کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتے۔ ان کے اس غیر معمولی وصف کے ضمن میں صاحبِ مقالہ نے فرمایا اس ساحری کا اصل راز دراصل ان کا جذب اندروں تھا، ان کی تڑپتی ہوئی روح تھی، ان کا مچلتا ہوا دل تھا، عشق کی بھڑکتی ہوئی آگ تھی اور ان کی نوائے تیز تھی جو محفل کو گرمائے رکھتی تھی۔

صاحبِ مقالہ نے نواب صاحب مرحوم کی سیرۃ کے اس پہلو کو بھی بہت عمدہ اور موثر انداز میں پیش کیا کہ نظام دکن میر عثمان علی خان مرحوم کے ساتھ ایک قومی وملی معاملہ میں مخالفت اور ان کی ناراضگی کے پیش نظر نواب صاحب مرحوم نے بلا توقف اپنا خطاب اور چار لاکھ روپے سالانہ آمد کی جاگیر اور دیگر اعزازات یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ ’’میں اُن (نظام) سے اپنی غیر متزلزل ہر قسم کے شبہ سے پاک عقیدت کے باوجود سمجھتا ہوں کہ ان کی ناراضگی کے بعد وہ رزق میرے لئے جائز نہیں ہے جو خدا نے ان کے ذریعہ مجھے دیا ہو‘‘۔ اور ہنسی خوشی پھر عسرت وتنگی کی زندگی اختیار کر لی اور جب نظام دکن نے جاگیر بحال کرنا چاہی تو اس مردِ غیوّر نے اسے واپس لینے سے انکار کر دیا۔

الغرض مقالہ بہت محنت سے تیار کیا گیا تھا اور اس پر زبان و بیان کی خوبی نے اسے چار چاند لگا دیئے تھے۔ مقالہ کے بعد بحث کے دوران سیٹھ محمد اعظم صاحب نے افرادِ جماعت احمدیہ کے ساتھ نواب صاحب مرحوم کے دوستانہ تعلقات اور ان کی طرف سے جماعت احمدیہ کی علمی اور اسلامی خدمات کے اعتراف اور قادیان میں ان کی تشریف آوری پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔

آخر میں صدر مجلس نے کامیاب مقالہ پیش کرنے پر سیٹھ صاحب کو مبارکباد دی۔ [31]

ربوہ کا ذکر ہفت روزہ ''سنگ میل'' میں

ہفت روزہ سنگ میل (لیّہ) (لیہ پہلے مظفر گڑھ کے ضلع میں تھا اب یہ خود ضلع بن گیا ہے) نے اس سال ''ربوہ۔ پاکستان کا پہلا فلاحی اور مثالی شہر'' کے زیرعنوان حسب ذیل نوٹ سپرد اشاعت کیا:۔

''مغربی پاکستان کے رومانی دریا چناب کے شمالی کنارے پر ایک ایسا شہر آباد ہے جو پاکستان کے پہلے فلاحی اور مثالی شہر کی حیثیت سے آہستہ آہستہ ابھر رہا ہے۔ جس خطۂ ارضی پر یہ شہر آباد ہے آج سے بیس سال قبل وہاں پر چند خشک پہاڑی ٹیلوں کے دامن میں شورزدہ بے آب وگیاہ چٹیل میدان کے سوا کچھ نہ تھا۔

پورے ماحول پر پُر ہول فضا میں صدیوں سے گہری خاموشی کی پُراسراریت کا ہیولہ قائم تھا سبزے اور ہرے بھرے درختوں کا دور دور تک کہیں نشان نہ ملتا تھا۔ زیر زمین پانی کا جو ذخیرہ تھا وہ نا قابل استعمال اور سخت کڑوا تھا۔ ان تمام عوامل قدرت نے مل کر اس خطہ کو انسانی تصرّف کے نا قابل اور غیر اہم بنا دیا تھا۔ حکومت کے ریکارڈ میں بھی یہ علاقہ نا قابل کاشت اور بنجر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی کی اس پر نظر نہ اٹھتی تھی لیکن قدرت کی کتاب میں اس خطّہ ارضی کے لئے ایک وقت مقرر تھا۔ ایک موڑ جو صبح ستارے کی طرح طلوع ہوتا اور نئی برکتیں دے جاتا ہے۔ بیس سال پہلے ایک خاموش صبح کے ظہور کے ساتھ ہی اس خطہ زمین نے انقلابی کروٹ لی اور یہاں چند باہمت دیوانوں نے ناممکن کو ممکن بنانے، نیست کو ہست میں بدلنے کے لئے ڈیرے ڈال دیئے۔ وہ یہاں کی گھمبیر خاموشی کو عارضی وقفے کے لئے توڑنے ہی نہیں بلکہ ایک رواں دواں شہر آباد کرنے کے لئے جوان ولولے لے کر گھروں سے نکلے تھے۔

اب یہی مسکراتا شہر اپنی جواں ہمت دیوانوں کے خواب کی حسین تعبیر بن کر ابھر رہا ہے۔ یہ شہر

انسانی شرف عزّ و جاہ اور ولولہ خیز قیادت کی جیتی جاگتی لازوال مثال ہے۔ کسی شہر کی ترقی کا انحصار اس کے باشندوں کے احساس ذمہ داری اور فرائض کی بجا آوری میں مضمر ہوتا ہے کہ وہ کہاں تک مخلص، کس قدر اشتراک باہمی اور شہری شعور کی دولت سے بہرہ مند ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے یہ تمام اوصاف اس شہر کے شہریوں میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس شہر کی تمام تر فلاحی و معاشرتی ترقیات سو فیصد امداد باہمی کے اصولوں اور اجتماعی خیر سگالی کے جذبے کی رہین منت ہیں۔ ہر شہری مستقل مزاجی، پورے اخلاص اور ذمہ داری کے احساس سے بہرہ منداور فرائض کی بجا آوری میں انتہائی سنجیدگی سے حصہ لیتا آ رہا ہے۔ یہاں کے معاشرے میں ایک خاص قسم کا نظم و ضبط اور شہری شعور کا مکمل احساس بیدار ہے یہی وجہ ہے کہ شہر کے رہنے والوں کی قوتِ کار اور عملی جدوجہد کے نتائج قیاس آرائی سے بڑھ کر امید افزا ثابت ہوتے رہے ہیں۔

اس خوش نصیب شہر میں جہاں کی آبادی اگرچہ بیس ہزار سے متجاوز نہیں (اب تقریباً ۵۰ ہزار سے زائد) لڑکوں اور لڑکیوں کے علیحدہ علیحدہ دو ڈگری کالج نیز ایم اے تک کلاسوں کے لئے پانچ مربع اراضی پر مشتمل نہایت دیدہ زیب نہایت پُرسکون و خاموش ماحول میں کم وبیش چالیس لاکھ سے زائد روپیہ کی خطیر رقم سے عظیم درسگاہ قائم کی گئی ہے جو غالباً ملک بھر میں ایم اے تک پرائیویٹ سرمایہ سے چلنے والی پہلی درسگاہ ہے۔ جیسا کہ امکانات سے ظاہر ہے اس درسگاہ کے وسیع وعریض احاطے میں میڈیکل اور ٹیکنیکل اداروں کے علاوہ لاء کالج اور بی ایڈ کی درسی کلاسز کا بھی آگے چل کر بخوبی اضافہ ہو سکے گا۔ جیسا کہ ماہرینِ تعلیم کی رائے ہے۔

ربوہ میں اسی قسم کے معجزے ہمیشہ ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔ یہ شہر دنیا کے ان چند منفرد مثالی شہروں میں سے ایک ہے جہاں کے تمام شہری کیا بلحاظ مرد اور کیا خواتین سبھی زیور تعلیم سے یکساں آراستہ اور معاشرے کے اعلیٰ شعور سے بہرہ مند ہیں۔ علم و ہنر کا یہی شعور نئی منزلوں کے سر کرنے میں مہمیز کا کام دیں گے۔

تاہم آج بھی یہ شہر اپنی لاتعداد علمی و ادبی درسگاہوں اور مخصوص تعلیمی ماحول کے باعث حقیقی معنوں میں گہوارۂ علم و عمل کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ جہاں بلا امتیاز مذہب ملک کے کونے کونے سے آ کر تشنگانِ علم اپنی پیاس اس چشمۂ شیریں سے بجھاتے ہیں۔

ان درسگاہوں سے ہزاروں گھرانوں کے نونہال اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ملک کے ہر حصہ میں قوم

وملت کی اہم ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے میں صف بہ صف قدم بہ قدم شامل ہیں۔ کردار سازی کے لئے خاموش اور پُرسکون ماحول کی اہمیت مسلمہ ہے۔ حصول تعلیم کے لئے ہر صحت مند فضا اور خاموش ماحول ماہرین تعلیم کی نظر میں انتہائی ناگزیر ہے۔ ربوہ میں اس ماحول کی فراوانی عام ہے جہاں بڑے شہروں کی طرح ہنگامہ آرائی اور شوروفغاں کا نام کو گزر نہیں"۔ 32

خدام الاحمدیہ کی سترھویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس

مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک چھ بجے شام مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام خدام الاحمدیہ کی سترہویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس ایوان محمود میں شروع ہوئی۔ محترم جناب سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ایوان محمود میں تشریف لا کر اجتماعی دعا کے ساتھ کلاس کا افتتاح فرمایا۔ یہ کلاس پندرہ روز تک کامیابی سے جاری رہنے کے بعد مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۷۰ء کو بخیروخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ ۲۹ مئی کو ہی مولانا قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح وارشاد کی زیر صدارت اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ آپ نے پاس ہونے والے طلباء میں سندات وانعامات تقسیم فرمائے۔ اس کلاس میں پاکستان کے مختلف علاقوں کی ۱۳۹ مجالس خدام الاحمدیہ کے ۲۱۷ نمائندگان نے شرکت کی۔ 33

احمدیہ دارالمطالعہ کراچی میں نمائش

سیرت کونسل کراچی کے زیر اہتمام احمدیہ دارالمطالعہ بندر روڈ پر پندرہ روزہ نمائش تراجم وتفاسیر القرآن منعقد کی گئی۔ اس نمائش کا افتتاح محترم جناب میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب (ریٹائرڈ) نے فرمایا۔ نمائش کی افتتاحی تقریب ۶ جون ۱۹۷۰ء کو چھ بجے شام جائے نمائش کے سامنے تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ جو مکرم قاری محمد یوسف الدین صاحب نے کی۔ اس کے بعد ثاقب زیروی صاحب نے قرآن مجید کی شان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام "نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا" خوش الحانی سے پڑھا۔ بعدہٗ مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ کراچی نے مختلف سفارتخانوں کی طرف سے نمائش کے انعقاد پر مبارکباد اور اس کی کامیابی کے لئے جو پیغامات موصول ہوئے تھے وہ پڑھ کر سنائے۔ ازاں بعد چوہدری احمد مختار صاحب چیئرمین سیرت کونسل نے افتتاحیہ پڑھا جس میں اس نمائش کی غرض وغایت اور خصوصیات کو بیان کیا اور بتایا کہ قرآن کریم خداتعالیٰ کا کلام ہے۔ اس لئے اس کے معانی ومطالب اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتے ہیں اوران کا

احاطہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔اس لحاظ سے قرآن مجید کی تفسیر میں اگرچہ بہت زیادہ اور غیر معمولی کام ہوا ہے لیکن اس کے خزائن ختم نہیں ہوئے بلکہ قیامت تک ضروریاتِ زمانہ کے لحاظ سے اس میں سے نت نئے معارف وحقائق نکلتے رہیں گے۔

اس کے بعد میجر جنرل محمد اکبر خان صاحب نے خطاب فرمایا اور اس قسم کی دینی نمائش کے انعقاد پر منتظمین کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ جماعت احمدیہ کو قرآن مجید سے شغف اور دلی محبت ہے اس کا مظاہرہ اس نمائش سے واضح طور پر ہوتا ہے۔آپ نے کہا کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس میں ہمارے تمام مسائل کا حل موجود ملتا ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کے دفاع اور طریق جنگ کے متعلق اسلام نے جو راہنمائی فرمائی ہے وہ بڑی عظیم اور شاندار ہے اور کئی قومیں اس کی نقل کر رہی ہیں اور کامیابیاں حاصل کر رہی ہیں اس لئے ہماری کامیابی کا راز بھی اسی میں مضمر ہے کہ ہم قرآن کریم پر تدبّر کریں اور اس کی بتلائی ہوئی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

اس کے بعد جنرل صاحب نے فیتہ کاٹ کر نمائش کا افتتاح فرمایا اور تمام نمائش کو ملاحظہ فرمایا اور تراجم قرآن کریم کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے عظیم الشان کام کو سراہا۔نمائش میں دنیا کی مختلف اہم زبانوں میں تراجم قرآن مجید اور عہد اولیٰ سے لے کر زمانہ حاضرہ تک مختلف مکاتیبِ فکر کی تفاسیر قرآنی اور حضرت عثمان بن عفانؓ کا وہ تاریخی نسخہ جس کے تلاوت کرتے ہوئے آپ شہید ہوئے تھے اور جس کا اصل نسخہ تاشقند میں ہے اس کی فوٹو کاپی بھی رکھی گئی تھی۔اسی طرح متعدد نادر قلمی تفاسیر اور قرآن مجید کے نسخے رکھے گئے تھے۔ان تمام تبرکات اور قرآن مجید کے متعلق علمی ذخائر کو دیکھ کر دل پر عجیب کیفیت وارد ہوتی تھی۔چنانچہ معزز مہمان نے اپنے انہی تاثرات کو یوں قلمبند فرمایا:۔

”مجھے یہ دیکھ کر ازحد مسرت ہوئی کہ یہ ادارہ اس قدر عمدہ کام سرانجام دے رہا ہے اللہ تعالیٰ اور بھی ہمت اور کامیابی عطا فرمائے۔آمین“

چوہدری احمد مختار صاحب چیئرمین سیرت کونسل نے آپ کو تفسیر صغیر اور تفسیر سورۃ فاتحہ بطور تحفہ پیش کی اور جنرل صاحب نے اپنی تین تازہ تصنیفات لائبریری میں استفادۂ عام کے لئے مرحمت فرمائیں۔نمائش کو دیکھنے کے لئے سینکڑوں افراد باہر منتظر کھڑے تھے۔چنانچہ جنرل صاحب کی روانگی کے بعد احباب نے جوق در جوق نمائش کو رات دس بجے تک دیکھا اور ہر طبقۂ خیال کے احباب نے اس نادر اور شاندار نمائش پر انتہائی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔[34]

تعلیم الاسلام کالج کی مسجد کا سنگ بنیاد

۲۴ جون ۱۹۷۰ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ بعدازاں حضور کے ارشاد پر چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ نے امراء اضلاع کی نمائندگی کرتے ہوئے اور میاں عبدالسمیع صاحب نون ایڈووکیٹ سرگودھا نے طلباء قدیم کی نمائندگی کرتے ہوئے دو اینٹیں علی الترتیب نصب کیں۔ بعدازاں پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب قائمقام پرنسپل اور بعض سینئر ممبران اسٹاف نے ایک ایک اینٹ رکھی۔آخر میں حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔اس تقریب پر حاضرین کی شیرینی اور مشروبات سے تواضع کی گئی۔[35]

مدیر''اہل حدیث'' کا چیلنج اور پھر خاموشی

رسالہ اہل حدیث لاہور کے ایڈیٹر حافظ احسان الٰہی صاحب ظہیر نے اپنے رسالہ کی اشاعت ۳ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ۴ پر مولانا ابوالعطاء صاحب مدیر''الفرقان'' ربوہ کو چیلنج کیا کہ''ہم آج بھی آپ کو سرعام دعوت دیتے ہیں کہ جس موضوع پر اور جہاں چاہیں ہم سے تقریری یا تحریری گفتگو کر لیں''۔ مولانا نے یہ علمی دعوت بخوشی قبول کر لی اور دو ایسے موضوع مقرر کر دیئے جن میں کوئی اشتعال انگیزی نہ ہو سکے یعنی ۱۔آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں توفّی سے مراد قبض روح بمعنی موت ہے۔۲۔قرآن مجید کی آیات میں نسخ۔ نیز واضح کیا کہ پہلے موضوع میں ہم مدعی ہوں گے اور دوسرے میں مدیر اہل حدیث۔ پرچے تحریری ہوں گے۔ پہلا اور آخری پرچہ ہر مضمون میں مدعی کا ہوگا۔ ہر مناظر تحریری پرچہ فریق ثانی کو بصیغہ رجسٹری بھیجے گا اور اسے لکھنے کے لئے دو ہفتے ملیں گے۔تہذیب ومتانت کو مدنظر رکھنا لازمی ہوگا۔تاریخ آغاز کا تصفیہ فریقین کے اتفاقِ رائے سے ہوگا۔[36]

مولانا ابوالعطاء صاحب کی طرف سے منظوری کا اعلان ہونے پر ظہیر صاحب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا اور انہوں نے عملاً خاموشی اختیار کر لی لیکن ساتھ ہی ایک دوسرے رسالہ ترجمان الحدیث (نومبر ۱۹۷۰ء) میں ایک طویل اور مغلّظات سے پُر جواب دیا اور توفّی کے معنوں پر بحث سے گریز کے لئے مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی کتاب کی پناہ لی۔ حالانکہ یہ واضح بات تھی کہ اگر ان کے مزعومہ عقائد میں کوئی معقول دلیل موجود تھی تو وہ اسے بآسانی اپنے پرچے میں درج کر سکتے

تھے۔مولانا ابوالعطاء صاحب نے رسالہ الفرقان (دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۴۱، ۴۲) میں ظہیر صاحب کے نام ایک کھلا مکتوب سپردِ قلم کیا اور انہیں اسی امر کی طرف توجہ دلانے کے بعد تحریر فرمایا۔ ’’میں کہتا ہوں کہ اگر اسی طرح پرانی کتابوں کے حوالوں سے گذارا کرنا تھا تو آپ کو کس حکیم نے کہا تھا کہ ابوالعطاء کو ایسا چیلنج دیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ باوجودیکہ ابوالعطاء سلسلہ احمدیہ کا ایک ادنیٰ ترین خادم ہے مگر مخالفین کے جوابات پر مشتمل اس کی مشہور کتاب تفہیمات ربّانیہ چالیس برس سے لاجواب پڑی ہے‘‘۔

مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کی امداد

اگست کے آغاز میں مشرقی پاکستان کے علاقوں ڈھاکہ، کومیلا اور منشی گنج وغیرہ کے علاقوں میں بہت بڑا سیلاب آیا جس پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زیرِ ہدایت صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے پانچ ہزار روپیہ کا چیک جناب گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں ارسال کیا۔ چیک کے ہمراہ جناب ناظر صاحب امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے جو خط گورنر صاحب پنجاب کے نام ارسال فرمایا۔ اس کا متن یہ ہے۔

عزت مآب جناب گورنر صاحب پنجاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت حافظ میرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی ہدایت کے ماتحت آپ کی خدمتِ عالیہ میں چیک نمبر 246753/17.8.70 -سی مالیتی پانچ ہزار روپے برٹیشنل اینڈ گرنڈ لیز بنک لمیٹڈ لاہور برائے امداد سیلاب زدگان مشرقی پاکستان ہمراہ ہذا ارسالِ خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص رحم سے سیلاب کی تباہ کاریوں کے بداثرات کو جلد از جلد دور کرے اور ملک کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین اللّٰھم آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا منصور احمد ناظر امور خارجہ [37]

شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کو صدارتی تمغہ

حکومتِ پاکستان نے ۱۴/ اگست کو یوم استقلال کی تقریب پر ملک کے نامور ادیب اور فاضل و محقق شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی لاہور کو اردو ادب کی اعلیٰ اور قابل قدر خدمات کی بناء پر صدارتی تمغہ اور دس ہزار روپیہ نقد انعام دیا۔[38]

(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی تبلیغی مجلس کراچی

مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد ''ستارہ امتیاز'' پاکستان بحریہ سابق مجاہد بیلجیم کا تحریری بیان ہے کہ:۔

''۱۹۷۰ء کے سالوں کی دہائی کے آخر کی بات ہے خاکسار کراچی میں تعینات تھا اور مولوی تمیز الدین خان روڈ پر واقعہ نیول رہائشی علاقہ کے C33 فلیٹ میں رہائش پذیر تھا۔ ان دنوں صاحبزادہ میاں طاہر احمد صاحب ناظم وقف جدید سندھ کے دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ خاکسار نے ان سے وقت لے کر اپنے کئی ایک دوستوں کو جن کا تعلق بحریہ سے تھا اپنے ہاں عصرانہ پر مدعو کر لیا تا دعوت الی اللہ ہو۔ معینہ تاریخ پر یہ دوست جمع ہوئے تو میاں صاحب کی آمد میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ وہ اندرونِ سندھ دورہ پر تشریف لے گئے تھے اب آتے ہی ہونگے۔ چنانچہ جلد ہی میاں صاحب آ گئے۔ سفری چُست لباس میں ملبوس تھے اور سفر کی گرد چہرہ پر نظر آ رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ واپسی پر جائے قیام پر نہیں گئے اور سیدھے اپنی اِس Appointment کے لئے یہاں پہنچ گئے۔ اوپر تشریف لائے اور گفتگو شروع ہوئی۔ سب مدعوئین سوال کرنے سے ہچکچا رہے تھے۔ خاکسار نے خود ہی مذہبی موضوع چھیڑ دیا۔ بات کا رخ جلد ہی وفات مسیح اور ٹیورن کے کفن کی طرف مڑ گیا۔ میاں صاحب نے بڑی تفصیل سے کفن کے بارے میں سائنسی تحقیق اور اس سے اخذ ہونے والے نتائج کا ذکر کیا۔ یہ تبلیغی مجلس کوئی دو گھنٹے جاری رہی اس کے بعد میاں صاحب کو جانا پڑا کیونکہ کسی اور جگہ اگلی Appointment تھی۔ مصروفیت کا عجیب عالم تھا۔

میاں صاحب کی روانگی کے بعد افسران نے کچھ تبصرے کرنے شروع کر دیئے۔ کموڈور فاروق مرزا نے جو بعد ازاں ڈپٹی چیف آف نیول سٹاف (سپلائی) بنے کہا کہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ میاں صاحب Blue Blooded مغل ہیں۔ نہ صرف شکل وصورت سے بلکہ بات کا انداز، شخصیت وغیرہ سب کچھ مغلوں جیسی ہے۔ تمام افسران جو اس موقعہ پر موجود تھے میاں صاحب سے متاثر ہوئے اور حضور کے خلیفہ بننے کے بعد اپنی اُس ملاقات اور تعلق کا عمدگی سے ذکر کرتے''۔[39]

پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کے اعزاز میں الوداعی تقریب

محترم پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم اے تقریباً پانچ برس ۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۰ء تک تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل کی حیثیت سے فرائض بجالانے کے بعد ریٹائر ہوئے۔ محترم قاضی صاحب کی راہنمائی

میں کالج نے بہت ترقی کی۔محترم قاضی صاحب موصوف کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرنے اور انہیں الوداع کہنے کے لئے کالج کے سٹاف کی طرف سے مورخہ ۳۱/اکتوبر ۱۹۷۰ء کو کالج ہال میں ایک الوداعی عشائیہ ترتیب دیا گیا۔[40]

مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار

مشرقی پاکستان کے جنوب مشرقی ساحلی علاقے اور جزیرے وسط نومبر ۱۹۷۰ء قیامت خیز طوفان کی لپیٹ میں آ گئے جس سے زبردست جانی و مالی نقصان ہوا۔جس پر حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۷ نومبر کو ایک برقی پیغام کے ذریعہ صدر پاکستان کو امدادی کاموں اور سرگرمیوں میں ہر ممکن اعانت کا یقین دلایا نیز حضور کی زیر ہدایت ناظر امور عامہ صاحب نے سیلاب زدہ بھائیوں کی اعانت کے طور پر ۱۵ ہزار روپے کا چیک صدر مملکت کی خدمت میں ارسال کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا برقی پیغام

ربوہ-۱۷ نومبر ۱۹۷۰ء

بخدمت صدرِ پاکستان۔راولپنڈی

مشرقی پاکستان میں انتہائی ہلاکت خیز سمندری طوفان سے جو زبردست جانی و مالی نقصان ہوا ہے اس پر دل از حد مغموم ہے۔سیلاب زدگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے مَیں امدادی کام میں پورے تعاون اور اعانت کا یقین دلاتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمارے سیلاب زدہ بھائیوں اور ہم سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔

مرزا ناصر احمد

امام جماعت احمدیہ

محترم ناظر صاحب امور عامہ کا خط

ربوہ ۱۷/نومبر ۱۹۷۰ء

بخدمت صدرِ مملکت پاکستان۔راولپنڈی

عزت مآب!

یہ معلوم کر کے از حد صدمہ ہوا کہ مشرقی پاکستان کو ایک اَور المیہ سے دوچار ہونا پڑا ہے۔گذشتہ

جمعہ کے روز مشرقی پاکستان کے ساحلی علاقے جس سمندری طوفان کی زد میں آئے ہیں اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ہلاکت خیزی کے لحاظ سے اس کی اَور کوئی مثال موجود نہیں ہے اور اس کے نتیجہ میں جس قدر جانی و مالی نقصان ہوا ہے اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ امدادی کام اور امدادی سرگرمیوں کو ذاتی طور پر منظّم کرنے اور ان کی براہ راست نگرانی کرنے میں خود عزت مآب نے جو مثال قائم کی ہے اس سے قوم کو موجودہ وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں مدد ملے گی۔

امام جماعت احمدیہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی ہدایت کے ماتحت مَیں اِس المیہ کا شکار ہونے والوں کی مالی اعانت کے طور پر چیک نمبر AAL793623 مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۷۰ء مالیتی پندرہ ہزار روپے بنام حبیب بنک لمیٹڈ لف ہذا کر رہا ہوں۔ میں ہوں جناب کا تابعدار

مرزا منصور احمد ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ[41]

The Cambridge History Of Islam میں جماعت احمدیہ کا ذکر

اس سال The Cambridge History Of Islam کی دوسری جلد شائع ہوئی جس میں جماعت احمدیہ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ کتاب کے بعض اقتباسات مع ترجمہ درج ذیل ہیں۔

Early in his career, Mirza Ghulam Ahmad(1839 - 1908) of Qadian in the eastern Punjab, took an active interest in the polemics directed agianst the Arya Samajists and the Christian missionaries. In 1889, he experienced a mystical urge which led him to declare himself to be the promised Mahdi or Messiah. His followers, who are known as the Ahmadiyya or the Qadiyanis, developed an organized and trained community in Qadiyan, which was upset after the partition of 1947. There they tried to restore the pristine purity of Islam, and endeavoured to solve economic and social problems within the framework of their brotherhood. They are keen missionaries, and actively propagate Islam in Europe, Africa and America.

ترجمہ: اپنے دور کے آغاز میں مشرقی پنجاب کی قادیان نامی بستی سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد نے آریہ سماج والوں اور عیسائی پادریوں سے مذہبی مباحثوں میں مصروفِ عمل رہے۔ پھر سال ۱۸۸۹ء میں آپ نے (اپنے اندر) ایک ایسی روحانی قوت محسوس کی جس کی بناء پر آپ نے مہدی اور مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ آپ کو ماننے والوں نے جو احمدی یا قادیانی کہلاتے ہیں، قادیان میں ایک منظّم اور تربیت یافتہ جماعت قائم کی جس کو ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کے بعد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہاں انہوں نے کوشش کی کہ اسلام کی صاف شفاف حقیقی صورت حال بحال کی جائے اور معاشی و معاشرتی مسائل کو اپنے جماعتی دائرہ کار میں رہتے ہوئے بہتر بنانے کی کوشش کی۔ یہ جماعت سرگرم مبلغین کی جماعت ہے جو اسلام کو یورپ، افریقہ اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔

As Messiah, Ghulam Ahmad drew strength from his positive identification with Jesus. The centralized organization of many Christian missions, with professional missionaries, schools, publishing houses, scripture translations, and other modern features, was copied by the Ahmadiyya. These are to be employed in the struggle against Christianity, for the Ahmadiyya is more anti-Christian than syncretist.

The Ahmadiyya first appeared on the West African coast during the First World War, when several young men in Lagos and Freetown joined by mail. In 1921, the first Indian missionary arrived. Too unorthodox to gain a footing in the Muslim interior, the Ahmadiyya remains confined principally to southern Nigeria, southern Gold Coast, and Sierra Leone. Its chief importance, to be discussed in the next section, has been its pioneering contribution to Muslim-Western education in Africa.

ترجمہ: مسیح کا دعویدار ہونے کے لحاظ سے مرزا غلام احمد مسیح ناصری سے اپنی مشابہت کی وجہ

سے تقویت حاصل کی۔ بہت سے عیسائی مشنوں کے بنیادی تنظیمی ڈھانچہ جس میں پیشہ ور پادریوں کا نظام، سکولوں اور طباعت خانوں کا قیام، مذہبی کتابوں کے ترجمے کا کام وغیرہ شامل ہیں، احمدیہ جماعت نے نقل کی (یہ بات درست نہ ہے)۔ ان تمام حربوں کو عیسائیت کے خلاف کوشش میں استعمال میں لایا گیا کیونکہ احمدیہ فرقہ خصوصاً عیسائی مخالف ہے۔

مغربی افریقہ میں احمدیت کا ظہور جنگ عظیم کے بعد ہوا جب لیگوس اور فری ٹاؤن کے کئی نوجوان بذریعہ خط وکتابت جماعت میں شامل ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں پہلا ہندوستانی مبلغ یہاں پہنچا۔ غیر رسمی عقائد کی حامل جماعت ہونے کی وجہ سے اسے خالص مسلم آبادی کے علاقوں میں کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ یہ جماعت جنوبی نائیجیریا، جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون کے علاقوں تک محدود رہی۔ اس کا سب سے اہم کام افریقہ میں اسلامی طرز پر مغربی تعلیم کے رجحان کے سلسلہ میں کوشش کرنا ہے۔

The Ahmadiyya, while still believing that the Quran is essentially untranslatable, has popularized its own English versions, and has encouraged people to think of reading the Quran in their own language, or at least in a language they can readily understand. In East Africa, an Ahmadiyya Swahili translation appeared in 1953, followed in 1962 by an orthodox version as riposte.

ترجمہ: احمدیہ فرقہ نے، جو بنیادی طور پر یہ خیال رکھتے ہیں کہ قرآن کا ترجمہ کرنا اصولاً ناممکن ہے، قرآن کے انگریزی ترجموں کی اشاعت کی ہے اور لوگوں کو اپنی زبان یا کم از کم ایسی زبان میں جسے وہ آسانی سے سمجھ سکیں قرآن پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ مشرقی افریقہ میں ۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کی طرف سے سواحیلی ترجمہ منظرِ عام پر آیا جس کے جواب میں مقلد مسلمانوں نے ۱۹۶۲ء میں اپنا ترجمہ شائع کیا۔[42]

التواء روانگی قافلہ برائے جلسہ سالانہ قادیان

امسال ۱۹۷۰ء میں منظوری نہ ہونے کی بناء پر پاکستانی احمدیوں کا قافلہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء کے موقع پر نہ جاسکا۔[43]

بیرونی ممالک میں جماعتی مساعی

امریکہ

درج ذیل معلومات مطبوعہ رپورٹ از یکم جنوری تا ۳۰ جون ۱۹۷۰ء سے تلخیص کی گئی ہیں۔

مشن کے مبلّغ انچارج چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب بنگالی نے مختلف سکولوں کے علاوہ ایک لوتھرن چرچ میں بھی کامیاب لیکچر دیا جو بہت پسند کیا گیا۔ سامعین میں سے کئی ایک نے بعد میں لٹریچر خریدا اور بہت سا لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔ آپ نے ایک ملاقات میں کلیولینڈ کے میئر کو دینی لٹریچر تحفۃً پیش کیا جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اس موقع پر انہوں نے آپ کو (جماعت کی تبلیغی مساعی کا اعتراف کرتے ہوئے) کلیولینڈ کی چابی پیش کی جو ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ آپ نے کلیولینڈ کے باا ثر اخبارات کو انٹرویو بھی دیا اور جماعت کے کام سے ان کو روشناس کرایا۔ ایک ایڈیٹر کی فرمائش پر سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب نے انہیں ہدیۃً قرآن کریم دیا۔

اخبار The Plain Dealer Of Cleveland نے کلیولینڈ کی جماعت کے امیر کے ساتھ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کا ایک انٹرویو اور فوٹو شائع کیا۔ عیدالاضحٰی کے موقع پر اخبار نے بہت سی تصاویر بھی شائع کیں۔ کلیولینڈ کے ایک اور اخبار ''The Dayton Daily News'' نے بھی ایک نوٹ بھی لکھا۔

آپ عرصہ زیر رپورٹ میں ایتھنز (اوہایو) تشریف لے گئے جہاں فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم تھا۔ آپ کا یہ سفر اسی قومی ادارہ کی ترقی کا جائزہ لینے اور رسالہ سن رائز کی طباعت کے انتظامات کے سلسلہ میں تھا۔ آپ دو بار ملوا کی مشن اور ایک مرتبہ سینٹ لوئیس مشن کے دورہ پر بھی گئے۔

سید جواد علی صاحب سیکرٹری امریکہ مشن مقیم واشنگٹن نے بالٹی مور (میری لینڈ) ریڈیو سٹیشن کے ایک مذہبی پروگرام میں شرکت کی جس میں آپ نے نہایت عمدہ طریق پر خدا تعالیٰ کے اسلامی تصور پر خطاب فرمایا۔ اس مذہبی پروگرام میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے پہلے پندرہ منٹ میں خدا کے تصور اور اس کی صفات پر روشنی ڈالی اور بعد میں پبلک کی طرف سے بذریعہ ٹیلیفون سوال ہوئے اور پینل (Panel) کی طرف سے ان کے جواب دیئے گئے۔ یہ سوال بعض اوقات پینل کے ہر ممبر سے

ذاتی طور پر پوچھے گئے اور بعض دفعہ پینل کے سب ممبروں کو باری باری جواب دینے کے لئے کہا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے دو گھنٹے کا یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا اور اس شہر کے لاکھوں لوگوں تک احمدیت کی تعلیم پہنچانے کی توفیق ملی۔

آپ کا ایک لیکچر واشنگٹن کی ایک نواحی بستی کے منٹگمری کالج میں ہوا جس کے بعد آپ نے طلباء کے سوالات کے جوابات دیئے نیز لٹریچر تقسیم کیا۔ کالج کی طرف سے آپ کو شکریہ کا خط موصول ہوا کہ سامعین کے علم میں اس لیکچر سے بڑا اضافہ ہوا اور طلباء بہت خوش ہوئے۔ ایک لیکچر آپ نے میتھوڈس چرچ میں بھی دیا اور سوالوں کے تسلی بخش جواب دیئے۔ آپ کو بالٹی مور، نیویارک، فلاڈلفیا اور باسٹن کے دورہ کا موقع ملا۔ یہ دورے انتظامی، تربیتی اور تبلیغی لحاظ سے بہت کامیاب رہے اس دوران جہاں آپ نے ان مشنوں کی ترقی کی رفتار کا جائزہ لیا اور مفید تجاویز پیش کیں وہاں آپ نے نیویارک کی سنٹرل پبلک لائبریری اور Manhattan کی مرکزی لائبریری میں سلسلہ کا لٹریچر رکھوایا اور بعض بک سٹورز میں لٹریچر رکھنے کے بارے میں ان کے ناظمین سے رابطہ قائم کیا نیز کتب خانوں اور سڑکوں پر کتابچے تقسیم کئے۔

قریشی مقبول احمد صاحب سابق مبلّغ انچارج امریکہ کا ایک مضمون 'اسلام اِن افریقہ' قسط وار تین مہینوں تک ایک ہفت روزہ اخبار 'دی ڈیٹن ایکسپریس' میں چھپتا رہا۔ ان کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی گئی۔ احباب جماعت نے ان کی دینی خدمات کو بہت سراہا۔

ڈیٹن اور واشنگٹن کی مساجد میں ترکی، پاکستان، مصر، کوپن ہیگن، شرق اوسط اور امریکہ کے مختلف مقامات سے زائرین آئے جنہیں مجاہدینِ احمدیت نے پیغام حق پہنچایا اور مزید مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا۔ شرق اوسط سے تعلق رکھنے والے زائر ایک عربی اخبار کے ایڈیٹر تھے اور جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کے مداح تھے انہیں امریکہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی سے روشناس کرایا گیا۔

اس سال کی پہلی ششماہی میں ۲۶ نئے ممبر داخل احمدیت ہوئے۔[44]

انڈونیشیا

مولانا محمد صادق صاحب سماٹری انچارج احمدیہ مشن انڈونیشیا کی رپورٹ مطبوعہ الفضل ۹ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳،۴ کا ایک اقتباس:۔

''چونکہ شمالی اور وسطی سماٹرا میں عرصہ سے کوئی مبلّغ نہ گیا تھا اس لئے وہاں کی جماعتوں میں وہ جوش اور تبلیغی ولولہ نہ رہا تھا جو ہماری جماعتوں کا امتیازی نشان ہے۔ مکرم جناب وکیل التبشیر صاحب کی ہدایت کے مطابق وہاں جانے کا پروگرام بنایا گیا۔ سو خاکسار اور مولوی ابوبکر صاحب دونوں ۷ صلح (جنوری) (۱۳۴۹ھش/۱۹۷۰ء) کو شمالی سماٹرا کے لئے بذریعہ بحری جہاز جاکرتا سے روانہ ہو گئے۔ پہلے ہم میدان پہنچے اور ایک ہفتہ وہاں رہنے کے بعد تا بنگ تنگی، پیا تو اور ''تنجونگ بالے'' کا دورہ کیا۔ ہمارے اس دورے سے جماعتوں میں اخلاص اور جوش ابھر آیا فَشُکْرُ لِلّٰہِ۔

ابھی میدان سے خاکسار کو ایک ممبر کا خط ملا ہے جس میں اس نے شکریہ ادا کیا ہے اور لکھا ہے کہ اب جماعت کے مردوں، عورتوں میں درس جاری ہو گئے ہیں اور بچوں نے بھی پڑھائی شروع کر دی ہے وہاں اب مولوی محمد ایوب صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔

سماٹرا میں جماعت پاڈنگ، جماعت پماپنگن اور جماعت ڈوکو کا دورہ کیا گیا۔ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں بڑے اخلاص سے کام کر رہی ہیں۔ افسوس ہے وقت کی تنگی کی وجہ سے ہم جماعت پاکن بارو تک نہ پہنچ سکے۔

جب ہم میدان شہر میں تھے تو ہم نے وہاں کے بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ سماٹرا کے سب سے بڑے افسر پولیس، شمالی سماٹرا کے سب سے بڑے افسر پولیس اور شہر میدان کے میئر سے ملاقات کی گئی اور انہیں انگریزی کتب جن میں انگریزی ترجمۃ القرآن اور اسلامی اصول کی فلاسفی بھی شامل تھیں بطور ہدیہ دی گئیں اور زبانی بھی ان کے سامنے احمدیت کے قیام کی غرض و غایت کو واضح کیا گیا اور یورپ و امریکہ میں جماعت کی جدوجہد کا مختصر ذکر کیا گیا۔ الحمد للہ یہ تینوں تقاریب خوشگوار ماحول میں ہوئیں۔ اس عرصہ میں بعض خوشکن واقعات پیش آئے مثلاً سپریم کورٹ انڈونیشیا نے مسجد میدان کا فیصلہ ہمارے حق میں دے دیا فَشُکْرُ لِلّٰہِ۔ اس مقدمہ کی کامیابی میں ہمارے نوجوان ایڈووکیٹ، مخلص احمدی نسبون محمود کی جدوجہد کا بڑا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جدوجہد کو قبول فرمایا اور اپنے فضل سے ہمیں کامیابی بخشی۔

ماہ فروری میں ریڈیو سوکابومی میں ہمیں ہر ہفتہ اور بدھ کی صبح کو درس دینے کا موقع دیا گیا جس میں حضرت مصلح موعود کی لکھی ہوئی سیرت النبی (دیباچہ قرآن کریم انگریزی) سنائی جاتی رہی۔ ریڈیو تاسیک ملایا میں بھی ہماری ایک خاتون کو بولنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے دوست انفرادی طور پر بھی تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں مگر جماعت نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہر ماہ پہلے ہفتہ اوراتوار کی رات کو ہر جگہ باجماعت نماز تہجد ادا کی جایا کرے۔سو اس فیصلہ کے مطابق ان دو ماہ میں دو دفعہ باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی ایک دفعہ عزیزم حافظ قدرت اللہ صاحب امام ہوئے۔

سیرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو لیکچر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے انڈونیشیا میں دیا تھا اس کے ترجمہ پر نظر ثانی کرائی گئی۔انشاءاللہ جلد ہی شائع ہو جائے گا۔وباللہ التوفیق۔

خاکسار نے اپنے ایک مضمون ''صداقت امام مہدی'' پر نظر ثانی کی،کافی لمبا مضمون ہے نصف سے زیادہ باقی ہے کوشش کر رہا ہوں کہ جلد مکمل ہو جائے۔

ایک مخلص چینی دوست ''تن۔ بی۔ یونگ'' جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں انہیں مع مولوی ابوبکر صاحب دیکھنے گیا۔انہوں نے شہر ''تجونگ بالے'' میں اپنا مکان جماعت کے لئے وقف کر دیا ہوا ہے۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔......

اس اڑھائی ماہ کے عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جاکرتا،گاروت،سورابایا،پواووکرتو،پاڈنگ وغیرہ سے ۱۱۰ کس کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔الحمدللہ علیٰ ذالک''۔

اکتوبر ۱۹۷۰ء کے آغاز میں بانڈونگ میں پانچ روزہ ایشوافریقن اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی (تاریخ انعقاد ۶ تا ۱۰/اکتوبر ۱۹۷۰ء)۔کانفرنس مردیکا آزادی محل بانڈونگ میں ہوئی اوراس میں بیس سے زائد اسلامی ملکوں کے نمائندے شامل ہوئے جن میں تنکوعبدالرحمٰن صاحب سابق وزیراعظم ملائیشیا خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو اُن دنوں اسلامی سیکرٹریٹ کے سیکرٹری بھی تھے۔تنظیم نے فیصلہ کیا کہ افریشیائی اسلامی تنظیم کو بین الاقوامی تنظیم کر دیا جائے جس کا صدر پاکستان سے ہو جبکہ نائب صدر انڈونیشیا،نائیجیریا شام سے لئے جائیں گے۔اس کی مجلس انتظامیہ بھی ہوگی جس کا سیکرٹری انڈونیشیا کا نمائندہ ہوگا۔[45] اس موقع پر میاں عبدالحئی صاحب مبلغ انڈونیشیا نے جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے تعاون سے کانفرنس کے مندوبین سے رابطہ کرنے اوران تک پیغام حق پہنچانے کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا اور حالات کے ناسازگار ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے امید سے بڑھ کر کامیابی عطا فرمائی۔اس سلسلہ میں انہوں نے درج ذیل اقدامات کئے۔

۱۔ میاں عبدالحئی صاحب نے جاکرتا اور مرکزِ سلسلہ سے بذریعہ ہوائی ڈاک لٹریچر منگوایا اور

پیکٹ کی صورت میں انہیں وفود کے لیڈروں کو پیش کیا۔

۲۔ جماعت احمدیہ بانڈونگ کی طرف سے کانفرنس ہال کے مشرق اور مغرب میں ایک عربی اور ایک انگریزی میں خیر مقدمی قطعات آویزاں کئے گئے۔ جماعت نے دواخبارات میں بھی مبارکباد پر مشتمل اعلان شائع کئے نیز تار کے ذریعہ جملہ ممبران کو خوش آمدید کہا۔

۳۔ جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے ایک خوبصورت انگریزی پمفلٹ ۵۰۰ کی تعداد میں شائع کیا جس میں علاوہ دیگر امور کے اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ اسلام کا عالمی غلبہ تبلیغ کے ذریعہ سے ہوگا۔ نیز یہ کہ مسئلہ فلسطین سیاسی نہیں دینی مسئلہ ہے جس کا تعلق پورے دنیائے اسلام کے ساتھ ہے۔ اگر امت مسلمہ دل و جان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرے تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی انہیں مغلوب نہیں کرسکتیں۔

۴۔ میاں عبدالحیٔ صاحب اور جماعت احمدیہ بانڈونگ کے بعض ذی اثر احمدی دوست کانفرنس میں مدعو تھے جنہوں نے افتتاحی تقریب میں کئی ممبروں سے ملاقات کی۔ میاں عبدالحیٔ صاحب کی انڈونیشیا کی نئی اسلامی پارٹی پارموسی (Parmusi) کے صدر جرناوی ھادی کسوموصاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ ان سے آپ پہلے بھی متعارف تھے اور انہوں نے بھی بوقتِ ملاقات ان کا ذکر بڑے تعریفی رنگ میں کیا۔ آپ استقبالیہ میں بھی شامل ہوئے۔ کئی مندوبین نے کہا کہ ہمیں آپ کا پمفلٹ اور لٹریچر مل گیا ہے۔ فلپائن اور فارموسیٰ کے نمائندگان نے خاص طور پر لٹریچر پر نہایت درجہ مسرت کا اظہار کیا۔ آپ کو پاکستان، ہندوستان، فلپائن، سنگاپور، ملائیشیا، فارموسا، ہانگ کانگ، جاپان، سعودی عرب، جرمنی، انگلستان، افغانستان، شام، سیلون، جنوبی کوریا اور تھائی لینڈ کے ممبرانِ وفود سے ملنے کا موقع ملا۔ اور بعض تو بڑے تپاک سے ملے۔ انڈونیشیا کے ممبران وفود کے علاوہ کئی ایک منتظمین سے بھی ملنے کا موقع ملا۔ اس طرح سے معمولی سی کوشش سے ہمارا لٹریچر مختلف ممالک میں پہنچ گیا۔[46]

انڈونیشیا سے مبلغ انچارج مکرم مولوی محمد صادق صاحب نے اطلاع بھجوائی کہ مشرقی پاکستان میں طوفان زدگان کی مدد کے لئے انڈونیشیا میں عام تحریک ہوئی اور احباب جماعت اس میں حصہ لے رہے ہیں اور مبلغ ۵۰،۰۰۰ روپیہ کا چیک برائے پاکستان ایمبیسی تیار کیا گیا ہے۔[47]

انگلستان

اس سال بشیر احمد رفیق خانصاحب امام مسجد فضل لندن کے زیر انتظام تین کامیاب تقاریب منعقد ہوئیں۔

ا۔ ۲۲ سے ۲۹ مارچ کے دوران انگلستان کی احمدی جماعتوں مثلاً لندن، آکسفورڈ، جلنگھم، ساؤتھ آل، کرائیڈن اور پریسٹن وغیرہ نے پُر جوش رنگ میں ہفتہ تربیت منایا۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب خاص اسی غرض کے لئے ہالینڈ سے لنڈن تشریف لائے اور ۲۷ مارچ کو تربیتی امور پر ایک پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو مغربیت اور دجالیت کے فتنہ سے آگاہ کیا اور مغرب کی اندھا دھند تقلید کے خطرناک نتائج پر مفصّل روشنی ڈالی۔ ہفتہ تربیت کے آخری روز (۲۹ مارچ) کو جماعت احمدیہ لندن کا ماہانہ اجلاس ہوا جس میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی مساعی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ لجنہ اماء اللہ انگلستان نے بھی ہفتہ تربیت منانے میں خاص جدوجہد فرمائی۔ ان دنوں مسز سلام صدر لجنہ اور مسز نذیر خواجہ سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہی تھیں۔ انہوں نے لجنہ اماء اللہ لندن کو ۱۹ حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ میں ایک ایک نگران مقرر کر دیا۔ ۲۲ مارچ کو لئیق احمد صاحب طاہر نائب امام نے لجنہ کے ماہانہ اجلاس میں تقریر کی۔ انہوں نے مانچسٹر، ہڈرزفیلڈ، لیڈز، پریسٹن کی جماعتوں کا دورہ بھی کیا اور ہر جماعت میں تقریر کرنے کے علاوہ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں پریذیڈنٹ صاحبان کو مفید مشورے دیئے۔ دورہ نہایت کامیاب رہا۔

ہفتہ دعوت الی اللہ: ۱۹ مئی سے ۲۶ مئی ۱۹۷۰ء ہفتہ دعوت الیٰ اللہ منایا گیا۔ اس دوران پریس کے نمائندگان سے بھی رابطہ کیا گیا۔ بی بی سی ریڈیو نے چارمنٹ کا امام صاحب کا ایک انٹرویو نشر کیا۔ اسی طرح ویمبلڈن بورو نیوز نے امام صاحب کا ایک انٹرویو لیا جو نمایاں طور پر اخبار نے شائع کیا۔ (ایضاً جون ۱۹۷۰ء)

۲۔ ۲۳؍اگست ۱۹۷۰ء کو خدام الاحمدیہ انگلستان کا سالانہ اجتماع ویمبلڈن کی وسیع گراؤنڈز میں منعقد ہوا۔ جس میں ورزشی اور علمی مقابلوں کے بعد چوہدری محمد شریف صاحب مجاہد گیمبیا نے نہایت عمدہ پیرایہ میں گیمبیا میں اشاعت دین کے موضوع پر بہت ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آخر میں بشیر احمد خان صاحب رفیق نائب صدر خدام الاحمدیہ برطانیہ نے انعامات تقسیم کئے۔

۳۔ انگلستان کے احباب خصوصاً نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مؤرخہ ۲۲ تا ۲۹ مارچ ہفتہ

تربیت منانے کا پروگرام بنایا گیا۔ چنانچہ اس غرض کے لئے امام مسجد فضل لندن نے حسب ذیل ارکان پر مشتمل تربیت کمیٹی کا اعلان کیا۔ چوہدری رشید احمد صاحب (صدر)، الحاج داؤد احمد صاحب گلزار (سیکرٹری)، ڈاکٹر ولی شاہ صاحب، خواجہ بشیر احمد صاحب (ممبران)۔ کمیٹی کی طرف سے تربیت کے سلسلہ میں اہم تجاویز پیش کی گئیں۔ اجلاس سے حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ایک نہایت اثر انگیز خطاب کیا جس میں خدا تعالیٰ سے تعلق اور توکل اور اسلام کی مقدس عملی تعلیم کا تذکرہ کیا۔

ہفتہ تربیت کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ لندن کے تعاون سے لندن کو ۱۲ حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا اور آٹھ حلقوں میں نماز با جماعت کے مراکز کا قیام عمل میں آیا۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل احباب نے خاص طور پر تعاون کیا خواجہ رشید الدین صاحب قمر قائد خدام الاحمدیہ، خالد اختر صاحب نائب قائد، چوہدری رشید احمد صاحب صدر تربیت کمیٹی۔

۴۔ ۵، ۶ ستمبر ۱۹۷۰ء کو انگلستان کی احمدی جماعتوں کا ساتواں سالانہ جلسہ محمود ہال میں منعقد ہوا اور اس میں ایک ہزار سے زائد احمدی شریک ہوئے۔ محمد الیاس خان صاحب، بشیر احمد صاحب آرچرڈ، جناب عطاء المجیب صاحب راشد اور لئیق احمد صاحب طاہر کے علاوہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے دو تقاریر فرمائیں۔ ایک میں حضرت خلیفہ اوّل کی سیرت کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کرنے کے بعد آپ نے یورپ کے آزاد معاشرہ کا ذکر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہستی باری تعالیٰ کا حقیقی اور مُسکت اور مدلّل ثبوت اگر کوئی مذہب آج دے سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف مذہب اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ آج بھی ویسا ہی ہمکلام ہوتا ہے جیسا کہ ہزاروں سال قبل۔ اس تقریر سے ایک پادری صاحب (Roud Caombe) بہت متاثر ہوئے اور اعتراف کیا کہ ایسی پُر اثر تقریر میرے سننے میں بہت کم آئی ہے۔ ایک اور پادری صاحب (Roud Jerry) نے بھی بہت تعریف کی۔ حضرت چوہدری صاحب نے دوسری اور اختتامی تقریر میں احبابِ جماعت کو توجہ دلائی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد احیائے دین اور اقامت شریعت تھا۔ غیروں کے مقابلہ میں تو اب بھی ہمارا عمل اور ہمارا کردار قابل تحسین وآفرین ہے لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے جو حقیقی معیار مقرر فرمایا ہے اس تک پہنچنے کے لئے ہمیں بہت فکر کرنی چاہیے۔ حضرت چوہدری صاحب نے بہت درد اور کرب سے فرمایا کہ والدین کو چاہیے کہ دن رات تربیت کی طرف توجہ دیں اور اپنی اولادوں کو احمدیت کا شیدائی اور فدائی بنائیں۔

آپ نے متعدد آیات قرآنیہ اور واقعات کی روشنی میں ساری جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ جلد بیدار ہوں اور سستیاں ترک کر کے ترقی کریں۔ ہمارا مقصدِ حیات مغربی ملکوں میں دولت سمیٹنا نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس دولت کو بھی دین کی اشاعت اور فروغ کے لئے ایک ذریعہ بنا لینا چاہیے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی ذات پر حقیقی ایمان حاصل ہونا چاہیے۔ حقیقی ایمان کے لئے خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا ارشاد فرمایا ہے لہٰذا اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہمارے مدنظر رہنا ضروری ہے۔ 48

۵۔ اس سال بشیر احمد رفیق صاحب نے بزمِ ادب کے نام سے ایک مجلس قائم کی۔ نومبر ۱۹۷۰ء میں مجلس کو مستقل بنیادوں پر قائم کرنے کا فیصلہ ہوا اور اس کے پہلے صدر لئیق احمد صاحب طاہر اور سیکرٹری مولوی عطاء المجیب صاحب راشد نائب امام مقرر ہوئے۔ نیز قرار پایا کہ بزم کا اجلاس ہر ماہ کے پہلے سنیچر کو محمود ہال میں ہوگا۔ اجلاس کے پہلے حصے میں ادبی، سیاسی، مذہبی، اقتصادی اور ثقافتی موضوعات میں سے کسی ایک موضوع پر مقالہ پیش کیا جائے گا اور دوسرا حصہ شعر و شاعری کے پروگرام کے لئے وقف ہوگا۔ 49

تنزانیہ

تنزانیہ مشن کی تاریخ میں ۲۳/ اگست ۱۹۷۰ء کا دن ہمیشہ یادگار رہے گا کیونکہ اس روز تنزانیہ کے شہر مورو گورو میں احمدیہ مسجد کے افتتاح کے مبارک تقریب عمل میں آئی۔ مولانا محمد منور صاحب مبلّغ انچارج تنزانیہ نے فروری ۱۹۷۰ء میں ایک ٹھیکیدار صاحب کو خدا کے اس گھر کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا۔ سامان تعمیر لکڑی، لوہا، سیمنٹ وغیرہ جماعت نے مہیا کیا۔ افتتاحی تقریب ساڑھے چار بجے بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ اس موقع پر چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی مبلّغ تنزانیہ نے ان تمام حکام اور مختلف مذہب و ملت کے معززین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس خانۂ خدا کی تعمیر کے سلسلہ میں اخلاقی یا مالی معاونت فرمائی۔ ازاں بعد مولوی محمد منور صاحب نے مسجد کی اہمیت پر سواحیلی زبان میں اپنا مضمون پڑھا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ شامل تقریب ہونے والوں میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے اور ان کی تعداد قریباً اڑھائی سو تھی۔ حکومت اور سیاسی جماعت کے سب سے بڑے افسر ریجنل ایڈمسٹریٹو، ایکٹنگ ڈپٹی کمشنر صاحب، ریجنل انفارمیشن افسر صاحب، ایک ایڈمنسٹریٹو آفیسر صاحب،

ایک پادری صاحب اور ایک سرکاری کارخانہ کے مینیجر بھی موجود تھے۔انگریزی اور سواحیلی پریس میں اس تقریب کی خبر شائع ہوئی۔[50]

سپین

انچارج احمدیہ مشن سپین چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر نے اس سال متعدد اہم شخصیات سے ملاقات کر کے پیغام حق پہنچایا اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر دیا مثلاً ڈی پیڈرو روکمو (D. Pedro Rocamo) سابق ڈائریکٹر جنرل آف پروپیگنڈا وزارت تعلیم۔ڈی گیراڈو شمس (D. Gerardo Sehamis)۔امریکن (جنوبی مشرقی امریکہ) سٹیٹس آرگنائزیشن کے نمائندہ وسفیر برائے یورپ، ڈی جوآن بنیٹو (D. Juan Beneyto)۔پریذیڈنٹ کونسل آف پریس و سابق ڈائریکٹر جنرل آف پریس۔

حسب سابق آپ نے لٹریچر کی ترسیل کا کام بھی پوری توجہ سے جاری رکھا اور اس سلسلہ میں ہسپانوی سفیر واشنگٹن، لیبر یونین کے ایک ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر، مختلف شہروں کے سول گورنر وغیرہ کو اسلامی اصول کی فلاسفی، اسلام کا اقتصادی نظام، مسیح ہندوستان میں فرنچ کتب بھجوائیں۔ ہزایکسیلینسی ڈی،ای رامل (D. E. Ramal) نے اپنے ایک خط میں لکھا۔’’آپ کی بھجوائی ہوئی کتب میں نے غور سے پڑھی ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتب روحانی معارف کا خزانہ ہیں اور انتہائی طور پر میرے لئے دلچسپ ثابت ہوئی ہیں‘‘۔

یوم پاکستان (۲۳مارچ) کے موقع پر آپ نے ایک ہسپانوی ایڈمرل اور پوپ نیز ڈنمارک، جرمنی اور فرانس کے نمائندوں تک اسلام کی آواز پہنچائی۔ لیبیا اور عراق کے سفیروں سے تعارف حاصل کیا۔ ہزایکسی لینسی جنرل فرانسسکو فرانکو بہامونڈے (Francisco Franco Bahamonde) اور ان کی کونسل کے تمام وزراء کو کمیونزم اینڈ ڈیما کریسی اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ’’پیغام امن اور ایک حرف انتباہ‘‘ بھجوایا۔ لیبر یونین کے وزیر ڈی ایجن گریز رامل (D. Emigne Gareis Ramal) نے ان کتب کے متعلق لکھا۔’’میں خط کا جواب دیر سے دے رہا ہوں کیونکہ نیا چارج لینے کی وجہ سے بے حد مصروفیت رہی ہے لیکن یہ کتب پڑھنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ کچھ دن ہوئے میں نے کتب پڑھ لی ہیں۔ میں آپ کو دلی یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتب علوم روحانی کا خزانہ ہیں اور انتہائی دلچسپ ہیں۔آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔آپ کا دلی دوست‘‘۔(دستخط) [51]

سوئٹزرلینڈ

۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء کو مشن کی طرف سے سفیر جمہوریہ متحدہ عربیہ کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی جس میں چین، انڈونیشیا اور نائیجیریا کے سفارتی نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ انچارج مشن نے اپنی تقریر میں سفیر جمہوریہ ہزایکسی لینسی سید توفیق عبدالفتاح کے دینی جذبہ اور احمدیہ مسجد سے تعلق کو سراہا۔ ہزایکسی لینسی نے جوابی تقریر میں مسجد محمود اور اس کے امام چوہدری مشتاق احمد صاحب سے گہرے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے کہا امام صاحب کی سرگرمیٔ عمل کو شدت سے محسوس کرتا رہا ہوں اور اس مجلس میں اس تاثر کے اظہار سے مجھے خوشی ہے۔ امام صاحب! میں آپ کے اس پُر تپاک خوش آمدید کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ آپ کبھی مجھے بھولے نہیں جب بھی مجھے قاہرہ جانے کا موقع ملا میں آپ کا ذکر کرتا رہا۔ الازھر کے امام سے کئی دفعہ آپ کے متعلق بات ہوئی اور میں نے انہیں آپ کے مشن کی کارگذاری سے آگاہ کیا۔ ابھی گذشتہ رمضان میں میں قاہرہ میں تھا۔ وہ آپ کا اور آپ کے مشن کا ذکر بڑی دلچسپی سے سنتے رہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ آپ یہاں کس قدر کامیاب ہیں۔ آپ اور آپ کے سوئٹزرلینڈ میں کارہائے نمایاں کے لئے اپنے ممنونیت کے جذبات کا اظہار میری ایک حقیر خدمت ہے۔[52]

سیرالیون

جماعت احمدیہ سیرالیون کی اکیسویں سالانہ کانفرنس

جماعت احمدیہ سیرالیون کی اکیسویں سالانہ کانفرنس مورخہ ۱۳، ۱۴/ اور ۱۵ فروری ۱۹۷۰ء کو بو کے مقام پر منعقد ہوئی۔ پانچ صد سے زائد افراد نے کانفرنس میں شرکت کی۔ اس کانفرنس میں حکومت سیرالیون کے متعدد وزراء اور دیگر سربرآوردہ حکام جس میں ممبران پارلیمنٹ پیراماؤنٹ چیفس بھی شامل تھے شرکت کی۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت کے فرائض ڈاکٹر ایم۔ ایس فورنا وزیر مالیات نے ادا کئے۔ ڈاکٹر فورنا سیرالیون کے چوٹی کے سیاسی زعماء میں سے ہیں اور ایک ہمدرد مسلمان ہونے کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے مداح ومعترف ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کانفرنس کے لئے گرانقدر پیغام بھی ارسال فرمایا۔

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

''برادران جماعت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جذبات محبت سے لبریز دل کے ساتھ اس کانفرنس کے عظیم الشان موقع پر آپ سب کے لئے ہدیہ سلام وتبریک ارسال ہے۔ ایک مرتبہ پھر آپ سب ایک خاص روحانی ماحول میں ازدیادِ علم، ازدیادِ ایمان اور خدائے رحیم وکریم کے حضور دعا اور التجا کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے ہیں۔ ہمیں اس موقع پر یاد رکھنا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق استوار کرنا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا اصل مقصد ہے۔ اپنے دلوں کا جائزہ لیجئے کہ اس آسمانی مقصد کے حصول میں ہمیں کس حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ آیئے اس عظیم مقصد کو پیش نظر رکھ کر مولیٰ کریم سے ہدایت اور نصرت طلب کریں۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے۔ مادرِ وطن کی محبت کے ساتھ پرامن اور سازگار ماحول کے قیام ودوام کے لئے کوشاں رہیئے۔ خدمت اسلام، خدمت وطن اور خدمت انسانیت پہلو بہ پہلو چلتی ہیں۔ اسلام کی اشاعت اور فروغ کے لئے مقدور بھر کوشش کیجئے۔ قرآن مجید میں بیان فرمودہ اسلام کو عمل کے اس سانچے میں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور آپ کے روحانی فرزند مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں ظاہر ہوا ہے ڈھال کر دنیا کے سامنے پیش کیجئے۔ آخر میں میں اس امر پر زور دینا چاہتا ہوں کہ سیرالیون کی نئی نسل کا حق ہے کہ اسے ہم تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔ ان بچوں کو اس یقین کے ساتھ تعلیم دیجئے کہ خدا تعالیٰ انہیں مستقبل کی قیادت کا بارگراں سونپنا چاہتا ہے۔ چاہیئے کہ احباب اپنے بچوں کو ربوہ بھیجیں خود بھی آئیں۔ مجھے ملیں اور جماعت کی تنظیم کا خود مشاہدہ کریں اور علم وایقان اور تبلیغ واشاعت کی نئی روح کے ساتھ واپس جا کر اعلائے کلمۂ اسلام میں منہمک ہوں۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم آپ پر بے شمار افضال وبرکات نازل فرمائے اور ہمیشہ ہر شر سے محفوظ ومامون رکھے۔ آمین

(مرزا ناصر احمد) خلیفۃ المسیح الثالث۔''

اس کانفرنس میں ماہرین تعلیم کے ایک وفد نے مسٹر لنگا کرو ما پرنسپل ایجوکیشن آفیسر کی معیت میں شمولیت کی۔ مسٹر کروما نے تعلیم کے میدان میں احمدیہ مشن کی گرانقدر خدمات کا خاص طور پر ذکر کیا۔ پروگرام کی آخری نشست میں معزز مہمانوں کی تقاریر کا پروگرام تھا۔ اس نشست میں آنریبل مصطفی سنوسی (ممبر پارلیمنٹ) آنریبل ابراہیم باش تقی وزیر اطلاعات ونشریات اور آنریبل پرنس جے ولیمز ریذیڈنٹ منسٹر اور پیراماؤنٹ چیف بونگے ممبر پارلیمنٹ نے حاضرین سے خطاب کیا۔ اس کانفرنس کے تینوں روز کی کارروائی کا پریس اور ریڈیو پر خوب چرچا ہوا۔ روزنامہ ڈیلی میل نے روزانہ خبروں کے علاوہ کانفرنس پر خصوصی مصوّر فیچر بھی شائع کیا۔ 53

ڈاکٹر فورنا کا اثر انگیز خطاب

آپ نے سیرالیون میں احمدیت کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ہم اس پر بجا طور پر نازاں ہیں کہ سیرالیون میں بھی اس عظیم تحریک کے وابستگان پائے جاتے ہیں کہا جاتا ہے کہ عظیم الشان کاموں کا آغاز بہت ہی معمولی ہوتا ہے جب ہم احمدیت کے آغاز کی کہانی پڑھتے ہیں تو یہ مقولہ ہمیں پُر صداقت معلوم ہوتا ہے کہ ننھے ننھے قطرے اور ریت کے حقیر ذرّے باہم مل کر بحر بے کراں اور وسیع وعریض سلسلہ ہائے کوہ ودمن اور دشت وصحرا کا روپ دھار لیتے ہیں۔ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک غریب اور تنہا مردِ خدا نے تحریک احمدیت کی بناء ڈالی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی جماعت پانچ براعظموں اور پانچ سمندروں کے جزیروں میں پھیل گئی۔

جماعت کی مذہبی اور تعلیمی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے وزیر موصوف نے کہا:۔

''احمدیت کو اس ملک میں آئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے لیکن اس قلیل عرصے میں تحریک احمدیت نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور اس کے ساتھ ہی ہمارے ہزاروں نوجوانوں کو مروّجہ علوم سے آراستہ کرنے میں جو کامیابی حاصل کی ہے وہ وابستگان کے جوش وخروش، آہنی عزم اور جذبہ خدمتِ خلق پر دال ہے۔

احمدیت نے کسی حد تک ہمارے تعلیمی نظام پر عیسائیت کی گہری چھاپ کے اثر کو کم کرنے کے لئے صحت مندانہ اقدام کیا ہے۔ ملک کے شمالی حصے میں تعلیم کی طرف توجہ کی کمی کا سبب والدین کا عیسائی سکولوں میں بچوں کو بھجوانے سے انقباض نہیں بلکہ سکول سے ملحق چرچ میں اصطباغ سے انکار ہے۔ جبری اصطباغ (بپتسمہ) کی روایت اب ختم ہوا چاہتی ہے۔ مشنوں کے سکول خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلم،

طلبہ کو قبول کرتے وقت عقائد اور فرقہ بندی کی تفریق کو بنیاد نہیں بناتے۔ یہ ایک صحت مند تغیر ہے جسے ہم سب مسرت اور ممنونیت کے جذبات کے ساتھ قبول لتے ہیں۔ یہ صحتمند انقلاب برپا کرنے میں احمدیہ مشن نے کتنا کردار ادا کیا ہے اس وقت بتانا آسان نہیں۔لیکن اس حقیقت سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ تبلیغ کے میدان میں صحتمندانہ مسابقت کا عنصر احمدیت نے آ کر اجاگر کیا ہے''۔

اپنے خطاب کے آخر میں آپ نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کو خراج عقیدت پیش کیا۔اسی طرح ابتدائی مشنریوں کی گرانقدر خدمات کو بھی سراہا اور سیرالیون کے احمدیوں کے اخلاص کی تعریف کی۔

آخر میں آپ نے کہا:۔

''میری آرزو ہے کہ احمدیہ مشن سیرالیون میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے۔اگر زمینی مدد کی یقین دہانی کی خدائی سلسلہ کو ضرورت ہے (اور مجھے یقین ہے کہ اس کی ضرورت نہیں) تو میں یقین دلاتا ہوں کہ حکومت سیرالیون مقدور بھر کوشش کرے گی کہ ہمارے معاشرہ میں احمدیہ مشن کو بھرپور کردار ادا کرنے کا موقع ملے''۔

مہمان خصوصی کے خطاب کے بعد پہلی نشست ختم ہوئی۔ وزیر موصوف اور دیگر حکّام امیر محترم کی معیت میں احمدیہ سیکنڈری سکول دیکھنے تشریف لے گئے اور بیالوجی، کیمسٹری اور فزکس کی مزیّن تجربہ گاہیں دیکھیں اور سکول کی ترقی پر اظہار مسرت کیا ڈاکٹر فورنا نے ''لاگ بک'' میں مندرجہ ذیل الفاظ رقم فرمائے:۔

''اکیسویں سالانہ کانفرنس کے موقع پر احمدیہ جماعت کے مسلم بھائیوں اور بہنوں کے درمیان اپنے آپ کو پا کر مجھے بیحد مسرت ہوئی۔احمدیہ سکول کی روزافزوں ترقی سے مجھے بے حد اطمینان ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ سیرالیون کی مذہبی اور تعلیمی ترقی کی جدوجہد میں جماعت احمدیہ عظیم الشان کردار ادا کرے گی''۔ایم۔ایس۔فورنا۔وزیر مالیات''۔[54]

غانا

اس سال ۸، ۹، ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء کو جماعتہائے احمدیہ غانا کا ۴۵واں سالانہ جلسہ سالٹ پانڈ میں منعقد ہوا جلسہ میں ۶ ہزار سے زائد افریقن مخلص احمدیوں کے علاوہ حکومت کے وزراء اور سفارتی نمائندوں نے شرکت کی۔ غانا کے ایثار پیشہ احمدیوں نے اس موقع پر ۸ ہزار سیڈی سے زائد یعنی قریباً

کم وبیش ۷۰ ہزار روپے جمع کر کے گذشتہ سال سے بڑھ کر مالی قربانی کا شاندار مظاہرہ کیا۔ کانفرنس کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے روح پرور پیغام کا متن جلد ھذا کے صفحہ اپر دیا جا چکا ہے۔ یہ پیغام جملہ حاضرین کے ایمانوں میں نمایاں اضافہ کا موجب بنا۔

آنریبل وزیر مواصلات جناب ہارون اسیکو نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ آج سے ۴۸ سال قبل جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ کا ورود غانا کی اسلامی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ آج تک جماعت احمدیہ نے بے لوث خدمت کی ہے۔ خصوصاً مذہبی اقدار کی ترویج اور باشندوں کی علمی ترقی کے لئے وسیع پیمانے پر سکولوں کا قیام بہت ہی قابل قدر ہے۔ کام شروع کرنے والے پہلے مبلغین نے بہت سی صعوبتیں اٹھائیں لیکن ثابت قدمی اور اخلاص کی وجہ سے بالآخر کامیابی حاصل ہوئی۔

دوران تقریر جب آپ نے فرمایا کہ خود میرے والد جماعت احمدیہ کے ابتدائی معاونوں میں سے ہیں اور میری والدہ اس وقت بھی سامنے حاضرین کے گروہ میں بیٹھی ہوئی ہیں تو خوشی ومسرت سے حاضرین نے نعرہ تکبیر اور جماعت احمدیہ زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔

آنریبل مبارک آدم وزیر برائے پارلیمانی امور نے اپنے صدارتی خطاب میں جماعت احمدیہ غانا کی دو ممتاز اور مرحوم شخصیات جناب ویمہ صاحب (الحاج ابو ویمہ صاحب کے والد ماجد) اور الحاج صالح صاحب (آپ کی قربانیوں اور خدماتِ دینی کی بدولت ہی وا کی فعال جماعت قائم ہوئی) کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ”تیس سال قبل زمانہ طالب علمی کی بات ہے شمالی علاقہ کے سبھی بچے (اکثریت مسلمانوں کی تھی) ہر روز صبح سکول میں لارڈ کی دعا مانگا کرتے تھے۔ عیسائی مذہب کے ہی اساتذہ تھے۔ ان دنوں میں ایک استاد جناب ویمہ نام کے ملے۔ مسلمان اور قوت اسلام کے پیکر جناب ویمہ مرحوم نے انتھک کام کیا اور اسلام کو شمالی علاقہ میں خوب مضبوط کیا۔ اگر جناب ویمہ مرحوم جیسے دس آدمی ان کی نسبت ایک چوتھائی کام بھی کریں تو اسلام تیزی سے پھیل جائے۔

دوسرے صاحب جن سے میں بہت متاثر ہوا ہوں اور جو میرے اپنے ہی شہر ”وا“ سے تعلق رکھتے تھے الحاج صالح مرحوم تھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ نئی بات کو قبول کرنا اور پھر دوسروں سے منوانا کتنا مشکل کام ہے۔ لیکن جب الحاج صالح مرحوم نے احمدیت قبول کی تو مخالفتوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں بڑی ہمت سے ڈٹ گئے حتّٰی کہ ان کے مخالفین نے بھی حق کی فتح کو محسوس کیا۔ شمالی غانا کی تاریخ میں یہ حیرت انگیز کام تھا جو الحاج صالح مرحوم نے انجام دیا۔ ہم سب کو ان سے سبق لینا چاہیے“۔

جلسہ کے اختتامی اجلاس میں یہ ریزولیوشن بھی بالاتفاق منظور کیا گیا۔ غانا کے مسلمانوں کے لئے تین سرکاری چھٹیاں دی جائیں یعنی عیدین اور میلاد النبیؐ کے موقع پر۔ یہ بھی پاس ہوا کہ اس کی کاپی وزیراعظم غانا اور متعلقہ افسران کو بھجوائی جائے۔

الحاج مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم امیر و مشنری انچارج غانا نے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ غانا یکم مارچ ۱۹۷۱ء کو اپنی زندگی کے پچاس سال پورے کرے گی۔ اس موقع پر کوئی شایانِ شان کام ہونا چاہیے مثلاً جیسا کہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے ارشاد فرمایا ہے جماعت غانا کی مکمل تاریخ تیار ہو جانی چاہیے۔ احباب کو اس امر کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اپنے قبول احمدیت کے حالات تحریری طور پر اپنے مرکز سالٹ پانڈ میں پہنچانے چاہئیں۔

جلسہ سالانہ کی کارروائی کا ذکر روزنامہ دی غانین ٹائمز (۹ و ۱۲ جنوری ۱۹۷۰ء) اور روزنامہ ڈیلی گرافک (۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء) نے نمایاں طور پر شائع کیا۔ ریڈیو غانا نے نیوز بلیٹن میں ۸ جنوری کو انعقاد جلسہ کی خبر دی اور بعد میں مختلف مواقع کی تقاریر کے اقتباسات نشر کئے۔ اسی طرح غانا براڈ کاسٹنگ ٹیلیویژن میں جلسہ کے مختلف پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوئے۔ اس طرح پورے ملک میں اس جلسہ کی کارروائی دیکھی گئی۔[55]

فجی

درج ذیل معلومات مطبوعہ رپورٹ از یکم جنوری تا جون ۱۹۷۰ء سے تلخیص کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر سید ظہور احمد شاہ صاحب نے تقریباً سوا دو ہزار میل کا دورہ کیا اور تبلیغی، تربیتی اور تعلیمی امور کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ ۱۱ جنوری ۱۹۷۰ء کو ریڈیو فجی نے آپ کی ایک تقریر نشر کی جس کا متن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات پر مشتمل تھا۔ یونیورسٹی آف دی ساؤتھ پیسفک کی تقریب کے موقع پر متعدد لوگوں سے تعارف ہوا اور انہیں احمدیہ سنٹر ساما بولا میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ان میں سے بعض مرکز میں آئے اور لٹریچر حاصل کیا۔ آپ نے ایگریکلچر سکول کارونیوپا میں ایک علمی لیکچر دیا اور سوالوں کے جواب دیئے۔ اس ادارے میں فجی کے علاوہ جنوبی بحر الکاہل کے دیگر جزیروں کے طلباء اور طالبات بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ زائرین میں سے یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسفک کے ایک آسٹریلین پروفیسر بالخصوص قابل ذکر ہیں جنہیں اسلام سے متعلق معلومات کے علاوہ لٹریچر بھی دیا

گیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۵۶ افراد داخل احمدیت ہوئے۔ ان میں ایک کثیر تعداد مولوی محمد صاحب عرف لال ٹوپی آف لمباسا کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ اس سال کی پہلی ششماہی میں تاواکوبو پرائمری سکول کی عمارت میں اضافہ ہوا اور محکمہ تعلیم نے پانچویں اور چھٹی جماعت کی اجازت دے دی اور دو مزید سرکاری اساتذہ مہیا کئے جس کے نتیجہ میں طلباء کی تعداد ۸۵ سے بڑھ کر ۱۳۸ تک پہنچ گئی۔[56]

فجی سے مبلغ انچارج مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری نے اطلاع دی ہے کہ مشرقی پاکستان میں آنے والے ہولناک سیلاب کے لئے جماعت میں ریلیف فنڈ کے لئے پر زور تحریک کی گئی اور جماعت فجی اپنے ان بھائیوں کی ہر ممکن مدد کرے گی۔[57]

کینیا

اس سال کی دینی سرگرمیوں میں ایک خاص واقعہ کسوموں کی زراعتی نمائش کے دوران احمدیہ مشن کا پُرکشش سٹال اور اس پر چیف جسٹس اور دیگر افسران کی تشریف آوری ہے۔ یہ تبلیغی سٹال مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رفیق اور مولوی منیر الدین احمد صاحب مبلّغ کینیا کی مساعی کا رہینِ منت تھا۔ سٹال نمائش سے بھی ایک دن پہلے تیار ہو گیا اور دوسرے دن ساڑھے آٹھ بجے عوام کے لئے کھول دیا گیا اس کا رسمی افتتاح چیف جسٹس صاحب نے کیا ان کے ساتھ کسوموں کے میئر، کینیا کے وزیر امور تعاون مسٹر ملیرو (Mr. Muliro) اور پولیس اور سول افسران تھے جنہیں مجاہدین احمدیت نے سلسلہ احمدیہ کی ترقی اور مساعی سے بذریعہ چارٹس متعارف کرایا۔ وہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں کے تراجم دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ چیف جسٹس صاحب جو مکابا قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کیکامبا (Kikamba) زبان کا ترجمۂ قرآن دیکھ کر از حد مسرور ہوئے اور میئر صاحب سے کہا کہ وہ پڑھ کر بتائیں کہ ترجمہ کیسا ہے۔ انہوں نے چند سطور پڑھ کر بے ساختہ کہا کہ بالکل ٹھیک ہے (Perfectly Right)۔ ازاں بعد چیف جسٹس صاحب اور ان کی اہلیہ اور وزیر موصوف کو سلسلہ کے لٹریچر کا تحفہ پیش کیا جو انہوں نے بخوشی قبول کیا۔

عوام صبح سے ہی آنے شروع ہو گئے جن میں طلباء، اساتذہ، تاجر، ملازم پیشہ غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے جو سوال پوچھتے بحث مباحثہ کرتے اور لٹریچر خریدتے تھے۔ سب سے زیادہ توجہ کا مرکز ایک چارٹ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کفن اور آپ کی قبر (واقع محلّہ خانیار کشمیر) اور انسائیکلوپیڈیا

آف برٹینکا جلد ۱۴ میں شائع شدہ حضرت مسیح کی جوانی اور بڑھاپے کی تصاویر تھیں (ان تصاویر کے ساتھ انسائیکلو پیڈیا میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ یہ روما کے مقدس پطرس کے گرجا میں قدیم یادگاروں میں رکھی ہیں اوران کی تاریخ یقینی طور پر دوسری صدی عیسوی تک پہنچتی ہے)۔عیسائی حضرات تصاویر دیکھ کر غضبناک ہو جاتے اوران کا ثبوت مانگتے۔اس طرح گفتگو کا ایک مفید سلسلہ شروع ہو جاتا۔غیر از جماعت مسلمان دوستوں پر اس کا اچھا اثر ہوا۔

ملک جمیل الرحمٰن صاحب رفیق نے مئی ۱۹۷۰ء کے آخری ہفتہ میں ممباسہ اور ٹاویٹا کے علاقوں کا کامیاب تبلیغی وتربیتی دورہ کیا جس کے دوران آپ نے نیوایرا سیکنڈری سکول، گورنمنٹ سیکنڈری سکول (کوالے)، گولینی سکول، پرائمری سکول (زیوانی) میں آپ نے کامیاب لیکچر دیئے۔ممباسہ میں آپ کے اعزاز میں دعوتِ عصرانہ کا انتظام کیا گیا جس میں ۵۰ غیراز جماعت عرب، افریقن اور ایشین شامل ہوئے۔ رفیق صاحب نے قرآن مجید کی روشنی میں صداقتِ احمدیت ثابت کی اور حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے۔اس دورہ میں آپ نے انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ لنڈی کے سرکاری افسران، مسلم کسٹم آفیسر اور دیگر کارکنان تک پیغام حق پہنچایا۔ممباسہ کی سیف بن سالم لائبریری کے چیف لائبریرین کو انگریزی ترجمۃ القرآن اور بعض دیگر کتب پیش کیں۔

۶، ۷ جون کو کیٹوبو اور کیٹوگوٹو کی احمدی جماعتوں کا اجتماعی جلسہ ایلڈورو کے مقام پر ہوا جس میں مبلّغین اور دیگر احباب کی تقاریر ہوئیں۔سامعین میں غیر احمدی اور عیسائی معززین بھی تھے۔جلسہ پُراثر اور پُرکیف روحانی ماحول میں ہوا۔اس دورے میں مولوی بشیر احمد صاحب اختر مبلغ ٹاویٹا اور احمد شمشیر صاحب سوکیہ (مبلغ ممباسہ) بھی تھے۔58

گی آنا

اس سال گی آنا مشن اپنی عمر کے دسویں سال میں داخل ہوا اس قلیل عرصہ میں مشن نے ترقی کی کئی منازل طے کیں۔اس مخلص جماعت نے گذشتہ سال ۸ ہزار ڈالر کی لاگت سے ایک شاندار مسجد کی تعمیر مکمل کی اور پھر اس سال کے آغاز میں نئے جوش وخروش اور نئے جذبے کے ساتھ خدا کے دوسرے گھر کی تعمیر کا آغاز کر دیا۔

چند سال قبل گی آنا کے ریڈیو سٹیشنوں پر یسوع مسیح کے نعرے بلند ہوتے تھے لیکن احمدیہ مشن کی

کوشش سے ہفتے میں دوبار اسلامی پروگرام نشر ہونے لگا اور دوسری مسلمان تنظیموں کے علاوہ احمدیہ مشن کو بھی ہر دوسرے ہفتے آدھ گھنٹہ وقت ملنے لگا۔ یہ پروگرام مسلم حلقوں میں مقبول ہوا۔ میر غلام احمد صاحب نسیم ایم۔اے انچارج گی آنا مشن ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ اشاعتِ حق کے لئے سرگرم عمل رہے۔ علاوہ ازیں گی آنا کی ہر اہم تقریب میں آپ کو مسلمانوں کی نمائندگی کے قیمتی مواقع میسر آتے رہے۔

آپ نے تین بار سورینام کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دوران آپ نے ٹیلی ویژن سے بھی خطاب کیا۔ آپ نے ایک دردمند دل رکھنے والے نوجوان کو تحریک کی کہ وہ ملک کے ذرائع ابلاغ سے استفادہ کرتے رہیں۔[59]

ماریشس

۲۹/اپریل سے ۲مئی ۱۹۷۰ء تک کے ایام اہل ماریشس بالخصوص مسلمانوں کے لئے نہایت پُرمسرت اور مصروف ایام تھے۔ کیونکہ ان دنوں میں پاکستان کے تین عظیم جنگی جہازوں (بابر۔ عالمگیر۔ ڈھاکہ) کا بحری بیڑا ماریشس میں خیر سگالی دورے پر آیا ہوا تھا۔ ماریشس کے مسلمانوں بالخصوص جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کا پُرجوش استقبال کیا گیا۔ حکومت ماریشس نے مختلف مقامی انجمنوں اور سوسائٹیوں کے سپرد معین تعداد میں معزز مہمانوں کی مہمان نوازی کر دی تھی۔ جماعت احمدیہ کو بھی مہمانوں کی ایک معقول تعداد اس سلسلہ میں سپرد کر دی گئی۔

پروگرام کے مطابق مولوی محمد اسلم صاحب قریشی شاہد مبلغ ماریشس نے جماعت کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری جنرل مسٹر ناصر احمد سوکیا کے ہمراہ بندرگاہ پر بحریہ کا استقبال کیا۔ ایڈمرل جناب ایم شریف ستارۂ خدمت کے سٹاف سے بات چیت کے بعد یکم مئی کو نیوی کے چالیس نوجوانوں کی سیر وسیاحت کا انتظام جماعت احمدیہ ماریشس کے سپرد کیا گیا۔ جس کا اعلان لاؤڈ سپیکر پر اسی روز دوسری استقبالیہ دعوتوں اور پروگراموں کے ساتھ تینوں جہازوں پر کر دیا گیا۔ ان جہازوں پر بہت سے احمدی دوست بھی تھے۔

حسب پروگرام یکم مئی کو قریشی صاحب روز ہل سے متعدد احمدی دوستوں کے ساتھ ایک کار اور بس لے کر بندرگاہ پر پہنچے اور اپنے پیارے وطن کے معزز مہمانوں جن میں پانچ چھ احمدیوں (مثلاً

لیفٹیننٹ بشیر الدین صاحب اور سب لیفٹیننٹ مبشر احمد صاحب ابن ڈاکٹر محمد احمد صاحب) کے علاوہ باقی تقریباً سب پنجابی معزز مسلمان بھائی تھے قابل دید مقامات کی سیر کرائی اور ساحل سمندر پر واقع ایک خوبصورت بنگلے میں ظہرانہ پیش کیا جو روز ہل سے پکا کر ساتھ لے گئے تھے۔فوجی مہمان احمدی دوستوں کے خلوص، انتظام اور جذبہ مہمان نوازی سے بہت خوش اور متاثر ہوئے۔کھانے کے بعد مہمانوں کا یہ مبارک قافلہ واپس روز ہل پہنچا۔مسجد احمدیہ دارالسلام جمعہ پر آنے والوں سے بھری ہوئی تھی۔احمدی دوست اتنا بڑا مجمع دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کے جذبات سے معمور ہو گئے۔جماعت کی وسعت ان کے اندازہ سے کہیں بڑھ کر تھی۔غیر از جماعت دوستوں کے لئے نماز جمعہ کا انتظام سنّی مسجد میں کیا گیا۔مسجد احمدیہ میں نماز جمعہ قریشی صاحب نے پڑھائی۔نماز جمعہ کے بعد یہ قافلہ اپنے بقیہ اور تاریخی سفر پر روانہ ہوا اور شام کو چھ بجے روز ہل پہنچ گیا۔جہاں پاکستان ہائی کمیشن کی طرف سے بحریہ کے ایڈمرل صاحب اور دیگر افسران کے اعزاز میں دعوت دی گئی تھی۔قریشی صاحب کو اس تقریب میں جناب ایڈمرل صاحب اور جہازوں کے کپتانوں اور دیگر افسروں سے ملاقات کرنے اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرانے کا سنہری موقع ملا۔اگلے روز (۲مئی) کو قریشی صاحب کی بابر جہاز پر ان سے دوبارہ ملاقات ہوئی اور مختلف امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق فرمایا کہ آپ لوگ واقعی بہت کام کر رہے ہیں۔جماعت احمدیہ کی طرف سے اس روز تعلیم الاسلام احمدیہ کالج کے ہال میں معزز مہمانوں کے کھانے کا عمدہ انتظام تھا۔اس موقع پر قریشی صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پاکستان اور ماریشس کے جسمانی اور روحانی رشتوں پر مختصراً روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ماریشس کی احمدیہ جماعت ہمیشہ پاکستان کی ممنون رہے گی کہ اس سے ماریشس کے لئے روحانیت کا چاند طلوع ہوا جس کی پُر نور شعاعوں سے وہ منور ہو رہے ہیں اور اسلام کی خدمت اور تبلیغ کو اپنا نصب العین قرار دے چکے ہیں۔ازاں بعد یداللہ بھنوں صاحب نے ایک مؤثر تقریر کی جس میں ’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘ کے خدائی وعدہ کے پورے ہونے کا ذکر کیا اور احمدیت کے ذریعہ رونما ہونے والے زبردست روحانی انقلاب پر روشنی ڈالی جس نے احمدیوں کو ایک نئی زندگی عطا کی اور انہیں ایک عالمی اخوت سے منسلک کر کے پوری دنیا اور کل انسانیت سے پیار کرنا سکھلایا۔

اس کے بعد معزز پاکستانی مہمانوں کی طرف سے لیفٹیننٹ بشیر الدین صاحب نے جملہ معزز

مہمانوں کی جانب سے قریشی محمد اسلم صاحب کی تقریر اور جماعت احمدیہ ماریشس کی مہمان نوازی کا دلی شکریہ ادا کیا۔اس موقع پر قریشی محمد اسلم صاحب نے ایڈمرل ایم شریف صاحب اور دوسرے معزز مہمانوں کی خدمت میں سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر تحفۃً دیا جسے سب نے بخوشی قبول کیا۔ بعدازاں رات ۹ بجے معزز مہمانوں کو بذریعہ بس واپس پورٹ لوئیس میں بابر جہاز پر پہنچا دیا گیا اور یوں یہ استقبالیہ پروگرام بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔

۶ دسمبر ۱۹۷۰ء کو ماریشس کے طول وعرض میں یوم التبلیغ منایا گیا۔اس روز اخلاص وایمان کے پیکر احمدیوں نے زبانی اور لٹریچر کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا۔مولوی صدیق احمد صاحب منور ایک وفد کے ساتھ بونا گئی تشریف لے گئے۔ یہاں کے لوگ اکثر ہندو ہیں۔ ۱۹ دسمبر کو احمدیہ کالج کی تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں وزیر تعلیم مہمان خصوصی تھے۔ازاں بعد جماعت احمدیہ ماریشس کی پانچویں سالانہ تعلیم القرآن کلاس کا مسجد دارالسلام میں انعقاد ہوا۔جس میں جماعت ماریشس کی مختلف جماعتوں نے نمائندگی کی اور مونتائیں بلانش، فنکس، سنپیر، پائی اور روز ہل کے مخلص احمدیوں نے شرکت فرمائی اور ہر رنگ میں تعاون کیا۔کلاس میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے گئے۔قرآن مجید، حدیث، لائف آف محمدؐ، تاریخ احمدیت (عہد مبارک حضرت خلیفہ اوّل)، چشمہ مسیحی انگریزی، اسلام اور حقوقِ انسانی (Islam and Human Rights) از حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔قرآن مجید سے متعلق مختلف موضوعات پر جماعت کے اہل علم حضرات کے چھ لیکچر ہوئے۔ کلاس ۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ء تک جاری رہی آخری روز حنیف جواہر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ماریشس نے نوجوان قرآن کی روشنی میں کے موضوع پر ایک مؤثر خطاب کیا۔[60]

تعلیم الاسلام احمدیہ کالج روز ہل (ماریشس) کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۰ء کو تعلیم الاسلام احمدیہ کالج روز ہل کا دوسرا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا جس کی صدارت ماریشس کے وزیر تعلیم جناب آر جمعدار صاحب نے فرمائی۔اس تقریب کے لئے کالج کی عمارت اور اس کے ماحول کو اچھی طرح سے صاف کیا گیا اور چارٹس کے ذریعہ آراستہ کیا گیا۔معزز مہمان خصوصی کی آمد پر انہیں کالج کی لیبارٹریز دکھائی گئیں۔کالج کے سٹاف سیکرٹری مسٹر عادل گانتی جی اے نے کالج کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں کالج کے اجراء کے بلند نصب العین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا مقصد ماریشس کے نوجوانوں کو مادی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی

تعلیم سے بھی آراستہ کرنا ہے نیز غریب طالب علموں کے لئے خاص سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے جماعت احمدیہ کثیر رقوم بطور امداد کالج پر خرچ کر رہی ہے۔ سال کے شروع میں تمام طلباء کو مفت یونیفارم مہیا کیا گیا۔ کالج کی سالانہ مفصل رپورٹ پیش ہونے کے بعد جناب وزیر تعلیم صاحب نے اپنی صدارتی تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے کالج کی سالانہ کارکردگی پر اظہار خوشنودی فرمایا اور کہا کہ جس روح اور مقصد کے ساتھ جماعت احمدیہ تعلیمی ادارہ چلا رہی ہے وہ قابل تحسین ہے۔ موصوف نے ہر طرح سے اپنی مدد کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ اپنی مدد آپ کے اصول پر کاربند ہونے کی احمدیہ جماعت کی مثال یقیناً دوسروں کے لئے قابل تقلید ہے۔ نیز نوجوانوں کی عملی رنگ میں تربیت کا احمدیہ طرز طریق بھی بہت ہی قابل داد اور پسندیدہ ہے۔ تقسیم انعامات کے جلسہ کی رپورٹ اخبارات کو بھجوائی گئی اور روزنامہ Advance میں اس کی باقاعدہ خبر شائع ہوئی۔ [61]

ملائیشیا

مولوی بشارت احمد صاحب امروہی انچارج سبا مشن نے یوم میلاد النبی کی تقریب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے متعلق ایک مضمون لکھا جو روزنامہ سبا ٹائم میں شائع ہوا۔ آپ نے جزیرہ لابوان اور مشرقی ساحل کے شہر سنڈاکن کا تبلیغی اور تربیتی دورہ کیا۔ آپ کو ملک کے مختلف طبقوں تک پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی جن میں محکمہ پولیس، محکمہ تعلیم، میڈیکل ڈیپارٹمنٹ، کالج، سکول، کمپنیوں کے افسر اور ماتحت، ٹیچرز، اکاؤنٹنٹ، مسلم، عیسائی اور فری تھنکر وغیرہ شامل تھے۔ ملاقاتوں کے علاوہ تقسیم لٹریچر کا سلسلہ بھی باقاعدگی سے جاری رکھا۔ [62]

مکرم مولوی بشارت احمد صاحب امروہی مبلغ انڈونیشیا ملائیشیا میں تبلیغ اسلام رپورٹ ارسال کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ امسال ۱۹۷۰ء میں تبلیغ اسلام کی غرض سے ملائیشیا کے بعض پادری اور بعض حکومت کے اداروں پرائیویٹ کمپنیوں اور تجارتی اداروں میں کام کرنے والے افراد سے رابطہ کیا گیا۔ بیرڈیپارٹمنٹ کے ایک نوجوان کو قرآن اور ادعیۃ الصلوٰۃ وغیرہ سبقاً سبقاً پڑھانا شروع کیا۔ ان کے ہمراہ ایک غیر مسلم خاتون نے بھی اسلام سے دلچسپی لیتے ہوئے ان اسباق کو درساً پڑھنا شروع کیا۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو اس ملک کی لائبریریز میں بھجوایا گیا۔ تواؤ کا بھی تبلیغی دورہ کیا گیا اور ایک پادری سے عیسائی عقائد اور تعلیمات پر از روئے بائیبل گفتگو ہوئی۔ [63]

نائیجیریا

مولوی محمد بشیر صاحب شاد ۹ سال تک نائیجیریا میں دینی خدمات بجالاتے رہے۔اس سال جولائی کے آخر میں آپ نے پاکستان واپس جانے سے قبل کانو کے امیر الحاجی آڈو بیرو (Alhaji Ado Bayero) سے الوداعی ملاقات کی جس کی تفصیلی خبر اخبار کانو سٹیٹ ایکسپریس (Kano State Express) نے یکم اگست ۱۹۷۰ء کو اپنے شمارہ کے صفحہ ۴ پر شائع کی جس کا متن درج ذیل کیا جاتا ہے۔

The Head of the Ahmadiyya Muslim Movement in the Northern State's Maulvi Mohammad Shad, will soon leave Nigeria to Pakistan for "good" after nine years service for the movement in Nigeria.

Maulvi Shad yesterday paid a farewell call on the Emir of Kano, Alhaji Ado Bayero, at the Emir's Palace.

He told the Emir that the purpose of his farewell call was to express his gratitude to the State Government, Local Government Authority and the entire people of Kano for their hospitality during his long stay in Kano.

He said that not very many people were familiar with this movement when he first came to Kano, but today quite a good number of indigenous Ahmadiyya communities have been established due to the cooperation and encouragement of the people.

The missionary disclosed to the Emir that some Ahmadiyya missionaries from Pakistan have already been sent to America to convert black Americans to Islam.

Replying, the Emir expressed appreciation for the religious work done by the Ahmadiyya mission in Nigeria.

He said that it was an epoch in his history of Islam that many black Americans were now showing *keen* interest in the religion.

The Emir revealed that during his recent overseas tour, he met many Muslim ambassadors from Islamic countries like Iraq, Libya, and discussed with them the ways they would follow to convert many Americans to Islam.

Maulvi Shad, later presented some religious books including the Holy Quran and a ring to the Emir.

When he called on the State's Commissioner for Education, Alhaji Mukhtari Sarkin Bai, later, the outgoing missionary said that the basic principle of Islam like Salat, Fasting, Zakat and Hajj, were the same thing all over the world.

He stressed the importance of unity among Muslims all over the world and appealed to them to sink their differences and unite for common good Islam.

The Commissioner wished him good luck and happiness wherever he may go.

ترجمہ:۔''ایک مبلّغ کی نائیجیریا سے واپسی

احمدیہ مسلم موومنٹ (جماعت) شمالی نائیجیریا کے انچارج مولوی محمد بشیر شاد صاحب نائیجیریا میں نو سال اپنے سلسلہ کی خدمت بجالانے کے بعد اب عنقریب واپس پاکستان کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔

مولوی شاد نے کل کانو کے امیر الحاج آڈو بائیرو کے ساتھ ان کے محل میں الوداعی ملاقات کی

اور بتایا کہ اس الوداعی ملاقات کا مقصد کانو میں اپنے طویل قیام کے دوران شمالی ریاست، بلدیاتی انتظامیہ اور اہل کانو کے حسن سلوک پر ان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جب وہ پہلی بار کانو آئے تھے۔ یہاں کے بہت سے لوگ ابھی جماعت احمدیہ سے بکلی باخبر نہ تھے لیکن اب مقامی لوگوں کے تعاون اور ان کی حوصلہ افزائی سے یہاں احمدیہ جماعت کی بہت سی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔شاد صاحب نے امیر کانو کو یہ بھی بتایا کہ پاکستان سے بعض احمدی مبلّغین امریکہ بھی بھیجے گئے تا کہ وہ وہاں سیاہ فام امریکیوں کو اسلام میں داخل کر لیں۔

امیر کانو نے اپنے جواب میں احمدیہ مشن کی مذہبی خدمات پر اظہار تحسین فرمایا۔انہوں نے کہا کہ یہ تاریخ اسلام میں ایک سنگِ میل ہے کہ سیاہ فام امریکن بھی مذاہب میں شوق و جوش دکھلا رہے ہیں۔امیر صاحب نے بتایا کہ وہ اپنے سابقہ سمندر پار دوروں میں بہت سے اسلامی ملکوں مثلاً عراق اور لیبیا وغیرہ کے سفراء سے ملے اور ان سے امریکیوں کے اسلام میں داخل ہونے کے بارہ میں تبادلۂ خیالات کیا۔ بعد میں مولوی شاد صاحب نے بہت سی کتابیں امیر صاحب کو بطور تحفہ پیش کیں جن میں قرآن مجید اور ایک انگوٹھی بھی شامل تھی۔

مولوی صاحب نے سٹیٹ کمشنر برائے تعلیم الحاج مختاری سرکین بائی سے بھی ملاقات کی اور کہا اسلام کے بنیادی ارکان مثلاً صلوٰۃ (نماز)، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، حج وغیرہ ساری دنیا میں ایک جیسے ہیں۔انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے اتحاد پر زور دیا اور ان سے اپیل کی کہ اپنے اختلافات کو مٹا کر وہ سب کے مشترکہ مفاد کے حصول کی خاطر متحد ہو جائیں۔کمشنر صاحب نے مولوی صاحب کے تابناک مستقبل کے لئے نیک تمناؤں کے ساتھ ان کو رخصت کیا‘‘۔

ہالینڈ

ہالینڈ مشن کے زیر انتظام اس سال بھی حسب دستور ملک کی اہم شخصیات نے تقاریر کیں جس کے نتیجہ میں ہر قسم کے طبقہ کے افراد مشن ہاؤس میں آئے۔سلسلہ کا لٹریچر خریدا۔ جناب عبدالحکیم اکمل صاحب انچارج احمدیہ مشن سے گفتگو کا موقع ملا اور مقررین کو جو علمی حلقوں میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے سلسلہ کا لٹریچر پیش کرنے کا موقع ملا۔جنوری سے اپریل ۱۹۷۰ء تک مشن کے پبلک جلسوں میں حسب ذیل مقررین نے لیکچر دیئے۔

ا۔Dr. R. Boeke۔ پریذیڈنٹ ورلڈ کانگریس آف فیتھس۔(عنوان: مذاہب عالم کے مابین مکالمہ)

۲۔Prof. Dr. G.W.J. Drewes۔صدر شعبہ عربی و اسلامیات لائیڈن یونیورسٹی (عنوان: شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳۔Prof. Dr. A.A. Kampmout۔(عنوان: ایران کا شہر اصفحان اور صفوی خاندان کے بادشاہ عباس)

۴۔ڈیکن ہیگ Pater DRS. TH. J. A. Geraetis (عنوان: کیا نوجوان طبقہ اب بھی مذہبی ہے؟)

۵۔DS. H. Hofman پراٹسٹنٹ منادا اور غیر ملکی طلباء کے اتالیق۔(عنوان: امن عالم اور مذہب کا کردار)

۶۔Prof. Dr. A. Klasens۔ پروفیسر یونیورسٹی مشرقی علوم لائیڈن۔ ماہر مصری عجائبات وڈائریکٹر شاہی عجائب خانہ لائیڈن۔(عنوان: Nubie (مصر) میں آثار قدیمہ کی کھدائی کے نتائج)

۷۔Mr. Dr. Wysenbeek۔ڈائریکٹر عجائب گھر ہیگ۔(عنوان: ہالینڈ میں اسلامی آرٹ کے نمونے)

عرصہ زیر رپورٹ میں ہالینڈ کی متعدد تنظیموں، گرجوں، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی طلباء کے گروپ اسلام پر معلومات حاصل کرنے کے لئے مشن ہاؤس آئے مثلاً بلیک سکاؤٹس مشہور عیسائی تنظیم مکتی فوج۔(Salvation Army)۔

شہر ہالنگن (Haarlingen) کا ۳۵/افراد پر مشتمل گروپ، واسنر (Wassenaar) کے ہسپتالوں میں کام کرنے والے ۴۰/افراد کیتھولک اور پروٹسٹنٹ تنظیم کا ایک گروپ۔وورس ہوٹن (Woorschoten) اور ماری ہوو (Mariahoeve) سے ہائی سکول کے طلباء کے دو گروپ۔ ہالینڈ کی محکمہ سیاحت کے تحت غیر ملکی سیاحوں کی آمد۔سوشل اکیڈمی ہیگ کے ۴۳/افراد پر مشتمل وفد۔ ریفارم چرچ سوسائٹی کے ۴۰/افراد پر مشتمل گروپ۔ پادری صاحب کی معیت میں برکن وڈ (Berkenwood) سے ایک وفد۔

یہ سب وفود جو تحقیق حق کے لئے مشن ہاؤس میں پہنچے انہیں میٹنگ ہال میں بٹھا کر تقاریر کے ذریعہ ان کی معلومات میں اضافہ کیا گیا۔

ملک کی تنظیموں، سوسائٹیوں، سکولوں اور کالجوں نے مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل کو تقاریر کے لئے مدعو کیا جن میں ایک کے سوا آپ نے دور دراز تک کا سفر کر کے پیغام حق پہنچایا۔ ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء کو بہائیوں کے زیر انتظام اپیل ڈورن (Apeldoorn) میں بین المذاہب کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اکمل صاحب نے اسلام کے نمائندہ کی حیثیت سے کامیاب لیکچر دیا اور بہائیوں کے سوالوں کے مدلل جواب دئے جن پر ایک ترک امام نے خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے نہایت عمدہ رنگ میں اسلام کی نمائندگی کی ہے اور ہمیں بڑی خوشی ہے کہ آپ نے ہماری عزت رکھ لی ہے۔

اس کانفرنس کے علاوہ آپ نے مندرجہ ذیل شہروں میں لیکچر دیئے:

سلیکر ویر (Slikkerveer)۔ روٹرڈم۔ بیوروجک (Beverwijk) اور گوڈا (Gouda)۔

مشن نے ترک اور مراکش مسلمانوں کے مختلف مسائل اور معلومات میں مدد کی۔ ایک مسئلہ ہالینڈ میں دیر سے قابلِ حل تھا۔ مسلمانوں کو ابھی تک اپنے انتظام کے تحت با قاعدہ اسلامی ذبیحہ کی قانونی اجازت نہ تھی۔ مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل نے اس سلسلہ میں متعلقہ سرکاری محکمہ کو بذریعہ خطوط توجہ دلائی جس پر حکومت نے اجازت دے دی۔

پہلی ششماہی میں ۷؍افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔[64]

طوفان زدگان کے لئے عطیہ

ہالینڈ کے احمدی احباب نے مشرقی پاکستان کے طوفان زدگان کے لئے سفارت خانہ پاکستان کے ''ایسٹ پاکستان ریلیف فنڈ'' میں ۱۴۱۷ گلڈرز کا عطیہ دیا نیز سوئٹزرلینڈ کے احمدیوں نے ۲ ہزار فرانک کی رقم جمع کرائی۔[65]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغامِ عید

ہالینڈ میں عیدالاضحیٰ مورخہ ۱۷فروری ۱۹۷۰ء بروز منگل اسلامی شعار کے مطابق منائی گئی۔ اس

موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ازراہ شفقت ومحبت احباب جماعت کو بذریعہ تار پیغام تہنیت ارسال فرمایا۔حضور نے فرمایا:۔

''جملہ حاضرین اور احباب جماعت کو عید مبارک۔اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ سب لوگ عیدالاضحیٰ کی حقیقت کو سمجھیں اور ان جملہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق پاسکیں جو یہ عید ہم پر عائد کرتی ہے۔

خلیفۃ المسیح الثالث''

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ان دنوں ہالینڈ میں ہی تشریف رکھتے تھے۔چنانچہ خطبہ عید آپ ہی نے ارشاد فرمایا۔آپ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے اس عظیم الشان تاریخی واقعہ پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ دراصل اللہ تعالیٰ کا منشاء اس واقعہ سے یہ ہے کہ ہم سب ان بزرگوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر گھڑی تیار رہیں۔نماز عید میں کثیر احباب نے شمولیت اختیار کی۔نماز کے بعد ایک دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں یونائیٹڈ مشن کی طرف سے ہالینڈ میں مقرر کردہ ترک افسر،انڈونیشین ٹیچر،پاکستانی سفارت خانہ کے فرسٹ سیکرٹری ،ایک پاکستانی انجینئر اور دیگر معزز احباب شامل ہوئے۔اس تقریب کا ذکر ریڈیو ہالینڈ اور اخبارات میں بھی کیا گیا۔[66]

مبلغینِ احمدیت کی آمد اور روانگی

آمد

اس سال مندرجہ ذیل مجاہدین احمدیت بیرونی ممالک میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد واپس مرکز احمدیت ربوہ تشریف لائے۔

محمد شفیق قیصر صاحب (یوگنڈا سے) ۱۲فروری ۱۹۷۰ء 67

قریشی مقبول احمد صاحب (امریکہ سے) ۱۴فروری ۱۹۷۰ء 68

محمد عثمان چینی صاحب (سنگاپور سے) ۱۶فروری ۱۹۷۰ء 69

مولوی نظام الدین مہمان صاحب (سیرالیون سے) ۱۱مارچ ۱۹۷۰ء 70

مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب (غانا سے) ۱۸جولائی ۱۹۷۰ء 71

غلام احمد نسیم صاحب (گی آنا سے) ۱۰؍اگست ۱۹۷۰ء 72

ملک غلام نبی صاحب (غانا سے) ۲۴؍اگست ۱۹۷۰ء 73

چوہدری محمد شریف صاحب (گیمبیا سے) ۸ستمبر ۱۹۷۰ء 74

محمد بشیر شاد صاحب (نائیجیریا سے) ۷؍اکتوبر ۱۹۷۰ء 75

قریشی مبارک احمد صاحب (غانا سے) ۱۲؍اکتوبر ۱۹۷۰ء 76

مولانا عبدالحکیم اکمل صاحب (ہالینڈ سے) ۲۰نومبر ۱۹۷۰ء 77

مولانا محمد سعید انصاری صاحب (ملائیشیا سے) ۲۶نومبر ۱۹۷۰ء 78

مولانا لئیق احمد طاہر صاحب (لنڈن سے) ۱۴دسمبر ۱۹۷۰ء 79

میاں عبدالحیٔ صاحب (انڈونیشیا سے) ۲۵دسمبر ۱۹۷۰ء 80

روانگی

جو مبلغین اس سال بیرونی ممالک میں فریضہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مرکز سے روانہ ہوئے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب (برائے نائیجیریا ۱۲ مارچ ۱۹۷۰ء)[81]
مولانا بشارت احمد بشیر صاحب (برائے غانا ۲۷ مارچ ۱۹۷۰ء)[82]
مولانا عزیز الرحمٰن خالد صاحب (برائے سیرالیون ۲۸ مارچ ۱۹۷۰ء)[83]
مولانا عبدالمالک صاحب مبلغ غانا (برائے غانا ۱۰ مئی ۱۹۷۰ء)[84]
مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب (برائے گی آنا ۱۸ مئی ۱۹۷۰ء)[85]
مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی (برائے جزائر فجی ۱۰ جولائی ۱۹۷۰ء)[86]
مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب (برائے جزائر فجی ۱۰ جولائی ۱۹۷۰ء)[87]
مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (برائے لندن ۲ ستمبر ۱۹۷۰ء)[88]
سید کمال یوسف صاحب (برائے سکنڈے نیویا ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء)[89]
مولانا عبدالشکور صاحب (برائے غانا ۳ دسمبر ۱۹۷۰ء)[90]
مولانا صدیق احمد منور صاحب (برائے ماریشس ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء)[91]

نئی مطبوعات

اس سال جو نیا جماعتی لٹریچر شائع ہوا اس کی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے۔

(۱) تفسیر سورۃ البقرہ (شائع کردہ ادارۃ المصنفین ربوہ)

(۲) تفسیر سورہ یٰسین (مولوی عبداللطیف بہاولپوری)

(۳) جامع صحیح مسند بخاری جُز گیارہ۔ بارہ (ترجمہ وشرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ ناشر ادارۃ المصنفین ربوہ)

(۴) خطباتِ محمود جلد اوّل (فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

(۵) مشعلِ راہ (شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

(۶) تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ اوّل (ام متین حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ)

(۷) AFRICA SPEAKS (شائع کردہ مجلس نصرت جہاں تحریک جدید ربوہ)

(۸) خلافت ثالثہ کی تحریکات اور ہماری ذمہ داریاں (تقریر مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب شائع کردہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

(۹) وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ (تقریر مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب شائع کردہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

(۱۰) تاریخ احمدیت جلد یازدہم (مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

(۱۱) احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک حصہ دوم (از قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری)

(۱۲) ضرورتِ نبوت کا ثبوت (از قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری)

(۱۳) ختم نبوت کی حقیقت (از قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری)

(۱۴) نحن مسلمون (نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

(۱۵) ہم مسلمان ہیں (نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

(۱۶) ما مسلمانیم (وکالت تبشیر تحریک جدید ربوہ)

(۱۷) شانِ خاتم الانبیاء (ناظم ارشاد وقف جدید ربوہ)

(۱۸)ظہور مہدی آخر الزمان (مؤلفہ حکیم عبد اللطیف شاہد۔شائع کردہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

(۱۹) دومسئلے (مولوی عزیز الرحمان منگلا صاحب)

(۲۰) توبہ واستغفار کی حقیقت (مؤلفہ مولوی بشیر احمد قمر صاحب)

(۲۱) حقیقۃ الصلوٰۃ (مؤلفہ مولوی بشیر احمد قمر صاحب)

(۲۲) اسلام کا وراثتی نظام (پروفیسر عبد الرشید غنی ایم۔ایس۔سی)

(۲۳) سلاطین ہند اور اشاعتِ اسلام (ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب خلیل)

(۲۴) چشمۂ اصفٰی (عبد السلام اختر ایم۔اے)

(۲۵) نقوشِ جاوداں (عبد السلام اختر ایم۔اے)

(۲۶) یاد رکھنے کی باتیں (مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

(۲۷) اسلامی معاشرہ میں میاں بیوی کے حقوق وفرائض (تقریر شیخ مبارک احمد صاحب۔شائع کردہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

(۲۸) احمدیت کے متعلق عالمی تاثرات (مولوی بشیر الدین احمد صاحب معلم اصلاح وارشاد)

(۲۹) دعا اور اس کے آداب (مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر پنجاب)

(۳۰) تنویر القلوب حصہ دوم (مرزا عبد الحق صاحب امیر جماعت ہائے پنجاب)

حوالہ جات

(صفحہ ۳۳۹ تا ۳۹۰)

1 الفضل ۲۵ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۲
2 الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
3 الفضل یکم اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
4 الفضل ۶ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
5 الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
6 الفضل ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
7 الفضل ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
8 الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
9 الفضل ۸ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
10 مصباح سالنامہ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۲۵
11 الفضل ۱۵ و ۲۴ جنوری ۱۹۷۰ء
12 ۵ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
13 الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
14 الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
15 الفضل ۱۹ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶
16 الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸
17 الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
18 الفضل ۸ و ۲۷ فروری و ۳۰ مئی ۱۹۷۰ء
19 رسالہ تحریک جدید ربوہ۔اپریل ۱۹۷۱ء صفحہ ۱۷
20 الفضل ۲۵ /اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۷
21 الفضل ۱۸ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۴
22 الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱
23 الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۴
24 الفضل ۴ /اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

25 الفضل ۱۲مارچ ۱۹۷۰ءصفحہ۸

26 الفضل ۲/اپریل ۱۹۷۰ءصفحہ۳

27 روزنامہ مشرق لاہور یکم مئی ۱۹۷۰ءصفحہ۱۳کالم۳-۵

28 مکتوب امیر صاحب جماعت احمدیہ شیخوپورہ مورخہ ۷دسمبر۱۹۹۲ءنمبر۹۹۷

29 الفضل ۱۵مئی ۱۹۷۰ءصفحہ۶ نوٹ سید محمد سلیمان صاحب شیخوپورہ داماد حضرت سید لال شاہ صاحب صدر آنبہ

30 ترجمہ ماہنامہ ''گورونانک ادیش'' انبالہ مئی ۱۹۷۰ء بحوالہ الفضل ۲۰جون ۱۹۷۰ءصفحہ۱۰

31 الفضل ۶جون ۱۹۷۰ءصفحہ۴

32 بحوالہ روزنامہ الفضل ۲۲مئی ۱۹۷۰ءصفحہ۷

33 الفضل ۲جون ۱۹۷۰ءصفحہ۸

34 الفضل ۱۷جون ۱۹۷۰ءصفحہ۸

35 الفضل ۳جولائی ۱۹۷۰ءصفحہ۸

36 الفرقان جولائی ۱۹۷۰ءصفحہ۲۳-۲۴

37 الفضل ۲۲/اگست ۱۹۷۰ءصفحہ۱

38 الفضل ۱۸/اگست ۱۹۷۰ءصفحہ۱

39 ''میری بحریہ سروس اور احمدیت'' غیر مطبوعہ صفحہ۱۷ کیپٹن شمیم احمد خالد ستارہ امتاز ملٹری پاک بحریہ مجاہد بلجیئم

40 الفضل ۱۳نومبر ۱۹۷۰ءصفحہ۸

41 الفضل ۲۴نومبر ۱۹۷۰ءصفحہ۱

42 The Cambridge History Of Islam, VOL:2, The Further Islamic Lands, Islamic Society And Civilization; edited by P.M.Holt, Ann K. S. Lambton, Bernard Lewis, Cambridge - University Press, 1970

43 الفضل ۱۲دسمبر ۱۹۷۰ءصفحہ۱

44 الفضل ۲۵جنوری و۲۳ستمبر ۱۹۷۰ء۔رسالہ تحریک جدید مارچ ۱۹۷۰ءصفحہ۱۸و اکتوبر ۱۹۷۰ءصفحہ۵

45 اخبار ''نوائے وقت'' لاہور ۶۔۹۔۱۴/اکتوبر ۱۹۷۰ء

46 رسالہ تحریک جدید اپریل ۱۹۷۱ءصفحہ۱۵تا۱۷

47 الفضل ۲۳دسمبر ۱۹۷۰ءصفحہ۱

48 الفضل ۲۸مئی، ۲۵ستمبر و۵دسمبر ۱۹۷۰ء

49 اخبار احمدیہ نومبر ۱۹۷۰ءصفحہ۹

50 الفضل ۳/اکتوبر ۱۹۷۰ءصفحہ۴

51 الفضل ۲۲ مئی و ۷ جون ۱۹۷۰ء

52 الفضل ۲۳ ؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

53 الفضل ۳۰ ؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۴، یکم مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳، ۲ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

54 الفضل یکم مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

55 الفضل ۲۱۔۲۲۔۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء۔رسالہ ’’تحریک جدید‘‘ ربوہ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۲۰-۲۱

56 الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ و ۴

57 الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

58 الفضل ۷ ؍اگست و ۲ ؍اکتوبر ۱۹۷۰ء

59 الفضل ۲۹ ؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

60 رسالہ تحریک جدید ربوہ مارچ و اپریل ۱۹۷۱ء۔الفضل ۱۷ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ و ۴

61 الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۹

62 الفضل ۱۱ ؍اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

63 الفضل ۲۳ ؍اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵

64 الفضل ۲۹ تا ۳۱ ؍اکتوبر ۱۹۷۰ء

65 الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

66 الفضل مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۷

67 الفضل ۲۴ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ا

68 الفضل ۱۷ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ا

69 الفضل ۱۷ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ا

70 الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ا

71 الفضل ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ا

72 الفضل ۱۴ ؍اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ا

73 الفضل ۳۰ ؍اگست ۱۹۷۰ء صفحہ ا

74 الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

75 الفضل ۹ ؍اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

76 الفضل ۲۱ ؍اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

77 الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

78 الفضل یکم دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ا

79 الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

80 الفضل ۸ جنوری ۱۹۷۱ء صفحہ ۱

81 الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

82 الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

83 الفضل ۸ ؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

84 تحریک جدید اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۲۱۔ ریکارڈ وکالت تبشیر

85 الفضل ۲۶ مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

86 الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

87 الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

88 الفضل ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

89 الفضل ۴ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

90 الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

91 الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

اشاریہ

تاریخ احمدیت جلد 26

مرتبہ

مکرم فراست احمد راشد صاحب، مکرم وقاص عمر صاحب
مکرم اویس احمد نوید صاحب، مکرم بلال احمد قمر صاحب

اسماء.. 3
مقامات.................................... 19
کتابیات.................................... 29

اسماء

آ۔الف

آدم خان 170
آڈوبیرو،الحاجی 381, 382
آر جمعدار 379
آصف علی،مسز 312
آصف،ڈاکٹر۔یوگوسلاویہ 40
آصفہ باجوہ،ڈاکٹر 136
آفتاب احمد،مرزا 341
آفتاب احمد چوہدری،ڈاکٹر 131
آمنہ بنت ڈاکٹر حافظ عبد الجلیل خان 294
آمنہ خاتون بنت ڈاکٹر بھائی محمود احمد 285
آئی۔بی۔محمد،ڈاکٹر 131
ابراہیم بن یعقوب 178, 180
ابراہیم باش تقی 371
ابراہیم علیہ السلام 386
ابنِ رشد 78
ابوالاعلیٰ مودودی،مولوی 236, 237, 238, 242, 243, 244, 245, 246, 247
ابوالعطاء جالندھری،مولانا 95, 125, 172, 189, 196, 266, 279, 283, 285, 298, 300, 342, 353, 354, 389
ابوبکر ایڈوگبے کوکوئی،الحاج 259, 267
ابوبکر،مولوی 362, 363
ابوعبداللہ 81
احتشام الحق تھانوی،مولوی 236
احتشام الحق،ڈاکٹر 134
احسان الٰہی ظہیر،حافظ 353
احمد بیگ،مرزا 318
احمد جان،چوہدری 168, 183, 186
احمد جبرائیل سعید 178, 180
احمد خان 320
احمد دین،چوہدری 169
احمد سرہندی (مجدد)،شیخ 243
احمد شمشیر سوکیہ 376
احمد مختار،چوہدری 90, 322, 351, 352
اختر حسین ملک،جنرل 238
ارشاد علی،مرزا 279
ارے کا گا،جسٹس 69
اسٹیفورڈ کرپس،سر 315
اسد اللہ خاں،چوہدری 39, 87, 287
اسد احمد،ڈاکٹر 138
اسد الزماں،ڈاکٹر 132
اسعد گیلانی،سید 242, 247
اسماعیل حسن،ڈاکٹر 40
اسماعیل علیہ السلام 386
اصغر خان 246
اصغر علی،چوہدری 343
اطالوکیوسی،ڈاکٹر (محمد عبدالہادی) 40, 256, 259, 267
اظہر احمد،صاحبزادہ مرزا 339
اعجاز احمد،سید 159, 169
اعظم بیگ،مرزا 300
افتخار احمد عباسی 340
اقبال احمد نجم 323
اقبال احمد،مرزا 301
اقبال حسین اختر،ڈاکٹر 138
اقبال شاہ 200

اکبر یار جنگ،نواب 341
الحسن عطا،الحاج 48, 50, 51
الطاف حسین شاہ،سید 240
الف دین 295
اللہ بخش صادق، چوہدری 145
اللہ بخش، چوہدری (پرنٹر) 321
اللہ بخش، چوہدری 329
اللہ دتہ، چوہدری 280
المامی سوری، الحاج 326
الیاس خاں۔ بیرسٹر 303
الٰہی بخش، شیخ 311
ام متین، سیدہ (مریم صدیقہ) 20, 120, 196, 216, 225, 269, 337, 389
ام ناصر، سیدہ (محمودہ بیگم) 280
امتیاز احمد چوہدری، ڈاکٹر 132
امتیاز بیگم 233
امیر، سید (حضرت پیر کوٹھہ شریف) 308
امیکا اجوکو (Ojukwu) 100
امین اللہ سالک 122
امۃ الحفیظ بیگم، نواب 225
امۃ الحفیظ، ڈاکٹر 135
امۃ الحئی، صاحبزادی 280
امۃ الرشید زوجہ گلزار احمد 277
امۃ السلام، صاحبزادی 18
امۃ الصبور 339
امۃ القدوس بیگم، صاحبزادی 233
امۃ الکریم کوکب 233
امۃ النور 339
انتصار احمد عباسی 340
انس احمد، ڈاکٹر 137
انس احمد، مرزا 91, 130
انوار احمد خان، ڈاکٹر 134
انور حسین ایڈووکیٹ، چوہدری 15, 31, 93, 196, 353
اوزان دین (Mr.Ozane Deen) 141
اونی آما، جسٹس (Onyeama) 69
اوی سانو، شیخ 40
ایس ایم قریشی 46
ایقوارون (Aquarone) 69
ایم۔ایس فورنا، ڈاکٹر 369, 371, 372
ایم ایس مصطفیٰ 67
ایم اے حفیظ 334
ایم شریف، ایڈمرل 377
ایم۔ملک 109
ایوب بیگ، مرزا 300
ایوب خان۔گلاسگو 28
اے ایچ پراچہ 194
اے ایس خان 259
اے۔اے افریفا 48, 105, 107
اُمّ طاہر، سیدہ (مریم بیگم) 18, 333

ب

بابا نانک، گورو 318, 345, 346, 347
بانجا تیجان سی، مسٹر 61
بانو حمید۔تنزانیہ 178
بدرالدین عامل بھٹہ، حکیم چوہدری 331
برکات احمد، سید 317
برکت اللہ بھٹی 277
برکت علی خاں قادیانی، چوہدری 291, 336
بشارت احمد امروہی، مولوی 380
بشارت احمد بشیر، مولوی 109, 140, 230, 231, 388

بشارت الرحمٰن، پروفیسر صوفی 353
بشارت بانو زوجہ سلیم احمد انجم 277
بشریٰ بنت زبیدہ بی بی 345
بشریٰ صفدر 181
بشیر احمد اختر، مولوی 376
بشیر احمد ایڈووکیٹ، شیخ 288
بشیر احمد آرچرڈ 71, 366
بشیر احمد خان رفیق 40, 70, 75, 77, 78, 191, 299, 344, 365, 367
بشیر احمد خان، ڈاکٹر 131
بشیر احمد قمر، مولوی 390
بشیر احمد، چوہدری 184
بشیر احمد، حافظ 280
بشیر احمد، خواجہ 366
بشیر احمد، صاحبزادہ مرزا 16, 17, 18, 277, 328
بشیر احمد، میاں (امیر ضلع جھنگ) 87
بشیر الحق، ملک 330
بشیر الدین احمد، مولوی 390
بشیر الدین محمود احمد، حضرت مرزا (خلیفۃ المسیح الثانی) 18, 311
بشیر الدین، لیفٹیننٹ 378

بکری، جسٹس 42
بلال رضی اللہ عنہ 167
بھائی محمود احمد، ڈاکٹر 281-285
بی۔کے۔آدم، مسٹر 48

پ

پرنس جے ولیمز 65, 371
پرویز اختر 237
پرویز نعیم 13
پنڈٹ، مسز 315

ت، ث

تاج الدین نماڈاموسی، ڈاکٹر 46
تاج الدین، منشی 293
تمیز الدین، مولوی 355
تنزیلہ جاوید، ڈاکٹر 133
تنکو عبدالرحمٰن 363
تنویر احمد، ڈاکٹر 134
تنویر مجتبیٰ، سید 183, 184
تن۔بی۔یونگ 363
توفیق عبدالفتاح، سید 369
توقیر مجتبیٰ، لیفٹیننٹ سید 183
ثاقب زیروی 191, 192, 193, 194, 351
ثریا بی بی بنت ملک شادے خان 285

ثناء اللہ 45

ج، چ، ح، خ

جاوید اقبال 246
جاوید اکرم، ڈاکٹر 133
جاوید حسن، سید 15
جرناوی ھادی کسومو 364
جلال الدین اکبر، شہنشاہ 300
جلال الدین سیوطی، علامہ 34
جلید احمد، سید 143
جمال احمد، چوہدری 278
جمال الدین، میاں 285
جمیل احمد ابن خواجہ عبدالقیوم 286
جمیل احمد طارق 141
جمیل احمد، سید 334
جمیل الرحمٰن رفیق، مولانا 126, 375, 376
جواد علی، سید 360
جوزے ایل بستا مانتے 19
جولین، کاؤنٹ 75
چراغ الدین، مولانا 92,182
چراغ دین، میاں 293
حامد شاہ، سید 283
حامد علی، حافظ 282

حبیب الرحمٰن، ملک 343
حبیب اللہ خان 297
حبیب بیگم 330
حسن محمد ابراہیم، السید 62
حسن نظامی، خواجہ 315
حسنات احمد، سید
178, 179, 181, 317
حسین بیگ، مرزا 317
حشمت اللہ خان، ڈاکٹر 322
حفیظ بیگم بنت قاری محمد یٰسین خاں
302
حمید احمد، سید ابن ڈاکٹر سید شفیع احمد
317
حمید احمد، صاحبزادہ مرزا 16
حمید اللہ ابن محمد عبد اللہ ایرانی 277
حمید اللہ، چوہدری 91, 95,
214, 226, 229, 267
حمید اللہ، ڈاکٹر 135
حنیف جواہر 379
حیات محمد، مولوی 287
حَمّوی 241
خالد اختر 366
خالد بن ولید
217, 218, 234

خالد حمیدی داماد حکیم سیّد خلیل احمد مونگھیری 334
خالد سیف اللہ 29
خالد محمود، ملک 340
خالد مسعود، شیخ 169
خالد ورک 13
خالدہ، سیدہ (بنت میجر سید مقبول احمد) 183
خاور منصور، ڈاکٹر 137
خلیفہ رشید الدین، ڈاکٹر 292
خلیل احمد خاں، چوہدری 339
خلیل احمد مونگھیری، حکیم سیّد 333
خلیل احمد ابن میاں نیاز محمد 280
خلیل الرحمٰن فردوسی 138
خورشید احمد، صاحبزادہ مرزا
130, 229
خورشید عطاء اہلیہ مرزا عبد الحق
279
خورشیدہ بنت ڈاکٹر حافظ عبد الجلیل خان 294
خولہ بنت ازور 217, 223

د، ڈ، ذ

داؤد احمد، سید میر
15, 20, 125, 169,
226, 227, 229, 342
داؤد احمد گلزار، الحاج 366
داؤدا خیرابا جاوارا، سر 58
درّ زریں نعیم 142
دگنارے 69
دلاور خان 259
دوست محمد شاہد، مولانا 389
دین محمد، بابا 15
ڈی ایجن گریز رامل 368
ڈی پیڈرو روکمو 368
ڈی جوآن بنیٹو 368
ڈی گیراڈوشمس 368
ذوالفقار احمد فضل، ڈاکٹر 137
ذوالفقار علی بھٹو 236,
237, 238, 239, 246
ذوالفقار علی خان، خان 333

ر، ز

رحمت اللہ، میاں 322
رحمت اللہ، میاں والد چوہدری اللہ بخش 329
رحمت بی بی 308
رحمت خاں، چوہدری
289, 290
رحیم الدین، منشی 322
رحیم بخش 311

رسول بیگم اہلیہ چوہدری نذر محمد نذیر 288
رسول بیگ، مرزا 300
رشید احمد ابن حکیم سیّد خلیل احمد مونگھیری 334
رشید احمد بھٹی، ڈاکٹر 133
رشید احمد، چوہدری 366
رشید احمد، چوہدری (امیر ضلع ملتان) 93
رشید احمد، مرزا 17
رشید الدین خان، ڈاکٹر ابن نواب اکبر یار جنگ 341, 342
رشید الدین قمر، خواجہ 366
رشیدہ بیگم 302
رضوان احمد، مرزا 340
رضیہ سمیع، سیدہ 317
رفیق احمد ثاقب، پروفیسر 139
رفیق احمد، سردار 144
ریاض احمد امیر الدین، ڈاکٹر 137
ریاض الحسن، ڈاکٹر 138
ریڈکلف 238
زاہد حسین انجم 315
زبیدہ بی بی 345
زکریا انوری 139
زین العابدین ولی اللہ شاہ، سید 312, 318, 319, 339, 389
زینب بی بی 330

س، ش

سجاد احمد جان جالندھری، جسٹس 21, 22
سراج دین، حکیم 333
سرفراز خان، جنرل 238
سروجنی نائیڈو، مسز 313, 315
سرور سلطان (امّ مظفر) 16, 17, 18
سرور محمد بشیر 304
سعادت آراء بیگم 334
سعید احمد چٹھہ 142, 143
سعید احمد ناصر 169
سعید احمد، چوہدری 259
سعید احمد، ڈاکٹر 133, 134, 168, 197, 198
سعید احمد، مرزا 279
سعید احمد اظہر، قریشی 139
سعید اللہ ملہی 126
سعیدہ خاتون بنت ڈاکٹر بھائی محمود احمد 285
سفیر الدین بشیر احمد، ڈاکٹر 138
سقراط 73
سکینہ بیگم اہلیہ سیٹھ عبداللہ الہ دین 296
سلطان احمد، ڈاکٹر مرزا 137
سلطان محمد خاں، کرنل 6
سلطان محمود انور، مولانا 125, 342, 343
سلطان محمود شاہد، ڈاکٹر 20
سلطان ہارون خاں، ملک 6
سلیم احمد ابن خواجہ عبدالقیوم 286
سلیم احمد انجم، چوہدری 277
سلیم احمد خان 341
سلیمہ بانو نجمہ 322
سمیع اللہ سیال 120
سیا کاسٹیونس 62
سیف الرحمٰن، ملک 9, 169, 278
سیف اللہ، مولوی 280
شادے خان، ملک 285
شازیہ محمود 339
شائستہ اکرام اللہ، بیگم 315
شاہنواز خان، ڈاکٹر میجر 133
شاہنواز، بیگم 315
شبلی نعمانی، علامہ 274
شبیر احمد انصاری، حکیم 274
شبیر احمد، چوہدری 18, 93, 267

شبیر حسین، ڈاکٹر 132
شریف احمد 92
شریف احمد باجوہ، چوہدری 184
شریف احمد، میاں 339
شفیع احمد، الحاج ڈاکٹر سید 312, 313, 315
شکیل احمد منیر، سید 138, 334
شمس الاسلام، ڈاکٹر 133
شمس الحسن، سید 313
شمس الدین خان، خان 308
شمیم احمد خالد، کیپٹن 355, 392
شورش کاشمیری، آغا 21, 22, 236, 237, 245, 246

ص، ض

صابرہ بی بی 285
صابرہ حمیدہ زوجہ اشتیاق احمد 277
صادق علی، مرزا 279
صادقہ بنت ڈاکٹر حافظ عبدالجلیل خان 294
صالح علی، مرزا 279
صالح محمد خان 126
صالحہ خاتون بنت ڈاکٹر بھائی محمود احمد 285
صالح، الحاج 373
صدیق احمد منور، مولانا 388
صفدر علی بیگ، مرزا 279
صفیہ بی بی بنت ملک شادے خان 285
صفیہ خاتون بنت ڈاکٹر بھائی محمود احمد 285
صلاح الدین احمد، ملک 274, 336
صلاح الدین، پیر 339
صلاح الدین، چوہدری 169
ضرار 217, 218
ضیاء الدین، ڈاکٹر 44, 111, 135, 168, 198
ضیاء القاسمی، مولوی 237

ط ۔ ظ

طارق ابن زیاد 76, 78, 83
طارق محمود ظہور 140
طاہر احمد مرزا، ڈاکٹر 136
طاہر احمد، ڈاکٹر کیپٹن 134
طاہر احمد، صاحبزادہ مرزا (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) 15, 21, 22, 28, 90, 169, 355
طاہر محمود، ڈاکٹر 133
طفیل محمد، میاں 243, 246
طلحہ احمد، ملک 340
ظفر احمد عثمانی، مولوی 236
ظفر اللہ الیاس 67, 342
ظفر علی خان، مولوی 22, 315
ظہور احمد باجوہ، چوہدری 39, 41, 77, 196, 273
ظہور احمد شاہ، ڈاکٹر سید 374
ظہور احمد، چوہدری 165, 178
ظہور الدین بٹ، خواجہ 307
ظہور حسین، مولانا 3, 4

ع

عادل گانتی جی اے 379
عالم بی بی 279, 280
عالیہ عطا 340
عائشہ بی بی اہلیہ چوہدری غلام حیدر 288
عباد اللہ، گیانی 319, 346, 347
عبدالجلیل، ڈاکٹر حافظ 292
عبدالحفیظ بھروانہ، ڈاکٹر 131
عبدالحفیظ کھوکھر 227
عبدالحق ایڈووکیٹ، مرزا 9, 15, 31, 92, 95, 196, 226, 233, 390

عبدالحق، مرزا ابن مرزا صالح علی 279
عبدالحق ورک، چوہدری 159, 168
عبدالحکیم اکمل، مولوی 68, 70, 383, 385, 387
عبدالحلیم، مولوی 3
عبدالحمید 13
عبدالحمید خان، مولوی 242
عبدالحمید خاں 289, 290
عبدالحمید صابر بھٹی 285
عبدالحمید، مرزا 327
عبدالحمید اختر 13
عبدالحئی طاہر 140
عبدالحئی، میاں 363, 364, 387
عبدالخالق مہتہ 259
عبدالرب نشتر، سردار 314
عبدالرحمٰن انور، مولانا 286
عبدالرحمٰن بھٹہ، ڈاکٹر 135
عبدالرحمٰن بی اے، ماسٹر (سابق مہر سنگھ) 318, 321
عبدالرحمٰن ثانی، چوہدری 345
عبدالرحمٰن خاکی، ماسٹر 186
عبدالرحمٰن خان 17
عبدالرحمٰن خان بنگالی، چوہدری 360
عبدالرحمٰن شاہ، سید 360
عبدالرحمٰن مبشر، ابوظفر 337
عبدالرحمٰن، امیر 78, 81, 82
عبدالرحمٰن، چوہدری 29, 298
عبدالرحیم خان 18
عبدالرحیم ظفر، ڈاکٹر 133
عبدالرحیم مدہوش 90
عبدالرحیم نیر، مولانا 51
عبدالرشید بنگوی 298
عبدالرشید غنی، پروفیسر 390
عبدالرشید غوری 308
عبدالرشید بھٹی 139, 285
عبدالرشید، چوہدری 13
عبدالرؤف، ڈاکٹر مرزا 167
عبدالرؤف غنی، ڈاکٹر 134
عبدالسلام 60
عبدالسلام ابن خواجہ عبدالقیوم 286
عبدالسلام اختر 3, 95, 390
عبدالسلام بھٹی، قاضی 298
عبدالسلام ظافر 140
عبدالسلام، کیپٹن 161
عبدالسلام، پروفیسر ڈاکٹر 117, 182
عبدالسمیع نون، میاں 178, 353
عبدالشکور، شیخ 335, 338
عبدالشکور، مولوی 177, 388
عبدالعزیز بھٹی 285
عبدالعظیم، میاں 338
عبدالغفار خاں 283
عبدالغفور، شیخ 311
عبدالغنی رشدی، میاں 13,165
عبدالقادر ضیغم، مولوی 229
عبدالقادر، شیخ (سابق سوداگرمل) 269, 335, 338
عبدالقادر، شیخ 339
عبدالقدیر کوکب 139
عبدالقیوم، خواجہ 286
عبدالکریم ابن ڈاکٹر حافظ عبدالجلیل خان 294
عبدالکریم شاہد کاٹھگڑی 168
عبدالکریم۔حیدرآباد 290
عبداللطیف بہاولپوری، مولوی 389

عبداللطیف بھٹی 285
عبداللطیف ستکوہی، مولوی 28
عبداللطیف شاہد، حکیم 390
عبداللطیف، صاحبزادہ سید 294
عبداللہ الہ دین، سیٹھ 296, 297
عبداللہ خاں 283
عبداللہ مہار، میجر 3
عبداللہ، ملک 188
عبداللہ، ڈاکٹر 292
عبدالماجد، سید 140
عبدالمالک خان، مولوی 10, 388
عبدالمجید سالک 315
عبدالمغنی زاہد 273
عبدالمغنی، ملک 158
عبدالوحید خادم، ڈاکٹر 137
عبدالہادی، حافظ 328
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت 352
عثمان بن فودیو 110, 113
عثمان علی خان، میر 348
عثمان فاروق 104
عزیز الرحمان منگلا، مولوی 390
عزیز احمد، چوہدری 93
عزیز احمد، ڈاکٹر 135
عزیز احمد، صاحبزادہ مرزا 15, 18, 95, 226
عزیز الدین حسن، ڈاکٹر 40
عزیز الرحمٰن خالد، مولوی 62, 68, 388
عطاء الرحمٰن، ڈاکٹر خواجہ 138
عطاء الکریم شاہد، مولانا 167, 298
عطاء اللہ شاہ بخاری 238
عطاء اللہ کلیم، مولانا 1, 10, 107, 127, 145, 185, 374, 387
عطاء اللہ کھوکھر، کیپٹن 340
عطاء اللہ، پروفیسر 277
عطاء اللہ، قریشی 286
عطاء اللہ، کرنل 13, 15
عطاء المجیب راشد، مولانا 366, 367, 388
عظمیٰ خلیل، ڈاکٹر 132
عفت خالق 340
علم الدین 295
علم دین، چوہدری 322
علی احمد، چوہدری 312
علی محمد انبالوی 322
علی محمد، ملک 340
علی محمد، چوہدری 15
عمر الدین سدھو، ڈاکٹر 198, 202
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ 79, 80, 217
عنایت اللہ، چوہدری 367

غ

غالبؔ (محمد اسد اللہ غالب) 333
غلام احمد بدوملہوی، مولانا 32, 338
غلام احمد چوہدری۔ پاکپتن 330
غلام احمد خان 342
غلام احمد قادیانی، مرزا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) 34, 161, 239, 242, 257, 358
غلام احمد نسیم، میر 377, 387
غلام احمد، بابو 302
غلام احمد، بریگیڈیر ڈاکٹر 280
غلام احمد، چوہدری۔ کاٹھ گڑھ 289

غلام احمد، چوہدری ۔ سعد اللہ پور
324, 326
غلام احمد، ڈاکٹر 131, 230
غلام احمد، صاحبزادہ مرزا 339
غلام احمد، قریشی 327
غلام احمد، میاں 169
غلام السیدین، سید 183
غلام اللہ خان ابن چوہدری غلام محمد
خاں 290, 291
غلام اللہ خان، مولوی 247
غلام حسن خان پشاوری، مولانا 17
غلام حیدر، شیخ 321
غلام رسول 283
غلام رسول خاں 289
غلام رسول راجیکی، مولانا
293, 312
غلام رسول وزیر آبادی، حافظ 287
غلام عباس لالی، مہر 240
غلام غوث، مولوی 237, 238
غلام مجتبیٰ، ڈاکٹر سید
131, 135, 183
غلام محمد خاں، چوہدری 289
غلام محمد کھوکھر، میجر چوہدری 298
غلام محمد، صوفی 15, 324
غلام محمد، صوفی (امیر ضلع ڈیرہ
اسماعیل خان) 92
غلام محمد، کیپٹن ڈاکٹر 310
غلام محمد، منشی آف ہجکہ 328
غلام نبی جانباز 237
غلام نبی، خان بہادر ڈپٹی 313
غلام نبی، ملک 387
غوث محمد، مولوی 324

ف

فاروق عمر کھوکھر، ملک 340
فاروق مرزا، کموڈور 355
فاطمہ بیگم بنت مولوی حیات محمد
288
فاطمہ خاتون بنت ڈاکٹر بھائی محمود
احمد 285
فال برخت، مسز 70
فتاحی گیوا، ڈاکٹر 341
فتح محمد سیال، چوہدری
3-5, 91, 305
فتح محمد، چوہدری (نائب امیر لاہور)
90, 93
فخر الدین مالا باری، مولوی 306
فرانسسکو فرانکو بہاموندے 368
فرحت حفیظ 339
فرخندہ اختر شاہ، سیدہ 280
فرزند علی خاں، خان 308
فرینکو، مسٹر 119
فضل احمد، چوہدری 20, 277
فضل الٰہی انوری 122, 125
فضل الٰہی بشیر، مولانا
9, 32, 388
فضل حسین، مہاشہ 319
فضل دین، حکیم 281, 282
فضل دین، مستری 68
فضل محمود بھنوں، ڈاکٹر 137
فنار احمد سنگھاٹے، سر
57, 58, 199, 265
فواد آمون 19
فوزیہ شریف 136
فیروز دین، حکیم 295
فیض اللہ قیصرانی، سردار 92
فیض قادر، ڈاکٹر 330

ق

قاسم الدین، بابو 165
قدرت اللہ خان، حافظ 292
قدرت اللہ سنوری، مولوی 287
قدرت اللہ، حافظ 363
قدرت اللہ، شیخ 93
قدسیہ بیگم، صاحبزادی 339

قدسیہ نسرین اہلیہ محمد احمد 334
قریشہ سلطانہ بیگم (بیگم شفیع)
179, 312-317
قطب الدین، مولوی 284

ک

کامران احمد، ڈاکٹر سید 136
کرامت احمد خاں، رانا 291
کرم الٰہی ظفر، چوہدری
77, 368
کرم دین، مولوی (بھیں) 281
کمال الدین 138
کمال الدین، خواجہ 282
کمال یوسف، سید 9, 388
کنیوا گمانگا 66, 113
کوثر تسنیم، ڈاکٹر 133
کوکوفو بینے 109

گ

گلزار احمد، مولوی 241
گلزار احمد داماد محمد عبداللہ ایرانی
277
گورمیت سنگھ جی، سردار 346

ل

لاخس، جسٹس (Lachs) 69
لال شاہ، سید 392
لبنیٰ سعید 340
لذریق 75, 76
لطف الرحمٰن محمود 140
لطیف احمد جھمٹ 140
لقمان نصیر ناصر، ڈاکٹر 137
لنگا کروما 371
لوہلن، ڈاکٹر 347
لئیق احمد طاہر، مولانا
365-367, 387
لئیق احمد کھوکھر، چوہدری
298, 299
لئیقہ فوزیہ 135
لیاقت علی، مرزا 279
لیکھرام، پنڈت 279
لیلیٰ 41

م

مالم وزیری عبدو 44, 112
مامون احمد، شیخ 13
مبارک احمد آغا، ڈاکٹر 137
مبارک احمد ابن شیخ احمد 289
مبارک احمد ابن مولوی حیات محمد
289
مبارک احمد شریف، ڈاکٹر 136
مبارک احمد طاہر 141, 145
مبارک احمد نذیر 140
مبارک احمد، ڈاکٹر 137
مبارک احمد، صاحبزادہ مرزا 15,
20, 62, 77, 93, 106,
107, 109, 128, 226,
342, 344, 363, 374
مبارک احمد، شیخ 13, 15,
95, 114, 125, 226,
227, 229, 301, 390
مبارک احمد، قریشی 387
مبارک احمد، ملک 125
مبارک احمد 139
مبارک آدم 373
مبارک علی طاہر 140
مبارکہ بنت ڈاکٹر حافظ عبد الجلیل
خان 294
مبارکہ بیگم اہلیہ شیخ مبارک احمد
302
مبارکہ بیگم، سیدہ نواب
20, 35, 225
مبشر احمد، ڈاکٹر سید 135
مبشر احمد، سب لیفٹیننٹ 378
مبشرات احمد، سید 317

مبشر احمد، صاحبزادہ ڈاکٹر کرنل مرزا 17
مبشر حمید، ڈاکٹر 137
مبشر سلیم، ڈاکٹر 135
مبشرہ نسیم 132
مجید احمد، صاحبزادہ مرزا 17
محبوب عالم خالد، شیخ 49, 172, 229
محمد آرتھر، الحاج 52
محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولوی 353
محمد اجمل شاہد، مولوی 351
محمد احمد انور 229
محمد احمد داماد خلیل احمد مونگھیری 334
محمد احمد مظہر، شیخ 15, 31, 33, 226, 309
محمد احمد، چوہدری 332
محمد احمد، ڈاکٹر 378
محمد احمد، سید 17
محمد احمد، مستری 331
محمد ادریس 141
محمد ادریس عابد، چوہدری 126
محمد اسحاق خلیل، ڈاکٹر 390
محمد اسد اللہ قریشی 336
محمد اسلم جہانگیری، ڈاکٹر 132
محمد اسلم فاروقی، حکیم 278
محمد اسلم قریشی، مولوی 377, 379
محمد اسلم، پروفیسر قاضی 20, 348, 355
محمد اسماعیل پانی پتی، شیخ 354
محمد اسمٰعیل درویش، بابا مستری (عرف بابا سرپیڑ) 330-333
محمد اسماعیل دیالگڑھی، مولوی 319
محمد اسماعیل منیر، مولوی 10, 126, 130, 144, 177
محمد اسماعیل وسیم 139
محمد اسماعیل، میاں 304
محمد اشرف، چوہدری 139
محمد اشرف، ڈاکٹر 134
محمد اشرف۔ لیکچرار 344
محمد اعظم، سیٹھ 347, 349
محمد افضل قریشی 52, 55, 122
محمد اقبال پراچہ، شیخ 178
محمد اقبال، شیخ 240
محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر 22, 238, 243
محمد اقبال، میاں 93
محمد اکبر خان، میجر جنرل 351, 352
محمد اکرم خاں، چوہدری 339
محمد الدین جہلمی 282
محمد الیاس 283
محمد الیاس خان (انگلستان) 366
محمد امین چیمہ 140
محمد امین، خواجہ 93
محمد ایوب خان 236, 315
محمد ایوب، مولوی 362
محمد بخش، بابو 322
محمد بخش، میاں 279
محمد بخش، میر 15
محمد بشیر شاد، مولوی 44, 381, 382, 387
محمد بشیر، ڈاکٹر 131
محمد بن صالح 178
محمد تقی، چوہدری 20
محمد جعفر ایڈووکیٹ، ملک 238
محمد جمیل، سید ابن حکیم سیّد خلیل احمد مونگھیری 334
محمد حسن، ڈاکٹر سردار 133

محمد حسین بٹالوی، مولوی 202
محمد حسین چٹھہ 246
محمد حسین، قریشی 287
محمد حفیظ خان، ڈاکٹر 134
محمد حنیف، شیخ 86
محمد خاں ایڈووکیٹ، رانا 31
محمد خان، ڈاکٹر الحاج 134
محمد خان، میجر ڈاکٹر (عدن) 259
محمد دین، مولوی 95, 96, 226
محمد رمضان (فجی) 223
محمد رمضان، ڈاکٹر 301
محمد سرور شاہ، سید 18, 186
محمد سعید انصاری، مولوی 387
محمد سعید، کیپٹن 312
محمد سلیم ناصر باجوہ 39, 77
محمد سلیمان، سید داماد سید لال شاہ 392
محمد شریف 143
محمد شریف، چوہدری 139
محمد شریف، مولانا چوہدری 123, 145, 185, 365, 387
محمد شفیع اسلم 308, 309
محمد شفیع اشرف، مولانا 125, 127, 129
محمد شفیع بھیروی، قریشی 327
محمد شفیع، مفتی 236
محمد شفیع، میاں (م۔ش) 21, 22
محمد شفیق اکاؤنٹنٹ 126
محمد شفیق قیصر 387
محمد صادق سماٹری، مولانا 361, 364
محمد صادق فاروقی 278
محمد صدیق امرتسری، مولوی 32, 375, 388
محمد صدیق شاہد 175
محمد صدیق قریشی، حافظ 13
محمد صدیق گورداسپوری 68, 123
محمد صدیق، چوہدری 95
محمد صفدر، میجر 181
محمد صلی اللہ علیہ وسلم 7, 12, 25, 53, 58, 87, 118, 156, 163, 213, 216, 218, 219, 220, 221, 227, 228, 241, 249, 253, 261, 262, 263, 265, 266, 367
محمد طیب، میجر ابن خواجہ عبدالقیوم 286
محمد ظفر اللہ خاں، چوہدری 2, 13, 15, 19, 40, 68, 69, 70, 72, 75, 114, 115, 191, 193, 194, 210, 231, 238, 258, 259, 287, 365, 366, 379, 386
محمد ظفر اللہ، ڈاکٹر 132
محمد ظہور الدین اکمل، قاضی 327
محمد عباس باجوہ، ڈاکٹر 136
محمد عبداللہ ایرانی 277
محمد عبداللہ، قریشی 286
محمد عبداللہ، ملک 179
محمد عبداللہ، میاں 322
محمد عبدالہادی، ڈاکٹر (اطالوکیوسی) 40, 256, 259, 267
محمد عثمان چینی 387
محمد عرفان، مولوی 92, 226
محمد علی، پروفیسر چوہدری 39, 46, 77, 82, 97
محمد علی جناح (قائد اعظم) 313, 315, 316
محمد علی شاہ، سید 289
محمد علی، مولوی (غیر مبائع) 282

محمد عمر، مہاشہ 319
محمد عنایت اللہ، شیخ 321
محمد فاضل، حاجی 15
محمد فریدون خان، شیخ 181
محمد کونٹے ابن الحاج المامی سوری
326
محمد لطیف 345
محمد مصطفیٰ، ڈاکٹر 132
محمد منور، مولانا 367
محمد، مولوی (مشرقی پاکستان)
223, 226, 343
محمد، مولوی (عرف لال ٹوپی)
375
محمد نذیر احمد 63
محمد نذیر لائلپوری، قاضی
160, 305,324,
342, 343, 351, 389
محمد نذیر ملتانی، قریشی 295
محمد نواز، راجہ 187
محمد ہادی نسیم فاروقی 278
محمد یٰسین خاں، قاری 301-303
محمد یحییٰ خان 236
محمد یعقوب خان 139
محمد یعقوب خان (ایڈیٹر دی لائٹ)
160,
162, 172, 187, 190
محمد یعقوب، الحاج 31, 93
محمد یوسف الدین، قاری 351
محمد یوسف شاہ، ڈاکٹر کرنل 134
محمد یوسف فاروقی، قاضی 269
محمود احمد اشرف 273
محمود احمد بی ٹی 144
محمود احمد خان، میاں 92, 174
محمود احمد خان، نوابزادہ 17
محمود احمد ناصر، سید میر
9, 20, 229, 233
محمود احمد، سید 339
محمود احمد، نواب 339
محمود الحسن، ڈاکٹر 138
محمود الحسن، قریشی 178
محمود الحسن، کرنل ڈاکٹر 184
محمود اللہ شاہ، سید 280
محمود حسین 13
محمود ربّانی 69, 70
محمود، مفتی 237, 238
مختار احمد ایاز 144
مختار احمد، حافظ 292
مختاری سرکین بائی، الحاج 383
مدثر احمد، ڈاکٹر ملک 135
مراد بخش لدھیانوی، چوہدری
286
مراد بخش، حافظ 291
مریم صدیقہ، سیدہ (امّ متین)
121, 216, 225, 389
مسرّت اہلیہ محمد لطیف 345
مسرور احمد، مرزا (حضرت) 139
مسعود احمد جہلمی 69,
144, 151, 156, 257
مسعود احمد خاں دہلوی
9, 91, 146
مسعود احمد خان، نواب 339
مسعود احمد، ڈاکٹر ۔ لاہور 15
مسعود احمد، ڈاکٹر حافظ
29, 178, 285
مسیح الدین خان، مولوی 308
مسیح اللہ 282
مسیح ناصری علیہ السلام، حضرت
69, 146, 375, 376
مشتاق احمد باجوہ، چوہدری
40, 68, 369
مشتاق احمد خان 13

مشتاق احمد،ڈاکٹر میر 339
مصطفٰی سنوسی 371
مظفر احمد ظفر 334
مظفر احمد منصور 140
مظفر احمد،صاحبزادہ مرزا
16, 182
معظم بیگ،الحاج مرزا 305
معین الدین،پیر 339
مقبول ابن عبدالرشید غوری 310
مقبول احمد ذبیح،مولانا 68
مقبول احمد قریشی،مولانا
130, 361, 387
مقبول احمد،چوہدری 91
مقبول احمد،میجر سید
92, 172, 183, 187
مقصود احمد (فیصل آباد) 169
ملیرو (Muliro) 375
ممتاز احمد عمر،ڈاکٹر 136
ممتاز اختر 345
ممتاز دولتانہ،میاں 238, 239
منصور احمد بشیر 140
منصور احمد ناصر 144
منصور احمد ولد کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد
311
منصور احمد،صاحبزادہ مرزا
95, 160, 177, 187,
291, 331, 354, 357
منصور احمد،مرزا۔راولپنڈی 339
منصور احمد،مولوی 68
منصورہ بیگم،سیدہ 39,
46, 49, 106, 167,
181, 196, 225, 232
منظور احمد چنیوٹی، مولوی 240
منظور احمد شاکر 3
منور احمد انیس 340
منور احمد نوری،سید ابن حکیم سیّد خلیل
احمد صاحب مونگھیری 334
منور احمد ولد کیپٹن ڈاکٹر غلام محمد
311
منور احمد،ڈاکٹر قاضی
134, 135
منور احمد،صاحبزادہ مرزا
90, 178
منور احمد 140
منیر احمد ابن بشیر احمد رفیق خان
192
منیر احمد ابن میاں نیاز محمد 280
منیر احمد ایڈووکیٹ،ملک 329
منیر احمد بسمل 139
منیر احمد شہید،میجر 286, 307
منیر احمد عارف،چوہدری 229
منیر احمد،صاحبزادہ مرزا 17
منیر الدین احمد،مولوی 375
مورزوف،جسٹس 69
موسیٰ بن نصیر 75
موسیٰ علیہ السلام،(حضرت) 166
مولا بخش،میاں 186
مہتاب دین،چوہدری 345
مہر آپا،سیدہ (بشریٰ بیگم)
225, 339
میکلیٹڈ،ڈاکٹر 347

ن

ناجم بن سالم 302
نادر خاں،ملک 329
ناصر ابن عبدالرشید غوری 310
ناصر احمد سوکیا 377
ناصر احمد،پروفیسر 185
ناصر احمد، چوہدری ولد کیپٹن ڈاکٹر
غلام محمد 311
ناصر احمد،مرزا ابن مرزا آفتاب احمد
341
ناصر احمد،(حضرت) صاحبزادہ مرزا
79, 107, 312, 331
ناصر انعام احمد،مرزا 339

ناصر رشید فاروقی 308, 336
ناصر شاہ، سید 300
ناصر نواب، میر 18, 285
ناصرہ جمال 278
ناناا وسیئی آسیپے دوم 109
ناناں کمار 55
نثار بن عبدالرشید غوری 310
نذر محمد نذیر گولیکی
287, 288, 336
نذیر احمد، کیپٹن 181
نذیر حسین دہلوی، مولوی 202
نذیر احمد علی، مولانا 63, 66
نذیر احمد مبشر، مولانا
95, 130, 140, 329
نذیر احمد (افسر تعمیرات) 20
نزہت آراء بیگم 334
نزہت سیدین، سیدہ 183
نسبون محمود 362
نسیم احمد 143
نسیم احمد، صاحبزادہ مرزا 340
نسیم اختر بنت ملک شادے خان
285
نسیم سعید، سیدہ
312, 316, 317, 337
نسیم سیفی، مولانا
9, 130, 179, 181
نصر اللہ حمید، ڈاکٹر 131
نصر اللہ خان، نوابزادہ
237, 238, 246
نصر اللہ خاں بھٹی، چوہدری 304
نصرت بھٹو 239
نصرت جہاں، سیدہ (اماں جان)
17, 18, 36, 280
نصرت جہاں، صاحبزادی 339
نصرت قریشی، ڈاکٹر 136
نصیر احسان احمد، مرزا 339
نصیر احمد خالد 140
نصیر احمد شیخ، ڈاکٹر 131
نصیر احمد مبشر، ڈاکٹر 136
نصیر احمد، چوہدری 139
نصیر احمد، راجہ 343
نصیر احمد، مولوی 320
نصیر الحق، حاجی 330
نصیر الدین احمد، شیخ 140
نظام الدین بدھن، ڈاکٹر 135
نظام الدین مہمان، مولوی 387
نظام الدین، مولوی 277
نعمت اللہ خان 322
نعیم احمد طاہر 4
نعیمہ بشریٰ بنت علی محمد انبالوی 323
نعیمہ بنت علی محمد انبالوی 323
نفیسہ بنت ڈاکٹر حافظ عبد الجلیل
خان 294
نور الحق تنویر، قریشی 125
نور الحق، مولانا ابوالمنیر
172, 229
نور الدین، (حضرت) مولانا 18,
188, 287, 311, 328
نور محمد، حافظ 308
نیاز علی فاروقی، منشی 278
نیاز محمد، شیخ 279
نیلسن منڈیلا 73

و

واحد حسین، گیانی مرزا (سابق
شیر سنگھ) 317-322
واعظ علی مسلسل، مولانا 333
وحید احمد 339
وحید قریشی، ڈاکٹر 33
ودود احمد ابن ڈاکٹر بھائی محمود احمد
285
وسیم احمد، صاحبزادہ مرزا
95, 96, 233
وقیع الزمان، بریگیڈیئر 17
ولی الرحمٰن سنوری 126
ولی شاہ، ڈاکٹر 200, 366

ولیم ٹب مین 56, 89, 120, 123, 207
ویمہ والدالحاج ابوویمہ 373

ہ

ہارون علی،مرزا 279
ہاروناا سیکو 107, 373
ہدایت اللہ ہیوبش 146, 147, 156, 158
ہشام 78

ی

یار جنگ،نواب بہادر 347, 348
یداللہ بھنوں 378
یعقوب بیگ،ڈاکٹر مرزا 293, 300
یعقوب علی عرفانی،شیخ 18
یعقوبو گوون،میجر جنرل 43, 99, 100
یوسف یاسن 178, 227
یوسف،کرنل 202

ENGLISH

A.A.Lamin 141
Abdulai Bayo 143
Abdul K. Sesay 141
A. Kabba 143
Alah Lamin 142
Alimamy M. Kamara 142
Ann K. S. Lambton 392
A.S.Bayoh 141
A. Sesay 142
A.T.Jalloh 141
Balla Sesay 142
Bernard Lewis 392
Dr. Wysenbeek 384
DS. H. Hofman 384
Ebrima Bayo 143
E.J.Massaquoi 142
Evans F.Sinneh 141
F. Kallon 143
F.M.Bayoh 141
Francis Farmer 142
Hassan Iftone 141
Hassan Kamara 143
J.B.B.Saffa 141
Joseph Lavally 142
K.M.Bangura 142
K.M. Lamin 141
Lilian Songo 143
M. H. Rogers 143
Michael N. Ndoinge 143
M.K.Mahmood 143
Momodu Momoh 142
Mustapha N.Kallon 141
Pater DRS. TH. J. A. Geraetis 384
P.M.Holt 392
Prof. Dr. A. Klasens 384
Prof. Dr. A.A. Kampmout 384
Prof . Dr. G.W.J. Drewes 384
R. Boeke 384
Sandy Moijueh 141
Shiaka Lahai 143
S. I. Fofana 143
S.M.Sapatteh 141
S .T. Laboh 143
Sylvester Keifala Moiforay 142
U.P.Bangura 142
Unisa Deen Kargbo 142
Yousuf Turay 143

مقامات

آ۔الف

آبی جان (آئیوری کوسٹ) 52-54, 135
آرا (نائیجیریا) 140
آسٹریلیا 334
آکسفورڈ 365
آگووائی۔اوگون سٹیٹ (نائیجیریا) 140
آئیگنلے۔کواراسٹیٹ (نائیجیریا) 140
آئیوری کوسٹ 37, 52-55, 57, 98, 122, 135, 145, 226
ابادان 43, 99, 135, 341
ابوظہبی 215, 259
اپاپا (نائیجیریا) 134
اٹلی 259
اجوکورو (نائیجیریا) 135
اجیبوڈے (نائیجیریا) 134, 135, 222
احمد نگر (ربوہ) 19, 92, 291
اسالڑی (سندھ) 29
استنبول 40
اسکورے (گھانا) 131, 139
اسلام آباد 13, 90, 92, 159, 160, 166, 167, 168, 174, 182, 183, 316
اشانٹی 48, 109, 132, 230
افریقہ (براعظم) 6, 8, 11, 45, 49, 51, 60, 63,67, 84-86, 89, 96, 97, 102, 109, 110, 123, 127, 130, 151, 157, 162-165, 171, 178, 179-181, 184, 185, 190, 197, 204, 206, 208, 212, 216, 222, 227, 234, 235, 261, 358
افریقہ (جنوبی) 72
افریقہ (مشرقی) 9,178,200, 298, 301-303, 359
افریقہ (مغربی) 37, 38, 56, 57, 64, 67, 68, 69, 70, 74, 87, 88, 94, 98, 99, 104, 105, 106, 107, 117, 119, 121, 122, 159, 166, 167, 169, 171-173, 175, 178, 181-183, 195, 203, 208, 215, 224, 226, 227, 230, 232, 233, 235, 265, 359
افغانستان 364
اکارےاکوکو۔اونڈوسٹیٹ (نائیجیریا) 135
اکرا 47, 51, 52, 105-107, 132, 230
اکیجا (نائیجیریا) 99
اگباگی۔اکوکوسٹیٹ (نائیجیریا) 139
الانی جوانڈیا (سندھ) 29
البانیہ 40
امبالے (یوگنڈا) 137
امرتسر 269, 276, 278, 318, 321
امریکہ 7, 8, 11, 70, 117, 127, 180, 208, 258,

304, 305, 334, 358,
360-362, 383, 387
امریکہ(مشرقی) 368
امریکہ(جنوبی) 164, 368
اموسان(نائیجیریا) 135
انبالہ چھاؤنی 346, 392
انجوارا(گیمبیا) 134
اندلس 77
انڈونیشیا 46, 361-364,
369, 380, 387
انڈیا۔بھارت۔ہندوستان
8, 132, 161,
185, 202, 227, 259,
286, 290, 302, 306,
314, 315, 331, 341,
342, 346, 364, 371
انڈیر(سندھ) 29
انگلستان۔انگلینڈ۔برطانیہ۔uk
3, 4, 60, 70,
74, 75, 88, 114,
117, 162, 177, 178,
190-193, 200, 205,
208, 231, 258, 272,
274, 298, 301, 303,
311, 344, 364-366
اوچی(نائیجیریا) 135
اونٹ کپاریو(سندھ) 29
اونڈا(نائیجیریا) 140
اونی(نائیجیریا) 140
اوہایو 360
اویری(نائیجیریا) 135
ایبٹ آباد 92, 158-160,
162, 167, 170, 172,
173, 177-179, 181,
184, 186, 187, 201
ایپل ڈورن 385
ایتھنز(اوہایو) 360
ایڈنبرا 115
ایران 8, 41, 259, 384
ایسارچر(گھانا) 139
ایشیا 78, 127, 239
ایکروفوم(گھانا) 131
ایلڈورو(کینیا) 376
ایمسٹرڈیم 68
ایمگن روڈ(لاہور) 39

ب

باب الابواب(ربوہ) 92
باتھرسٹ
57, 59, 89, 199
باسٹن 361
بالٹی مور 360, 361
بال(Bal)جالندھر 301
بانجل(گیمبیا) 134, 143
باندھی(سندھ) 174
بانڈونگ(انڈونیشیا)
363, 364
بٹالہ 279, 282, 283
برطانیہ۔انگلستان۔انگلینڈ۔uk
3, 4, 60, 70,
74, 75, 88, 114,
117, 162, 177, 178,
190-193, 200, 205,
208, 231, 258, 272,
274, 298, 301, 303,
311, 344, 364-366
برکن وڈ 384
برمنگھم 192, 303
برہمن بڑیہ(مشرقی پاکستان)
343
بریڈفورڈ 191, 192
بریکامہ(گیمبیا) 134
بصّے(گیمبیا) 134, 143
بغداد 305
بکورو(نائیجیریا) 134
بلاما(سیرالیون) 140
بلیک برن 194
بمبئی 333
بنگال 333

بنونکا کُنڈا (گیمبیا) 59
بواجے بو (سیرالیون)
42, 132, 140
بواڈی (گھانا) 132
بوبوجلاسو (بورکینا فاسو) 137
بوناگئی (ماریشس) 379
بو (سیرالیون) 65, 67, 133,
140-143, 326, 369
بہار 333
بہاولپور 9, 31,
92, 95, 242, 247
بہاولنگر 31, 278
بھارت ۔ انڈیا ۔ ہندوستان
8, 132, 161,
185, 202, 227, 259,
286, 290, 302, 306,
314, 315, 331, 341,
342, 346, 364, 371
بھٹے کلاں (سیالکوٹ) 278
بھڑ (گورداسپور) 282
بی کوائے اسٹیٹ ۔ غانا 230
بیلجیئم 163, 355
بیورو جک (Beverwijk) 385

پ

پاڈنگ (انڈونیشیا) 362, 363
پاراکو (بینن) 137
پاک پٹن 330
پاکستان 7, 31,
72, 89, 116, 124,
127, 202, 231, 238
پاکستان (مشرقی) 210, 223,
342, 343, 354, 356,
357, 364, 375, 385
پاکستان (مغربی) 91,
223, 243, 314, 349
پاکن بارو (انڈونیشیا) 362
پائی (ماریشس) 379
پپاتو (انڈونیشیا) 362
پریسٹن 365
پسرور 283
پشاور 18, 92,
167, 170, 174, 175,
184, 269, 308, 341
پمپانگن (انڈونیشیا) 362
پنجاب (پاکستان) 9, 31,
92, 95, 226, 233,
242, 245, 247, 251,
267, 280, 354, 390
پنجاب (ہندوستان) 289,
314, 316, 333, 358
پنڈی بھٹیاں 93
پواووکرتو (انڈونیشیا) 363
پورٹونوو (بینن) 137
پولینڈ 69
پھگلہ 186
پھولپورہ (سندھ) 29

ت ۔ ٹ

تابنگ تنگی (انڈونیشیا) 362
تاسیک ملایا (انڈونیشیا) 362
تاشقند 352
ترکی (ٹرکی) 8,361
ترنول 158
تلونڈی جھنگلاں (گورداسپور)
169
تلونڈی راہوالی 280
تنجونگ بالے (انڈونیشیا)
362, 363
تنزانیہ
136, 146, 258, 367
تنکوڈوگو (بورکینا فاسو) 137
تہران 40
تھائی لینڈ 164
ٹانگا 301
ٹاویٹا (کینیا) 376
ٹب مین برگ (لائبیریا) 136

ٹبورا 301, 302
ٹمبوڈو (سیرالیون) 140
ٹیچی مان 50, 105, 131
ٹیکسلا 170

ج۔چ

جاپان 147, 210, 364
جاکرتا (انڈونیشیا) 362, 363
جرمنی (مغربی) 41, 70, 147, 149, 153, 156, 157, 256-258, 364, 368
جزائر فجی 32, 223, 259,374,375,388
جلنگھم 301, 303, 365
جنوبی کوریا 200,364
جنیوا 40
جورو (سیرالیون) 132, 140
جہلم 93
جھنگ 16, 86, 87, 240, 347, 357
چڑانت (سندھ) 29
چک چھور مغلیاں 310
چک نمبر ۵۶۵۔فیصل آباد 318
چک ۳۵ جنوبی۔سرگودھا 277
چندر کے منگولے 280, 288
چنیدہ (سندھ) 29
چنیوٹ 10, 240, 275
چوتیرہ (یوگنڈا) 136
چین 369

ح۔خ

حصار (بھارت) 346
حیدرآباد (پاکستان) 298
حیدرآباد دکن (انڈیا) 290, 341
خانیار کشمیر 375
خیبرایجنسی 308

د

داتہ (سرحد) 186
دارالبرکات (ربوہ) 92, 274
دارالبرکات (قادیان) 278, 280
دارالرحمت شرقی 92
دارالرحمت غربی 92, 97, 259, 290
دارالرحمت (قادیان) 282, 284, 285, 288, 289
دارالرحمت وسطی 92
دارالصدر جنوبی 92
دارالصدر شرقی 92
دارالصدر غربی 16, 92
دارالعلوم 92
دارالنصر شرقی 92
دارالنصر غربی 92
داراليمن 92
دارو (سیرالیون) 140, 142
داسا (بینن) 137
دمشق 217-219
دھڑھ چک نمبر ۲۹۔شیخوپورہ 322
دہلی 295, 313, 314, 315, 316, 336, 338
دھرگ میانہ (سیالکوٹ) 304
دھرم سالہ 305
دھتا گام (سندھ) 29
دھینگا سرو (سندھ) 29

ڈ

ڈاکار 199
ڈبوآسی (گھانا) 131
ڈنگہ 281
ڈنمارک 70, 178, 368
ڈوکو (انڈونیشیا) 362
ڈھاکہ 8, 342, 377

ڈھڈ ویرہ (سندھ) 29
ڈیٹن 361
ڈیرہ اسمٰعیل خان 92
ڈیرہ بابا نانک 282, 283
ڈیرہ غازیخان 92
ڈیوزبری (انگلستان) 192

ر۔ز

راولپنڈی 8, 13, 16, 90, 92, 158-160, 165, 167-170, 172, 179, 183, 187, 247, 276, 373, 339, 340, 356
راہوالی 280
ربوہ 195, 349, 350
رتن باغ 18
روٹرڈم 385
روٹی فنک (سیرالیون) 141
روز ہل (ماریشس) 377-379
روس 7, 55, 69, 179
روکوپر (سیرالیون) 133, 140, 143
رہوڈیشیا 72
ریتی چھلہ (قادیان) 284
زنجبار 301
زونن برگ 41
زیمبیا 258
زیوانی (کینیا) 376
زیورک 40, 41, 69, 157

س

ساچرے اڈوماسی (گھانا) 132
ساکرویرو (سندھ) 29
سالٹ پانڈ 1, 51, 105, 372, 374
سامابولا۔ فجی 374
سانبوسن (سندھ) 29
سانوے (لائبیریا) 144
ساؤتھ آل 365
ساؤتھ کوریا 200
سبط (سپین) 75
سپین 68, 75-78, 81-84, 86, 88, 115, 117, 119, 120, 151, 153, 154, 156, 161, 162, 164, 184, 205, 206, 368
سٹھیالی (قادیان) 4
سرحد 92, 159, 185, 186, 226, 245, 269, 336
سرسہ (Sirsa) (بھارت) 346
سرگودھا 8, 10, 15, 16, 29, 178, 187, 233, 242, 277, 281, 284, 285, 340, 341, 343, 353
سعداللہ پور 324, 326
سعودی عرب 259, 364
سکنڈے نیویا 9, 388
سکوتو 110, 111, 113
سکھیکی 91
سلاگا (گھانا) 139
سلیکرویر 385
سماٹرا (شمالی) 362
سماٹرا (وسطی) 362
سندھ 86, 90, 118, 169, 174, 245, 267, 300, 301, 339, 355
سندھیا کاوانڈیا (سندھ) 29
سنڈاکن (ملائیشیا) 380
سنگاپور 364, 387
سنیپر (ماریشس) 379
سوات 172
سوڈان 46
سورابایا (انڈونیشیا) 363

سورینام 377
سوکابومی (انڈونیشیا) 362
سوئٹزرلینڈ 40, 178, 258, 369, 385
سویڈرو (گھانا) 131
سی پی (بھارت) 333
سیالکوٹ 3, 8, 31, 90, 93, 165, 242, 278, 280, 282, 283, 285, 288, 304
سیرالیون 37, 46, 54, 59, 60-62, 64-68, 98, 113, 123, 132, 140, 145, 165, 177, 226, 326, 359, 369-372, 387, 388
سیلون 364
سینیگال 199
سیوطہ 151, 154

ش۔ط

شام 217, 234, 363
شیانڈا (کینیا) 138
شرقِ اوسط 361
شیخوپورہ 15, 16, 31, 91, 93, 196, 237, 322, 344, 345, 353, 392
طلیطلہ 83

ع۔غ

عدن 215, 259
عراق 305, 368, 383
عرب (ممالک) 8, 27, 41, 54, 81, 151, 171, 178, 185, 302, 305
عمائشہ (نائیجیریا) 139
غانا (گھانا) 1, 8, 10, 37, 46-48, 52, 53, 98, 103-109, 120, 122, 131, 132, 138, 145, 178, 203, 215, 227, 228, 230, 231, 273, 372-374, 387, 388
غرناطہ 81-83, 117, 118, 153, 161

ف۔ق

فارموسیٰ (فارموسا) 364
فتح جنگ 159
فتوکے 304
فجی 32, 223, 259, 374, 375, 388
فرانس 368
فری ٹاؤن (سیرالیون) 63, 67, 98, 133, 140, 141, 359
فرینکفرٹ۔فرینکفورٹ 41, 69, 149, 150, 154, 156, 157
فلاڈلفیا 361
فلپائن 364
فنکس (ماریشس) 379
فومینہ (گھانا) 138
فیرافینی (گیمبیا) 134
فیروزپور 308
فیصل آباد (لائلپور) 8, 10, 16, 19, 31, 33, 169, 239, 242, 301, 309, 318, 331
فیض اللہ چک 330
فیکٹری ایریا (ربوہ) 92
قادیان 182, 257, 278, 284, 288, 289, 292, 293, 294, 324, 327, 328, 331, 332, 336, 358
قاصبو (سندھ) 29

قاہرہ 369
قرطبہ 78-81, 83, 184
قصور 278
قطر 215

ک

کابا (نائیجیریا) 135
کاعور (گیمبیا) 133
کالیو (گھانا) 131
کانگڑہ 305
کانو (نائیجیریا)
44, 99, 110,
111, 135, 139, 198,
201, 238, 381-383
کبالا (سیرالیون) 140, 142
کراچی 8,
13, 39, 86, 87, 90,
97, 116, 117, 126,
135, 174, 231, 279,
311, 322, 325, 326,
333, 337, 351, 355
کرائیڈن 365
کرم ایجنسی 308
کسوموں (کینیا) 138, 375
کشمیر (پاکستان) 295
کشمیر (انڈیا)
85, 238, 285, 375
کلانور (گورداسپور)
300, 317
کلر کہار 187
کلیولینڈ 360
کلّوسوہل 282
کماسی (گھانا) 17
کمپالا (یوگنڈا) 144
کوالے (کینیا) 376
کوپن ہیگن 69
کوٹونو (بینن) 137
کوری بانڈو (سیرالیون) 141
کوفوریڈوا (گھانا) 132
کوکوفو (گھانا)
131, 230, 231
کوئٹہ 86, 90, 305
کوہاڑا (سندھ) 29
کوہلی ویری (سندھ) 29
کویا (سندھ) 29
کہونڈہ (تنزانیہ) 136
کیٹوبو (کینیا) 376
کیٹوگوٹو (کینیا) 376
کیرالہ 306
کیملپور (کیمبل پور، اٹک)
167, 329
کینیا 138,
145, 258, 303, 375
کینیڈا 334
کینیما (سیرالیون)
133, 140, 141
کیوٹو 210

گ

گاروت (انڈونیشیا) 363
گجرات 8, 16,
90, 254, 281, 287,
291, 311, 312, 324
گساؤ (نائیجیریا) 139
گلاسگو 28, 71, 115
گلانوالہ 312
گلگت 305
گنج مغلپورہ 91
گنجور (گیمبیا) 134
گنی بساؤ 137
گوجرانوالہ
15, 29, 90, 93, 166,
186, 280, 309, 311

گوجر خاں 307
گوڈا (Gouda) 385
گورداسپور
169, 281, 300, 317
گوکھووال چک نمبر ۱۲۱
308-310
گولبازار (ربوہ)
17, 91, 92, 96
گومواپوسٹن (گھانا) 139
گونوامنگواسی (غانا) 52
گھانا (غانا) 1, 8, 10, 37, 46-48, 52, 53, 98, 103-109, 120, 122, 131, 132, 138, 145, 178, 203, 215, 227, 228, 230, 231, 273, 372-374, 387, 388
گھٹیالیاں 2, 3
گی آنا
376, 377, 387, 388
گیمبیا 37, 57, 58, 74, 88, 89, 113, 114, 123, 133, 143, 145, 185, 197-199, 226, 265, 365, 387

ل

لابوان ۔ جزیرہ (ملائیشیا) 380
لاس پلماس 68
لاکڑ کھڈیا (سندھ) 29
لالہ موسیٰ 291
لائبیریا
8, 37, 55, 56, 89, 98, 113, 122, 136, 144, 145, 207, 226
لائلپور (فیصل آباد)
8, 10, 16, 19, 31, 33, 169, 239, 242, 301, 309, 318, 331
لاہور
3, 8, 9, 13, 15, 16, 18, 21, 22, 28, 33, 39, 46, 87, 90, 91, 93, 160, 162, 167, 168, 170, 188, 189, 190, 191, 243, 244, 252, 287-293, 314, 316, 330, 333, 340, 341, 346, 353, 354
لبنان 19
لکھنؤ 295, 333

لندن (لنڈن)
13, 40, 70, 71, 75, 77, 83, 86, 88, 114, 116, 117, 146, 149, 191, 192, 199, 200, 210, 272, 285, 299, 327, 334, 344, 365, 366, 387, 388
لنڈی (کینیا) 376
لنگی (سیرالیون) 59, 141
لیبیا 368, 383
لیڈز 192, 365
لیگوس 41, 44, 45, 47, 53, 67, 98-100, 103, 104, 106, 107, 111, 157, 198, 202, 359
لیّہ 349
لیسٹر (فری ٹاؤن) 63

م

مارکن 70
ماری ھوو 384
ماریشس 9, 10,135, 137, 377, 378, 379, 388
مالابار 306
مالدلا (سندھ) 29

مالیرکوٹلہ 279
مانچسٹر 365
مانڈو۔بو (سیرالیون) 142
مانساکونکو (گیمبیا) 143
مانسہرہ
92, 167, 174, 186
مانکسیم (گھانا) 132
مائل91 (سیرالیون)
133, 143
مٹھی 29
محمودآباد (کراچی) 326
مدراس 333
مراکش 75, 146, 147,
151, 152, 153, 385
مردان
170, 172, 336, 340
مسنگبی (سیرالیون)
133, 140, 142
مسینہ کنشاسہ (کانگو) 137
مشرقِ وسطی 8
مصر 270, 361, 384
مظفرآباد 167
مکہ 54, 151, 167
مکینی (سیرالیون) 141
ملائیشیا
363, 364, 380, 387
ملتان 8, 93, 295, 340
ممباسہ (کینیا) 138, 376
منا (نائیجیریا) 139
منٹگمری (ساہیوال)
8, 291, 361
منڈی بہاؤالدین 324
موروگورو (تنزانیہ)
136, 367
مونتائیں بلانش (ماریشس) 379
میدان (انڈونیشیا) 362
میڈرڈ 77, 78, 83
میری لینڈ 360
میرپورخاص 86
میرٹھ 313
میسور 333

ن

نائیجر 46
نائیجیریا 37, 40-47, 53,
54, 67, 69, 98-106,
110, 113, 114, 120,
122, 134, 145, 165,
198, 215, 226, 228,
235, 259, 272,
340-342, 363, 369,
381, 382, 387, 388
نگرپارکر 29
نواب شاہ 86
نیروبی (کینیا)
138, 302, 303
نیوبصا (نائیجیریا) 135
نیوٹن (سیرالیون) 141, 143
نیویارک 361

و

وا (گھانا) 51, 131, 138
واڈاکاوانڈیا (سندھ) 29
واسنر (Wassenaar) 384
واشنگٹن 360, 361, 368
واگاڈوگو (بورکینافاسو) 137
وایوگیا (بورکینافاسو) 137
وورس ہوٹن 384
وہاڑی 239
ویک فیلڈ 191, 192
ویمبلڈن 365

ہ

ہالنگن (Harlingen) 384

ہالینڈ 67, 68, 70, 191, 258, 259, 365, 383-387
ہانگ کانگ 364
ہباسر (سندھ) 29
ہجکہ 328, 329
ہڈرزفیلڈ 365
ہری پور 170, 174
ہزارہ 159, 185, 186
ہندوستان۔انڈیا۔بھارت 8, 132, 161, 185, 202, 227, 259, 286, 290, 302, 306, 314, 315, 331, 341, 342, 346, 364, 371
ہیگ 68, 69, 72, 113, 191, 194, 384

ی

یارک شائر 191, 192
یروشلم 79
یوپی 333
یورپ 8, 11, 75, 76, 78, 79, 127, 172, 180, 208, 358, 362, 366, 368
یوگوسلاویہ 40

ENGLISH

Al kala(سپین) 81
Al Kaza(سپین) 81
Bandajuma(سیرالیون) 142
Berkenwood 384
Bomie Tongo(سیرالیون) 142
Dar-e-Salam(سیرالیون) 143
Fairo(سیرالیون) 141
Gbangbatoke(سیرالیون) 141
Gbendembu(سیرالیون) 142
Gbonkobana(سیرالیون) 142
Goderich(سیرالیون) 143
Hadamar(جرمنی) 157
Kailahun(سیرالیون) 141
MIM(گھانا) 131
Magburaka(سیرالیون) 143
Manhattan 361
Masiaka(سیرالیون) 142, 143
Mogbwemo(سیرالیون) 142
Ngegbema(سیرالیون) 143
Pendembu(سیرالیون) 142
Pepel(سیرالیون) 141
Port Loko (سیرالیون) 143
Rosinor(سیرالیون) 142
Segbewema(سیرالیون) 143
Sembehun(سیرالیون) 141, 143
Slikkerveer 385
Taiama(سیرالیون) 143
Targrin.Lung(سیرالیون) 142
Timbowala(سیرالیون) 141

کتابیات

آ۔ا

آسمانی فیصلہ 266,276
آئینہ برطانیہ۔رسالہ (کراچی) 231
آئینہ کمالات اسلام 279,328
احسانات مسیح موعود میں سے کچھ 333
احمدی ڈاکٹروں سے بصیرت افروز خطاب 274
احمدیت کے متعلق عالمی تاثرات 390
احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک حصہ دوم 389
اخبار احمدیہ۔لندن 272,392
اخبار جہاں۔کراچی 337
اخبار خواتین 337
اداکار۔ہفت روزہ 275
ازالۂ اوہام 269
اسرار نہانی 333
اسلام کا اقتصادی نظام 22,368
اسلام کا وراثتی نظام 390
اسلامی اصول کی فلاسفی 362,368
اسلامی معاشرہ میں میاں بیوی کے حقوق و فرائض 390
اصحاب احمد جلد اول 336
اصحاب احمد جلد پنجم حصہ اول 274
افریقہ سپیکس 97,179,182,389
الاشباہ والنظائر 241
الحکم 18,269
الفاروق۔مجلّہ 274
الفرقان۔رسالہ 189, 237, 275, 276, 321, 336, 353, 354, 392
الفضل (انٹرنیشنل) 273
الفضل 97, 120, 237, 240, 295, 314
المظہر فی علوم اللغۃ وانواعھا 34, 35, 270
اماں کی عظمتوں کو سلام۔سوانح بیگم شفیع 317,337
امروز۔روزنامہ (لاہور) 337
امن۔روزنامہ (کراچی) 337
انتخاب۔رسالہ 241
انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۱۴ 375
انسائیکلوپیڈیا قائداعظم 315,337
انصاراللہ۔رسالہ 273
انوارالاسلام 274
اہل حدیث۔رسالہ لاہور 353
ایشیاء۔رسالہ 241
ایک سچے اور حقیقی خادم کے بارہ اوصاف 212

ب۔پ

بابانانک صاحب مسلمان ولی اللہ تھے 321
بائبل 319
بدر، اخبار (قادیان) 321,336,338
برق آسمانی 334
برہان ہدایت جلد اول 337
برہان ہدایت جلد دوم 337
بلیک برن ٹائمز۔لندن 194,274
بےلاگ۔ہفت روزہ 275
پاکستان ٹائمز 240

پاکستانی۔اخبار لائلپور 239
پرگنہ بٹالہ کا گروشری نہہ کلنک اوتار
مرزامہدی ہوگا 321
پنتھ پرکاش 318
پیغام امن اور ایک حرف انتباہ
368
پیغام صلح۔اخبار 188,190
پیوبلو(Pueblo)اخبار۔سپین
83

ت۔ٹ۔ث

تاریخ احمدیت جلد ۳ 269
تاریخ احمدیت جلد ۸ 335
تاریخ احمدیت جلد ۹ 347
تاریخ احمدیت جلد ۱۱ 389
تاریخ احمدیت جلد ۱۹ 291
تاریخ احمدیت جلد ۲۴ 75
تاریخ احمدیت جموں وکشمیر 336
تاریخ احمدیہ سرحد 269,336
تاریخ احمدیت لاہور
335, 338
تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول
269,337,389
تحریک احمدیت کا سکھوں پر اثر
321
تحریک جدید کے پانچ ہزاری
مجاہدین 269,
335, 336, 337, 338
ترجمان الحدیث۔رسالہ 353
ترجمان القرآن۔رسالہ
241,275
ترجمانِ اسلام 237
تشحیذ الاذہان 327
تعارف وتاریخ حدیقۃ المبشرین
273
تعلیم القرآن۔ماہنامہ
247,276
تفسیر سورہ یٰسین 389
تفسیر سورۃ البقرہ 389
تفسیر صغیر 309,328,352
تفہیمات ربانیہ 354
تنویر القلوب حصہ دوم 390
توبہ واستغفار کی حقیقت 390
ٹائمنر۔روزنامہ(پاکستان) 337
ثنائی چکر 334

ج۔چ

جامع صحیح مسند بخاری 389
جسارت۔روزنامہ 239,275
جلسہ سالانہ کی دعائیں 276
جنگ۔روزنامہ(راولپنڈی)
337
جنگ۔روزنامہ کراچی 337
جنم ساکھیاں 318
چٹان (ہفت روزہ) 21,
22, 236, 238, 245,
246, 270, 275, 276
چشمۂ اصفٰی 390
چند خوشگوار یادیں 75

ح۔خ

حضرت بابا نانک صاحب 321
حقیقۃ الصلوٰۃ 390
حیات بشیر 269
خالد، ماہنامہ 97,
270, 271, 272, 274
ختم نبوت کی حقیقت 389
خطباتِ محمود جلد اول 389
خطبات ناصر جلد سوم 273,274
خلافت ثالثہ کی تحریکات اور ہماری
ذمہ داریاں 389

د۔ڈ

درثمین 227
درثمین فارسی 286
دستکاری۔ہفت روزہ اخبار 314
دعا اور اس کے آداب 390

دومسئلے 390
دی اسلام، ماہنامہ۔جرمنی
(Der Islam) 257
دی ایکو(گھانا) 98
دی پاینیر (گھانا) 98
دی نیو ڈیٹن ایکسپرس۔ہفت روزہ
اخبار۔امریکہ 360,361
دی ریویوآف ریلیجنز (اردو)
321, 327
دی ریویوآف ریلیجنز۔لندن 146
دی گھانین ٹائمز (گھانا)
98, 106, 273
دس گوروصاحبان کے نام 322
دی لائٹ۔اخبار لاہور
160, 187
دی مسلم ہیرلڈ۔لندن 210
دی نائیجیرین آبزرور(نائیجیریا)
98,99
ڈان۔دہلی 315
ڈان۔پاکستان 244, 275
ڈیلی ایکسپریس(نائیجیریا)
98,99
ڈیلی ٹائمز(نائیجیریا) 98,
99, 103, 104, 272
ڈیلی سکیچ(نائیجیریا) 98, 99
ڈیلی گرافک(گھانا) 98,105,
106, 107, 272, 374
ڈیلی میل(سیرالیون) 98, 371

ر

رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۲ء
337
رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء 27
رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۷ 335
رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ 335
رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۳ 335
روحانی خزائن جلد ۴ 276

س۔ش

سباٹائمز۔روزنامہ 380
ست پرچارک 321
سری گوروتیغ بہادرصاحب کا قتل
322
سکھ مذہب اور کیس 321
سکھوں اور مسلمانوں کے خوشگوار
تعلقات 321
سلاطین ہند اوراشاعت اسلام
390
سن رائز۔رسالہ (امریکہ) 360
سنڈے پوسٹ(نائیجیریا)
98, 104, 272
سنڈے ٹائمز(نائیجیریا) 42
سنگ میل۔ہفت روزہ 349
سورج پرکاش 318
سیرت النبی ﷺ (دیباچہ قرآن
کریم انگریزی) 362
سیرت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام
(گورمکھی) 321
شانِ خاتم الانبیاء 389
شہاب۔اخبار 240

ص۔ض

صحیفہ(سہ ماہی مجلّہ) 33
ضرورت نبوت کا ثبوت 389
ضمیمہ انجام آتھم 338

ط۔ظ

طالمود 71
ظہورمہدی آخرالزمان 390

ف۔ق

فاروق۔مجلّہ (خدام الاحمدیہ)
298
فتوح الشام 274
فریٹرنٹے ماتن (آئیوری کوسٹ)
98
قادیانی مسئلہ۔کتابچہ 245

قادیانی مسئلہ کا جواب۔کتابچہ 275
قرآن مجید انگریزی مع تفسیری نوٹس 62
قرآن کریم ترجمہ انگریزی 362,376

ک۔گ

کانوسٹیٹ ایکسپریس 381
کتاب البریہ 274
کشتی نوح 274
کلجگ کا اوتار 321
کلیات خلیل 333
کوہستان۔روزنامہ 242, 275, 337
کیا احمدی مسلمان ہیں؟۔کتابچہ 182
گرنتھ صاحب 318
گلدستہ مہدی 321
گوربلاس 318
گوروگوبند سنگھ کے بچوں کا قتل 321
گورونانک اُدیش۔ماہنامہ 346
گورونانک جی کا فلسفہ توحید 345,346

ل۔م

لائبیرین سٹار(لائبیریا) 98
لاہور۔ہفت روزہ 191, 192, 193, 194, 272, 274
لنڈن ٹائمز 71, 344
لولاک 275
مارننگ پوسٹ(نائیجیریا) 98, 99, 102, 272
مامسلمانیم 389
مباحثہ مونگھیر (حصہ اول۔دوم۔سوم) 333
مساوات۔اخبار 240
مسیح ہندوستان میں 368
مشرق،روزنامہ۔لاہور 337, 392
مشعلِ راہ 389
مشعلِ راہ جلد دوم 272
مصباح 19, 269, 274, 275, 327, 391
ملفوظات جلد اول 269
میری بحریہ سروس اور احمدیت۔غیر مطبوعہ 392

ن

نحن مسلمون 389
ندائے ملت۔اخبار لاہور 243, 267, 270, 275
نقوشِ جاوداں 390
نوائے وقت۔لاہور 275, 392
نیونائیجیرین(نائیجیریا) 98, 99
نیوز۔روزنامہ 337

و۔ہ۔ی

واذاالصحف نشرت 338
وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ 389
وہ پھول جو مرجھا گئے 336
ہم مسلمان ہیں 389
یادرکھنے کی باتیں 390
یونٹی (سیرالیون) 98

ENGLISH

Advance , daily 380
English traced to arabic 33
The Cambridge History of Islam,Vol:2 357, 392
The Dayton Daily News 360, 361